

خون کا گچھٹ

ستمبر 2014

لوگوں کے راز اور خفیہ حقائق
خون کا گچھٹ اور خفیہ حقائق

WWW.PAKSOCIETY.COM

جانتی ہو پھر

RS:70

کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہیں ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر۔ رائٹر۔ ادارہ۔ یا پبلیشر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلیشرز شہزادہ عالمگیر پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ لاہور)

آپ کے خطوط

پراسرار قلعہ

رابی خان پشاور

سندیے

کالا سایہ

آئہ کنول

118

مجھے یہ شعر پسند ہے

حقیقی محبت

این اے کاوش

80

پھول اور کلیاں

غزلیں نظمیں

سات ہلاکت خیز گناہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: سات جاہل اور ہلاکت خیز گناہ سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جاؤ کرنا، جس جان کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، اسے ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سو دیکھنا، میدان جہاد سے فرار ہونا، پاک و امین خواتین پر زنا کی تہمت لگانا۔

شیطان کی اعانت سے بچو

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا: اے اہل بیت! اسے دانت ڈبٹ کرو۔ مسلمان اسے دانت ڈبٹ کرنے لگے۔ کسی نے کہا تو نے اللہ کی فرمانبرداری کا خیال نہ کیا؟ کسی نے کہا تجھے اللہ کا خوف نہ آیا؟ جب ایک آدمی نے کہا اللہ تجھے رسوا کرے تو نبی کریم نے اس کو روک دیا اور فرمایا: اے بدو عاتیں! دے کر اس کے خلاف شیطان کی اعانت نہ کرو اس کے بجائے اسے دعائیں دو، یوں کہو اے اللہ اس کی بخشش فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے تو آپ نے فرمایا جب تیری موت آئے تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زب ہو۔

ذکر اللہ تعالیٰ کی تمام عبادات کا خلاصہ ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: آسمان والے اہل زمین کے ان گھروں کو جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر ہوتا ہے ستاروں کی طرح چمکدار دیکھنے میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جنت میں وہ لوگ بلائے جائیں گے جو معیت و آرام کے وقت اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کرو کہ لوگ مجنوں کہلانے لگیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذابِ غیر سے زیادہ عذاب دینے والا نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جسے مشغلہ اور دستور بنالیا جائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ و مردہ کی سی ہے۔ ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ۔

نوید سلیم۔ مرید والا، فیصل آباد

پڑوسیوں کے حقوق

اصل میں ہمسایہ ہر وہ شخص ہے جو آپ کے دائیں بائیں اور نیچے چالیس گھر تک آس پاس دھنا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بن لو چالیس گھر تک ہمسایہ ہوتا ہے اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے ڈرتا ہو۔ اسلام کی نظر میں ہمسائے کے حقوق کی بنیاد چار اصولوں پر ہے:

☆ انسان اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے۔

☆ اس کو اس شخص سے بچائے جو اسے اپنے اپہنچانا چاہتا ہو۔

☆ اس کے ساتھ اچھائی کا برتاؤ کرے۔

☆ اس کی بد عزرائی کا بردباری اور دگر دے بدلہ لے۔

اپنے ایک مختلف موضوع میں ہیں۔ مثلاً زنا، چوہی، گالی گلوچ، برا بھلا کہنا اور دگند وغیرہ ڈالنا بھی ایذا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس عقوقوں سے زنا اور دس آدمیوں کے مال کو چوہی کرنے کو ہمسائے سے ایک مرتبہ زنا اور ایک مرتبہ چوہی کو برابر قرار دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نین مرتبہ قسم اٹھا کر خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ہمسایہ مدد طلب کرے تو اس کی مدد کر اور اگر قرض مانگے تو قرض درمختاج ہو جائے تو مالی امداد کر، پیدا ہو جائے تو علاج کراؤ اور مر جائے تو جنازے کے ساتھ قبرستان جاؤ اور اس کے بعد اس کے بچوں کی دیکھ بھال کرو۔ اسے کوئی اعزاز مل جائے تو جا کر مبارکباد دو، کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو اٹھنا دھند دہی کرو۔

محمد عباس راحت و حافظ محمد اکبر عطاری۔ لسبیلہ

حضورؐ کا گزراوقات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی دو دن متوازی جو کی دوئی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی بھی تین دن مسلسل گندم کی دوئی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بھر نہ تو کبھی۔۔۔ بزرگمانا تناول فرمایا اور نہ ہی چٹائی کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

کوٹ جنائ

۔۔۔ تحریر۔ ایہا س سعادت اشرف۔ گوجرانوالہ۔ قسط نمبر ۲۔۔۔

رات کا نینا نے کون سا پیر تھا جب شہابہ کی آنکھ کھلی کہ اس کا نام لینے پر کھلی وہ بوجھل بوجھل آنکھوں سے اپنے ارد گرد دیکھنے لگی اسے ٹھوڑی دور بند کھڑکی کے باروہ عورت کھڑکی دکھائی دی وہ شہابہ کو اپنے پاس بلا رہی تھی کسی کے بھی ہاتھ لگالے بغیر کھڑکی خود بخود کھلی شہابہ چپ چاپ اٹھی اور کھڑکی کی طرف چلنے لگی اب کہ اس نے دیکھا کہ وہ عورت سرخھی کے بجائے ہوا پر تیرتے ہوئے اونچائی سے مین کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ شہابہ کے لیے سیرھی لگی تھی وہ اس پر چلتے ہوئے نیچے اترتی وہ عورت اسے لیے پھرا سی بڑے سے میدان میں جا چکی جہاں بڑا سا کالے رنگ کا بازو بنا تھا وہ عورت اس دائرے کے پاس پہنچ کر رک گئی شہابہ بھی کسی روایت کی طرح اس کے پاس جا کھڑی ہوئی کہ وہ عورت ڈھاری میں اپنے شوہر کے مرنے پر تڑپ رہی ہوں اور تم اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے لگی ہوئی ہو یہ کہتے ہوئے اس عورت کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے نیلے رنگ کی شعاعیں نکلنے لگیں اس نے یکدم شہابہ کا بازو پکڑ لیا وہ اس کے لیے تیار نہ تھی اس لیے اپنا ہچکاؤ نہ کر سکی جیسے ہی شہابہ کا بازو اس عورت کے ہاتھ میں گیا اسے ایسے لگا جیسے اسے کسی انگارے نے چھو لیا ہوا اس کا بازو چلنے لگا اس نے زور لگا کر اپنے آپ کو اس سے چھڑانے کی کوشش کی کہ عورت کے نونکے ہاتھ اس کے بازو کا گوشت چیرتے دے باہر نکل گئے اب وہ تیز پی سے بھاگ رہی تھی بھاگتے بھاگتے اس کی نظر دور کھڑے کسی ہونے کی کمر پڑی ان کے ہاتھ پہنچ کر انکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ انکی جانب بڑے اور جیسے ہی اس کی نظر ان پر پڑی ان کی چیخ نکل گئی وہ گائیڈ انکل ہی تھے بران کی آنکھوں کی جگہ گڑھے بنے تھے جس میں سے نیلے رنگ کی روشنی نکل رہی تھی انہوں نے شہابہ کو پکڑنے کے لیے اس پر چھینے پر ان کے ناخن اس کے چہرے پر خراشیں ڈالنے لگے گڑھے وہ درد سے تڑپ گئی وہ بھاگنے لگی بھاگتے بھاگتے اس نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا اسے بہت سے نیلے رنگ کے نکلنے نظر آئے بھاگتے ہوئے وہ کسی چیز سے زور سے ٹکرائی اس نے نکرانے والی چیز کو دیکھا تو وہ گائیڈ انکل تھے وہ تیرت میں ڈوب گئی کہ میں تو اسے پیچھے چھوڑ کر آئی تھی تو پھر یہ یہاں کیسے کہ گائیڈ انکل نے تلوار کی مانند اپنے تیز ناخنوں سے اس کی گردن پر وار کیا وہ قلع کے تل چلائی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی اس نے گھبرا کر اپنے آپ کو دیکھا تو نہ سب اور ماؤ یہ خوف بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھیں اس کے بازو اور گردن سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر خراشیں پڑی ہوئی تھیں جس سے خون رس رہا تھا۔ ایک سنسنی خیز اور ڈرائی کہانی۔

نہانے کیوں کب کیسے اس عورت کی بات اور اب وہ پچھتاہی تھی بھاگتے ہوئے اسے ٹھوکر لگی ۵۵
مانتے ہوئے اس کے پیچھے یہاں تک آگئی اور وہ منہ کے تل پیچھے جا کر ہی جس سے اس کے منہ



انھا سلیپر باؤں میں اڑے اور دروازہ کھولا سامنے پریشان سی ماڈ پر کھڑی تھی ماڈ پر کچھ کر احمر کی خند اڑ گئی کسی انسبلی کا احسان ہوئے ہی وہ کہنے لگا۔
نیوں خشک ڈبو۔

ہاں پڑ جائیں مگر میرے ساتھ آؤ شہابہ کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔

احسانم جلو میں آجائیں اس کے واپس جانے ہی اس نے ان شبوں کو بلایا یہ الگ بات ہے کہ جاگا کوئی بھی نہیں ہیں میں ساتھ والے کمرے میں جا رہا ہوں یہ کہتے ہوئے وہ ان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر نرسب نے دروازے کی طرف دیکھا احمر کو اندر آتا ہوا دیکھ کر وہ جو بہت ہمت دکھا رہی تھی جلدی سے ہولی۔

دیکھیں اسے یہ نہیں کہا ہو گیا ہے۔ نرسب بھی بھٹ گیا ہے۔ خون بھی کافی بہہ نکلا ہے اور دیکھو احمر سوچیں بھی اسے کتنی، وہی ہے ماڈ پر جو کہ انھی واپس روم میں سے نکلی تھی نو لپے سے ہاتھ پر پچھتے ہوئے احمر پر نظر پڑتی تو اس سے ہولی

وات کو سونے سے پہلے یہ ڈراؤنی فلم دیکھ رہی تھی اور پھر فجر کی نماز کے لیے میرنی آنکھ دہرے کھلی وضو کر کے باہر آئی تو یہ مجھے تجوڑو مجھے بچاؤ سینے کسی کو نہیں مارا یہ نہیں کہا کیا بول رہی تھی میں نے جلدی سے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹا ماڈ سے پہلے بھی اسے تین چار بار ملایا پر یہ نہیں جاگی اور ماڈنی بیا دکا نام نے لاس چلائی تو اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اب یہ بار بار ایک ہی بات بولے جا رہی ہے وہ مجھے ماروں گے

احمر نے قہقہے سے نرسب کی ساری بات سنی پھر ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے شہابہ کے پاس بیٹھ گئی دوسری جانب آہٹنا اور شہابہ کو دیکھنے لگا۔ وہ بہ اندازہ کہنے کی کوشش کرنے لگا کہ اگر وہ ہوش میں ہولی تو احمر کو بھی اپنا

سے خون بہنے لگا، ہجوم اس کا ہتھکڑیاں دیکھ کر اس پر تھپکا مارنے کو اس تک پہنچے، دیکھتے ہی مجھے معاف کر دیں نے کچھ نہیں کہا ہے مجھے بچا لو نرسب

ماڈ پر کہ یکھت کسی نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی

کیا ہوا شہابہ ڈواڈنا خواب دیکھا ہے کہا نرسب نے اس کے منہ پر آئے بالوں کو چھپے کرتے ہوئے اس سے نرمی سے پوچھا
ماڈ پر نے اٹھ کر لاس آں کر دی اب کہ اسے نرسب اور ماڈ پر بکا پر بنان چہرہ دکھائی دیا جبکہ اس پر جھکا ہوا شہابہ نے کہا

لگتا ہے اس نے کچھ ڈاؤن ہی برا خواب دیکھا لیا ہے اللہ خیر کرے

نرسب پریشان ہوئی شہابہ نے آنکھیں میاڑ پھاؤ کر اپنے اطراف میں بے چینی سے دیکھا اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے

وہ مجھے مار دیں گے وہ مجھے مار دیں گے میں نے اسے مار دیا

اسے کہا ہو گیا ہے ماڈ پر نے ہراساں نظر آئی اور عجیب طرح کی بانیں کرنی شہابہ کی جانب دیکھ کر کہا ہم سب تمہارے پاس ہیں

نرسب نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا نرسب ہم اس کے پاس بیٹھو میں احمر کو بلا کر لاتی ہوں

ماڈ پر اہنادو پتہ خشک کر لی ہولی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی احمر جو انھی انھی سونے کو اپنا خفا خند گہری نہیں نہ، وہی تھی کہ زوردار طریقے سے دروازہ بجا احمر بڑبڑا کر اٹھ بیٹھا داغ انھی بھی نیند کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا وہ اسے دینا دہم جان کر دوبارہ سونے لگا کہ دروازہ پھر سے بجا اٹھا اس کی نظر سامنے گئی گھڑی پر جا پڑی صبح کے چہرے دے خندہ دروازہ زوردار طریقے سے بجنے کی وجہ سے حسن اور اتوس بھی کسم کائے دو

بولی جو کچھ میں نے رات فلم میں دیکھا وہی سب حقیقت میں ہوا خواب نو بس ایک بہانہ تھا خواب دیکھنے کے بعد جب آنکھ کھل جائے تو سکون آ جاتا ہے کہ یہ تو صرف خواب تھا پر میری کیفیت تو خند کی گلی پر میرے ساتھ جو ہوا وہ حقیقت اور چٹائی پر مٹی تھا۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے ہم خواب جب دیکھتے ہیں تو ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہم وہ سب اصل میں ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اور وہی بھی خواب نو چٹائی کا دوسرا نام ہے زب نے رہا نہ گیا تو بول پڑا۔
میں سب سمجھ رہے ہو کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں یہ سب سچ ہے پھر باقی پچنے سے لے کر ٹھوکر لگ کر بچے کھڑے لے کر ساری بات آگے بناؤں
خس نے کہا اور دیکھا کر ڈروانی فلمیں ایک تو ہم لوگوں نے ڈروانی فلمیں بھی دیکھی ہوتی ہیں اور پھر چٹیں بھی ماری ہوتی ہیں
تم میری بات کیوں نہیں مان رہے کہ نذیب نے کہا

ہاں حسن جب میں وضو کے لیے اٹھی تو پانی کا گھانا زمین پر گرا ہوا تھا اور پانی کی بوتل پھیر دھککن کے ساتھ ٹیبل پر پڑی تھی اور کھڑکی بھی کھلی ہوئی تھی جو کہ میں بھی رات کو شہاب کھول کر ہوتی ہو گئی شہاب نے کہا

دیکھو ٹھوکر لگنے پر میں نے منہ کے بل بچے گری تھی میرے منہ سے اسی لیے خون بہہ رہا تھا
کہا پتہ کہ تم نے خود ہی خواب کی حالت میں دانتوں تلے زبان باہر نکالتے دیکھو ہوں مازب نے اظہار خیال کیا

تم نے سب جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ دو زور سے چینی اسے اسکا گنا کہ وہ اپنی بات ان سب کو خنک طرح سے نہیں سمجھا پارہی تھی وہ سب حقیقت تھا یہ دیکھو اس کے باریک ناخن مہرے بازو میں جیسے نئے جب میں گری تھی تو میرے منہ سے خون نکلا تھا

مسئلہ بتائے گی مگر وہ صرف ایک غبر مری فقط کو گھوڑے جاری تھی وردا دھککنے کی آواز پر ان نبیوں نے مرکز بد نکجا تو حسن اور اتوس کرے میں داخل ہوا رہے نئے اندر داخل ہو کر انہوں نے کھنکے کو شش کی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے مگر کچھ سمجھ نہ آنے پر حسن نے ہاس کھڑی نذیب سے سارا ماجرا پوچھا۔ نذیب نے ساری رات کہانی اسے سنائی کہ حسن شروع ہو گیا۔ شہاب کہتا کہ مازب لگا دکھا ہے کیا بنو نام اس کی حالت تو دیکھو مازب نے عجیب فسوس بھرے لہجے میں اس سے کہا۔ میں تو ڈر گیا تھا کہ پتہ نہیں کیا ہو گا ہو گا ایک تو تم لاکھیاں چھوٹی سی بات کو بڑا کر کے میں بہت ماہر ہوا سی لے تو ہمیشہ لڑکوں کو بچانے لاکھیاں غبر زباہ لے جاتی ہو

بولی میں امخانو کے دوران اگر تمہیں خواہیں اتنی ہی بری لگتی ہیں تو پھر تمہاری دوستی ہم سے کیسے ہو گئی ہم بھی نو

اسٹاپ اسٹ جمنٹ اسٹاپ اسٹ چپ کر جاؤ ایک دم چپ کر جاؤ احمر جو کافی دیر سے برداشت کر رہا تھا یکدم دھماکا۔ سب چپ ہو گئے احمر کو اتنے غصہ میں پہلے بھی نہیں دیکھا مازب نے آنکھوں ہی آنکھوں میں نذیب سے کہا وہ کندھے اچکا کر رو گئی اب کہ کھلے ہوئے دروازے سے نذیب بھی اندر داخل ہوا اور دفع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے چپ رہا کہ احمر نے شہاب سے پوچھا۔ شب۔ ہمیں بناؤ یہاں دیکھو میری طرف وہ جو کئی اور طرف دیکھ رہی تھی اس کا چہرہ اپنی جانب موڑا وہ کچھ ہنزلگ رہی تھی اب اس نے سب کی طرف باری باری دیکھا احمر نے پھر اس سے کہنا شروع کیا۔ ہمیں ساری بات بناؤ تم نے کل رات فلم دیکھی تھی۔ دیکھی تھی ناں۔ وہ اس کا رد عمل جاننا چاہتا تھا شب نے ہلکا سا سر کو ہاں میں جنبش دی۔

ہاں نو بناؤ ناں پھر کیا دوا تھا شہاب سنی ٹرانس میں

ہے احمر نے بال شب کے کمرٹ میں اچھال دی
میری دوائے پوچھو تو مجھے اس کرے سے؛ دلگ
رہا ہے تو بس پھر ناشتہ کرو تو آؤنگ پر چلے جیسا یہ
کہتے ہی حسن نے فون اٹھا کر ناشتے کے لیے کہہ دیا
کچھ دیر بعد ہی وردہ اُسے پر ناک ہوئی زیب نہ کھولا
تو روم سردس بونے تھا وہ کھانا لگا کر جانے لگا تو اوس
نے اسے روک لیا
یہاں کوئی گائیڈ ملے گا جو ہمیں آپ کا یہ کمرٹ
جناں دیکھا سکے۔

جی صاحب یہاں پاس ہی میں رہتا ہے آپ
کہو تو اسے پلا لوں اوس نے اونچے ہوئے احمر کو بلایا
پردہ زمین کی مینگ پر بیٹھ کر پانی سے ٹیک لگائے
مستطیل اونچے میں مصروف تھا کہ اوس نے اسے
چٹکی کائی وہ بڑا کر سیدھا؛ بیٹھا۔

کیا ہے۔ وہ بھڑا کھانے والے انداز میں
اوس کی طرف متوجہ ہوا
میں اسے کہنے لگا ہوں کہ ایک گھنٹے تک اس کا
گائیڈ کو بلا لے پھر باقی معاملات بعد میں اس سے مل
کر طے کر لیں گے۔

ہاں تو کہہ دو مجھے کیوں تنگ کر رہے ہو زیب جو
موتے پر بیٹھی تھی ان کے درمیان ہونے والی گفتگو
سن کر سوچنے لگی پتہ نہیں یہ راست کوٹھیک سے سو یا بھی
ہے کہ نہیں کیونکہ اسے یاد تھا کہ اس کے بہترین
دوست اوس نے ایک بار کہا تھا کہ اگر جگہ تبدیل ہو
جائے تو اسے سونے میں مشکل پیش آتی ہے اسے اتنی
جلدی نیند نہیں آتی کتنی نیند آ رہی ہے اسے ہائے کتنا
مقصود لگ رہا ہے احمر جو بیڈ کی پانی سے ٹیک لگائے
سو جاتا سوتے ہوئے لڑکھٹنے کی وجہ سے پھر جاگ جاتا
یہ عمل وہ نین بارہوا وہ دیکھ کر مسکرا دی کہ اسے لگا جیسے
وہ کسی کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی ہو۔ اپنی بے وقوفی پر
کہ کیوں احمر کو گھوڑے جا رہی تھی کہیں کوئی اس کے
دل کی چوری نہ کر لے یہ سوچتے اس نے اپنے بائیں

میرے بازو پر غرائس بھی آئی تھیں اور اگر اب بھی
میں کہیں پائل رہی ہوں تو یہ دیکھو اس نے جب مجھے
چکراتو اس کے ہاتھوں کے نشانات کیا اب بھی یقین
نہیں آ رہا تھا وہ انیس اُسے زخم اور نشانات دکھاتے
ہوئے بولی اب تو شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی تھی
سب کے چہروں پر خوف اور پریشانی دکھائی دینے لگی
پر دل اور دماغ اس حقیقت کو ماننے سے انکاد ہی تھا پر
دکھائے گئے ثبوتوں سے۔ مگر گز و گیا زیب نے اس
خاموشی کو توڑا

ابھی بھی وقت ہے واپس چلے ہیں حسن نے
ماننے پر ٹکٹوں کا جال بچنے ہوئے زیب کی طرف
دیکھا اور کہا

یار اتنا تو اڑکیاں بھی نہیں ڈرتی جس جتنا کہ
تہما دے پیسے جمعوت جاتے ہیں

اوسے ہاں اسی لیے تو مجھے اس کی شرٹ بھی ہینگ
ہوئی لگ رہی ہے اور وہ جب نے بے ساختہ اپنی شرٹ
کی طرف دیکھا ٹینشن کے باوجود بھی شہابہ نے
ہونٹوں سے ہلکی سی مسکراہٹ کو چھوا

اس اسی طرح ہنستے مسکراتے رہو میرے دوستو
شہ سے میرے دوستوں کی اداس پرچ میں ایک دم
بکواس شکلیں کہیں دیکھی جا میں اوس نے سب سے
مشورہ کرنے والے انداز میں پوچھا

کیوں نہ ہم سب آؤنگ کے لیے چلیں شب
کی طبیعت بھی بہل جائے گی۔

نہیں ابھی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کل یا
پر سون کا پروگرام رکھو کہ نہ زیب نے اپنی طرف سے انکاد
کیا۔۔۔

پر میں اسی کے لیے تو کہہ رہا ہوں اوس نے کہا
وہیے نہ زیب اوس کو تنگ کہہ دیا ہے ایسے اس کا
دھیان بٹ جائے گا کسی بارگ میں چلتے ہیں ماویہ
نے نہ زیب کی بات کی زد پر نہ کرتے ہوئے کہا
دیے شہابہ سے پوچھا وہ پر بھی تو بہت نیند آ رہی

وقت میں کھوپڑی کے کاٹوں کے لئے سوراخ میں انسانی بازو کی ہڈیاں اور ہاتھوں کی استخوانی انگلیاں چھلی ہوتی ہیں جن پر شیشہ رکھا ہوا ہے کرسی کی کراؤن انسانی کھوپڑی جبکہ بیک بیک لگانے کو انسانی پٹیلوں سے جڑی لگ رہی ہیں جبکہ کرسی کی چار ٹانگیں اور پاؤں انسانی ڈھانچے کی ہڈیاں لگ رہی ہیں عجیب بھوتیہ کمرہ ہے اتوس نے پورے کمرے کا نقشہ کھینچا۔ ویسے مجھے اب بھی ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی ہے وہ کیا۔۔۔ اصر نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

وہ یہ کہ انسانوں کی چار ٹانگیں کون سے زمانے میں ہوتی تھیں ایسے فضول سوالات دو جواب دینے ہی لگا کہ روم سرس ڈالا لڑکا آتا ہوا دکھائی دیا وہ پاس آکر بولا۔

آپ نے گائیز کو بلانے کے لیے کہا تھا۔ میں نے ان کو بلایا ہے وہ آتے ہی ہو گئے تب تک آپ بیٹھیں آپ کچھ لیں گے۔ اصر نے نوٹس کبہ کر گائیز کو بلانے پر اسے شکریہ کہتے ہوئے نپ دے چاہے کہ وہ لڑکا شکر آتا ہوا کہنے لگا۔

صاحب ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہوتی اتوس جواب تک پتہ نہیں کس طرح چپ بیٹھا ہوا تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا اچھل پڑا اور حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

کیا کہا۔ ضرورت نہیں ہوتی کیوں اور کیسے۔ اگر میرے پاس قادرین کا خزانہ بھی آجائے تو بھائی میں تو اس پریشانی میں اور بھی دبلا ہو جاؤں گا کہ اسے بھی ڈبل کیسے کروں

اصر کو کسی آگئی اصر نے اتوس کا ہاتھ پکڑا سا دبا جیسے کبہ رہا ہو خدا کا واسطہ ہے چپ کر جاؤ اور اسے جانے دو اور مسکرا کر اس روم سرس کو اسے کی طرف دیکھا جیسے کبہ رہا ہو شکر یہ اب جاؤ وہ لڑکا چلا گیا۔ وقت

طرف دیکھا تو اتوس کو اپنی طرف دیکھا پائی وہ کھیرا کی کہ اب یہ تو سب کو بنا دے گا وہ اپنی صفائی میں کچھ بولے ہی گئی تھی کہ اتوس نے اس کے پاس سے گزرتے ہوئے آہستہ سے اس سے کہا۔

دیکھ لو دیکھ او میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا اور ہنستا ہوا اس وینلز کے کولے باہر نکل گیا اور اس روم سرس لڑکے سے کہا ٹھیک ہے اب ایک گھنٹے بعد اسے لے کر آتا ہم خود باقی باتیں اس سے تب پوچھ لیں گے۔ جی اچھا۔ وہ لڑکا گردن ہلاتا ہوا کرائی کھینچ کر

باہر چلا گیا۔ ان سب نے کھانا کھا یا اور یہ دونوں تیار ہو کر منچے وینٹک روم میں آ گئے وینٹک روم انتظار گاہ میں داخل ہوتے ہی اتوس نے اصر سے کہا۔

یار دیکھ تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کہ میں کسی بھوتیہ کمرے میں آ گیا ہوں

لگ تو مجھے بھی ایسا ہی رہا ہے اصر نے اتوس کی رائے سے اتفاق کیا

کمرے میں چیلی اور نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی جس سے کمرہ روشنی ہونے کے باوجود بھی اندھیرے میں ڈوبا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اور جس ٹیبل پر آکر یہ دونوں بیٹھے تھے اس کی عجیب بات یہ تھی کہ وہ ٹیبل اور کرسیاں باقی ٹیبلوں اور کرسیوں سمیت انسانی ہڈیوں سے بنائے ہوئے لگ رہے تھے اصر نے اپنے اطراف میں دیکھا اور سراپنے والے انداز میں کہنے لگا۔

یہ تو عجیب مگر اچھا لگ رہا ہے کیا کیا اچھا لگ رہا ہے۔ میں تو کب سے یہ سوچ رہا ہوں کہ یہ ٹیبل اور کرسیاں بنانے کے لیے انہوں نے کتنے بندے مارے ہوں گے اورے بس بھی کر دے تو صرف دیکور فیس ہیں ہیں اصر نے اتوس کی بات کا جواب دیا۔

دیکھو ذرا ٹیبل بنانے کو ناگوں کی ہڈیاں پاؤں سمیت کھڑی کر رکھی ہیں ان ہڈیوں پر انسانی کھوپڑی

عجیب لگی وہ اس کے لال ہونٹ تھے جو دیکھنے میں اتنے لال تھے جیسے کہ ابھی کسی کا خون پی کر آیا ہو اوس جو کہ کافی دن سے گانڈ کی حالت پر غور و فکر کر رہا تھا احمر کے کان میں تقریباً گھمتے ہوئے آہستہ سے بولا۔

بچھے تو یہ گانڈ کے بجائے کالا علم کرنے والا جاوہر لگتا ہے اس کے مونے گندھے لال ہونٹ دیکھے ہیں ضرور اس نے پچاس وسانڈہ بچوں یا پھر کنیاؤں (لڑکیوں) کا خون تو ضرور پیا ہوگا۔ لگتا ہے یہ بدبندہ عیب ایسے ہی آکر بندھ گیا ہے گانڈ ضرور آتا ہی ہوگا۔ یا پھر کہیں اور نہ جا بیٹھا ہو اٹھو اسے دھوئٹے ہیں یہ دونوں اٹھنے لگے کہ وہ آدمی بول پڑا۔

احمر میں ہی یہاں کا گانڈ ہوں اس لڑکے نے مجھے آپ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے آپ یہ غلط فہم نہ بننا چاہئے ہیں اوس اپنی کرسی سے اٹھیل پڑا ہیں یہ نصیحت تیار لگا گانڈ ہے وہ صرف سوچ کر رہ گیا آپ میرا نام کس طرح جانتے ہیں۔

اس لڑکے نے بتا تھا گانڈ نے احمر کی بات کٹ کر دہر دس بوائے کا حوالہ دیا کب گھومنے کے لیے نکلتا ہے وہ بوڑھا سات لکھ میں دہنو ک بات کرتے ہوئے بولا۔ اس کی بات سن کر احمر نے اوس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

کل نو بجے صبح نکلیں گے شام پانچ بجے ہماری واپسی ہوگی اور ہم کل سات دوست ہیں۔

ٹھیک ہے اس نے اوس سے اور پھر گانڈ بابا سے ناعید چاہی دونوں نے ہاں میں صرف گروان کو بلا یا کہ اوس نے کہا کتنے جیسے لوگے بابا عجیب انداز میں ہنسا اوس نے اس کے جھبندے طریقہ سے ہنسنے کی وجہ سے گھبرا کر اپنی کرسی احمر کے نزدیک لہری بچے ہمیں ان پیسوں کی ضرورت نہیں ہوئی دینا ہے تو گوشت دو۔

کیا گوشت۔ اوس گھبرا گیا۔ جیسے کہ اس نے

گزارہی کے لیے اوس تو یہاں وہاں دیکھنے لگا جبکہ احمر نے بغل پر اپنے بازو ایک دوسرے کی مخالف سمت میں بچھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ تقریباً سی یا پچاس سالہ اوس کو سنے سے ایک بابا جی آتے ہوئے دکھائی دیے اسے دیکھ کر اوس نے احمر کو بلایا اور کہا۔

احمر دیکھو وہ سامنے تمہارا جزواں بھائی آرہا ہے احمر نے سامنے دیکھا تو اسے اوس پر جی بھر کر غصہ آیا۔ وہ جزواں کا روالی کرنے ہی لگا تھا کہ وہ آدمی ان کے پاں آکر بغیر اجازت کے لیے کرسی پہنچ کر بیٹھ گیا۔ وہ چہرے سے کرخت خدو خال کا لگ رہا تھا۔ اس نے پہلے غور سے احمر اور پھر اوس کو دیکھا اوس نے احمر کے کان میں سرگوشی کی مجھے تو لگ رہا ہے اس نے میری بات سن لی ہے پھر اس آدمی کو سنانے کے لیے ادنیٰ آواز میں احمر سے کہنے لگا۔

والو سبحان اللہ ایسا خوبصورت بندہ تو تمہارا ہی بھائی ہو سکتا ہے۔

پھر کمرنگ انھوں سے اس آدمی کی طرف دیکھا وہ ابھی تک اس کو دیکھ رہا تھا نصیحت بذخا وہ ہڑبڑا کر رہ گیا۔

احمر جو کہ چھپت و داغ ہونے کی وجہ سے اپنے گروپ میں دروازہ خیال کیا جاتا تھا وہ آدمی احمر سے بھی کافی لگا تھا کالا سیاہ رنگ اوپر سے اس نے چشمہ بھی لگا رکھا تھا جو کہ کالے رنگ کا تھا جس کی وجہ سے وہ نظر ہی نہیں آ رہا تھا آدھے کالے آدھے سفید عجیب بھڑکی بنے گندھے بال لمبی مگر پتی سو نہیں جیسے وہ تلوار میں لٹائی ہوں کالے اور نیلے رنگ کا لمبا پاؤں تک آتا ہوا چوٹا کانوں میں ڈھانچوں کی شکل کے لمبے جھولنے کاٹے گٹھے میں رنگ برنگی مالا میں لمبے بازو اور اتھوڑی انگلیاں جس میں عجیب نقش و نگار کی بنی انگلیاں پڑی تھیں۔ اوس کو جو چیز سب سے

کہہ رہا تھا جیسے ملے کا نہیں میرا قیسم بنانے کا کہہ رہا ہو
تمہارا تو قیسم بن ہی جانا چاہیے تم بہت بولنے
ہو چپ رہنا سیکھو چل اٹھ یا دیں تو بیٹھ بیٹھ کر ہی تھک
گیا ہوں اور یہ دونوں اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب
چل رہے۔

صبح نو بجے پیدرست گائیڈ کے امر او گاڑی میں
بیٹھ کر کوٹ جناب کی سیر کرنے کو چل پڑے بھی راہ
کوٹ جناب تو واقعی بہت خوبصورت جگہ ہے افسوس
نے خوشی سے کہا
ویسے انگل مجھے ایک بات تو بتائیں امر جو کہ
گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا نے ایک جگہ بہت سے لوگوں کو
گزرنے کے لئے رستہ دینے کو گاڑی روکی تو افسوس
نے وہ سوال پوچھا چاہو کہ ان لوگوں کو دیکھ کر سب
کے دلوں میں ابھرا تھا

انگل آپ کہ اس کوٹ جناب میں آپ سمیت
ہر کوئی کا لاشعہ میوں استعمال کرتا ہے
وہ تو آپ دونوں نے بھی چکن رکھا ہے انگل
نے حسن امر افسوس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
ہاں مگر باقیوں نے تو نہیں چکن رکھا مگر یہاں
بسے والے ہر انسان نے چکن رکھا ہے چاہے وہ کوئی
مرور ہو یا عورت یا پھر بچہ چکر تو اس بات کا ہے کہ اکار کا
رکھائی رہتے ہرندوں اور جانوروں نے کالے چشے
نہیں پہنا رکھے یہ کہتے ہی افسوس نے مسکرا کر زب
کر آٹھ ماری

یار بزرگ بابا ہے کیوں تنگ کرتے ہو زیب
نے افسوس کو مذاق کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا
ہش۔ افسوس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے
خاموشی ہو جانے یا پھر آہستہ بولنے کو اشارہ کیا۔
اور پھر اپنا سیل فون نکال کر زیب کو سچ کرنے لگا۔ بابا
نہیں بڑی اٹیم ہے آج تو انسانی حیلے میں آیا ہے تم
اسے کل دیکھتے ہو راستگی عمل کرنے وال جلد و گر لگ

افسوس ہی کا گوشت مانگ لیا ہو چپ رہو آگے سنو امر
نے افسوس کو چپ کر رہا ہر گائیڈ بابا کی بات سنی جو کہہ
رہے تھے ہم بہت غریب لوگ ہیں چھوٹے چھوٹے
جادر کے کرتب دکھا کر اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہوں
اس کے بچے یا اس کے پوتے پوتیاں افسوس سے رہا نہ
گیا تو امر سے پوچھنے لگا جیسے کہ وہ امر کے بچپن کا
لنگوٹیا رہا ہو۔

ٹھیک ہے آپ کو میں ہر کلو گوشت رلاؤں گا۔
پورا ہفتہ یا اس دن کھائے گا۔ گائیڈ بابا جانے کے لیے
انھنے لگا تو مسافر کے لیے ہاتھ امر کی طرف بڑھایا
جسے امر نے تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد تھام لیا۔ امر اس
کے بعد اس نے افسوس کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تو افسوس
اس کے لیے تیار تھا امر وہ اس بوڑھے سے ہاتھ بھی
نہیں ملانا چاہتا تھا گھبراہٹ پر قابو پانے کے لئے اس
نے اپنے ہاتھوں سے سر میں خارش کرنی شروع کر دی
امر نے اسے سلام کرنے کو اشارہ کیا تو اسے امر تو کچھ
نہ سوچا جلدی سے سر سر ہاتھ ناک میں ڈال لیا گائیڈ
نے عجیب سی مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھا
امر اٹھ کر جانے لگا افسوس نے اسے جاتے دیکھا تو کہا
یہ کیا میں تو سوچ رہا تھا کہ کوئی جوان سا گائیڈ ہوگا اگر
میں راستے میں چلتے ہوئے تھک گیا تو وہ مجھ معصوم کو
اٹھالے گا۔ پر اب تو مجھے لگتا ہے کہ مجھے اسے اٹھانا
پڑے گا گائیڈ بابا جو اٹھ کر جانے کو مڑا تھا یکدم افسوس
کی جانب پلٹا رہا فوراً مستقبل کر بیٹھ گیا گائیڈ اس کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

چنا میں اب بھی تمہیں اٹھا سکتا ہوں افسوس
گزر بڑا گیا۔ پھر فوراً مستقبل کر بولا۔

جی جی انگل یہ ہی بات تو میں کب سے اپنے
روست کو سمجھا رہا تھا پر یہ سمجھ نہیں رہا تھا کل ملیں گے یہ
کہہ کر گائیڈ وہاں سے چلا گیا اب کہ افسوس نے اس
کے مکمل چلے جانے کا کنفرم کیا۔ پھر امر سے کہنے لگا۔
دیکھا تم نے کسی نتیجہی انداز میں کل ملیں گے

دیکھ دی ہوں
شب یاد تمہیں کیا ہو گیا ہے تم تو کب کی بنار
دکھائی دینے لگی ہو میری بیادنی بہنا شب تو لڑنے
کے لئے اور کات کھانے کو دوڑی گالیاں کتنی ہی اچھی
گنتی ہو مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم سرس ہو کر بالکل بھی
اچھی نہیں گنتی اب کب شہا پہ کھل کر مسکرائی

تم بہت ذلیل انسان ہو
یا ہو۔ اوسے سنو شہا بہ بالکل ٹھیک ہو گئی ہے اس
نے نیچے گولی دی ہے۔

پورے سحرے ہو تم شہا بہ اے دیکھ کر چپنے لگی
اب اتر بھی چوگا ڈوئی سے نیچے مہارانی صلاب
تمہاری تعریفیں کر کر کے میرا تو گھاسوٹھ کیا ہے
ادب اب مجھے کچھ کھلاؤ پلاؤ تم یہ ہی بھی کہہ گئے
ہے ناں۔۔۔

اوسے تمہیں کیسے معلوم میں تو یہ ہی کہنے والا تھا
یہ کہہ کر اوس کو قہقہہ لگا کر ہنس پڑا
مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میری ناگوں
میں جان ہی نہیں ہے بس تھوڑی دیر کے لیے
جاؤں گی پھر۔۔۔
اچھا ٹھیک ہے پھر چلیں آ جانا یہ کہہ کر اوس اس
ساتھ لیے اپنے دوستوں کی جانب بڑھ گیا۔

اوسے راہ عمارت تو بہت ہی خوبہ درت ہے
اپنے زمانے میں بہت ہی خوبصورت رہی ہوگی۔
ذیب نے اظہار خیال کیا۔

ہاں یہ بات تو ہے حسن نے اتفاق کیا۔ اس
عمارت کی خاص بات یہ ہے کہ اس کا ہر کمر دوسرے
سے مختلف بنا ہے جیسے کہ ایک بڑا ہے تو دوسرا چھوٹا
ایک لمبائی میں زیادہ ہے تو دوسرا چوڑائی میں ایک کی
چھت بہت اونچی ہے تو ساتھ دالے کمرے میں
جاتے ہوئے خوف آتا ہے کہ کہیں اس کی چھت ہم پر
نہ آگرے ایک کمرے میں کھڑکیاں بہت ہیں تو

دبا تھا یہ لکھ کر اوس نے ذیب کو سچ سینڈ کر دیا پر یہ کیا
سچ سینڈ نہیں ہو رہا تھا وہ گھبرا گیا اوسے یہ کیا کہیں اس
بذمے نے میرا سچ تو یک نہیں کر لیا کچھ دیر بعد ہی
اسے سچ سینڈنگ پ موصول ہوا۔ اس کا دکا ہوا اس کا
رکا ہوا سانس بحال ہوا

انکل آپ نے جواب نہیں دیا۔ امر جس کے
ساتھ والی سینٹ پر گائیڈ بابا براہمان تھے سے امر نے
اوس کے سب چشمہ کیوں لگاتے ہیں کئے سوال کا
جواب مانگا۔ گائیڈ نے امر کی طرف بغیر دیکھے کہا۔

کچھ باتیں ان کہیں بھی دہنے دو تو بہت ہوتا ہے
مگر تھوڑا بہت ذیب نے بچسن کے اوسے کہنے ہی
لگا تھا کہ گائیڈ نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے
ہی روک دیا اور کہا۔

اگر ایسی باتیں جن کو چھپانا ضروری ہو سامنے
آجائیں تو بہت بڑی جہاں اپنے ساتھ لائی ہیں پھر
بات کا درجہ موڑنے کو کہنے لگا یہ دیکھو یہ عمارت ۱۷۹۰
میں بنائی گئی تھی سب نے ایک خست حال مگر بہت
خوبصورت عمارت کی جانب دیکھا یہ جتنی باہر سے
خوبصورت ہے اتنی ہی اندر سے بھی یہاں جو بھی
سیارح آتے ہیں میں انہیں یہ عمارت اور اس کے
اندرونی حصہ ضرور دکھاتا ہوں

پھر تو ہم بھی ضرور دیکھیں گے حسن نے اشتیاق
ظاہر کیا۔

ہاں ضرور امر نے گاؤی روکی اور یہ سب باہر
نکل آئے آخر میں اوس اور شہا بہ دو گئے شہا بہ جس کا
مگ ڈی سے اترنے کا کوئی موڈ نہیں لگ رہا تھا سے
اوس نے کہا

کیا ہوا اترنا نہیں ہے کیا۔ دو دیکھو یہ سب بتا رہا
انتظار کر رہے ہیں اس نے باہر کھڑے ہو کر ان
دونوں کا کا نظارہ کرتے اپنے بانی دوستوں کی طرف
اشارہ کیا۔

نہیں تم جاؤ میرا موڈ نہیں ہے میں یہیں پر سے

کیا ایسا ہوتا ہے کیا یہ سچ ہے آپ ہم سے مذاق تو نہیں کر رہے ہیں نہ نب جو کہ حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی نے گول دائرے پر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا ار رہ یہ نیلے رنگ کی پتلی کی نگہ کیا خوبصورتی کے لیے بنائی گئی ہے۔ اتوس نے سوال کیا۔

ہاں اب بھی ایسا ہوتا ہے اور بہت جلد ہم اپنے دیوتا کو ملی چیز جانے والے ہیں اور پہلے یہ دائرہ صرف نیلے رنگ کا تھا مگر آسمانی رنگ کی پتلی روٹھی بار بار پڑنے کی وجہ سے یہ حصہ سیاہ جبکہ تھوڑا سا نیلا ہو گیا ہے امیزنگ۔ حیرت ہے یہ کہہ کر امر واپس جانے کو پر تو لے لگا کہ گائیڈ بابا نے کہا

تھوڑا سا بائیں طرف چلو وہاں تم کو ایک نیلی نہر دکھائی ہے۔

انگل بس اب واپس چلتے ہیں کل آجائیں گے کل کس نے دیکھا ہے میرے ساتھ چلو۔ گائیڈ نے امر پر نظریں گزرتے ہوئے عجیب سے لہجہ میں کہا اور بائیں طرف کو چلنے لگا۔

ار سے انگل یہ چھوٹی چھوٹی نالیاں کیوں بنا رکھی ہیں اور یہ لالی لالوں ہیں کیا اس میں خون ہیں اور یہ تخت کس لیے یہاں رکھا ہوا ہے مایہ نے ایک ہی سانس میں کئی سوال پوچھ ڈالے۔ گائیڈ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اور مایہ کو اس سے خوف محسوس ہوئے لگا۔ گائیڈ بولا۔

ہم شکار کر یہاں لاکر ذبح کرتے ہیں اس تختہ پر اور اس کا خون ان نالیوں میں بہہ جاتا ہے مایہ کو خوف سے جھبر بھری آگئی۔ اور آگے آکر دیکھو نیلی نہر۔

ایک منٹ انگل۔ میں آپ کو یہ عالی بار کرداتا ہوں امر نے جو دیکھا کہ ایک نالی جس کی چوڑائی باقیوں سے کافی زیادہ تھی اسے ٹنگ کر راکر گائیڈ نے عمر زیادہ ہے وہ یہ کیسے پار کرتے گا کہ گائیڈ نے اسے روک دیا پھر کہا

دوسرے میں روشنیاں بھی نہیں ہیں ایسے بہت سے عجوبے ہیں یہاں دیکھنے کو سب دام واہ کر رہے تھے واقعی ہم نے ایسا عجوبہ نہارت تو پہلی بار دیکھی ہے اب اندر چلتے ہیں مایہ نے کہا

ہاں چلو۔ زیب نے ہاں میں ہاں ملائی یہ سب پرانی کی ٹوٹی پھوٹی رہاورداری میں سے ہو کر ایک کھلے میدان میں آچینے کہ شہاب بولی۔

مجھے پتھر سے آ رہے ہیں میں گاڑی میں بیٹھنے جا رہی ہوں امر نے اسے روکنے کی کوشش کی کہ وہ پلیز۔۔۔؟

اب اور نہیں۔۔۔ یہ کہہ کر واپس گاڑی میں بیٹھنے چلی گئی۔

یہ غبارت دیکھنے کے بعد واپس چلتے ہیں شاید شہاب تھک گئی ہے امر کے کہنے پر باقی سب نے ہاں میں سر ہلا دیا کھلے میدان میں ایک بڑا سارا کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا جس کے اطراف میں نیلے رنگ کی گول پتلی کی نگہ پتلی تھی

ار سے انگل یہ کیا یہ تو کوئی شمشان گھاٹ لگ رہا ہے حسن نے حیرت سے اس گول کالے دائرے کو دیکھ کر کہا۔

ہاں تم تقریباً درست ہو پر یہ شمشان گھاٹ نہیں ہے۔ بابا نے کہا۔

تو پھر کیا ہے سب کی آنکھوں میں ایک ہی سوال چل رہا تھا۔

وہ یہ کہ ہمیں جب بھی کوئی اچھا ذکر ملتا ہے تو ہم اسے پہلے یہاں لاتے ہیں اس کی سب سے بہترین چیز ہمارے ہم یہاں رکھ دیتے ہیں اور اگر اوپر سے ایک نیلے رنگ کی روشنی آکر یہ حصہ لے جائے تو مطلب ہمارے دیوتا کالی چرن کو ہماری ملی پسند آگئی اور اگر آسمانی نیلے رنگ کی روشنی نیچے آکر ہماری وہی ہوئی چیز نہ لے جائے تو ہم سمجھ جاتے ہیں یا تو رہتا کو یہ حصہ پسند نہیں آیا۔ یا وہ ہم سے ناراض ہیں۔

زینب کو دیکھنے لگی۔ زینب نے فوراً اس کا خوف کم کرنے کو کہا شبِ ذر و دست میں تہبازی دوست ہوں زینب اب کہ شہابیہ کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک دکھائی دی وہ لپکا سا سکرائی اور سیدھا ہو کر بچھی سوئی رہی زینب نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھنا چاہا۔ نہیں بس اب آنکھ کھل گئی ہے میں تو ڈر گئی تھی اس کی آنکھوں میں خوف و کچھ کرشمہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے مازیہ نے زینب کے ساتھ بیٹھتے ہوئے سرگوشی کی زینب ان سب کے اچھی سیٹ منبالتے ہی گاڑی ٹپکا حوالی کی جانب چل دی۔ عمارت پر آخری اودائی نظر ڈالتے ہوئے زینب نے گائیڈ انکل سے پوچھا یہ عمارت بنائی کسی نے تھی۔

آر چھا جن نے۔ کیا۔ سب نے ہی ایک ساتھ حیرت دے دی تھی۔

گائیڈ کی طرف دیکھا۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔ زینب نے تھوک نکلنے ہوئے کہا۔ دیے گائیڈ انکل ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں ایسی شاندار اور خوبصورت عمارت کا نقشہ تو کوئی جن بھائی ہی بنا سکتا ہے انوس نے سکرابٹ کو دبا کر کہا انکل تہبازی دوست کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے آپ پلیز ایسا مذاق مت کریں گائیڈ انکل نے زینب کی طرف مڑ کر دیکھا اور گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے احمر سے گاڑی روکنے کو کہا۔ گاڑی رکتے ہی پاس سے گزرتے راہ گمر کو روک کر اس سے کہا

یہ بناء انیس طلائ عمارت عمارت کا نام لیتے ہوئے وہ عمارت کس نے بنائی تھی وہ عمارت وہ آدمی تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولا۔

تقریباً سو، دو سو سال پہلے آر چھا جن نے بنائی تھی یہ کہہ کر وہ آدمی تو گڑ گیا پر ان سب کو سناپ سونگہ گیا احمر سے رہانہ گیا تو بول پڑا۔

یہ ٹھیک ہے کہا اللہ تعالیٰ نے ہم میں زیادہ طاقت رکھی ہے پر اس زعم میں آکر ہم یہ تو نہیں کہہ

میں ابھی اتنا بھی بوزھا نہیں ہوا ہوں یہ کہہ کر اس نے آسانی سے نہر پار کر لی بغیر کسی سہارے کے جبکہ یہ سب ایک دوسرے کا سہارا لیے یہ نہر بارگھے حیرت ہے ہم جو ان ہو کر آئیے یہ نہر پار نہیں کر سکتے اور یہ اسی سالہ بابے نے کیا بھجری دکھائی ہے سب کو حیرت کے ساتھ عجیب بھی لگا پچ رہے یہ ہے یہاں کی سب سے مشہور نیلی نہر۔

یہ تو سارا خون ہے زینب نے حیرت مناجیح سے کہا اور خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں یہ تو پانی نہیں خون ہے مازیہ کے بھی ہونٹ پھڑپھڑا کر وہ گھٹے سب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا گائیڈ کے اطمینان میں کوئی فرق نہ آیا وہ ان سے کہنے لگا۔

اس نہر کی زمین ٹنگی لال رنگ کی ہے جب اس پر سورج کی تیز شعاعیں پڑتی ہیں تو اس نہر میں موجو پانی لال رنگ کا دکھائی دیتا ہوا خون لگنے لگتا ہے جبکہ یہ پانی ہے یہ مخوس بوڑھا اپنی مخوس شکل کی طرح کی سب دابیات چیزیں دکھا رہا ہے انوس نے احمر کو ذرا دور لے جا کر آہستہ سے کہا بس اب چلتے ہیں مجھے شہابہ کا خیال آ رہا ہے۔

ہاں بات تو ٹھیک ہے جلو دوستوں پھر آجائیں گے احمر نے کہا اور یہ سب عمارت میں سے نکل کر اپنی گاڑی کی طرف چلے آئے گاڑی میں شہابہ سوری بھی زینب نے ایک پیار بھری نظر اس پر ڈالی اور مازیہ سے کہنے لگی۔

شاید خند جو پوری نہیں ہوئی اس لیے سورجے ہیں۔

ہاں اچھی بات ہے سو لینے وہ مازیہ نے بھی زینب کو جواب دیا زینب جو شہابہ کے پاس والی سیٹ پر احتیاط سے بیٹھ گئی تھی کہ اس کی آنکھ نہ کھل جائے پر پھر بھی اس کے بیٹھنے ہی سیٹ پر وزن پڑنے کی وجہ سے شہابہ کی آنکھ کھل گئی۔ وہ خوف بھری نظروں سے

نہتے تو ہمیں خوف محسوس نہیں ہوتا۔ ذرا نہیں غصا ہم لڑکے ہیں ہم میں طاقت اور برداشت زیادہ ہے پر ہم ہیں انسان اگر کگانڈ کی بات مہند نہیں آتی تو کہنے لگا وہ سوچ رہا تھا کہ آئے تو ہم نفع کرنے کے لیے تھے مگر یہ نفع تو کبھی بہ سوچنے ہوئے اس نے دوبارہ سے گاڑی سٹارٹ کی تھوڑی دور ہی پہنچے ہوں گے کہ شہاب زور سے چلائی

روکو۔ رکو۔ گاڑی کو روکو۔ اور اصرار نہ گھبرا کر بکدم بریک پر باڈن رکھ دیئے کیا ہوا ٹیگوں حج رہی تو حسن نے شہاب کی طرف دیکھا شہاب جو نرس کے ساتھ شخصے کی جانب بٹنی بھی ہوئی۔

وہ دیکھو وہ عورت وہی ہے شہاب جواب کچھ بہتر لگ رہی تھی پھر سے اس پر خوف طاری ہونے لگا وہ شہاب کو پھلانگی گاڑی سے باہر نکل کر چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی پراسے ان تمام راہ چلنے لوگوں میں دو رات جواب والی عورت پھر دکھائی نہ دی نرسنگ اور مازہ دونوں بھاگ کر اس کے دامن بائیں آنکھیں نرسنگ نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور کہا۔

کیا کہہ رہی ہو۔ شہاب یہ کون سی عورت وہی خواب والی نہیں حقیقت والی ہے وہ ہانگوں کی طرح ہر راہ گیر کا چہرہ دکھ رہی تھی پھر جسے بے بسی سے بالوں میں انگلیاں پھنسائے ہوئی۔

میں نے اسے دیکھا ہے وہ میری طرف ابے دیکھ رہی تھی جیسے کہ مجھے وارن کر رہی ہو میں غم سب کے کہنے پر اسے مجھ لانے کی کوشش کر رہی تھی پر اب وہ پھر حقیقت میں کر میرے سامنے آکھڑی ہوئی ہے وہ مجھے مارہاں کے نرسنگ مجھے چلا وہ میں مرنا نہیں چاہتی ہوں میں مرنا نہیں چاہتی ہوں یہ کہتے ہوئے وہ نچوٹ نچوٹ کر روئے گی۔ زمین پر بیٹھ جاتی گی۔ نرسنگ کو کچھ تھک نہیں آیا کہ وہ اسے کس طرح سہلی دے کہ اصرار نہ ہو کہ تھوڑا اور ان کے پیچھے کھڑے

تھے ان کے پاس آئے اصرار نے نرسنگ سے اشارت میں سوال کیا۔ کیا ہوا ہے نرسنگ کے جواب دینے سے پہلے ہی مازہ بولی گھر چلو اور یہ سب گاڑی میں آ بیٹھے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اصرار کی نظر کانیڈ پر جا پڑی اسے ابنا لگا جیسے کہ وہ مسکرا رہا ہو اس نے اسے اپنا خیال تصور کرنے کے لئے گاڑی حوالی کی جانب بڑھا دی حوالی پہنچ کر یہ سب شہاب کے پاس ہی ان کے کمرے میں بیٹھے تھے شہاب کو سکون آور محسوس کیا کرسلا دبا گیا تھا وہ سو گئی تھی تو نرسنگ پریشانی سے بولا۔

میں وہاں چلا جا ہے مجھے ابنا لگ رہا ہے کہ کچھ غلط ہونے والا ہے

رہ سے حیرانگو بار کبھی بائیں کرتے ہو۔ شہاب کے ساتھ جو ہر رہا ہے وہ صرف ایک خواب تھا جو کہ ڈراؤنی فلم دیکھنے کی وجہ سے اس کے سر پر سوار ہے تم جنات کو کہاں سے درمیان میں لے آئے ہو چڑ بلیں بدروہیں صرف کہاںوں تک ہی اچھی لگتی ہیں حسن غصہ سے ہاتھ پر مکا بنا کر مارتے ہوئے بولا۔ نرسنگ کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی حسن نے جاکر دروازہ کھولا تو سامنے دم سردی ہوا تھا اس نے پیش رو نہ سکا۔ اصرار جبرے پر سوار تھی وہ کھانے کی فریاد کو اندر لے جانے کی کوشش کرنے لگا کہ حسن نے بے زار ہمت سے بھرپور لمبے میں پوچھا۔

بار کہاں گھے جا رہے ہو دم سردی لگا رہے جا رہے وہاں میں اپنی ٹانگ پر جا کھڑا ہوا۔ سب ان کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ بولا۔

سر آپ کے فون سے کھانے کا آرڈر ڈالت کر دیا گیا ہے۔ وہ ہے آباؤں۔

جی۔ حسن نے حیران ہو کر نہ سمجھنے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر اپنے سینے پر انگلی رکھ کر بولا ہماری طرف سے۔

بازو پکڑ لیا اور اس کے لیے بنار نہ تھی اس لیے اپنا ہنساؤ نہ کر سکی جیسے ہی شہابیہ کا بازو اس عورت کے ہاتھ میں گھبراتا ایسے لگا جیسے اسے کسی انگارے نے چھو لیا ہو اس کا بازو جھٹکنے لگا اس نے زور لگا کر اپنے آپ کو اس سے جھڑپانے کی کوشش کی کہ عورت کے ٹوپیبلہ ناخن اس کے بازو کا گوشت چیرنے نہ دے باہر نکل گئے اب وہ تیزی سے بھاگ رہی تھی بھاگتے بھاگتے اس کی نظر دور کھڑے کسی بیوے کی کمر پر پڑی اسے شبہ ہوا کہ جیسے کہ گھنڈا نکل ہوں وہ بددے کے لیے ان کی طرف نکلی ان کے پاس پہنچ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ دھکی جانب بڑے اور جیسے ہی اس کی نظر ان پر پڑی اس کی فحش نکل گئی وہ گائیڈ انکل سی تھے ہر ان کی آنکھوں کی جگہ گڑھے بنے تھے جس میں سے نیلے رنگ کی روشنی نکل رہی تھی انہوں نے شہابیہ کو پکڑنے کے لیے اس پر جیسے ہر ان کے ناخن اس کے چہرے پر شاخیں ڈالنے لگے زور لگے وہ درد سے ٹپ ٹپ وہ بھاگنے لگی بھاگتے بھاگتے اس نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا اسے بہت سے نیلے رنگ کے ٹپٹے نظر آئے بھاگتے ہوئے وہ کسی چیز سے زور سے ٹکرائی اس نے ٹکرائے والی چیز کو دیکھا تو وہ گھنڈا نکل تھے وہ حیرت میں ڈوب گئی کہ میں تو اسے پیچھے چھوڑ کر آئی تھی تو پھر یہ یہاں کیسے کہ گھنڈا نکل نے تلوار کی مانند اپنے نیز ناخنوں سے اس کی گردن پر وار کیا وہ وطنی کے بل چلائی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی اس نے گھبرا کر اپنے آس پاس دیکھا تو نہ نپ اور بازو یہ خوف بھری نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھیں اس کے بازو اور گردن سے خون بہہ رہا تھا اور خیر سے ہر خراشیں پڑنی ہوئی تھیں جس سے خواب دن رہا تھا رات کے اندھیرے میں یہ منظر بہت ہی خوفناک لگ رہا تھا انہیں کہا ہوا ہے بازو نے خوف سے اس کی حالت کی طرف دیکھنے ہوئے ہوجھا اور نہ نپ سے بولی جا کر انہیں بلالو۔۔۔ وہ بغیر کچھ نیچے اُٹھی اور دروازہ

گیا ہاں صاحب سب جوانوں دونوں کی باغین سن رہے تھے بولے نہیں ہم تو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آئے ہیں ہم نے تو کوئی آواز نہیں سنا۔۔۔ اس نے کہا نہیں آپ کو غلطی ہوئی ہے کسی اور کا آواز ہوگا۔ نہیں صاحب میں غلطی نہیں ہوں آپ ہی فون سے آواز نہ توں کروا لیا تھا۔ اچھا چلو تھک ہے پھر رکھ جاؤ حسن نے اسے اندر آنے کی جگہ بتائی ہوئے کہا وہ بڑا کھانا بیل پر لگا کر چلا گیا۔ سب آکر بیٹھ گئے ان سب نے خود را تھوڑا بے ولی سے کھانا اپنا اور شہابیہ کا بھر پور خیال رکھنے کا کہہ کر یہ سارے لڑکے اپنے کمرے کی طرف چلے آئے۔

رات کا بچانے کون سا پر تھا جب شہابیہ کی آنکھ کسی کے اس کا نام لینے پر کھلی وہ بوجھل بوجھل آنکھوں سے اپنے ارد گرد دیکھنے لگی اسے خود ہی دور بند کھڑکی کے پار وہ عورت کھڑی دکھائی دی وہ شہابیہ کو اپنے پاس لا رہی تھی کسی کے بھی ہاتھ لگائے بغیر گھر کی خود بخود کھل گئی شہابیہ چپ چاپ اُٹھی اور کھڑکی کی طرف چلنے لگی اب کہ اس نے دیکھا کہ وہ عورت سڑھی کے بھانے ہوا ہر تہرتے ہوئے اونچائی سے مین کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ شہابیہ کے لیے سڑھی گئی تھی وہ اس پر چلتے ہوئے نیچے اُڑی وہ عورت اسے لے بھر اس بڑے سے میدان میں جا پہنچی جہاں بڑا سا کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا وہ عورت اس دائرے کے پاس پہنچ کر رک گئی شہابیہ بھی کسی رو بوت کی طرح اس کے پاس جا کھڑی ہوئی کہ وہ عورت ڈھاری میں اپنے شوہر کے مرنے پر رُخ رہی ہوں اور تم اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے نکلے ہوئی سو بہ کہنے ہوئے اس عورت کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے نیلے رنگ کی شعاعیں نکلنے لگیں اس نے یکدم شہابیہ کا

کھڑی تھی اسے بجانے لگی یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے زیب جو کہ گروٹ بدل کر دوبارہ سونے لگا تھا کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی ان کا دروازہ بجار رہا ہے اس نے اپنا دہم جان کر سونے کی کوشش کی کہ اسے دور سے نرسب کی آواز سنائی دی اور پھر کہیں دور سے دروازہ بجنے کی اس نے اپنے ساتھ سونے ہوئے حسن کا کندھا ہلایا دو تین بار بلانے پر وہ کسمپاسا کیا ہے مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کہ کوئی دروازہ بجار رہا ہے خدا سے خیر مانگو یا تم سب کو کیا ہوتا جارہا ہے تم تو مجھے بھی پاگل کر دو گے کوئی دروازہ نہیں بج رہا ہے سو جاؤ یہ تمہیں کہاں پھنس گیا ہوں حسن نے پہلے تو دروازے کی دستک سننے کی کوشش کی جب کوئی آواز سنائی نہ دی تو اسے کھری سنا تا پھر سے سو گیا۔ اب کہ زوردار آواز کہیں دور دروازہ بجنے کی اسے سنائی دی ساتھ ہی نرسب کی روٹی ہوئی دروازہ کھول کر آواز سنائی دی اس نے دروازہ کھولنا چاہا پر بہت نہ ہوئی اس نے اصرار کو دگانے کا سوچا یہ تھا کہ اتوں جو کہ جگہ نہ ہونے کے باوجود لڑ بھگڑ کر بھڑکی پائشی کی طرف سویا ہوا تھا کا پاؤں زوردار طریقے سے زیب کے پیٹ پر پڑا وہ منہ ہی منہ میں اسے گا لیں گے نواز تا ہوا لٹھ کر دروازے کے پاس آیا اور ڈرتے ڈرتے آہستہ سے اسے کھولا بائیں طرف دیکھا کوئی نہ تھا دائیں جانب دیکھا تو سچہ باسات کمرے چھوڑ کر ایک کمرے کے دروازے پر ذری اور روٹی ہوئی نرسب کھڑی تھی وہ بھاگ کر نرسب کے پاس پہنچا۔

نرسب نے اس کی طرف دیکھا اور سکون کا سانس خارج کرتے ہوئے بے تابی سے اس کی جانب دھجی اور شکایت کرنے کے انداز میں اس سے بولی

تم سب کہاں چلے گئے تھے میں نے تم لوگوں کا دروازہ بجایا وہاں کوئی اور لڑکا کھڑا تھا

کھول کر باہر نکل کر اپنے ساتھ والا دروازہ زور سے بجایا بار بار بجانے پر دروازہ ایک انجان لڑکے نے کھولا اور مندن مندی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کرنے لگا وہ پریشانی میں اس سے بولی یہاں چار لڑکے رہتے تھے وہ کہاں ہیں تم کون ہو اور یہ میرا کمرہ ہے بجائے جواب دینے کے وہ لڑکا نرسب سے سوال کرنے لگا وہ سوچنے لگی پریشانی اور گھبراہٹ میں کہیں وہ غلط دروازہ تو نہیں بجاتی تھی یہ سوچ کر وہ دائیں بائیں دیکھنے لگی اس لڑکے نے اسے پاگل سمجھتے ہوئے اپنی خند خراب کرنے پر دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا۔ اور وہ بند دروازے کے پار کھڑی سوچ رہی تھی کہ دائیں ساتھ والا کمرہ ان کا جنکہ بائیں ساتھ پر پہلے لڑکوں کا تھا یعنی کہ وہ ٹھیک دروازے پر کھڑی تھی تو پھر جو انجان لڑکا اندر سے نکلا تھا وہ کون تھا اگر یہ واقعی اس لڑکے کا کمرہ ہے تو پھر اصرار اور باتیں سب کہاں گئے یہ سوچ آتے ہی اس کا نازک دل کسی ذلی پر سے گرتے ہوئے بچے کی طرح لرزے لگا۔ وہ خوف سے روتے ہوئے انہیں اونچی آواز میں آوازیں دینے لگی اصرار زیب حسن تم سب کہاں ہو تین چار بار آوازیں دینے پر کوئی جواب نہ پا کر وہ اپنے کمرے کے دروازے تک آئی جیسے وہ جلدی میں کھول کر آئی تھی کہ ابھی انہیں لے کر کسی دوست کو دیا جس تو آتا ہے تو پھر دروازہ کیوں بند کر دیا اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا یہ کیا وہ تو بند تھا اس نے گھبراہٹ میں پینڈل کو دو تین بار پیچ کیا پر وہ اندر سے لاکھڑا اس نے اپنے اطراف میں دیکھا خالی سناں رابہاری اسے ڈر لگنے لگا یہ سوچ کر کے پہلے دن جب یہ سب یہاں آئے تھے تب بھی تو کمرہ توں مل رہا تھا گستاخو نہ تھا اگر اب بھی ایسا ہوتا تب تو سب ساتھ میں تھے ایک دوسرے کا سہارا تھا اب میں ایکلی بہوں میں تو مر جاؤں گی یہ سوچ آتے ہی ان نے ڈر دیکھا نہ تاؤ جس دروازے پر

ہوئی ہے مازیہ نے ان کو بنایا احمد اور زیب شب کے پاس آئے کھینچے اور اس کے زخموں کی طرف دیکھا احمد نے پوچھا اسے کیا ہوا ہے اور یہ زخموں کے نشان کیسے لگے مازیہ نے تعجباً ابنت کو دیکھا اسے کوہ پھوٹا بتایا تھا شب نے ان کو بنایا نہ شب کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی اور اپنے ساتھ پیش آیا سارا واقعہ ان کو سنایا۔ دو آسمان پر بچانے کیا کہا تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ زب بولا۔

مجھے تو لگتا ہے کہ دو راستے والے بزرگ بابا ٹھیک کہہ رہے تھے یہاں شیطان تو نہیں ہستی ہیں اب یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے کل ہم کو یہاں سے نکل جانا چاہیے۔

ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو کل اپنا سامان تیار رکھنا ہم نکل رہے ہیں اس سے پہلے کہ بہت بڑا نقصان ہو جائے احمد نے بغیر کسی گلی پٹائی کے کہا۔

کل کہاں چا، تو ہو گئے ہیں جہے ہی نکل پڑیں گے دو گھنٹے بعد سامان تیار کر لیں گے۔ مازیہ نے کھڑکی پر نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میں باقی سب کو بھی جادوؤں کا تاکہ وہ بھی اپنا سامان بیک کر لیں۔

ہاں ٹھیک ہے، دابیں جا کر سب سے پہلے شب کا مکمل عالج کر دیا میں گئے زب کے کہنے پر احمد نے اسے جواب دیا اور زیب باقی دو دنوں کو چگانے باہر نکل گیا اب کمرے میں احمد اور یہ شیوں ازکیاں تھیں احمد مازیہ اور زیب شہاب کی طرف دیکھ رہے تھے اور شہاب ہینڈ کی شیٹ کی طرف کہ یک لخت اس نے اپنا سر اٹھایا جیسے کچھ سننے کی کوشش کر رہی: شب کیا ہوا مازیہ نے اس سے پوچھا۔ دو گھنٹے بار سے ہیں ان قیوں نے سننے کی کوشش کی پر انہیں کچھ سنائی نہ دیا کہ سب نے بند سے چلا گئے اور کھڑکی کے پاس جا کر دوا کیے یا میں دیکھا تو کوئی نہ تھا کہ اس کی نگاہ نیچے کی طرف گئی تو وہ نیچے کھڑے جھم پر سے نگاہ پٹانے ہوئے

یادیں رہی ہوا اور اس وقت باہر کیا کر رہی ہو وہ شب کی حالت بہت خراب ہے تم میں سے کسی کو لینے آئی تھی پر۔ احمد جیسے بہت سی کروٹیں بدلتے کے بعد ابھی خینڈ آئی تھی وہ سونے سے پہلے اپنے آپ سے وعدہ کر کے سوتا تھا کہ کل واپس جانے پر سب کو منالے گا وہ سوتے میں سست تبدیل کرنے لگا کہ اس کی نگاہ غیر ارادی طور پر دروازے کی جانب اٹھی دروازہ کھلا ہوا تھا وہ گھبرا گیا۔ اس وقت ہمارا دروازہ کیوں کھلا ہوا ہے حسن اور افس تو سو رہے ہیں نہ زیب کہاں ہے یہ سوچتے: وہ داخلہ اور باہر جا کر دیکھا تو تھوڑی دیر زب اور زیب بائیں کر رہے تھے اور زیب رو رہی تھی یہ دو کیوں رہی ہے یہ دونوں اتنا دور کیوں کھڑے ہیں اسے عجیب لگا اس کے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی ان دونوں نے اسے اپنی طرف آواز بکھا زب گڑبگڑا گیا پھر اسے کہنے لگا جیسے تم سوچ رہی ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہے شب کی طبیعت خراب ہے آگے پہلے اسے دیکھ لیں یہ شیڈ شب کے کمرے کی طرف چل و بے جیسے کہ اسے کمرہ نہیں ملے گا اور دروازہ کھلا ہوا تھا نہ شب کو جھٹکا لگا پہلے تو بہ بند تھا وہ سوچ کر رو گئی یہ اندر داخل ہو گئے اندر شہاب نے نہ حالی نی گئی ہوئی تھی جبکہ مازیہ اس کے زخم صاف کر رہی تھی انہیں اندر آتا دیکھ کر زیب پر جھڑک دوزی۔

زنب نہیں کیا: تو گیا ہے نہیں گئے: وہ نے پورے دس منٹ ہو گئے ہیں اسے اس کیلئے میں نے کتنی مشکل سے شہاب کو سنبھالا ہے تمہیں اس کا اندازہ نہیں ہے۔

زنب کو ان تمام باتوں میں سے صرف دو لفظ سنائی دے رہے دس منٹ: ایسا کہیے: دیکھتا ہے مجھے تو آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ ہو گیا ہے کہ میں باہر مادی ماری پھر رہی ہوں اور یہ کہہ رہی ہے کہ صرف دس منٹ پر یہ: وہ صرف سوچ کر رو گئی اس پر میں نے ہنس مرتبہ تو میں بار سوراخ فاق والنا اس پھر جا کر کچھ پرسکون

نظر نون اور دروازے کی طرف نہیں حسن نے جا کر دروازہ کھولا۔ سامنے کوئی نہ تھا۔ جبکہ افس نے فون اٹھایا۔ پر اب بھی میلو بولنے پر کوئی نہ ہوا۔

چلو نکلو یہاں سے جلدی کرو اور یہ سب اپنا اپنا سامان باندھنے لگے اور لڑکے اپنے کمرے کی طرف آ گئے۔

دروازہ بند کرنے کی آواز پر زیب نے دروازہ کھولا سامنے مازیہ کھڑی تھی کیا ہے سامان پیک کر لیا زینب کہاں ہے زیب نے کئی سوال ایک ساتھ پوچھ ڈالے مجھے تم سے کچھ کام ہے ذرا میرے ساتھ آؤ مجھ سے سب خیریت تو ہے ہاں۔

ہاں بس تم چلو حسن میں مازیہ کے ساتھ جا رہا ہوں اسے کچھ کام ہے یہ کہہ کر حسن کو اجازت دے کر زیب نے سامان باہر نکالا مازیہ آگے آگے چل رہی تھی اسے یہ تم مجھے کہاں لے جا رہی ہو زیب کو راستہ ان کے کمرے کے بجائے کہیں اور جاتا دکھ کر پوچھنے لگا۔ دو بغیر کچھ بولے حوالے سے باہر نکل آئی باہر آ کر دو چلنے چلنے پر اسے میدان میں جا بیٹھی۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ مجھے کہاں لے آتی ہو تم جاگن نو نہیں ہوگئی مازیہ اب کہ زیب نے اپنے سے آگے جاتی مازیہ کا بازو پکڑ کر اپنی طرف اسے موڑا اسے دیکھتے ہی اس کی حالت غیر ہوئے لگے دو مازیہ نہیں دو تو شب تھی۔ ہاں دو شہاب ہی تھی زندہ ملامت اپنے پاؤں پر کھڑی۔

تم۔۔ تم تو مر چکی ہو تم یہاں کیسے۔ ہاں میں مر چکی ہوں پر تم سب کو واہیں زندہ نہیں جانے دوں گی اب کہ اس نے غور کیا یہ وہی عورت تھی جسے آ رہا تھا جن نے بنایا تھا اور وہ اس عمارت کے پیچھے بنے ہوئے میدان میں کھڑا تھا۔ تھوڑا دور وہی کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا جس کے اطراف میں نیلے رنگ کی باریک سی لکیر کھینچی گئی تھی

ان سے بولی میں نے کہا تھا ناں کہ دو مجھے لینے آئے ہیں مجھے آوازیں آ رہی ہیں پر تم نہیں مانتے دو دیکھو نیچے سب کھڑے ہیں مازیہ نے کھڑکی سے نیچے دیکھا تو اسے کوئی بھی نظر نہ آیا اس نے اشارے سے دونوں کو بتایا کہ نیچے کوئی نہیں ہے جیسے شب نے دیکھ لیا میں بالکل نہیں ہوں وہ سب مجھ دیکھنا دیتے ہیں تم سب کہتے تھے ناں کہ ان سب نے کالے جتنے کیوں چڑھا رکھے ہیں ان سب کی آنکھیں نیلے رنگ کی ہیں یہ انسان نہیں ہیں یہ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ کہتے کہتے اس نے پھر کھڑکی کی طرف دیکھا جیسے کہ کوئی اسے بلا رہا ہو وہ کھڑکی کی طرف پڑھتی جا رہی تھی اور ساتھ ساتھ ہی منہ میں بڑبڑا رہی تھی میں مرنا نہیں چاہتی پر ایسی خوف کی زندگی بھی نہیں جینا چاہتی یہ کہتے ہی اس نے کھڑکی سے چھلانگ لگا دی یہ سب چیختے ہوئے اس کی طرف بھاگنے لگے۔ لیکن وہ بھوکا کھڑکی۔

یہ سب بند پر بیٹھے تھے کسی کو بھی یقین نہیں تھا کہ شہاب اب ہم میں نہیں رہی اب وہ بھی کسی کو مستثنیٰ نہ سمجھا نہیں گئے گی اب وہ اپنی ذاتی کے ظلم بھی برداشت نہیں کرے گی میں نے کہا تھا ناں کہ یہاں پر شیطان طاقتیں ہیں جن کے درمیان ہم پھنس چکے ہیں پر تم مجھے ڈر پک اور بزدل کہتے تھے اب دیکھ لیا کہ نیل فون کی ٹھنسی کئی کسی کا بھی دل اسے اٹھانے کو نہیں چاہ رہا تھا کہ مازیہ کہنے لگی

یہ فون کس کا ہو سکتا ہے دیکھو دوستی افس جو کہ فون کے پاس ہی بیٹھا تھا اس نے فون اٹھایا کائی مرتبہ میلو بولنے پر بھی کوئی جواب موصول نہ ہوا اس نے فون رکھ دیا۔

اٹھو نکلیں یہاں سے زیب کے کہنے پر یہ سب اٹھنے لگے کہ پھر فون کی ٹھنسی بند کرنے کی یہ سب اس کے لیے تیار تھے ڈر گئے نیل فون اٹھانے سے پہلے ہی دروازہ بند ہو گیا سب کی

نبلی نہر کہا تھا میں کس ہو گیا۔ یہ سب ذیب کے ترپے
جسم کو نوچ کر کھانے لگے اور کچھ ہی دیر بعد سورج کی
روشنی چاؤں طرف پھیل گئی۔

اوسے ذیب یاوکھاں روہ گئے تھے حسن نے
دروازے سے اندر آکر ذیب کی جانب دیکھ کر کہا
اوو کیا کام تھا کہ ماڈیو کو کہا چلو ہم تو تیار ہیں کچھ خاص
نہیں بس کہہ رہی تھی ہمارا سامان ہے دو اٹھالو
میں نے کہہ دیا ہے تھوڑا سا تو ہے خوب لے آؤ چھوڑو
ان باتوں کو نگوں یہاں سے اود یہ سب احمر کے کہنے پر
اپنا سامان اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں جانے لگے
کہ فنب دروازے کے باہر کھڑی دکھائی دنی انہیں
دیکھ کر بولی۔

ہم بھی تیار ہیں بس ماڈیو کرنی سے تو اس ساتھ
لے کر نکلتا تھا۔ حسن نے سمجھلاہٹ سے کہا میں آپ
ہی کی طرف آ رہی تھی کہ آپ باہر نکل آئے۔

اچھا ٹھیک ہے یہ کہہ کر احمر نے ان کے کمرے کا
دروازہ کھولا اود ماڈیو کو دروازے دینے لگا کچھ دیر بعد
ماڈیو بھی اپنا سامان لے کر باہر آگئی یہ سب گاڑی میں اپنا
سامان رکھ دے تھے کہ احمر نے کہا
گاڑی میں چلاؤں گا

نہیں آج میں چلاؤں گا ذیب کے کہنے پر احمر
نے جابی اسے دنی اود یہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے
اود ذیب گاڑی چلانے لگا حویلی سے باہر نکلتے ہی
انہیں کافی لوگ کھڑے دکھائی دیے

یہ سب یہاں کیوں کھڑے ہیں جیسے کہ ہمیں
روک دے ہوں ماڈیو نے پاس کھڑے احمر سے
اظہار خیال کیا۔

آہ۔ کیا ہوا ماڈیو نے ذرے ہوئے حسن سے
پوچھا۔ حسن نے ذیب کو جلدی کر دیکھنے کے لیے
جو بھی اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا اسے ایسا لگا کہ جیسے
کہ اس نے دیکھتے ہوئے انکار سے کو پکڑ لیا ہو۔

جس کے بارے میں گائینڈ انکل نے بتایا تھا کہ پہلے یہ
سارا صرف نیلا رنگ تھا بار بار بلی چڑھانے کی وجہ
سے یہ کالا ہو گیا ہے اسے چکر آنے لگے یہ میرے
ساتھ کیا ہو رہا ہے وہ بھاگنے لگا کہ آگے سے شہابہ نے
اسے جالیا۔ اس کا خوف مسلسل بڑھ رہا تھا شہابہ نے
اسے گردن سے دبوچ لیا۔ وہ بن آک بکچلی کی
طرح ترپے لگا۔ وہ شہابہ کے بڑے سے ہاتھوں
میں بھی سی چڑیا کی مانند لنگ رہا تھا وہ منتوں پر اتر آ یا تم
تو میری دوست تھی تم مجھے کیسے مار سکتی ہو میں نے تو احمر
سے کہا تھا کہ شہر واپس پہنچ کر تمہارا روبرو اعلان کرو انہیں
گے مجھے چھوڑو وہ بار بار اس کی منہیں کر دیا تھا شہب
سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا پر وہ ٹھہراہٹ
میں یہ بھول گیا تھا کہ شاید کہ اب وہ ان کی پرانی والی
دوست شہابہ نہیں تھی اب تو وہ کوٹ جناس کی باسی بن
چکی تھی۔

میں نے بھی اسی طرح تم سے اپنی زندگی کی
بھیک مانگی تھی کہ مجھے بچا لو پر تب تم سب مجھے بائیں
سمجھتے دے تھے یہ کہہ کر وہ زوردار ہتھپہ لگانے لگی۔
سورج کی کرنیں چھوٹنے والی تھیں شب نے اسے اسی
تختے پر بٹھوایا جس کے بارے میں گائینڈ نے بتایا تھا
کہ ہم شکار کریں اور نوچ کرتے ہیں اور اس شکار کا
خون اس نالیوں میں بہہ کر نبلی شہر میں جالتا ہے اس
تختے پر لگتے ہی شب نے اپنے آری کی مانند تیز
ناخنوں سے ذیب کی گردن تن سے جدا کر دی سر نے
سے پہلے ذیب اپنے دھتوں کو مدد کے لیے پکارنے
لگا پر کوئی اس کی مدد کو نہ آیا شب نے اپنے ناخنوں پر
پر دکر ذیب کے سر کو اس کا لے دائرے میں لا چٹھا۔
اور کچھ دیر بعد ایک نیلے رنگ کی گول سی شے انہیں
زمن پر آئیں اود ذیب کے سر کو لے کر غائب ہو گئیں
جبکہ گائینڈ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلتے ہوئے
ذیب کے کٹے ہوئے دھڑ میں سے خون بہہ کر ان
نالیوں میں جانے لگا اور جا کر خونی نہر جسے گائینڈ نے

دیکھو نازل لوگوں والے نہیں ہیں ماؤ یہ رونے لگی۔ اگر تمہاری آواز آئی تو تمہارا گلا گھونٹ دوں گا جاہل عورت حسن نے ٹیشن اور پریشانی میں دانت پیستے ہوئے کہا تم دونوں چپ کر جاؤ آگے ہی کچھ سمجھ نہیں آ رہا امر کے غصہ سے چلانے پر وہ دونوں ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے چپ کر گئے امر نے خاموش بیٹھی زیب کی طرف دیکھا اب کہ سب نے غور سے دیکھا کہ وہ لوگ جو عام انسانوں کی طرح لگ رہے تھے انکے چہرے تبدیل ہو رہے تھے اور وہ ان کے بالکل قریب آگئے امر کو پرسکون بیٹھی ہوئی زیب پر حیرت ہوئی پر ہم کی جھپٹیں سب سے بلند تھیں جبکہ باقی سب کے چہروں پر موت کو سامنے دیکھ کر سبہ کسی چھائی رات کا اندھیرا اپنے پروں کو پھیلارہا تھا۔

زیب تمہیں تو تیز بخار ہے امر کو گاڑی چلانے دو۔ اس نے کہا۔
نہیں میں ٹھیک ہوں۔ زیب کے کہنے پر حسن اپنا ہاتھ سہلانے لگا اوس نے چیختے ہوئے زیب سے کہا
جلدی کرو تیز گاڑی چلاؤ ہم دو لمبے کی گاڑی میں نہیں بیٹھے تیز کرو۔
لگتا ہے وہ ہماری طرف بڑھ رہے ہیں۔ ماؤ یہ نے خوف سے چیختے ہوئے زیب سے کہا۔
گاڑی کو رد کننا مت ان کے درمیان میں سے انہیں اڑاتے ہوئے نکلنا اوس نے نئی ترکیب بتائی تھوڑی دیر بعد ہی گاڑی جھٹکے سے رک گئی
کیا ہوا۔ سب نے ایک ساتھ پوچھا۔
شاید گاڑی خراب ہو گئی ہے
سب کے چہرے خوف کی شدت سے زور

پڑ گئے

جلدی کرو وہ آ رہے ہیں زیب کچھ کرو۔

سب اپنی اپنی بول رہے تھے
پچھے ہٹو مجھے آنے دو میں کوشش کرتا ہوں امر

نے زیب سے کہا

کیوں کیا میں کوشش نہیں کر رہا ہوں زیب نے درشت لہجے میں امر کو جواب دیتے ہوئے زور زور سے گاڑی سناٹ کرنے کی کوشش کی۔ پر گاڑی نہیں چلی کہ زور سے بادل گرے اور آہستہ سے بوند باندی ہونے لگی

مجھے لگتا ہے پیدل ہی بھاگنا پڑے گا یہ سار ہمیں منٹوں میں دو بوج لیس گے حسن کے کہنے پر ماؤ یہ بولی

ان سے پوچھو تو سہی کیا مسئلہ ہے۔ کچھ پیسے

دے کر ہی ان سے جان چمڑا لو۔

بالکل لڑکی ماؤ یہ کے پیسے دے کر جان چمڑا لو کہنے پر حسن کو تاؤ آ گیا انکے چہرے کے تاثرات تو

زیب کافی دیر سے دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اس نے ماؤ یہ کو بہت آوازیں دیں باری باری سب کو پکارا پر ایسا لگتا تھا کہ جیسے راہداری میں سے بھی کوئی گزرا رہی نہ ہو جیسے کہ صندلیوں سے سنسان پڑی ہو وہ گھبراہٹ میں فون کو بھول چکی تھی اب یاد آنے پر فون کی طرف بھاگی فون اٹھا پر اس میں ٹون نہ تھی اسے کیا ہوا تھوڑی دیر پہلے تک تو ٹھیک تھا اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا وہ ہڑبڑا کر رہ گئی اسے خوف سے ٹھنڈے پینے آنے لگے وہ واپس دروازے کی جانب بھاگنے لگی تو اسے اپنا شاندر بیک پر نظر آیا۔ وہ بھاگ کر اس کے پاس آئی اسے ترچھا کر کے پناہ تاکہ بار بار اتر نہ جائے اور بھاگ کر دروازے کے پاس آئی اور زور زور سے اسے کھولنے کو مارنے لگی پر دروازہ نہ کھلنا تھا اور نہ ہی کھلا۔ اس نے پینڈل کو تکیں چار بار زور سے ٹھکایا پر وہ نہ کھلا۔ پانچویں بار ہلانے پر دروازہ کھل گیا اس کے سانس میں سانس آیا وہ بھاگ کر باہر نکل گئی کہ جیسے دروازہ ہجر سے بند نہ

اب سمجھ آیا کہ دیکھنے میں حویلی بہت بڑی نظر آتی ہے اصل میں تو بہت چھوٹی ہی ہے یہ سب آنکھوں کا دھوکہ ہے جو کہ یہ بہت بڑی لگتی ہے یعنی کہ وہ تیسرے فلور کے کمرے میں نہیں بلکہ زمین پر ہی رہتے تھے یہ آنکھوں کا دھوکہ تھا کہ کھڑکی میں کھڑے ہو کر نیچے دیکھنے پر سب چھوٹا نظر آتا۔ اور رہائے آپ کو بلندی پر محسوس کرتے وہ سو بچی ہوئی حویلی کے مین ٹریٹ سے باہر نکل گئی یہ کیا باہر تو رات کا اندھیرا ہے آپ کو دیکھنا نہ کو بے تاب تھا خنڈی ہوا چل رہی تھی اتنی جلد ہی شام کیسے ہو گئی وہ انجاناً منزل کی طرف بھاگ رہی تھی اور دعائیں بھی کر رہی تھی کہ وہ سب اسے مل جائیں زیادہ دور نہ گئے ہو اس کی نہ ختم ہونے والی سوچیں اور پھر دعائیں ساتھ ساتھ جاری تھیں اس نے دیکھا کہ سارا علاقہ سنسان پڑا ہے بھاگنے کی وجہ سے اس کا سانس پھولنے لگا اس کی ناگوں میں گھٹ پڑ گئے اسے اپنی زندگی بچانے کے لیے بھاگنا تھا پر اس کی زندگی تو آخر تھا وہ کہاں ہے وہ دل میں سب کے خیر خیریت سے مل جاتے کی دعا میں کرتے انہیں آواز میں لگاتے گئی کہ اسے شام کے ختم ہوتے سائے میں تھوڑی دور اپنی گاڑی نظر آئی وہ پاٹھوں کی طرح اخر اخر چلاتے ہوئے اسے آواز میں دینے لگی اسے اپنا ٹوٹ جانے والی جوتی کا بھی خیال نہ رہا جو کہ بہت زیادہ بھاگنے پر ٹوٹ چکی تھی وہ جواب دے دل میں چور اخر کے لیے پیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا نام لینے سے بھی شرماتی تھی اخر اس اس پاچھراں کہہ کر کارٹی تھی جس پر شاہد اور ماز یہ اسے پیچھرتی تھیں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہہ کر وہ ان کو چپ کر دیتی تھی پر اس وقت اسے اخر ہی اپنا لگا کہ وہ ماز یہ حسن زیب افوس کسی کے بجائے صرف اسی کو آواز میں دے کر جاری تھی اس کے آنسو تھینے کا نام نہ لے رہے تھے کہ اخر بھی اسے چھوڑ کر چلا آیا اسے بھی نہ بے کسی کی محسوس نہ ہوئی یہ نیلے رنگ کے جھکے کیا چیز ہیں پہلے وہ اپنی گلی پھر وہ

ہو جائے باہر نکل کر اس نے ساتھ والا دروازہ بچایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہو گئی۔ اندر سارا کمرہ خالی بھائیں بھائیں کر رہا تھا وہ ڈر گئی کہیں پھر سے کسی غلط کمرے میں تو نہیں آ گئی۔ یہ سوچ آتے ہی اس کی ناگین خوف سے کانپنے لگیں اس کے لیے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا دشوار ہو گیا۔ وہ واپس مڑنے لگی کہ اس کی نگاہ کھڑکی پر لگے ہوئے اسٹیکر پر پڑی جس پر سول میٹ لکھا تھا یہ اتوں نے کب یہاں لگایا وہ سوچ کر رہ گئی کیونکہ اسے یہ تھا کہ اتوں کے پاس اس کے گروپ کے نام کے کافی اسٹیکر موجود تھے۔ جو کہ وہ یونیورسٹی میں گاڑی اور اپنے کمپیوٹر پر بھی چپکا چکا تھا پر اسے نہیں معلوم چلا کہ اس نے یہ اسٹیکر یہاں کب چپکایا ایک طرف اسے خوشی ہوئی کہ وہ فحک کمرے میں پہنچی ہے تو دوسرے ہی پہ اس پر اسٹیکر ہوا کہ وہ یہاں ایسی ہے اسے یاد آیا کہ زیب نے کہا تھا کہ ہم ابھی تھوڑی دیر میں نکل پڑیں گے یہ سوچ آتے ہی اسے چکر آنے لگے وہ لڑکھرائی تو کیا وہ سب مجھے یہاں اکیلا چھوڑ گئے آنسو کا خطرہ اس کے گال پر بہتا ہوا تھوڑی سے نیچے لڑھک گیا کیا اخر کو بھی میرا خیال نہیں آیا وہ روتے ہوئے باہر کو دیکھی اسے اس لنگہ ہاتھ جیسے کہ وہ بار بار واپس ایک ہی جگہ پر آن پہنچی ہے اس پر بھاگنے کا وجہ سے تھکاوٹ سوار ہونے لگی اسے زیب کی باتیں یاد آنے لگیں یہاں پر شیطانی قوتوں کا بیڑا ہے اس کی خراب حالت مزید خراب ہونے لگی وہ وہ پندہ جو کہ وہ ہمیشہ سر پر بھائے رکھتی تھی جس سے اس کے وقار میں اضافہ ہوتا۔ اس وقت اس کے گلے کا پار بنا تھا فطامت سے بنائے گئے بالوں کی آواز دھیس چہرے پر چھوٹ رہی تھیں پیسے وہ بار بار کانوں کے پیچھے اڑنے کی کوشش کرتی وہ اونچا اونچا مسمو دھیں بار پڑھنے لگی کہ اسے تھوڑی دور راہداری ختم ہوئے نظر آئی اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی راہداری کے آخر پر پہنچتے ہی سامنے اسے حویلی کا مین ٹریٹ نظر آیا اسے

میرے سانحہ ہے دوسرا وہ میرا نام بھی نہیں لینی پر یہ
نہیب کی ہی آواز تھی اسے ایسا لگا جیسے کہ زمین نے
اس کے قدموں کو جکڑ لیا ہو وہ گرتے گرتے بجھا اپنے
قدموں کو زمین کی جکڑ سے آزاد کرانے کی کوشش کی پر
بے سود رہا۔

احمر کہا ہوا۔ جلدی کر داتو س نے بھاگے ہوئے
رک کر احمر کی طرف دیکھا جو کہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔
بلکے جلنے کی بہت کوشش کر رہا تھا پر اپنی جگہ سے قدم نہ
اٹھا سکا۔

احمر وہ فریب آ رہے ہیں جلدی کر دجسٹ نے چلا
کر کہا پند نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے میرے پاؤں نہیں مل
رہے ہیں وہ پوری فوج لگا کر اپنے آپکو چھڑاتا
چاہتا تھا اس سے کہ اس کا پورا پورا سرخ ہو گیا۔

نہیب سب جاؤ نہیب کا دھماکا دھماکا رہتا۔
نہیب ہم تنہا نہیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے اندر
نے روئے ہوئے احمر کی طرف رہی نہیب نہیب جاؤ دفع
ہو جاؤ نہیب سب جاؤ جانے کیوں نہیں احمر نے بے بسی
سے ان کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھیں بھیجکھیں
اس نے اپنے پاس کھڑی نہیب کا ہاتھ تھام کر اسے
آگے کی طرف دھکیلا۔ جہاں اس کے بانی سب
دوستوں کی آنکھوں میں بھی نمی چمک رہی تھی کہ اسے
اب سے لگا کہ جیسے کہ نہیب نے اس کا ہاتھ تھام لیا ہو
اسے چھوڑنا نہ جانتی ہو نہ اسے آپ کو بچاؤ مہری فکر
چھوڑ دو نہ جانی گہوں نہیں دفع ہو جاؤ۔ مجھے نہیب سے
نفرت ہے نفرت ہے ہم تنہا احمر نے بے بسی سے اس
کی طرف دیکھنے ہوئے کہا۔ پر یہ کیا اس کے ہاتھوں
میں وہ نہیب کے ہاتھ تبدیل ہو گئے اب وہاں
نہیب کی بجائے ماہ کھڑی تھی اور پھر وہ بھی تبدیل ہو کر
ڈھانچے کی شکل اختیار کر گئی احمر کا دل حلق میں آ گیا
نہیب۔ نہیب یہاں ہو تو نہیب کہاں ہے ماہ زوردار فوجیہ
لگا کر کہی میں نے اسے مار دنی اسے نہ میرے ہو
میرے ہی رہو گے ماہ جو احمر کی طرف دھڑک رہی تھی

اس بات سے آگاہ تھی کہ جو کرنا ہے اس کو کرنا ہے
وہی تھی جب موت دکھائی دیتے تھے تو انسان آخری
حد تک پھلانگ گزرتا ہے مگر اب جبکہ اپنے سامنے
دکھائی دینے کی امید جاتی تو وہ بہت کھوئے تھے جیسے
کہ وہ اسے سمیٹ لیں گے وہ جتنا اونچا چلی سکتے تھے
طاقت رکھتی تھی وہ چینی اور جلالی احمر۔

ان انسان نما ڈھانچوں کے قریب آ جانے پر
ان سب نے اپنے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا مالک بجائے
ماؤ بہ نے کہا جان بجائے کہ ایک ہی ذریعہ ہے وہ ہے
یہاں سے ہواگ جائیں روئے ہوئے اس نے
ڈونے چوئے الفاظوں میں کہا۔

کہاں جائیں۔ گے چاروں طرف تو ان کا
مخالف ہے انہوں نے کہنے پر سب اپنی موت کو اپنی
طرفہ دیکھتے دیکھ رہے تھے پر اپنے آپ کو جانے
سے قاصر تھے احمر کی نگاہیں پھر نہیب پر پڑی تو وہ
آنکھیں زبردستی میں اس سے کھینچ لگا۔

تنہا موت سے ڈر نہیں لگتا اپنی پرسکون ہو کر
میٹھی ہو تنہا نہ بہت ہی دعائیں آتی ہیں پڑھتی
کہوں نہیں ہو نہیب ہلکا سا مسکرائی

زندگی نو موت کا دوسرا نام ہے ویسے بھی جب نہیب
میرے ساتھ ہو تو موت کا بھی اپنا مزہ ہے احمر نے
نہیب کو تنہا ہی نظروں سے دیکھا میری نہیب تو
نہیب کہہ تو یہ بھی ٹھیک رہی ہے اپنی طرف سے تو ہر
کوشش کرنی پر شاہد موت مفرد میں کھسی ہے تو اس
سے کیا ڈرنا بہ سوچ کر اس نے سامنے سے آنے
اڑھڑی چڑی والوں کو دیکھا ان کی گاڑی کے گرد گھبرا
ٹک کر رہنے کی وجہ سے گاڑی کو جھٹکے لگے اور پس
جانے تو سنے کہ آگے کتوں پیچھے کھائی والا مفولہ اس
وقت ان پر اپنا اڑتا ہے مگر زندگی بچانے کو یہ گاڑی
سے کووے بھاگے ہوئے نہیں احمر احمر کی آواز میں
سناٹی دیں۔ احمر نے سوچا شاید یہ میرا وہم ہے نہیب تو

کیا کہہ دی ہوا تو اس نے کہا
ہاں میں نے اسے سب کے ساتھ غائب
ہوتے ہوئے دیکھا ہے
ماذیہ کے کہنے پر سب کو ساہم سو گھٹ گیا
تو کیا ہم دو ڈھانچوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے
میرے خدا یا تو اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سن ہو کر کہا۔
رات گہری ہو دی ہے یہاں سے نکلنا چاہئے
حسن کے کہنے دسب ہوش میں آگئے ہمیں یہاں سے
بھاگنا چاہیے۔ یہ سب بھاگنے لگے کہ احمر نے کہا۔
ایک منٹ گاڑی چیک کر لینے میں کیا حرج ہے کیا پتہ
زیب نے جان ہو چکر دو کی ہو۔

ہاں۔ ہاں۔ تم لھیک کہہ دے ہو ماذیہ کے چہرے
سے پڑ زندگی کی موت دکھائی دی احمر نے جا کر جلدی
سے گاڑی سٹاؤٹ کی تو وہ سٹاؤٹ ہوئی۔
جلدی بیٹھو یہاں سے نکلیں حسن کے کہنے پر یہ
سب ایک بار پھر سے گاڑی میں سوار ہو گئے اوڈیہ
گاڑی اس بار اپنے سواؤں کی زندگی کے لیے کوٹ
جس کی حدود کو ختم کرنے کو چل پڑی۔

رات کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔ ہر طرف موت کا
سناہ تھا کہیں کہیں جھینگروں کے بولنے یا میزوں
کے ٹڑانے کی آواز رات کے اندھیرے میں خوف
کے احساس کو مزید بڑھا رہی تھی یہ سب خاموش بیٹھے
اب کیا ہو گا کو سوچ دے تھے گاڑی کل پیڈ سے دواں
دواں تھی وہ سرک جو آتے ہوئے بالکل صاف اور کچی
تھی اس وقت ٹوٹی ہوئی اور پتھر ملی ہو چکی تھی جس کی
وجہ سے جھنکوں پر جھٹکے لگ دے تھے پر یہ گاڑی اپنے
مالک کے حکم کی تابع چلے جا رہی تھی
شکر ہے ہم نے کافی راستہ طے کر لیا ہے بس
اس کوٹ جتان کی حدود سے کسی طرح باہر نکل نہیں
ماذیہ کے کہنے پر گاڑی میں چھایا ہوا سکوت نوٹ گیا۔
باہر کئی خاموشی ہے جیسے کہ کچھ دیر پہلے ہمارے

یکدم رک گئی وہ جتنی جتنی نظروں سے زیب کو ماہ
اودھر دھانچے میں تبدیل ہوئے دیکھ دی تھی اسے
دونا بھول چکا تھا ماہ جو کہ اب ڈھانچے میں تبدیل
ہو چکی تھی احمر کے پاس کھڑی اے بولی۔

اب میں تمہیں اپنا دنیا میں لے جاؤں گی وہ
تمام لوگ جو ان کی طرف بڑھ رہے تھے ماہ کو احمر کے
ساتھ دیکھ کر دک گئے جیسے کہ پہلے ایک کا شکار کیں
انہوں نے کہاں جاتا ہے ماہ نے اپنے ناخن جو کہ تیز
آری کی طرح کے دندانے والے تھے احمر کی طرف
بڑھائے تھے کہ یکدم وہ زینب کے دوپ میں دو بارو
سے آگئی احمر کو کوساٹنے بھاگتی ہوئی ان کی طرف آتی
ہوئی زینب دکھائی دی بانی سب بہت خوش ہو گئے ماہ
تو کہہ رہی تھی کہ اس نے زینب کو مار دیا ہے یہ تو زندہ
ہے زینب نے احمر کے ساتھ کھڑی دوسری زینب کو
دیکھا تو پریشان ہو گئی

یہ کون ہے
احمر نے خوشی سے کہا میری زینب آگئی ہے۔
زینب یہ ماہ ہے جو کہ تمہاری شکل میں ہمارے ساتھ
سفر کر رہی تھی ماہ اپنی شکل میں آتے ہوئے بولی میں
اے اپنے ساتھ لے جاؤں گی ماہ تم ماہ کو اپنی اصل
حالت میں دیکھ کر زینب کو جھٹکا لگا ماہ او اس کے تمام
ساحمی ایک بار پھر ان کی طرف بڑھنے لگے ماہ نے احمر کی
گردن پر بوج لی۔ وہ جلی نہ سکا تھا تر پنے لگا زینب
بھاگ کر احمر کے پاس آگئی۔ احمر کا بازو قھام کر اوٹھا
اونچا آیت اکرسی پر بٹھنے کی ماہ سمیت سب غائب
ہو گئے او داحمر کے بازو کل گئے اب وہ آواز تھا
سب اگر زندگی چاہتے ہو تو جتنا ہو سکتا ہے آیت
اکرسی یا سو وہ غفلت اور تاس پڑھو زیب کہاں ہے۔
باؤں باؤں ایک ایک کو دیکھتے ہوئے زینب نے پوچھا
اودبت بنی ماذیہ کو ہلایا

زیب کہاں ہے تم سب بولتے کیوں نہیں
وہ اب انسان نہیں دبا

الو کی پہنچی کیا ضرورت تھی اتنا زور سے کندھا ہلانے کی وہ اندھا ہے جو اسے نظر نہیں آ رہا اب گاڑی چل ہی نہیں رہی حسن نے ماتھے پر لاتعداد شکنوں کا جال بنا کر مازیہ پر چڑھائی کر دی دیکھتے ہی دیکھتے وہ نیلے رنگ کے عکسے تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے

امر جلدی کروں نہ بیچتی
نہیں چل رہی تو اس کو چھوڑ دیا گاؤں سے
کہنے پر یہ سب بغیر سوچے سمجھے بھاگنے لگے۔
رک جاؤ سب رک جاؤ۔ تو سننے والی اونچی آواز
میں سب کو پکارا۔ سب جو بھاگ رہے تھے اپنی جگہ پر
کھڑے ہو گئے۔

اب کیا ہے۔ حسن نے پوچھا۔
 دیکھو فیلا روشنی اب فخر نہیں آ رہی ہے ہمارے
 اس تھوڑا وقت ہے، پس ایک ساتھ رہنا چاہیے۔

بالا اوس ٹھیک کہہ رہا ہے
نہیں اپنی جان کی پرواہ کرو اس بیک کو تو وضع
کرو اگرچہ مجھے تو میں نہیں ایسے اس بیک کے دوں گا
خوس نے نہ نہیں سے کہا۔

نہیں اس میں تعویذ ہیں۔ ارے ہاں مجھے تو یاد نہیں رہا اس میں بابا جی کا دیا ہوا تعویذ اور دم کیا ہوا ہے۔ نضب نے یار آنے پر سب کی طرف دیکھ کر کہا۔

پہ ایک تعویذ ہم سب کی حفاظت کیسے کر سکتا ہے حسن نے سوال کیا۔

کیوں نہ ایسا کریں کہ ریل گاڑی کے ڈبوں کی
مرحہ ایک دوسرے کا ہاتھ تمام کار ایک لائن میں چلیں
کہ کوئی دوسرے سے پہچان نہ پائے اور مصیبت کے
وقت دوسرے کی جتنی ہوسکے دوسرے کی حسن کے کہنے
سب نے ہاں میں سر ہلا کر اپنی طرف سے
مماندی کا اظہار کیا

سب سے آگے کو نرے گا سب خاموش رہے

ساتھ کچھ ہوا اچھا نہ ہو حسن نے کہا۔
یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیر بھی تو ہو سکتی
ہے افسوس نے اظہارِ خیال کیا۔
رب سے خیر مانگو شب ٹھیک کہتی تھی جب بھی
بولو گے فضول ہی بولو گے آخر میں مافیہ کی آواز رندہ
گئی۔

مجھے تو ڈر لگ رہا ہے زینب نے اپنی سوچ سے
 انہیں آگاہ کیا۔

تم تو ہم سے بھی زیادہ بہادر ہو لعل گریل چھوٹی
 لڑکی۔ انوس نے اسے سہا جاتا کہ اس میں ہمت کم نہ
 ہو۔ اسی باتوں کے دوران میں ٹپ کی آواز کے ساتھ
 بارش کی بھی بھی بوندیں دھڑسکر رہیں پر گر کر شور مچانے
 لگیں۔

ارے اس بارش کو بھی ابھی ہوتا تھا پہلے ہی
استہقا خراب ہے اور سے پہنچن ہو جائے گی احمر
بڑا کر رہ گیا احمر کو اسبا محسوس ہوا کہ جیسے ٹیلے رنگ
کے ٹکٹے ان کی طرف بلا رہے ہوں پر وہ خاموش
با۔ اس کی یہ سوچ تھی کہ یہ بات دوسروں کو بتا کر
مزید پریشان نہیں کرنا چاہیے اس نے گلزاری کی سپینڈ
نور اور بڑھا دی۔

احمد وہ دیکھو مایہ نے گاڑی چلاتے ہوئے احمد کندھازور وار طریقے سے ہلکا کر اسے دور سے نظر آتے نیلے رنگ کے جھکوں کی طرف اس کی توجہ دلائی جو اس کے لیے تیار نہ تھا زور سے کندھا ہلانے کی بجائے اس کا ہاتھ اسٹیرنگ پر سے ڈھیلا پڑ گیا۔ پھر پچھلے سٹیشن کی وجہ سے گاڑی درخت سے جا ٹکرائی ٹکر سے زور وار محسوس کیا اندر بیٹھنے سارے افراد ابل کر گرے مگر وہ دیر بعد جب وہ اس قابو میں آئے تو احمد نے تین مرتبہ گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ سٹارٹ نہ ہوئی۔

کی ہوا۔ افسوس نے سوال کیا
چل نہیں رہی افسوس نے جواب دیا۔

جلدی ہو لو تا تم کم سے کم کسی وقت کی اسلئے بیٹا ٹھیکہ لو
لگ رہا ہے وہ ہمارے خوف کو بڑھا کر ہماری ہمت کم
کرنا چاہتے ہیں احمر نے اعتبار خیال کیا ہاں
احمر ٹھیک کہ رہا ہے افسوس نے کہا جب کوئی
آگے نہ آتا تو احمر کہنے لگا۔
حسین میں آگے رہنے کو تیار ہوں میرے ساتھ
ماذہب اس کے ساتھ ہم نہ ہمارے ساتھ زینب وراثہ میں
اقوس رہے گا ٹھیک ہے احمر نے سوچ کر لائن ترتیب
دی

جلدی کرو پریشان مت دونو اللہ کی طاقت
ہمارے ساتھ ہے سب نے ایک دوسرے کا ہاتھ ختم
رکھا ہے جس کی چیز سے فوج کی طاقت کا اثر سب پر
دور رہا ہے ہاتھ نہ چھوڑنا ورنہ اس کا اثر ذائل نہ
ہو جائے

کچھ باتوں کی گردان بار بار کرنا احمر اپنے
دوستوں کے ساتھ اونچے نیچے کھڑے پھر جلتے
راستوں پر بڑی مشکل سے چلتے جا رہا ہوا بارش نیز
ہونے کی وجہ سے فصلیں زیادہ ہو چکی تھیں اب
کوئی ٹھکانہ و حوض نہ چاہیے تاکہ بارش تھکنے تک ہم
ہاں رک سکیں

اقوس نے اپنی سوچ سے زینب کو آگاہ کیا
ہاں کہہ تو تم بھی ٹھیک رہے دو میرے تو
باؤں میں درد شروع ہو چکا ہے
پر وہ نہ بھو و ہماٹے۔۔۔
کیا کہاں حسن چننا۔

دو دائیں طرف درخت کے آگے بی بی چوٹی سی
جھونپڑی ماذہب کی خوشی سے کہنے پر سب نے اسی
طرف دیکھا

ارے ہاں شاہاں میری نو نظری اس طرف
نہیں بڑی احمر نے خوش ہو کر ماذہب کی طاقت بڑھانے
کو اسے سراہا جلو جلدی کرو بس وہاں رکھنا ہاتھوں کی
بی زنجیر تو سننے نہ ہائے احمر کے کہنے پر اس کے سن
پڑتے قدموں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی رات کا گہرا
اندھیرا بارش کے برستے پانی کی مپ اور ان کے

احمر ایک منٹ میں شب زینب اور ان کے
ساتھ بیٹا کو ہار دے کر ان کے ساتھ بی چلا جاتا ہوں
تاکہ انہیں مجھے مارنے میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا
پڑے افسوس آخر میں رے گا افسوس نے غصہ سے احمر
کی نقل اتاری میں آخر میں نہیں رہنے والا افسوس نے
بدگمانی سے کہا

افسوس انے لیے میں سب سے آگے کھڑا
ہوا ہوں تاکہ کوئی مجھے الزام نہ دے کہ یہ دونوں
لڑکیاں ہیں ان کا درمیان میں رہنا بہتر ہے اور آخر
میں تم دونوں میں سے ہی کوئی رہے گا اب جلدی
فیصلہ کر دو بے بھی ہم جتنے آرام سے کھڑے ہیں دو
آسانی سے نہیں شکار کر سکیں گے
افسوس نے سب کی طرف دیکھا اور بے بسی
جھٹکنی ہوئی مسکراہٹ سے کہا

زندگی کسے چارہ نہیں ہوتی میں کچھ دہر کے
لے خوف وہ ہر خود غرض ہو گا بخیر موت تو ایک دن
آتی ہی ہے تو پھر اپنے دوستوں کے لیے کہیں نہیں
اپنے دوستوں کے لیے تو جان بھی حاضر ہے جلو احمر
میں پیچھے رہنے کو تیار ہوں چل اب جلدی کر اور یہ
سب رگن گاڑی کے یوں کی طرح ہاتھ میں ہاتھ
ڈالے اونچے نیچے راستوں پر چل پڑے امین کی
حفاظت کے طور پر پولی میں سے تعویذ نکال کر زینب
نے احمر کو دے دیا۔

بڑے تھے جس میں سے نئی روتی چنار پونے...
 نکل رہی تھی اس کے چہرے پر جا بجا گہری خراشیں
 بڑی تھیں اس کا جسم کٹا پھٹا تھا جس سے اندر کا گوشت
 صاف نظر آ رہا تھا اور کہیں کہیں سے اس کا دھڑکا جا گیا
 تھا جو کہ رات کے اندھیرے میں واضح نظر نہ آتے
 ہوئے بھی میت ناک منظر پیش کر رہا تھا زینب کو اپنی
 سوت صاف دکھائی دے رہی تھی جس سے وہ حواس
 باختہ ہو گیا۔ وہ جھونپڑی میں جانے کے بجائے وہی
 جی رہی زینب جلدی کرو زینب! ٹھہ جاؤ ماں! یہ اور حسن
 چیخ پڑے جبکہ احمر ان دونوں کو پیچھے دھکیلتا ہوا انکے
 درمیان میں سے جگ بناتا ہوا زینب کو لینے باہر بھاگا
 احمر اپنی جان کی پروا کے بغیر جیسے ہی باہر نکلا اس سے
 پہلے ہی اٹوس جو کہ خود بھی حواس باختہ ہو چکا تھا۔ نے
 زینب کے پیٹے نوکیلے لمبے ناخنوں کو زینب سے محض
 ایک انچ کے فاصلے پر اور بت بنی زینب کو دیکھا
 اور لٹکے کے ہزاروں حصہ میں فیصلہ کرتا اس نے
 زینب کو زور کا دھکا دیا جس سے وہ باہر زینب کو بچانے
 آتے احمر پر گری ہوئی احمر نے اسے بازوؤں میں بھر
 کر گرنے سے بچایا اور اسے چھوڑ کر اٹوس کو لینے جیسے
 ہی مڑا

ایک۔ (اٹوس) میں آ رہا۔۔۔ اس کا جملہ پورا
 ہونے سے پہلے ہی اٹوس کی دلخراش چیخ میں باقی
 سب کی چیخیں بھی شامل ہو گئیں۔ اس نے آگے کیا ہوا
 یہ جاننے کے لیے اگلا شمار دہرور پڑھیں۔

قدموں کی چابک چب ڈراؤنی آواز پیدا کر رہی تھی
 زندگی کی تلاش میں تھا کاٹ سے بھر پور مگر پھر بھی نہ
 رکھتے انکے قدم چلے جا رہے تھے کہ حسن کو اپنے دائیں
 اور بائیں اگی ہوئی جھانپوں میں سے کسی کی سو جوتی
 کا احساس ہوا اس نے چلتے چلتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو
 وہاں اسے نیکی رنگ کی بے شمار چھوٹی بستیاں نظر
 آئیں احمر وہ سب اتارا پیچھا کر رہے ہیں جلدی کرو
 اور غیر ارادی طور پر سب کی گردنیں پیچھے کو مڑی اور
 سب نے اس نیکی روشنی کو دیکھا اور یہ دیکھنے کی دیر تھی
 کہ ان سب میں کھلبلی مچ گئی ہر کوئی جلد سے جلد
 جھونپڑی میں پہنچ جانا چاہتا تھا پھسل کر زیادہ تھی چہرے
 پر پانی کے قطرے پڑ رہے تھے رات کا اندھیرا جس
 میں کچھ واضح نظر بھی نہ آ رہا تھا زینب کے بیک میں
 موجود جھونپڑی کی واحد نارج جو وہ نکلتے ہوئے بیک
 میں رکھائی تھی گھر سے نکلتے وقت اس کے ذہن میں
 جو جو آ رہا تھا وہ رکھتی جا رہی تھی تب تو وہ یہ چیز بے
 مقصد معلوم ہو رہی تھی پر وہ سوچ رہی تھی کہ کیا پتہ
 ضرورت پڑ جائے اور اب واقعی اسے بلکہ ان سب کو
 اس کی لائی بے مقصد چیزوں کی ضرورت پڑ رہی تھی
 اگر ان واحد نارج کے سہل بھی ختم ہو گئے تو ہم کیا
 کریں گے اٹوس نے سنبھل کر قدم اٹھاتے ہوئے
 سوال کیا

پھر جو اللہ چاہے گا وہی۔ دگا۔ زینب نے سب
 کچھ اللہ پر چھوڑ دیا۔ بغیر دو دروازے والی جھونپڑی کے
 اندر جیسے ہی احمر داخل ہوا تو ماں یہ ادنیٰ پینی زمین
 ہونے کی وجہ سے کچھ جلدی میں اپنا بیلنس قائم نہ رکھ
 سکی جس سے اس کا ہاتھ احمر اور حسن کے ہاتھوں میں
 سے چھوٹ گیا۔ وہ زمین پر اوندھے منہ گر پڑی جس
 سے ہاتھوں کی بنی لڑی ٹوٹ گئی حسن جو کہ پیچھے آ رہا تھا
 اس نے جلدی سے ماں یہ کو اٹھایا اور اندر کی طرف بڑھ
 گیا زینب کو اپنے سے چند قدم کے فاصلے پر زینب
 دکھائی دیا۔ جس کے چہرے پر آنکھوں کی جگہ گڑھے

ماہ کال۔ آخری قسط

۔۔۔ محمد وارث آصف والی پتھر اس۔۔۔ 0335.7082008

اورد گرد ویران پہاڑیوں میں موجود ایک بہت بڑا کشادہ غار تھا وہ غار اتنا کھلا تھا کہ اس میں تین آدمی اک ساتھ با آسانی بنا جیسے چل سکتے تھے سرخ اور بنور سے پتھروں کو کاٹ کر غار کی شکل دینی تھی اورد گرد و پہاڑ بھی پہاڑ تھے اور کوئی بھی جاندار چیز نہ تھی غار کے آگے چل کر دائیں طرف مڑنا تھا اور پتھر تھوڑا آگے جا کر ایک کشادہ کمرے میں تبدیل ہو جاتا تھا وہ کمرہ کافی بڑا تھا اور چاروں طرف سے پتھر کسی بھی قسم کی نقش و نگار نہی اور دوسرا سواہ استعمال نہیں کیا گیا تھا بلکہ چاروں طرف سرخ اور بنور سے پتھر ہی تھوڑی شکل میں موجود تھے کمرے میں دیوار پر انسانی ٹھونچیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کے اوپر جل رہی تھیں جس سے پورا کمرہ روشن تھا کمرے میں دائیں جانب شیطان کا بھیا تک بت رکھا ہوا تھا اس کے آگے ایک لمبا سا پتھر ہوتا تھا جو کہ خون آلود تھا اور اس پر خون چھا ہوا تھا پتھر سے پر ایک نازک اندام خوبصورت سی لڑکی بندھی ہوئی تھی جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اس کی گردن کے نیچے ایک خون آلود کٹورہ رکھا ہوا تھا لڑکی کے ساتھ ایک مین کیس سالہ نوجوان کھڑا تھا جو شیطان کی شکل پر ہنسے میں مصروف تھا اس کے دائیں ہاتھ میں ایک ٹی ٹی لوار جیکبہ لیا میں ہاتھ میں ایک خوبصورت سی سونے سے بنی ہوئی مورتی تھی جس کے نین و نقش ایک خوبصورت عورت کے تھے جن کے لمبے لمبے بال جسم پر ساڑھی ایک ہاتھ کھانا انداز میں اٹھا ہوا تھا لڑکی بھیا تک انداز میں بیچ رہی تھی جس سے کمرے کے دروازہ پر گونج رہے تھے وہ لڑکی بانیہ تھی اور وہ نوجوان ماہ کال تھا اور اس کے ہاتھ میں وہ مورتی تھی جس کے اندر نام جاوڑا لڑکی شکتی یاں تھیں اس مورتی کے لیے ماہ کال نے عمران بن کر بانیہ سے شادی کی جس کی زمین میں اس مورتی کا راز ڈھن تھا اور اب وہ یہ راز پا کر اس مورتی کا مالک بن چکا تھا لیکن اس مورتی کو اس نے بانیہ کے خون سے منسلک کر لیا تھا جس کے بعد مورتی کی تمام شکلیاں ماہ کال کی کول جانیں اور وہ اس دنیا کا مالک بن جاتا۔ خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو عمران۔ مجھے چھوڑ دو میں تمہاری بیوی ہوں۔ دوش کر دم باطل تو نہیں دو مجھے۔ بوجھن ان کے تم یہ کیا کر رہے ہو میں تم سے پیار کرتی ہوں پلیز میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرو جسے چھوڑ دو مجھے د رگ رہا ہے اس منظر سے آؤ کھر چلتے ہیں۔ دوش میں آؤ عمران۔ وہ مسلسل روتے ہوئے اور بچوں کی طرح بیٹھنے بیٹھنے پر الفاظ ادا کر رہی تھی اس کا منہ اترا ہوا تھا آنکھوں میں خوف اور کھکی گہری پر چھائیاں تھیں وہ مسلسل بے ہوشی سے اپنے شوہر کو ڈوڈ کو بار بار ہوا کہہ رہی تھی اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس کا شوہر جس سے وہ پیار کرتی ہے اور جس سے اس کی محبت کی شادی ہوئی ہے وہ اسے کئی بے دردی سے مارتے ہوئے اسے بے دردی سے بالوں سے بچھ کر اس بھیا تک غار میں لایا ہے۔ ایک مضمی خیر اور ڈروالی کہانی۔

سب سے پہلے اسی جگہ آیا جہاں کبھی وہ زبردست تھا اور شیر محمد کی شکل میں ایک شیطان۔ ماہ اسے رہنمائی دے رہا تھا اس کی چٹنی اور۔۔۔ مانی۔ دوری تھی ساجد نے سچ کہا تھا اس نے مسجد اور دیگر جگہاں کو پتھر



سے آباد کیا ہے مسجد کی حرمت ہو جاتی تھی اور اس میں بھجوا دینی دینی اور ایسے لکھا تھا کہ جیسے اس مسجد میں باجماعت نماز ادا ہوئی ہے۔ اسے مسجد میں آکر دو رکعت نماز نفل شکرانہ ادا کی اور رب سے اپنی کامیابی کی دعا کی ساتھ میں اپنے استاد اور والدین کے ساتھ ساتھ نوشین کی مغفرت کی بھی دعا کی دیکھنے کے بعد اس نے ارد گرد ماحول کا جائزہ لیا۔ سب کچھ گھر سے آباد ہو چکا تھا۔ درختوں پر بہار لوت آئی تھی اور لڑن کی شاخیں اور ان پر موجود سے اپنی زندگی کا اعلان کر رہے تھے مسجد کے ساتھ بہتا ہوا پانی کا نالہ ابھی اپنی تمام تر روانیوں کے ساتھ بہہ رہا تھا ارد گرد ہری ہری گھاس آنکھوں کو تازگی بخش رہی تھی گھاس پر کھلے پیلے پھول بھلے لگ رہے تھے اور سعد کا ایسے لگ رہے تھے کہ جیسے وہ اس کی آمد کا انتظار کر رہے ہوں اور پھر اسے اپنے قریب پا کر خوشی سے جھوم رہے ہوں مسجد سے لحدتہ حجرہ بھی صاف ستھرا تھا اس میں بھی اس کے استاد رہا کرتے تھے اور وہ ہر وقت حجرے کے دروازے پر موجود اپنے استاد کا حکم بجالانے کو بیٹھا ہوتا تھا وہ سب کچھ کتنا دلکش تھا کاش وہ دن لوٹ آتے اور پھر سے وہی سلسلہ شروع ہو جاتا۔ سعد نے ٹھنڈی آہ بھر کر سوچا وہ کافی لمحے باغی کی سنہری یادوں میں کھویا رہا اچانک اسے ساجد کا خیال آیا تو وہ چونک اٹھا اسے ساجد نے یہاں لے کر کہا تھا مگر ساجد یہاں نہیں تھا پہلے پہل تو اسے لگا کہ وہ شاید مسجد میں ہو گا مگر ادھر کسی بھی ذی روح کا نام و نشان نہ تھا سعد سوچ میں رہ گیا اچانک اسے اپنے کال کا خیال آیا تو وہ تیزی سے اٹھا اور اسے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ ایسے کال کو اس کی کامیابی کا حکم ہو گیا ہو اور اس نے ساجد کو اٹھالیا ہو یا اسے کوئی گزند نہ پہنچا دیا ہو سعد کے دل میں دوسرے اٹھے تو اس نے فوراً اپنی نورانی شکلیوں سے مدد لینے کا ارادہ کیا اور ایک دور پر گھر آ گئیں نہ کہیں تھوڑی دیر بعد اسکے ذہن میں ایک فلم چلنے لگی جس میں اس نے ایک ناکور کو دیکھا اور اس غار میں اسے ساجد کو آگ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا زخمی حالت میں پایا جس کے منہ سے ازیت ناک جھمیں نکل رہی تھیں اور وہ دروازے سے لہلہا رہا تھا یہ دیکھ کر سعد کا خون کھول اٹھا۔ اس کا اندازہ درست تھا کہ ساجد کو ایسے کال نے ہی قابو کر لیا ہے اور وہ اسے اذیتیں دے رہے ہے مگر بارنا چاہتا ہے اسے جلد سے جلد یہاں سے نکل کر ساجد کی مدد کرنا ہوگی اور اسے ایسے کال کی طرف سے دی گئیں بلاخوشی سے نجات دلائی ہوگی اور اسے یہ کام بانیہ کو بچانے سے پہلے کرنا ہوگا وہ تیزی سے اٹھا اور وہاں سے چل دیا چلتے چلتے اس نے ایک الوداعی نگاہ مسجد حجرہ اور جنگلات پر ڈالی جیسے اسے زندہ واپس نہ آنے کا یقین ہو اور پھر چند لمحے اس منظر سے آنکھیں بھرتا ہوا آنکھوں میں نمی لیے چل دیا۔ وہ سب سے پہلے اپنے گھر جانا چاہتا تھا وہ گھر جہاں وہ پیدا ہوا اور ہو اور اس گھر میں جس میں وہ نوشین کے ساتھ رہا ہوا اس گھر کو اور اس گھر میں چھپے باغی کو ایک بار پھر دیکھنا چاہتا تھا اس کا دل اسے بار بار وہاں جانے پر مجبور کر رہا تھا جہاں اس کی محبت نوشین کی نشانیاں تھیں وہ تیزی سے ابھر کر بولیہ اور چلتا گیا۔ گھر کی طرف جانے والی گھٹیاں دیکھ کر اسے عجیب سی انجانیت اور عجیب سی خوشی ہو رہی تھی یہ وہ گھٹیاں تھیں جن میں وہ بھی نوشین کے ساتھ آتا تھا اس کے ساتھ کھیلنا سب کچھ وہاں ہی تھا مگر کس بدل چکے تھے منظر بدل چکے تھے ایک حسین بہار میں لے کر وہ اس منظر میں ان گلیوں میں کھوسا گیا یہ سب اسے ایک حسین خواب کی مانند نظر آنے لگا وہ نہیں جانتا تھا کہ ایسے کال سے فیصلہ کن جنگ کے بعد کیا وہ زندہ بھی ہوگا یا نہیں اس لیے وہ دل کھول کر اور جی بھر کر اپنے باغی کی سنہری یادوں میں خود کو ڈھالنا چاہتا تھا اپنے دل کا براہِ مان خوب جی بھر کے پورا کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے اپنے مستقبل کا اندازہ نہیں تھا اسے نہیں معلوم تھا کہ قندیر نے اس کی قسمت میں دوبارہ ادھر آنا لکھا بھی ہے یا نہیں اس لیے وہ کوئی بھی رقتہ فریگذاشت نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ چلتے چلتے وہ اپنے گھر کے دروازے پر آ گیا۔ دو پہر کا وقت تھا اور تمام گھٹیاں ویران تھیں اس لیے اسے ادھر آنا کسی نے نہیں دیکھا تھا وہ

اپنے دو دروازے کو غور سے دیکھنے لگا گلڑی کا بناوہ عام سا دروازہ تھا اور کھلا ہوا تھا اس نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر ہاتھ پھیرا اسے بہت خوشی ہوئی اس پر ہاتھ پھیر کر اوپر چڑھ اندر داخل ہو گیا۔ تمام گھر صاف ستھرا اور اچھا دھڑ پورے محسن میں جھاڑودی ہوئی تھی ذرا سے بھی گند کا نام و نشان نہ تھا ہوں گلکا تھا کہ اس گھر کی کوئی بلا ناغہ صفائی کرتا ہے محسن میں موجود دھشت ویسے ہی ہرے بھرے تھے اور پورا گھر ویسے کا ویسا ہی تھا جیسے وہ چھوڑ گیا تھا گھر کی ایک ایک چیز ویسے ہی تھی اگر کچھ نہیں تھا تو اس کے والدین اور داموں ممانی نہیں تھے وہ نہیں تھی جو اس کی محل کا نکات تھی اس کی زندگی بھی اس کا سب کچھ تھی گھر میں داخل ہوتے ہی اوہ ممانی میں گھس گیا۔ اوہ اسے ایسے لگا کہ جیسے ابھی نوٹین کرے سے نکلے گی اور بھاگ کر اس کے گلے لگ جائے گی اور اس سے شکوہ کرے گی کیونکہ تم دو منٹ لیٹ آئے ہو جانے بھی ہو میں اگر تم کو ایک سیکنڈ بھی نہ دیکھوں تو دل گھبرا تا ہے اور وہ اس کا ہاتھ چوم کر کانٹوں کو ہاتھ لگائے گا اور صفائی مانگے گا اور پھر وہ اسے چاؤ پانی پر بٹھا کر اسے پانی دے گی اور ممانی حسب عادت اس کو ساتھ دیکھ کر نوٹین کو بیارہے ڈانٹے گی اور دو بولے گی کہ اگر تمہاری باتیں ختم ہوں تو میری بات غور سے سن لو اور وہ دونوں شرمندہ ہو جائیں گے اس کے علاوہ رات کو وہ وہاں بوجھ کر سردو کی شکایت کرے گا اور ممانی اس کا مردہ بائے گی مگر وہ کہے گا کہ اسے آرام نہیں آتا تو کافی اس کا ناک پکڑ کر کھینچے گی اور کہے گی کہ اسے ماموں کو سونے دے پھر نوٹین تیرا سردا دے گی اور وہ خوش ہو جائے گا۔ ایسی کتنی ہی باتیں اس کے دماغ میں گھومنے لگیں اور وہ پرسکون ہوتا گیا۔ وہ تمام گھر میں گھومنے لگا اور ایک ایک چیز کو اجاڑتے دیکھتا گیا۔ اور اس میں کوئی کوئی حوالہ تھا گھر کی ہر ایک چیز میں نوٹین کی یادیں بسی تھیں اس کا گھر بھر تھا وہ اسے یاد کرتا گیا۔ اور سن بھلاتا گیا۔ گھر پھرنے کے بعد وہ کمر کی جانب بڑھا گلڑی کے دو دروازوں کا کنڈا چڑھا ہوا تھا اور تالی میں لگا تھا اس نے سب سے پہلے ماموں والا کمرہ کھولا کر اسے میں تمام چیزیں بکس چاؤ پانیاں اور دیگر سامان فریج سے رکھا ہوا تھا وہ تمام چیزوں کو غور سے دیکھنے لگا ہر چیز سے اس کا ممانی جھٹک رہا تھا پھر وہ اپنے اوٹو نوٹین کے کمرے کی جانب بڑھا اور اس کمرے کی جانب بڑھتے ہوئے اس کے اندم ڈگڑگانے لگے اس سے چلائے گیا نوٹین کے بغیر سا گھر اس کے دل کی طرح ویران تھا اجڑا ہوا تھا وہ بہت بیدار کے کمرے کی جانب بڑھا مگر اس کا دل خون کے آنسو رونے لگا کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے اندر دیکھا تو بند کمرے میں سے ایک ماؤ تھی خوشبو اس کے نچھوں سے نکلتی تھی وہ بڑھاپے سے خوشبو جس میں نوٹین کے جسم کا کس شائیل تھا اس کا دل اور دماغ اس خوشبو سے مسطر ہو گیا اسے ایسے لگا کہ جیسے وہ اس کمرے میں وجود ہے اور اس کے جسم کی جھنجھکیں خوشبو آؤں سے دو بے اختیار اندر بھاگا مگر اندر وہ نہیں تھی وہ بے اختیار اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈنے لگا اس کا خود پر کوئی اختیار نہ تھا اور وہ سمجھنے لگا کہ جیسے نوٹین اسے جان بوجھ کر تنگ کر رہی ہے وہ بے جھول گیا کہ وہ تو اسے چھوڑ کر بہت دور چلی گئی ہے جہاں سے اس کا واپس آنا مشکل ہے نوٹین ڈھونڈ رہا ہے اسے پاگلوں کی طرح آؤں سے دیکھ لگا اور پورا گھر جھانسنے لگا وہ اس وقت بالکل بے خود ہو چکا تھا۔ اس کے زور زور سے چلانے کی آواز سن کر اس کے پڑوسی خادم حسین نے دیوار سے جھانکنا تو اسے سعد نظر آیا۔ اسے عرض بعد سعد کو زندہ رکھ کر وہ بے حد خوش ہوئے اور تیزی سے سعد سے ملنے گھر میں آئے سعد کو بے خودی کے اندر آؤں نوٹین کو پکارتا دیکھ کر وہ بھی آبدیدہ ہو گئے اور تیزی سے سعد کو پکارا سعد سعد۔ بچے سعد اس کی آواز سن کر عالم بے خودی سے واپس آیا اور دو خادم حسین کے گلے لگ کر بے اختیار رونے لگا

خادم چاچا۔ دیکھو ماموں نوٹین کو کتنی آوازیں دے چکا ہوں مگر وہ مجھ سے ناواض ہے شاید اس لیے مجھے آواز

نہیں دے دی آپ -- آپ پلیز اسے سمجھائیں تاکہ وہ مجھے مزید تنگ نہ کرے اور میرے سامنے آجائے پلیز اسے کہو ناں۔ وہ بچوں کی طرح ہلکے ہلکے کر رونے لگا۔ اور فریاد کرنے لگا مگر وہ اسے سمجھے لگا کہ اسے صبر کرنے کی تلقین کرنے لگے اور اس کی پیٹ پیٹھ پٹانے لگے رونے رونے جب اس کے دل کی بھڑاس نکلنے لگی اور اس کا سر ہلکا ہونے لگا تو پھر خادم حسین اسے اپنے گھر لے گئے اور اسے دیکھ کر ان کے بیوی بچے بھی خوش ہوئے اور آبدیدہ ہو گئے اس کے لیے کھانا بنایا گیا۔ اور پھر وہ سب ماضی کی حسرتوں میں کھو گئے وہ سب نے پل بار کرنے نکلے من میں کبھی سعد کے ماموں ممانی اور واماں باپ کے علاوہ نو عین بھی شامل تھی

بس بیٹا کیا بناؤں تم کو تمہارے بچنے بڑے گھر کو کسی شیطان کی نظر لگ گئی تھی اور اس نے بنتا بسنا گھر اجاڑ ڈالا مجھے باپ سے تمہارے ممانی اور واماں کی وہ خون میں اب بہت لاشیں اور ہڈیاں ماموں اور باپ کی بنا گوشت کے بڑباں کیسا ظالم تھا وہ جس نے ان کو اتنی بے رحمی سے قتل کیا ان کی اس دردناک موت سے پورا گاؤں کافی عرصہ سو گوار رہا۔ خدا کی قسم میں نے اپنی پوری زندگی ایسا بیاناہ اور سفاک انداز میں ہونے والا قتل نہ دیکھا نہ سنا جیسا کہ اس ظالم نے کیا مجھے اگر وہ منظر یاد آتا ہے تو وہی چھوٹ جاتی ہے ہم نے تیسرے گھر والوں کے جانے کے بعد تیری آس اور امید کا دیا وہ ٹھن رکھا نہیں امید تھی کہ تم زندہ ہو اور دیکھی نہ تھی اس گھر کو واپس آ کر آباد کر دے گے اس لیے ہم روزانہ نہ ہمارے گھر کی صفائی کرتے تھے اور پوری دیکھ بھال کرتے تھے تم نے دیکھا ہوگا کہ اس گھر میں بڑی ایک ایک چیز صاف ستھری ہے اور گھر خالی: ونے کے باوجود وہ بھی کسی کے رہنے کا لگانا ہوتا ہے بس اب تم آگئے ہو تو ہماری ذمہ داری ختم اور اب تمہاری شروع اب جلدی سے تم اس اجڑے ہوئے گھر کو آباد کر دو اور پھر ہم نہ ہمارے لیے ایک چاندی بھری لاکر تمہارا خاندان مکمل کر دیں گے دھیرے دھیرے تم سادے تم بھول جاؤ گے اور پھر سے نئی زندگی کے پہلے میں کھو جاؤ گے نہیں۔

چاچا۔ میری زندگی جس نے آباد کر لی تھی اور جس کے ساتھ میں نے سنبھلے دیکھے تھے وہ چلی گئی تو پھر اس کی جگہ میں کسی دوسری کو دل میں کیوں ہساؤں جس کے ساتھ میں نے زندگی بسر نہ بھانے کا وعدہ کیا تھا اسے چھوڑ کر کسی اور کا ساتھ کیوں لوں جس کو میں نے اپنی زندگی بنا لیا اسے کیسے بھول کر کسی اور کو لے آؤں یہ نہیں ہو سکتا۔ چاچا اس کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا نہ ہی میں نے اس کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنی ہے۔ بس میرے دل میں وہی وہ ہے اور تو زندگی وہی رہے گی اور اس کو مارنے والا میری زندگی اجاڑنے والا ابھی زندہ ہے اس لیے میں نے سب سے پہلے اسے مارنا ہے اس کو مارنے کے بعد اگر زندگی نے وفا کی تو کچھ لیں گے مگر فی الحال مجھے اپنے دشمن کو مارنا ہے۔

مگر بیٹا وہ تو ایک جاوگر ہے سادھو ہے کالی ٹنٹی والا ہے تم اسے کیسے مارو گے اور تم ان عرصہ کہاں رہے۔ میرے یہاں سے جانے کے بعد میں بدل گیا ہوں چاچا میں اب وہ عام سادھو نہیں رہا ہوں ایک نکتی شالی بن چکا ہوں ایک لاو دین چکا ہوں اور میں اپنے واسے میں آنے والے تمام دشمنوں کو جلا ڈالوں گا مگر یہ سب کیسے ہو سادھ بیٹا۔ کیا تم اتنا عرصہ۔۔۔

ہاں چاچا میں نے اتنا عرصہ طاقت حاصل کرنے اور اس سے لڑنے لڑتے گزارا ہے اور میں دھڑا اس لیے آباخاکہ میں اس شیطان سے آخری معرکہ لڑنے جا رہا ہوں اس لیے نہ جانے کیا ہوا تھا اوداع طود پر دیکھنے آگیا مجھے اب چلنا ہوگا۔ میرے لیے دعا کرنا کہ خدا مجھے کامیاب کرے وہ ان کو حیران و پریشان چھوڑ کر چلنے لگا نو خادم حسین کی بیوی جلدی سے اندر چلی اور ایک خون آلود وہ پٹنگال کر اسے دے رہے ہوئے ہوئی۔

سعد بنیاد یہ تیری ماں کی آخری نشانی ہے یہ خون آلود و دہشت جو مجھے اس دن ملا تھا میں نے اسے تم کو دینے کے لی سنبھال کر رکھ لیا۔ اسے لے لو اور ہاں قبرستان کے پرانے برگد کے درخت کے دائیں طرف جو چاقو قبر میں دو تہا وہ اپنی لگی ہیں وہاں سے ہو کر جانا خدا تمہارا حامی و ناصر ہو دے اپنے اس کے کانچے ہوئے لایا دینے سے لگا کر خوف دویا۔ اور پھر اس دویہ کو نکلنے میں ڈال کر وہاں سے چل دیا وہاں سے وہ قبرستان گیا اور قبروں پر آیا۔ تو اس کے سادے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ خوب جی بھر دوا درد کر جب دو ہلانک ہو گیا تو اس نے وہاں پر مایہ کال کو مارنے کی قسم کھائی اور دے اپنے کو ماتھے پر باندھا اور پھر گھر آیا اس نے نوٹین کے کپڑے بکس سے نکال کر میض کو سینے سے لگایا اور اسے چوم کر دوا دے بکس میں ڈالا پھر اس کا دو پند نکال کر ایک چھوٹی سی پتی بھاری اودا سے بازو سے باندھ دیا۔ اور آنکھوں میں نمی لیے اپنے گھر کو لوہا کی نگاہوں سے دیکھا اور فیصلہ کن جنگ کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ وہ دونوں دے پئے ہی اس کے تھے اور دے دگا دتھے اس کے ذہن میں طوفان اعلیٰ وے تھے اور وہ جلد سے جلد مایہ کال کو جسم کی آگ کا ایندھن بنانا چاہتا تھا اس نے ہواؤں کو حکم دیا کہ مجھے اس جگہ لے چلیں جہاں ساجد مایہ کال نے آگ کی زنجیروں میں باندھ کر رکھا ہے ہواؤں نے اسے زمین سے اٹھایا اور اسی جگہ کی طرف لے آئیں۔

اور گرد و بران پہاڑوں میں موجود ایک بہت بڑا کشادہ غار تھا دو غار اتنا کھلا تھا کہ اس میں تین آدمی اک ساتھ با آسانی بنا چکے چل سکتے تھے سرخ اور بھو دے پتھروں کو کاک کر غار کی شکل دی گئی تھی اور گرد و بران ہی پہاڑ تھے اور کوئی بھی جاندار چیز نہ تھی غار کے آگے چل کر دائیں طرف مزیتا اور پھر تھوڑا آگے جا کر ایک کشادہ کمرے میں تبدیل ہو جاتا تھا وہ کمرہ کافی بڑا تھا اور چوں تھا کمرے میں کسی بھی قسم کی نقش و نگا دی یا دوسرا مواد استعمال نہیں کیا گیا تھا بلکہ چادوں طرف سرخ اور بھو دے پتھری خوش شکل میں موجود تھے کمرے میں دیوار پر انسانی کھوپڑیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کے اوپر چل دی تھیں جس سے پورا کمرہ روشن تھا کمرے میں دائیں جانب شیطان کا بھیا تک بت دکھا ہوا تھا اس کے آگے ایک لمبا سا چبوترہ تھا جو کہ خون آلود تھا اور اس پر خون بہا ہوا تھا چبوترے پر ایک نازک اندام خوبصورت سی لڑکی بندھی ہوئی تھی جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اس کی گردن کے نیچے ایک خون آلود کنوارا رکھا ہوا تھا لڑکی کے ساتھ ایک میں میں بیس سالہ نوجوان کھڑا تھا جو شیطانی اشلوک پڑھنے میں مصروف تھا اس کے دائیں ہاتھ میں ایک لٹکی تلووار جبکہ بائیں ہاتھ میں ایک خوبصورت سی سونے سے بنی ہوئی مورتی تھی جس کے نین نقش ایک خوبصورت عورت کے تھے جس کے لیے لیے بال جسم برسا دھمی ایک ہاتھ کھانا انداز میں اٹھا ہوا تھا لڑکی بھیا تک انداز میں جھج وئی تھی جس سے کمرے کے دو دیوار گونج رہے تھے وہ لڑکی ہانی تھی اور وہ نوجوان مایہ کال تھا اور اس کے ہاتھ میں دو موٹی تھی جس کے اندر دو نام چادوگر کی عکس تھیں اس مورتی کے لیے مایہ کال نے عمران بن کر ہانی سے شادی کی جس کی ذہن میں اس مورتی کا راز ڈھن تھا اور اب وہ یہ راز دیا کہ اس مورتی کا نام بن چکا تھا لیکن اس مورتی کو اس نے ہانی کے خون سے غسل دیا تھا جس کے بعد مورتی کی تمام عکسیاں مایہ کال کو مل جائیں اور وہ اس دنیا کا ایک بن جاتا۔

خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو عمران۔ مجھے چھوڑ دو میں تمہاری بیوی ہوں بوش کرو تم باگل تو نہیں ہو گئے : عمران۔ تم یہ کیا کر رہے ہو میں تم سے چادوگر کی ہوں پلیز میرے ساتھ ایسا بڑاؤ نہ کرو مجھے چھوڑ دو مجھے ڈولگ دے اس منظر سے آؤ گھر چلتے ہیں۔ بوش میں آؤ عمران۔

وہ مسلسل روتے ہوئے اور بچوں کی طرح ہلکتے ہوئے یہ الفاظ ادا کر رہی تھی اس کا منہ اترتا ہوا تھا آنکھوں میں خوف اور دکھ کی گہری پر چھائیاں تھیں وہ مسلسل بے ہوشی سے اپنے شوہر کو خود کو مارتا ہوا دیکھ رہی تھی اسے یہ نہیں آ رہا تھا کہ اس کا شوہر جس سے وہ بھاڑ کر رہی ہے اور جس سے اس کی محبت کی شادی ہوئی ہے وہ اسے کتنی بے دردی سے موتے ہوئے اسے بے دردی سے بالوں سے کھینچ کر اس بھانک غار میں لایا ہے اور یہاں لاکر اسے باندھ کر بانجھ میں تلوار لے اسے ایسے دیکھ رہا تھا کہ جیسے وہ اسے مار ڈالے گا اس لیے وہ شدید خوفزدہ تھی اور التجا میں کر رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ اس کا شوہر اپنے ہوش کھو بیٹھا ہے اور اس کے ساتھ ایسے کر رہا ہے وہ نہ دوتا اس پر جان چڑھ کر تھا اور اسے ذرا سی تکلیف میں دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتا تھا تو پھر یہ سب وہ کیسے کر سکتا تھا جس نے اسے کسی ڈانٹا بھی نہ تھا وہ اسے اتنی بے دردی سے کیسے تھپتھپ کر اس بھانک غار میں لایا اور کہے است مار سکتا تھا وہ اس پر حیران تھی اور مسلسل عمران کو ہوش میں آنے کو کہہ رہی تھی مگر عمران تو جیسے بت بنا ہوا تھا اس پر بانیہ کی کئی بھی بات کا اثر نہیں دور بات اس لیے وہ خوفزدہ تھی اسے لگ رہا تھا کہ عمران ہوش کھو بیٹھا ہے اس کی اس حالت پر بانیہ نے وہ انداز سے لگائے ایک یہ کہ وہ اس سے شکین نہ اپنی کر رہا ہے اور وہ ساری کہ وہ واقعی میں اسے مارنا چاہتا ہے لیکن کیوں کیا اسے معلوم نہ تھا۔ اس کی آرزو یہ تھی کہ وہ مابہ کمال تک دیکھتا اور غلکے عکاف چنچ مارتا ہوا بولا۔

جیسے۔۔۔ چپ کر، ہم زادی سر میں درد شروع ہو گیا ہے مہرے
بہ۔۔۔ ہم کب کب کر رہے ہو عمران ہوش میں آؤ کم میں بانیہ ہوں نیری بڑی
خاموش ہو جا اور مت کہہ مجھے عمران میں کوئی عمران نہیں ہوں میں امید کمال ہوں سناہم نے وہ دہنار۔۔۔
نہیں ہوش عمران ہو۔۔۔ میرا عمران۔۔۔ مہرانوہ درد گڑا کے بولی
نہیں۔۔۔ سب دھوکہ تھا۔ ایک فریب تھا اس صورتی کو حاصل کرنے کے لیے جو میں نے رچا تھا وہ
سنا کا نہ انداز میں مسکرانے ہوئے بولا تو ان الفاظوں کے تیر بانیہ کے سر میں جو ست ہو گئے اور اس کی آنکھیں
بے ہوشی کے انداز میں کھل کر سانس میں بڑی ہو گئیں۔
وہ۔۔۔ دھوکہ۔۔۔ کیسا دھوکہ عمران

میرے خیال میں مجھے تم کو ساری کہانی سے آگاہ کر دینا چاہیے وہ نہ مرنے کے بعد نیری ایتنا بھٹکتی رہے
گی۔۔۔ سنا بانیہ میرا عمران نہیں ہے مہرانا امید کمال ہے اور میں ایک سا دھوکہ ہوں ایک شیطانی کج بھاری ہوں بھین
سے میرا ذہن سنا کا نہ خاتم نام کی کوئی چیز میرے اندر نہ تھی مجھے لڑنا بھگڑنا ہندوئی مہرے پنا ایک بھاری تھے
اور میں انکا اکوتا بنا تھا مہرے والد کے پاس کسی شکایاں تھیں مجھے بھی ان شکلوں کو حاصل کرنے اور دولت کمانے
کا شوق تھا کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ مہرے بنا جس کو بھی دم اور نقد بندہ دیتے تھے وہ ان کو پیسے دینا خواہگر ہاتھی ان
بہوں کو مندر کی اجانت کہنے اور مندر میں ہی خرچ کرنے یوں یہ پیسے بیع دوتے ہوئے بہت سارے پیسے جمع
ہو گئے ہاتھی نے ان پیسوں سے مندر کے لیے زمین اور بڑا مندر بنانے کا ارادہ کیا میں کسی طرح سے یہ پیسے
حاصل کرنا چاہتا تھا ایک دن میں نے منصوبہ بنایا اور روٹ کو چوری مجھے مندر میں آیا میں جانتا تھا کہ پیسے ایک
بڑے مندر میں ہوں گے نہ جن کی چابی میں نے چرائی تھی مندر میں آکر جیسے ہی میں نے تالا کھولا مہرے والد
آگئے اور انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور خوب مارا اور گھر سے نکال دیا میں وہاں سے نکل کر ایک سا دھوکے پاس گیا اس
سے درخواست کی تھی اپنے جیسا بنا دے اس نے مہری حوصلہ افزائی کی اور مجھے کالا جادو سکھا دیا۔ میں وہاں سے

رخمست ہو کر شہر آ گیا۔ اور یہاں جادو نوٹ کرے گا کہ رفتہ رفتہ میری سہرت ہوئی اور میں اسیر ہو گیا۔ مگر میرا دل نہ
 بھرا۔ میں کالی ماما کے سیوکوں میں شامل ہو کر لوگوں کو بلی چڑھانے لگا میرے آقا نے میری سفاکی کو دیکھتے
 ہوئے مجھے اپنا نائب بنادیا۔ اور مجھ سے کئی مشکل چلے کر دوائے اور انسانوں اور کتوں کا گوشت کھلایا میں بخود سے
 ہی عرصہ میں کالی دنیا میں مقبول ہو گیا میرے آقا نے میری شادی اپنی بیٹی سے کر دی کچھ عرصہ بعد میرا آقا مر گیا۔
 تو میں اس کی جگہ آ گیا۔ پھر میں وہاں سے شیطان کے پجاریوں میں شامل ہو گیا شیطان کے نائب نے میری
 صلاحیتیں بھانپ لیں اور اس نے مجھے کہا کہ اگر میں اپنی بیٹی اور بیوی کو بلی دوں تو وہ میری شیطان سے ملاقات
 کروا کے مجھے نئی شکلیاں دلاں کر سکتا ہے یوں میں نے اپنے پر پیار کو بھی بلی چڑھا دیا۔ اور شیطان نے خوش ہو کر
 مجھے نئی شکلیاں دائیں اور میں سختی دان بن گیا۔ اسی طرح میں نے کئی لوگوں کو بلی چڑھا دیا ایک دن مجھے معلوم ہوا
 کہ جادو گروں کے بادشاہ ونام کی ساری شکلیوں کی حامل ایک مورتی کہیں دفن ہے جس کا راز ایک لڑکی بانیہ کو
 معلوم ہے میں نے تمہارا پچ معلوم کیا اور تمہارے کالج میں ہمیں بدل کر داخلہ لے لیا مجھے میری شکلی نے بتلادیا کہ
 وہ مورتی کا راز صرف اس بندے کو ملے گا جس سے تم اپنی مرضی سے شادی کرو گی اس لیے میں نے تم پر بار کا
 جال پھینکا اور تمہاری سب سے عزیز سہیلی عقیقہ کو مارا اپنی ایک دای کو عقیقہ کا ہم شکل بنا کر تمہارے گردہ جال تخت
 کر دیا اور تم کسی کچے ہوئے پھل کی طرح میری جھولی میں گر گئی اور تمہاری مجھ سے شادی ہو گئی شادی کے بعد
 تمہارے والدین سے مجھے خطرہ محسوس ہوا تو میں نے ان کو بھی مار دیا۔ مگر اس کم بخت نمرود کو سب علم ہو گیا نمرود
 میری دای بھی اور اس کے ماں کے روپ میں بھی میری ایک دای بھی نمرود کے بھائی کو میں نے بلی چڑھا دیا تو وہ
 نمودار ہو گئی اس دن درخت کے نیچے وہ آ کر میری حقیقت بتانے ہی والی تھی کہ مجھے علم ہو گیا۔ اور میں نے اسے
 بھی مار دیا۔ اور پھر اس کے بعد ونام جادوگر نے تیرے داغ کی گردہ کھول دی اور مجھے راز مل گیا میں نے مورتی
 حاصل کر لی مگر یہ مورتی اس وقت تک بے کار ہے جب تک اسے تیرے خون سے غسل نہ دیا جائے۔ اس لیے
 اب میں تم کو مار کر تمہارے خون سے اس کو غسل دوں گا اور پھر میں ساری دنیا پر حکومت کروں گا اب سمجھ میں
 آیا سمجھ۔ ارے اس مقام پر آنے کے لیے میں نے اپنے پر پیار کو بلی چڑھا دیا کسی کیسی قربانی دی تب مجھے یہ مقام
 ملا ہے

بانیہ نے یہ سنا تو اک چھٹا کا سا ہوا اور اس کا دل شیشے کی طرح ٹوٹ گیا۔ اسے اپنی ساعت پر یقین نہ آیا
 اسے یہ سب ایک شخص خواب سا لگا وہ گمان بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی اسے اتنا بڑا دھوکہ بھی دے سکتا ہے اور وہ
 دھوکہ دینے والا وہی ہے جس سے اس نے ٹوٹ کر پیار کیا اور اس سے شادی کی چند لمحوں تک تو وہ شاک کی
 کیفیت میں رہی اس کا دماغ سن ہو گیا۔ اسے لگا کہ وہ بہری اور گونگی ہو گئی ہے اس کے ماں باپ کو قتل کر دیا گیا۔
 اس کی عزیز ترین دوست کو مار دیا گیا۔ اور اسے محض ایک مورتی کے لیے اس کے ساتھ اتنا بڑا جھگڑا کیا اس کی
 آنکھیں جھم جھم برسنے لگیں اور دل خون کے آنسو رونے لگا کتنا بڑا دھوکہ ملا تھا اس کو محبت میں اس نے اس نے
 خالی خالی نظروں سے عمر ان کو دیکھا اور دل مضبوط کر کے بولی

تم عمران ہو یا مایہ کال مجھے اس سے کوئی فرق نہیں ہے مگر تم نے میرے ساتھ فریب کیا ہے میں اسے کبھی بھی
 نہیں بھولوں گی۔ اپنے والدین کا قتل تم کو معاف نہیں کروں گی یاد رکھا عمران دریا یا بیش ایک طرف نہیں بہتے رخ
 بدلتے رہتے ہیں اور مجھے خدا پر یقین ہے کہ وہ میرا بدلہ میرے آنسوؤں کا حساب تم سے ضرور لے گا میں ایک
 کمزور عورت ہوں میں تمہارا بال بھی بیچا نہیں کر سکتی ہوں مگر وہ ذات سب سے افضل ہے وہ تم سے ضرور حساب

لے گی بے شک مجھے ماروا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں نے اپنا بدلہ خدا پر چھوڑ دیا ہے اور وہی مجھ سے انصاف کرے گا۔۔

واہ ہانیہ واہ۔ خوب۔۔ مجھے یہ انداز بہت پسند آیا ہے لیکن انفسوس تم کو بچانے والا کوئی نہیں ہے نہ ہی کوئی دیا ہوا ہے۔ یہ کتنی کاکھیل ہے اور میں اب اس دنیا کا مالک بننے والا ہوں ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔۔

وہ اسے فتنے لگاتے ہوئے دیکھنے لگی۔ اور بے بسی سے ہاتھ پاؤں ہلانے لگی مگر وہ اس کا کچھ نہیں کر سکتی تھی بس خدا سے دعا کر سکتی تھی اچانک اس کے ذہن کے کسی کونے میں اس رات والے نوجوان کا چہرہ آگیا۔ جو اس رات اسے اس شیطان سے بچانے کے لیے آٹھنا اور اس نے ہانیہ کو سنبھلنے کے اشارے دیئے تھے اس کے ذہن میں وہ عکس ابھرنے لگا تو اس کی ہمت بندھنے لگی اسے نہ جانے کیوں یقین ہونے لگا کہ وہی ہے صرف وہی ہے جو اسے بچا سکتا ہے وہی خدا کی طرف۔ اس کا وسیلہ ہے وہ ہی اسے اب کال سے بچائے گا اور اس کا بدلہ لینے میں اس کی مدد کرے گا۔ اس کے ذہن میں غموں کی جگہ مسرت نے لے لی اور وہ بولی۔

تو بے شک جو کرتا جاوے کال لیکن توبہ بھول گیا ہے کہ تیرا سرو ہائش کرنے والا بھی اس دنیا میں ہے تو اسے بھول گیا ہے جو خیر اسب سے بڑا اس میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہی تجھے اسی طرح بڑا کرے گا جیسے تو نے مجھے بڑا دیا ہے۔ اور کتنا وہ تجھے تیرے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ وہ بڑا کر دے گا تجھے وہ زور سے دھاڑی نوایہ کالی کے چہرے پر ایک رنگ آبا اور از گیا۔ وہ جراتی سے اسے کٹنے لگا اسے ہانیہ کی طرف سے اس جواب کی توقع نہ تھی وہ غصہ میں آ گیا۔ اور اس کا بازو گھما کر پوری قوت سے ہانیہ کے منہ پر پڑا جس سے اس کے خوبصورت چہرے پر نشان پڑ گیا اور اس کے منہ سے خون نکلنے لگا۔

کیوں اپنے انجام کرنے والے کا نام سن کر ڈر گئے ہو بڑول۔ وہ بھجر کر بولی۔ ارے مرد کا بچہ ہے تو اس سے مقابلہ کر کے دیکھ بھجر میں تجھے مانوں گی کہ تو کتنا بڑا سا دھو ہے ایک اکیلی عورت پر وہی ہاتھ اٹھاتا ہے جو بڑول ہوتا ہے۔

کبھی۔۔ مابہ کال غصہ سے دھاڑا اور اس کے ہاتھ ہانیہ کے منہ کو لال کرنے لگے گھنچنوں کی بارش ہونے لگی ہانیہ چپ کر کے اس سے مار کھائی رہی مگر وہ ڈری نہیں نہانے کیوں اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ نوجوان اس شیطان کو مار دے گا اس لیے وہ اپنی مقتل گاہ میں اپنی موت کے سامنے شیر بن گئی مابہ کال غصہ سے پھرا ہوا تھا ہانیہ کو خوب مار کر اسے دہش آتا تو اس نے سوچا کہ یہ عورت اسی طرح بھونکی رہے گی اور اس کا سے ضائع کرے گی اور وہ یہ جانتا تھا کہ سعد نے ہلکتیاں پالی ہیں اس سے پہلے کہ سعد اوجڑے اسے ہانیہ کی لٹی دینا ہوگی یہ سوچ کر اس نے تیزی سے لٹی دینے والے اشلوک پڑھنے سے پہلے کہا۔

لے جا لے اسے۔۔ جا لے۔۔ میں بھی دیکھو وہ کتنی فکری والا ہے میں اب تجھے مارنے والا ہوں اگر تجھے کوئی بچا سکتا ہے تو بچا لے۔ میں بھی دیکھوں کہ کتنی فکری والا ہے میں اب تجھے مارنے والا ہوں اگر تجھے کوئی بچا سکتا ہے تو بچا لے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے لب طے لگے اور وہ اشلوک پڑھنے لگا۔ بلوار کو اس نے ہوا میں بلند کیا اور ہانیہ پر پھینک لی۔ ہانیہ کی ساری ہمت ہوا ہوئے لگی اس کا دل ڈوبنے لگا اور موت کی ہرجائی اس کے چہرے پر چھانے لگی وہ بے بسی سے باہر والے راستے کو نکلنے لگی اور دل ہی دل میں خدا کو مدد کے لیے پکارنے لگی مابہ کال کے بڑیاٹنے میں حمزی آئی وہ اسے کبھی بھی مار سکا تھا نہ کا خوفناک منہ اسے موت کا منہ لگنے لگا اور اسے لگا کہ جیسے وہ نہیں آئے گا۔ اس کا بدلہ کوئی نہیں لے گا وہ ناسمیدی کی موت مر جائے گی اور مابہ کال

کامیاب ہو جائے گا۔ دھیرے دھیرے اس کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں۔ اووہ موت کے خوف سے چیختے لگی اور آواز اوی کرنے لگی اس کی چیخوں میں زود آتا گیا۔ اووہ پوری غارتگر کی لگی وہ نہایت ہی بے بسی سے مایہ کال سے معافیوں مانگتے لگی۔ اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب اس کی موت یقینی ہے اچانک مایہ کال نے اشلوک پر ہتھ بند کر دیا۔ اووہ اس پر پھونک ماکر شیطان کو بھد کیا اووہ پھر وہ نکور بلند کر کے ہانیہ پر تولتے ہوئے بولا۔

میں نے تجھ سے کہا تھاں کہ میری بکر سے تجھے کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ تو نے ابوی ائی مفت میں موت سے پہلے خود کو مجھ سے سرواد یا اووہ دوسبا لگا لگا۔ تجھے موت کا دوسبھی سہنا تھا، بحر حال چونکہ تو میری جتنی رہی ہو اس لیے میں تم پر اتنا احسان کر سکتا ہوں کہ تجھے آسان موت دوں اووہ میرا وعدہ ہے کہ میری گردن ایک جھٹکے میں ہی تن سے جدا کر دوں گا۔ تجھے صرف ہلکا سا دوہوگا۔

مجھے معاف کر دے عمران مجھے چھوڑ دے۔ میں تجھے اپنے والدین کا قتل بھی معاف کرتی ہوں سب کچھ تجھے معاف کر دوں گی۔ پلیز مجھے موت دے دو میں نے تیرا کیا کیا ذرا ہے وہ خلق پھاڑ کر گزرائی تو مایہ کال زود سے قہقہہ لگاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اووہ پھر اس نے شیطان کی جے ہو کا نعرہ لگاتے ہوئے تلوار پوری قوت سے فضا میں بلند کی اووہ ایک جھٹکے سے ہانیہ کی گردن کا نشانہ لے کر ماونے لگا ہانیہ کے منہ سے ایک بھیا نک چیخ اٹھی اووہ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اچانک کمرے میں گھسے کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ ٹن۔ ٹن۔ اووہ پھر کمرے میں ایک طوفان ماسو وار ہوا۔ اووہ پوار میں لگی تمام منٹھیں بچھ گئیں اور گھب اندھیرا چھا گیا۔ اس اندھیرے میں مایہ کال نے آسمانی بجلی کر کڑی ہوئی دیکھی اووہ پھر ہر طرف بجلی کر کڑنے لگی اور بجلی کے کر کڑنے کی آواز سے در دو پوار گوج اٹھے گوج اتنی شدید تھی کہ ہانیہ کو اپنے کان کے پردے پھٹنے ہوئے محسوس ہوئے اس نے تیزی سے آنکھیں کھول کر کر کڑی بجلیوں کو دیکھا۔ جن کے خوف سے مایہ کال اووہ اووہ بھاگ دیا تھا اووہ بجلیاں اس کے پیچھے کرک کرک اس پر گرد رہی تھیں اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا کہ وہ چیخ گئی ہے ایک لمحے میں سارا کھیل بدلی چکا تھا جہاں پہلے مایہ کال اس کی موت بنا کھڑا تھا اووہ خود موت سے بچ دیا تھا۔ اووہ موت اس کے پیچھے تھی وہ بھی اووہ بھاگتا تو بھی اووہ گردو جہاں بھی جاتا اچانک بجلی کرک اور اس کے اوپر گر جاتی اووہ اس کے منہ سے فلک شگاف چیخ نکلتی وہ دووہ سے ہلکا ہوتا اووہ پھر سے پاگلوں کی طرح بھاگنے لگتا۔ ہانیہ کو یہ دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی مایہ کال کو اذیت میں دیکھ کر اس کا سینہ ٹھنڈا ہونے لگا۔ اور ماوہ اسے دووہاؤی تو بجلیاں تیزی سے کر کڑنے لگیں اووہ اس پر گرنے لگیں اور مایہ کال کی دروہ سے بھری ہوئی آہیں بلند ہونے لگیں اچانک اس نے بجلیوں کے کر کڑنے کی روشنی میں کمرے کے دروازے پر ایک شخص کو کھڑے دیکھا ٹن ٹن کی آوازیں ابھی بھی آرہی تھیں ہانیہ نے دیکھا کہ اس انسان نے اپنے بازو پھیلا کر دروہ سے وانوں پر مارے تو اچانک پوار میں کھڑی منٹھوں میں سے کسی کے شعلے کی طرح شعلے ابھرنے لگے اووہ پھر وہ شعلے پھر سے جل اٹھے ان شعلوں کی روشنی میں اس نے اپنے صحن کو دیکھا جس نے ایک خون آلودوہٹے سے اپنا منہ چھپا رکھا تھا وہ اسے پہچان نہ سکی وہ تیزی سے اس کے قریب آیا اووہ اس کے ہاتھ اووہ پاؤں کی رسیاں کھولتے ہوئے بولا۔

تم ٹھیک ہوناں۔ اووہ تمہارا منہ پر بندم۔

کچھ نہیں ہیں یہ ذمہ مندل ہو جائیں گے ہانیہ نے مایہ کو دیکھا جس کا وجود مکمل طور پر بجلی سے جل کر کالا سیاہ ہو چکا تھا۔

معاف کرنا مجھے واقعی دیر ہوگئی۔ وہ اصل میں شیطان نے عمار کے اوورگواتا دیر دست اووہ گہرا دائرہ کھینچ دکھا

خاص کوزہ دیتے ہوئے مجھے دیر ہوئی ورنہ میں اسے ہم پر ہاتھ نہ اٹھائے ورنہ اس نے وضاحت کی۔

۔۔۔ یہ مر گیا ہے کیا۔

نہیں۔ یہ شیطان ایسے نہیں مرے گا اس کا جلا ہوا جسم جلد ہی اپنی اصل حالت میں آ جائے گا اور یہ اٹھ کھڑا ہوگا مگر تم فکر مت کرو یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

آپ کون ہیں۔ ہانیہ نے سوال کیا تو اس نے اپنے منہ سے خون آلود و پندہ ہنا یا اس کی صورت ہانیہ کو جانی پہچانی لگی اچانک اسے یاد آیا تو اسی رات والا نوجوان ہے

آپ وہی ہیں نا جو اس رات۔

ہاں میں وہی ہوں میرا نام سعد ہے۔

آپ کہاں تھے اتنا عرصہ۔ جانتے ہیں اس ظالم نے میرے ساتھ کیا کچھ کیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور اس سے شکوہ کرنے لگی وہ شش و پنج میں پڑ گیا کہ ہانیہ کو چپ کیسے کرانے اور اسے دلا سہ کیسے دے اچانک روتے روتے اور شکوہ کرتے کرتے ہانیہ اس کو اپنا سہارا سمجھ کر اس کے سینے سے لگ گئی تو وہ اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا ہو گیا۔ ہانہ پر اسے نوٹیں کا لگانا ہوا کیونکہ وہ بھی اس طرح اس کے سینے سے لگی تھی اس نے ہاتھ اٹھایا اور پھر اس کا ہاتھ فضا میں ہی رک گیا وہ ہانیہ کے سر پر بھی ہاتھ رکھنے کی جسارت نہ کر سکا اور ہانیہ روتے ہوئے اسے ساری کہانی سناتے لگی جسے وہ پہلے سے ہی جانتا تھا۔ مگر اس نے ہانیہ کا دل نہ توڑا اور اس کا دل رکھنے کی خاطر وہ سناتا رہا۔ ہانیہ کو بھی پھر احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط کر رہی ہے تو وہ تیزی سے پیچھے ہٹی سعد اس کا کچھ نہیں تھا مگر نہ جانے کیوں وہ اسے اپنا ساگا۔ اور وہ اس کے قریب گئی تھی اس کا دل مارے خوف کے ابھی تک تیز تیز دھڑک رہا تھا اور اسے ہنسنے سے پہلے آ رہے تھے وہ خود کو یقین دلانے کی سعی کر رہی تھی کہ وہ زندہ ہے مگر موت کی پر چھائی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی مایہ کال کا سزا ہوا جسم اب تیزی سے اپنی اصل شکل میں واپس آ رہا تھا۔ اس کے سرے ہوئے گوشت میں پھر سے نیا گوشت بھر رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں میں ہی وہ پہلے والا مایہ کال بن کر تیزی سے اٹھا اور سعد کو خونخوار نگاہوں سے ایسے گھورنے لگا کہ جیسے وہ اسے کچا پھا جائے گا

تم۔ تم نے میرا جلد توڑ کر اپنی موت کو آذادی ہے حرام زادے۔ تیری یہ بجا لک تو مایہ کال پر ہمارے مارے غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور ہونٹ کپکپا رہے تھے تو بھول گیا کہ میں کون ہوں۔ بھول گیا کہ تجھے کس طرح کتے کی طرح درودر بھنکا یا اور تو پتہ نہ پانی پی کر اپنے آپ کو بھول گیا تو کیا سمجھتا ہے کہ تو اس پوتر پانی پینے سے مجھ پر حاوی ہو جائے گا نہیں تیری بھول ہے یہ۔ آپ زندگی کے سو سال میں نے تباہ دینے۔ کڑی پینا کی اس کے بعد مجھے یہ مقام ملا ہے اور تو مجھے ماروے گا نہیں سعد نہیں مجھے مارنے کے لیے تجھے سب جنم لینے ہوں گے۔

بابا۔ بابا سعد زور سے ہنسا۔ اپنے یہ میڈر بھسکیاں اپنے پاس رکھ اور اپنی موت کے لیے تیار ہو جا میں تجھے مارنے آیا ہوں اور اس لڑکی کو بچانے کو آیا ہوں تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور تیری یہ کڑی پینا بھی تیرے کسی کام نہیں آئے گی تجھے مرنا ہوگا۔ مایہ کال کیونکہ یہ دھرتی اب تیرا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہے تیرے ظلم کی حد ختم ہو گئی ہے اور اب تیرا ہی ایڈز ہو نیوالا ہے۔

کھیا پادی کیا پدی کا شوبہ۔ مایہ کال نے اس کا تسخیر اڑایا۔ تو میرا دی ایڈز کرے گا بابا۔ حیرت ہے۔ حیرت ہے ارے جب بڑے بڑوں کی میں نے ہوا نکال دی ہے تو تو کیا چیز ہے رے یز کی بی بی چڑھے گی اور مجھے شکتی

ملے گی اور میں اس دنیا پر حکومت کر سکتا ہوں اور کروں گا۔ اس لیے میں تجھے یہ پیشکش کرتا ہوں کہ آؤ میرے ساتھ مابہ کال ملے میں تجھے اپنا نائب بنا دوں گا ساری عمر عیش کرے گا تو یہ خند چھوڑ دے سمجھا اور میرے ساتھ مل جانا فائل تشریف بنا دوں گا میں تجھے۔

اس دنیا پر حکومت وہ ہی کرنے کا شوق رکھتا ہے جسے اپنی زندگی سے بہار ہوتا ہے اور مجھے اپنی زندگی سے کوئی پار نہیں ہے۔ میں تو کب کا مر گیا ہوں مگر جب تک تو زندہ ہے میں تجھے مارے ہا نہیں کر سکتا مابہ کال تو یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ تیرے پاس جو شیطانی طاقت ہے اس سے تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں جاہوں تو تجھے ابھی سسل سکتا ہوں اور تو بہ بات جانتا ہے اس لیے مجھے لالچ دے رہا ہے مگر یہ سب بے فائدہ ہے مابہ کال کیونکہ میں تجھے مارنے آتا ہوں اپنے خاندان کا تجھ سے حساب لینے آتا ہوں باؤ کر بھی وہ جگہ ہے جہاں پر میں کبھی نیرے سامنے گڑ گڑا ہوا تھا اور دیا تھا اور اسی چہرے پر میری خوشنکھائی میں نے تجھے کہا تھا کہ میں تجھے اپنے والدین کا خون معاف کرتا ہوں اگر تو خوشنکھ ہو کر مجھ کو مار دے مگر نو نہ مانا اور اسے مار دیا۔ اس وقت تیرے پاس شکتی تھی اور میں نہتا تھا کمرور تھا مگر اب میں عیسیٰ شامی ہوں اور تو نہیں ہے تو نہیں بچ سکتا مابہ کال۔ سعد نے کہا تو مابہ کال کے چہرے پر ہوا کیاں اڑنے لگیں وہ واقعی جانتا تھا کہ وہ شیطانی طاقت سے اب سعد کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لیے وہ اب کوئی ایسی چال سوچ رہا تھا کہ جس سے سعد بھی مر جائے اور ہانیہ اسے مل جائے کہ جس کی لٹی دے کر وہ امر ہو جائے۔

بتا کر میرے ہاتھ بند کرے گا تو چل آج تجھے تیری مرضی کی موت دوں گا تجھے تاکہ نبی روح بے چین نہ رہے اور نو یہ گلہ نہ کر سکے تجھے دھوکہ سے مار دیا گیا باؤ کر مجھ سے ایسے مقابلہ کیا جاتا تو میں زندہ رہ سکتا تھا سن تجھے عمل جھوٹ ہے کہ تو جیسے چاہے میں دیسے تجھ سے لڑنے کو تیار ہوں بول سعد کی اس آفر سے ہانیہ پریشان ہو گئی اس نے سعد کو منع کرنا چاہا مگر سعد نے اسے جب کرا دیا۔

مابہ کال کو یہ یوں نہ لگی کہ سعد اسے اتنی آفر دے گا مگر وہ شکی کے بغیر مرنا لازمی تھا وہ خوش ہو گیا اور پھر تیزی سے اس نے اپنے ذہن میں منصوبہ بنایا کیا تو دو کرے گا جو میں کہوں گا اور میری مرضی سے میں جیسے کہوں مقابلہ کرے گا۔ مابہ کال نے معنی خیز نظروں سے سعد سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں مابہ کال اور اگر توجیت گیا تو ہانیہ تیری میں نیر اور ساجد جیسا شکی شامی جن بھی خیر انعام ہو گا سعد نے عز م سے کہا تو ہانیہ نے ایک بار پھر حیرت اور پریشانی سے سعد سے کہا۔

سعد تم غلط کر رہے ہو مابہ کال کو ابھی مار دو ورنہ وہ نہیں مار دے گا تو سعد نے اسے دلا سدا باؤر بولا۔
نہیں ہانیہ یہ شیطان اب مجھ پر حاوی نہیں ہو سکتا تو یہ فکرمبر ہو
تو اپنی زبان سے تو نہیں پھرے گا۔ مابہ کال نے سوال کیا۔

یہ مسلمان کی زبان ہے۔ مابہ کال کسی شیطان کی نہیں یہ سن کر مابہ کال نے خوشی سے نعرہ لگا باؤر بولا۔ ٹھیک ہے سعد تو اب سے دو گھنٹے بعد ساحر جالموش کے استحقاق میں نیر امیر او بدو مقابلہ ہو گا جس میں تو اپنی شکی کے بغیر ہو گا اور میں بھی اور وہاں ہم اس کوار سے مقابلہ کریں گے جو مر گیا وہ مار گیا اور جو بچ گیا وہ جیت گیا۔ بول منظور ہے۔

ہاں منظور ہے۔
ٹھیک ہے میں ابھی جالموش ساحر کے پاس جا کر ان کو ساری بات بتاتا ہوں اور ان کی آشر بار سے مقابلہ

ٹھیک ہے جاسعد نے اسے اجازت دی تو مایہ کال خوشی سے تاجتا ہوا وہاں سے بھاگ گیا۔
 یہ۔۔ یہ کیا کیا تم نے سعد تم نے اسے زندہ جانے دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کتنا خطرناک ہے
 اور شیطانوں کے بیچ میں کیا کوئی گارنٹی دے گا کہ وہ جتنی استیصال نہیں کرے گا۔ تم کیا کر رہے ہو سعد ہانیہ نے
 دوسرے سے کہا تو رو بولا۔

میں سارا جالوش کو جانتا ہوں ٹھیک ہے وہ شیطان کا بچاری ہے لیکن وہ اپنی بات کا پکا ہے مایہ کال چاہ کر بھی
 دھوکہ نہیں دے گا اور فائدہ ایسا کرے گا تو جالوش کے قبر کا نشانہ بنے گا لیکن ہانیہ نے مزید کچھ کہنا چاہا مگر سعد
 نے اسے منع کر دیا۔ اور بولا۔ آؤ ہم سعد کو آزاد کر دیتے ہیں ہانیہ اس کے ہمراہ ہو کر چلے گی وہ جیسے ہی غار سے
 باہر آئے تو اچانک ان کو غار کے باہر ایک بوڑھا لاشی ٹپکے نظر آیا۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال زمین کو چھو رہے
 تھے چہرے پر لاتعداد جھریاں تھیں اور اس کی کمر جھکی ہوئی تھی بوڑھے نے سر کے بال پیچھے کرتے ہوئے سعد سے
 کہا میں سارا عظیم جالوش کا نائب ہوں تمہارے لیے سارا کا سندیر لایا ہوں بوڑھے کی آنکھوں میں بے پناہ
 کشش تھی سعد بولا۔

کیا بیٹا نام ہے۔

سارا عظیم نے تیری مرضی سے اسے استحقاق میں تیرا اور مایہ کال کا مقابلہ کرانے کی حای بھری ہے اور اب
 سے مجھے بعد تو وہاں آ جانا اور ہاں تیرا اسٹی وہ جن بھی سارا عظیم کے پاس ہے اور اس چھو کر کی کو بھی میں لینے آیا
 ہوں اگر تو جیت گیا تو یہ چھو کر کی تیری ور مایہ کال کی ہو جائے گی۔ ہانیہ نے یہ سنا تو اس کے پاؤں تلے سے
 زمین نکل گئی وہ رو کے مارے سعد سے لپٹ گئی اور اس بوڑھے کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ تو سعد نے اسے
 پھر تسلی دی اور کہا۔

جائز ہانیہ بے فکر ہو کر جائز۔ تم کو کچھ نہیں ہوگا۔ میں ہوں ناں ڈر دمست جائز جائز۔ وہ ناچا ہے ہوئے بھی سعد
 سے الگ ہوئی اور پھر اس بوڑھے نے ہانیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک طرف چل دیا۔ ہانیہ کے چہرے پر ہوائیاں
 اڑ رہی تھیں اور وہ مز مز کر سعد کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی مگر سعد مطمئن تھا تھوڑی دور جانے کے بعد وہ نگاہوں
 سے اوجھل ہو گئے۔ سعد غار میں داخل ہوا اور اس چہرے کو دیکھنے لگا جس پر بھی نوشین لپٹی تھی اور اس سے مدد
 طلب کر رہی تھی اور وہ مایہ کال کے آگے گڑ گڑا رہا تھا۔ مگر اس ظالم نے نوشین کو مار دیا وہ اس منظر میں اور نوشین کی
 یاد میں کھٹکتا۔ وہ اٹھ کر اس چہرے پر گہرا رہے ہوئے خون پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسے اس خون سے اپنائیت سی
 محسوس ہونے لگی اور مل کا غبار پانی کی شکل میں آنکھوں کے راستے نکلنے لگا کئی لمبے گز رگئے اور وہ اسی طرح خون
 کو دیکھنے لگا۔ اور بولا۔

نوشین میری جان آج میرا تیرے قاتل سے آخری معرکہ ہے میرے لیے دعا کرنا کہ میں تیرا بدلہ لے
 سکوں جو اذیت اس نے تم کو دی وہی اذیت اسے میں دوں میں اسے نہ پاؤں پا کر مارنا چاہتا ہوں تیری ہر ہر چیخ کر
 اذیت کا بدلہ لینا چاہتا ہوں جیسی اس نے تم کو دی اور پھر اسے مار کر جلد سے جلد تم سے ملنا چاہتا ہوں میری
 آنکھیں تمہیں دیکھنے کو ترس رہی ہیں میں تمہارے بنا کیلا ہوں تمہا ہوں یہ تمہا کی مٹا کر سدا کے لیے تیرے پاس
 آنا چاہتا ہوں بس تیرے بن اب مزید اکیلا نہیں رہ سکتا۔ میں تم بن اداس ہوں اس دنیا میں کوئی نہیں میرا میں
 تنہا ہوں تم بن میرے لیے رونا کرنا میری جان۔ وہ رونے لگا اور پھر آنسو پونچھ کر وہاں سے رخصت ہو گیا باہر وہی

بوز ہاں موجود تھا جو ہانیہ کو ساتھ لے گیا تھا سعد جان کیا کروہ اسے جالموش کے جسم سے لڑنے لے لے جلائے،
ہے سعد نے اسے چلنے کا اشارہ کیا اور اس کی ہمراہی میں چلنے لگا۔

وہ ایک بہت بڑا مال تھا جسے کرکٹ باؤل کے گراؤنڈ ہوتے ہیں درمیان میں ایک چھوٹا سا میدان
تھا جو کہ گول تقامیدان کے ساتھ انڈر لوہے کی پاؤسی اور باز کے پیچھے لوہے کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر دنیا
کے نامی گرامی جادوگر اور سادھو بیٹھے ہوئے تھے ساتھ میں ان کے غلام اور جیلے بھی تھے میدان کے ایک طرف
ایک بڑا سا لوہے کا مین دروازہ تھا جس سے لوگ اندر آنے جاتے تھے کیٹ کے سامنے میدان کی دوسری طرف
ایک بڑا سا نیچا بنا ہوا تھا جس پر ایک قد آور کرسی رکھی تھی جس پر ایک نہایت ہی بوز ہاں جس کے لمبے لمبے بال لمبے
پاؤں اور چہرے اور ہاتھوں پر زخموں کا ایک جال سا بنا ہوا تھا کسی درار کی ناک اور آنکھوں میں بے حد چمک
تھی وہ ہی ساحر اعظم جالموش تھا اس کی کرسی کے دونوں جانب چار چھوٹی کرسیاں تھیں جن میں سے ایک پر رہتی
بوز ہاں بیٹھا تھا جو ہانیہ کو لانا تھا جبکہ باقی پر اسی کے محلے جیسے مزید اور بوزھے بیٹھے تھے جالموش کی کرسی کے نیچے
دو اور کرسیاں تھیں جن میں سے ایک پر ہانیہ اور دوسری پر ساجد بیٹھا تھا ان دونوں کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا
کہ وہ آزاد ہونے ہیں یا مایہ کال کی قید میں جاتے ہیں ساجد کافی پر امید تھا مگر ہانیہ کے چہرے پر ہوا انہیں اڑ رہی
تھیں یہ مایہ کال اور سعد کے درمیان ہونے والے مقابلے سے پریشان تھی اور اس کے دل میں سو سو سو سے اٹھ
رہے تھے کہ نہانے کیا ہو گا کہ اسے سعد نے کافی نسلاری بھی مگر پھر بھی اس کا دل انجانے خوف سے دھڑک رہا تھا
کہونکہ موت کو وہ قرب سے دیکھ چکی تھی اور اسے ذر تھا کہ کہیں کوئی انہونی نہ ہو جائے۔ اور در پھر مایہ کال کی
قید میں چلی جائے مایہ کال اس کا شوہر تھا مگر جب سے اسے مایہ کال کی حیثیت معلوم ہوئی تھی اس کو شدید نفرت
ہوئی تھی۔

کچھ دیر پال میں ایک گھنٹہ بجا اور پھر لوہے کا دروازہ کھلا جس میں سے مایہ کال اندر داخل ہوا اور ہاتھ ہلاتا
ہوا جالموش کے قریب آتا۔ اسے جھٹک کر تعظیم دی اور اک طرف کھڑا ہو گیا پھر دوسری پار گھنٹہ بجا اور سعد میدان
میں اترتا۔ وہ بھی جالموش کے قریب آیا اسے تعظیم دی اور ساجد کی طرف ہاتھ ہلاتا کہ اسے تسلی دی تو ہانیہ بول اٹھی
۔ سعد اب بھی رقت ہے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر لو کہیں نہ

ہانیہ۔۔ ساجد نے اس کی بات کاٹ دی اگر سعد نے یہ فیصلہ کیا ہے تو سوچ کچھ کر کیا ہے تم بجائے اسے
حوصلہ دینے کے اسے کمزور مت کر دو رہنبریں رکھو خدا ہمارے ساتھ ہے پھر جالموش کا نائب کے اشارے سے
کرسی سے اٹھا اور تھوڑا آگے جا کر بلند آواز سے بولا۔

ساتھ ہوا اس مقابلے کا اہتمام نورانی شمس کے ہاتھ اور سعد کے اہم بار مایہ کال کی درخواست سے ساحر اعظم
جالموش نے کیا ہے لیکن ساحر اعظم ایک بار پھر نورانی شمس کے واسطے سعد کو حکم دینے ہیں کہ اگر وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی
کرنا چاہے تو گھر سٹکا ہے سعد نے غمی میں سر ہلایا۔ اور مقابلہ کر کے کا اشارہ کیا تو بوز ہاں بولا۔ ٹھیک ہے سعد نے
لڑنے کا کہہ رہا ہے۔ اور وہ اپنے فیصلہ پر قائم ہے لہذا دونوں کو۔ بات باور کرا دی جاتی ہے کہ ان کی کھلتیاں
عارضی طور پر سلب کر لی گئیں ہیں۔ اور وہ لڑائی میں انکا استعمال نہیں کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ لڑنے کے لیے انکو
ایک ایک خنجر اور ایک ایک گوار دی جائے گی وہ جسے چاہیں لڑ سکتے ہیں لڑائی کا فیصلہ کسی ایک کی موت کے بعد
ہوگا۔ اور جیتنے والے کی مین خواہشیں پوری کی جائیں گی۔ یہ کہہ کر وہ جالموش کی تعظیم کے لیے جھکا اور کرسی پر بیٹھ

گیا۔ تمام یاد دگر اور اس کے ساتھ تھیں اس لیے جیسے ہی ان کو خبر اور تلوار میں دی گئیں انہوں نے مایہ کال کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اس کے نام سے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ ہانیہ اور ساجد بے بسی سے متاثر لوگوں کو مایہ کال کی حوصلہ افزائی کرتے دیکھ رہے تھے تلوار میں اور خنجر لینے کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آئے اور جالٹوں کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ ان کوڑنے کا اشارہ کرے جالٹوں نے کچھ دیر بعد اپنا عصا فضا میں بلند کر کے تیزی سے نیچے کیا۔ اور مارکولز نے کا باضابطہ اعلان کیا تو دونوں نے تلوار میں سنہال لیں اور باہر انداز میں ایک دوسرے پر پونے لگے۔

تو نے کافی بڑا فیصلہ کیا ہے سعد۔ اپنی موت کے پروانے پر خود ہی دستخط کر دیئے مایہ کال اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

یہ تیری بھول ہے مایہ کال۔ سعد نے جوابی کارروائی کی

میں تجھے دیسے ہی ماروں گا جیسے تیری سنگیت اور نبرے پر بلواروں کو مارا تھا بارہ ماں تو اس وقت میرا کیا باز لیا تھا۔ جواب بکاز لے گا۔ میں آج تجھے مار کر ہانیہ کی ملی دوں گا زیادہ خوشی نہیں اچھی نہیں ہوتی مایہ کال میں نوشین کی طرح میں تجھے تڑپاؤں گا کہ ماروں گا سعد نے اچھلنے ہوئے کہا

چلو دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ مایہ کال نے کہا۔ اور پھر اس نے اچھل کر تلوار کا ایک بھر پور وار سعد پر کیا جیسے اس نے تلوار پر روکا اور تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ تو مجھ سے نہیں جیت سکتا نیچے مایہ کال نے فخرانہ انداز میں کہا۔ سعد اس کے تیزی سے قریب آیا اور اس کی گردن پر وار کیا تو مایہ کال جب تک گیا اور وار خالی گیا بھی مایہ کال نے جھکے انداز میں سعد کی ٹانگوں پر وار کیا تو ساتھ اوپر اچھلا اور مایہ کال کے سر کا نشانہ لے کر وار کیا مایہ کال تیزی سے سنہالا۔ اور تلوار سے اس کا وار روکا مگر ضرب اتنی بھر پور تھی کہ اس کی تلوار اس کے سر سے ٹکرائی مگر چونکہ تلوار کا دوسرا رخ تھا اس لیے وہ زخمی نہ ہوا۔ مایہ کال نے بیٹھے بیٹھے وار روک کر اپنی ٹانگ زور سے سعد کی ٹانگوں پر ماری جس سے اس کا توازن بگڑ گیا۔ اور وہ کمر کے بل پیچھے جا کر جس پر کرسیوں پر بیٹھے لوگ مایہ کال کے نعرے لگانے لگے اور ساجد اور ہانیہ پریشانی سے سعد کو دیکھنے لگے مایہ کال نے سعد کو تلوار والا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اپنی برزی کا اعلان کیا اور تیزی سے سعد پر وار کیا سعد نے تلوار کے دوسرے رخ سے اس کا وار روکا اور سے بھی لات ماری اور تیزی سے اپنا توازن برقرار رکھا اور سعد تیزی سے اٹھا اور پھر ان میں دو بدلائیاں ہونے لگی اور دونوں کے ایک دوسرے پر حملوں میں شدت آن گئی مایہ کال اپنے مختلف حربوں اور نیز حملوں سے سعد پر باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے اسے مفلج کی دعوت دے کر غلطی کی ہے جبکہ سعد بھی اپنے حملوں سے اپنے دعوے کو صحیح ثابت کرنے پر تامل ہوا تھا بال میں بیٹھے ہوئے لوگ پوری طرح مایہ کال کا حوصلہ بلند کر رہے تھے اور اس کی فہر میں نعرے لگا رہے تھے جس کے جواب میں ساجد اور ہانیہ کے جہروں پر مایہ کی جھانکی تھی کیونکہ اگر وہ نعرے بازی کرتے تو ان کی آوازیں و غبراؤں میں وہب جانیں۔ جب بھی مایہ کال کی طرف سے کوئی زبردست وار سعد پر ہوتا تو بال نعروں سے گونج اٹھتا مگر جب سعد کوئی اور جھانک کر تاتو بال کو جانب سوگھ جاتا۔ آدھا گھنڈر گڑ گیا تھا وہ دونوں میں مقابلہ جاری تھا مگر ابھی تک دونوں میں سے کوئی بھی معمولی سا بھی زخمی نہ ہوا تھا نہ ہی وہ جھٹکتے تھے اور ان کے ایک دوسرے پر حملوں میں کی واقعی ہوئی تھی مگر مایہ کال کو زمین پر گر چکا تھا

اور مایہ کال اسے دونوں میں نکوار کے علاوہ گھونٹوں اور لالتوں کے بھی وار ہو رہے تھے مقابلے کے دوران مایہ کال کے حلوں میں تیزی سی آئی اس نے ایک بھر پور وار سعد پر کیا اور اتنا بھر پور تھا کہ سعد اسے نکوار پر روکتے ہوئے زمین پر جا گرا اور کمر کے بل گر مایہ کال نے اسے نکوار میں اٹھادیکھ کر اپنی ٹانگ سے سعد کے پیٹ اور سینے پر زور سے وار کئے اس نے اتنی قوت سے سعد کے پیٹ میں ٹانگ ماری کہ سعد کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ یہ دیکھ کر مایہ کال نے اس پر لالتوں کی نرسات کر دی۔ اور اسے مار مار کر ادھ سو یا کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر ہال تالیوں سے مایہ کال کی حمایت میں گونجنے لگا تماشا کشی اسے داد دینے لگے اور مارنے کو کہنے لگے ہال نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اور اس کا دل دے بیٹے لگا اور اسے لگنے لگا کہ سعد یہ بازی ہار جائے گا مابعد بھی پریشانی سے مایہ کو دیکھنے لگا جس نے سعد کو تقریباً بے ہوش کر دیا تھا اور اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ تھی اس کا کچھ دل و دماغ لگا تھا مگر چاہے سعد جیسے ہوش میں آیا اور اس نے اپنی ٹانگ اٹھا کر مایہ کال کے سینے پر جڑی مایہ کال فٹھا میں اچھلا۔ اور زمین پر جا گرا اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سعد کو دیکھا جو گرتا پڑتا اٹھ رہا تھا سعد اٹھا اور اس نے کمر سے ہوئے مایہ کال پر وار کیا مگر وہ وار خطا کر گیا۔ اور اس پر الٹا وار کیا روکتے ہوئے سعد نہ کھڑا کیا۔ مگر خود کو گرنے سے بچا لیا۔ سعد کو اٹھنا ہوا دیکھ کر مایہ کال نے اسے سادہ کے مایوسانہ چہرے پر رونق ابھرنے لگی وہ سنبھل کر بیٹھ گئے۔ سعد کے اندر سے جو خون نکلا تھا اور جس بے دردی سے اس پر مایہ کال نے اپنی ٹانگوں کے وار کئے تھے وہ کمزور سا اور غڑھال سا ہو گیا تھا وہ پہلے جیسی پھرتی نہ دکھارہا تھا اور صرف مایہ کال کے حلوں کو روک رہا تھا ناخود و اپنا توازن درست کر رہا تھا توانائیاں بحال کر رہا تھا جبکہ مایہ کال اس پر بے دردی حملے کر کے اسے مارنے کی تیگ دو میں پورے ہال کے ساتھ نے مایہ کال کی توانائی میں اضافہ کر دیا تھا اور وہ خاصا پر جوش تھا ایک بار مایہ کال کے جبکہ کمر سعد کی ٹانگوں پر وار کیا سعد اچھلا تو مایہ کال نے بڑی پھرتی سے اپنا گھونٹا سعد کی ٹانگ پر مارا سعد پیچھے جا گرا اور اس کی ٹانگ سے خون جاری ہو گیا اور منہ پر پھیلنے لگا مایہ کال نے دوسرا وار کیا تو سعد نے کمزوری دکھائی جس سے اس کے ہاتھ بازو میں نکوار کا گھاؤ پڑ گیا اور ٹھوڑا سا گوشت کٹ گیا۔ وہاں سے خون جاری ہو گیا۔ یہ سب دیکھ کر مایہ نے رونا شروع کر دیا۔ اور اس پر موت کا خوف چھا گیا۔ سادہ کا بھی برا حال تھا وہ بھی گنگ بٹھانٹا اور وہ پھراٹھا اور تیز آواز میں سعد کو اٹھنے کا کہا مگر اس کی آواز تالیوں کے شور میں گم ہو گئی سعد نے ہوش ہو گیا تھا اس کا کافی خون نکل گیا تھا جس کی وجہ سے اس میں کمزوری اور نفاست آئی تو وہ لڑکھڑانے لگا مگر سینے میں خنجر گھسنے سے اس کی بہت فوٹ گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ عالم بے ہوشی میں اس نے دیکھا کہ وہ ایک دہراں جگہ کھڑا ہے جہاں اس کے سامنے ایک فونی چھوٹی عمارت ہے جس کے چاروں طرف اور اس کے چاروں طرف تلے کی لمبی گھاس اور کانٹے دار جھاڑیاں ہیں وہ حیرت سے یہ منظر دیکھتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ یہاں کیسے آیا انہی وہ اسی سوچ میں تھا کہ اچانک اس کے سامنے تیز روشنی ہوئی جس سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔ دسب روشنی چھٹ گئی تو وہ حیرت سے روشنی کے منبع کو دیکھنے لگا تو اسے وہاں ایک ایسے کا دروازہ دکھائی دیا۔ جس پر آنے کے راستہ لکھا ہوا تھا۔ وہ حیرت سے اس دروازے اور حیرت کو دیکھنے لگا۔ اور اس میں تجسس ابھرا۔ کہ وہ اندر جا کر دیکھے وہ عجیب ہو کر دروازہ کھولنے لگا۔ تو ہوا کا ایک دھڑلہ بھونکا اس کے نغضوں سے نکلا آیا۔ اچانک سامنے ایک راستہ بن گیا جس پر اسے کوئی لڑکی اپنی طرف بھاگتی ہوئی دکھائی دینی اور نلنے اندر آنے سے قہقہہ کرنے لگی۔ سعد کو یہ آواز جانی پہچانی سی لگی اور وہ روک گیا کہ دیکھتے تو آخر یہ لڑکی کون بنے بھاگنے بھاگتے وہ اس کے قریب آئی ہے تو اس کے نقش دیکھ کر وہ حیران رہ گیا اور خوشی سے بت سا بن گیا۔ اور اس کی

آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ اس کا دل حسرت سے جھوم سا گیا۔ وہ لڑکی اور نہیں اس کی اپنی منگیت اس کی جان نوشین بنی تھی۔ وہ بلند آواز میں بولی۔

سعد اندر مست آتا اندر مست آتا۔ اگر تم اندر آگئے تو پھر کبھی بھی باہر نکل سکو گے۔ واپس جاؤ اور اس کو جنم میں پہنچا کے آنا جس نے مجھے تم سے جدا کیا تھا۔ جلدی جاؤ ورنہ وہ تمکو مار دے گا۔ سعد پر اس کی کسی بات کا اثر نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ وہ تو اس کے حسن میں کھو چکا تھا۔ اور اس کا ویدار کر کے اپنی پیاس بجھانا چاہتا تھا۔ نوشین اسی طرح بنا میک اپ تھی کہ بنا کسی سرفی لگائے ہوئے تھی جن کی مہک نفا میں شامل ہو کر اس کی سانسوں میں سما گئی۔ سعد کی خوشی، بدلتی تھی نوشین کو دیکھ کر وہ سب کچھ بھول گیا تھا اور اسی میں کھو گیا۔ وہ کتنا ترسا تھا اس کے لیے اور کتنا ترپا تھا اس کے ویدار کے لیے وہ سب کچھ بھول گیا تھا آج وہ اس کے سامنے تھی اور وہ بنا تاخیر کے اسے گلے لگا کر اپنی بے ترتیب ہڈیوں کو فرائیڈ بنا چاہتا تھا۔ اپنے سین کو شانت کرنا چاہتا تھا وہ کتنا بے قرار تھا اس کی روح کتنی بے قرار تھی اس کے لیے اور وہ کہتے عرصہ بعد اسے کی تھی نوشین اس کے قریب آئی تو وہ بے خودی میں پڑا۔

نوشین میری جان۔ کہاں تھیں تم۔ میرا ذرہ بھی خیال نہیں آیا تم کو آج آج تم مجھے ملی ہو

سعد میری جان وہ اس کے الفاظ کاٹتے ہوئے بولی واپس جاؤ۔ اور مایہ کال کو مار دو ورنہ میری طرح ایک اور نوشین مایہ کال کے ظلمات کی بلی جڑا جائے گی تم کو میری قسم سعد۔۔۔ جلدی جاؤ دیکھو وہ تمہارا سر اڑانے والا ہے میں یہیں ہوں اور تمہارا انتظار کر رہی ہوں لیکن تم کو اسے مار کر آنا ہوگا۔ جاؤ سعد نے گھوم کر پیچھے دیکھا تو مایہ کال گوار لیے ہوئے اس کے قریب کھڑا تھا اور جالمش کا نائب اس کا معافیہ کرنے والا تھا جاؤ سعد جلدی جاؤ۔ اس سے پہلے کہ وہ تمکو مرنے والا قرار دے کر مایہ کال کی جیت کا اعلان کرے سعد تیزی سے واپس ہوا اس نے بھاگتے ہوئے نوشین کی آواز سنی جلدی آنا سعد۔ وہ تیزی سے بھاگنے لگا۔ جالمش کے نائب نے سعد کا معافیہ کیا اس نے سعد کی بغل چپک کی مگر وہ بندھی ہوئی تھی وہ جان گیا تھا کہ سعد مر چکا ہے اس لیے وہ مایہ کال کی کامیابی کا اعلان کرنے ہی والا تھا کہ سعد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور انکھیں کھول کر کہا

میں زندہ ہوں اور مقابلہ شروع کر اؤ بڑھے اور مایہ کال وہاں نے نہایت حیرت سے سعد کو دیکھا جیسے انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ سعد کچھ بولا سعد تیزی سے اٹھا اؤ بڑھے نے مقابلہ شروع کرنے کا اشارہ کیا۔ سعد کو اٹھنا ہوا تو کچھ ہال چھی گنگ رہ گیا مگر ہانیہ اور ساجد کے مڑھائے ہوئے چہرے کھل اٹھے ہانیہ تڑپ کر رہی اور اس نے سعد کو کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا اسے یقین نہیں ہوا تھا کہ سعد زندہ ہے۔ اس نے اسی حیرت سے ساجد کو دیکھا جو خدا کا شکر بخلا رہا تھا

اتنی جلدی تو مجھے نہیں مار سکتا۔ مایہ کال۔ سعد نے اس پر طنز کیا تو وہ غصہ سے کھولنے لگا۔ مایہ کال نے اس پر وار کیا۔ تو سعد نے روکا اور پھر جھکائی دے کر سعد نے ایک بھر پور وار کیا جس سے مایہ کال کی تلوار گر گئی مایہ کال نہٹا ہو گیا۔ اور اوپر اوپر اٹھنے لگا سعد نے بھی تلوار دور پھینک دی۔ اور خنجر نکال لیا۔ مایہ کال اس کے قریب آیا۔ اور اس نے خنجر سے سعد پر حملہ کیا سعد ہار تو رک گیا۔ مگر اسی کش مکش میں اس کا خنجر زمین پر گر گیا۔ مایہ کال نے اسے بے بسی دیکھ کر دوبارہ راست زوردار لات ماری تو وہ واڑتا ہوا دور جاگرا۔ انجی وہ ٹھیک سے گرائی نہیں تھا کہ مایہ کال اڑتا ہوا اس کے اوپر آیا مایہ کال اس کے سینے پر خنجر گھسانا چاہتا مگر سعد نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور خنجر کا رخ مایہ کال کی طرف سوڑ دیا۔ مایہ کال نے بھر پور وار لگایا۔ مگر سعد پر جنون سوار ہو گیا تھا۔ اس نے خنجر کا رخ مایہ کال کی گردن میں پھیر دیا۔ وہ اس کے شہرہ رگ کو کاٹتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ اس کے جسم سے گندہ سیال

اودھ لگا اور تیزی سے فواد سے کی مانند سعد پر گرنے لگا سعد نے اسے تیزی سے خود سے دور ہٹایا۔ اور لڑکھڑاتا ہوا اٹھ گیا۔ اس نے فضا میں ہاتھ پیرایا یہ کال کسی پھٹی کی طرح نرپنے لگا۔ اور برب زب کرکھڑا ہو گیا۔ ہانبہ کے منہ سے خوشی کے ادا سے ایک بھر پور صبح لگی اور ساجد نے خوشی سے اٹھ کر تالیاں بجاتا شروع کر دیں بوز ہا جالوش کے انداز سے سے مابہ کا معائنہ کیا گیا اور اسے مرا ہوا دیکھ کر سعد کا ہاتھ پکڑ کر فضا میں بلند کر کے اس کی جیت کا اعلان کر دیا۔ تمام ہال حیرت سے سعد کو دیکھ رہا تھا اور اس کی جیت پر ہونہ کناسٹھا بوز ہا سعد سے بولا۔

نورانی عیسیٰ والے سعد خنم نے مابہ کال کو مار کر یہ سمر کر جیت لیا ہے اور سحر اعظم جالوش کے حکم سے تمہارے تین خواہشیں پوری کرنے کا مجھے اختیار دے دیو۔ سعد نے واضح محسوس کیا تھا کہ اس بوز ہا کی آواز میں غراہٹ بھی جیسے وہ اس کے جیت پر غصہ میں ہو

میری بہ خواہشیں ہے کہ تم لوگ پوری زندگی ہانبہ کو نہ تو دیکھو گے اور نہ ہی اس کا خیال کبھی دل میں لاؤ گے۔ اور وہ آزاد رہے گی۔ زندگی بھر میں میری خواہش ہے تمہاری بہ خواہش پوری ہوگی اور ہانبہ زندگی بھر آزاد رہے گی۔ وہ یہ کہتا ہوا واپس ہوا۔ اور ہانبہ اور ساجد خوشی سے جھونٹے ہوئے سعد کی طرف بھاگے سعد نے اپنا بدلہ پورا کر لیا تھا اور مابہ کال کو مار دیا تھا۔ اس نے اپنی محبت اور خاندان کے قتل کا حساب برابر کر دیا تھا اب وہ مزید زندہ نہیں رہتا چاہتا تھا۔ اور اپنی نوٹسین کے پاس جاتا چاہتا تھا۔ جو وہاں اس کی منتظر تھی اور جس نے اسے جلدی آنے کو کہا تھا۔ سعد کے قدم لڑکھڑانے لگے وہ گرنے ہی والا تھا کہ ساجد نے اسے سنبھال لیا اور مٹکے سے لگا لیا۔ ہم جیت گئے ہیں سعد۔ تم نے نہ کر دیکھا ہے وہ خوشی سے بولا۔ ہانبہ نے مابہ کال کی لاش کو خوات سے دیکھا اور اس پر ہنوک دیا۔ سعد کے پاس آ کر وہ خوشی سے چلائی۔

شکر ہے سعد خنم نے مجھے بھجایا ہے۔ مجھے بھی زندگی دی تم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا وہ خوشی سے اسے دیکھتا رہا اور اس کے چہرے پر بڑھائی خوشی کو نوٹ کرنے لگا جو واضح جھلک دی تھی ہانبہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بولی۔ آؤ سعد! شوہم ایک نئی زندگی کی شروعات کرتے ہیں۔

نہیں۔ مجھے جانا ہوگا ہانبہ۔ وہ میرا انتظار کر رہی ہے میری راہ تک رہی ہے۔ میں اس سے جلد واپس آنے کا وعدہ کیا ہے تم اپنا خیال رکھنا وہ کمزوری آوازیں بولنا ہانبہ نے حیرت سے کہا۔

کون۔۔۔ کون تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

میری جان نوٹسین۔ میری محبت۔ کتنے غم کے بعد تو دو مجھے ملی ہے میری روح کو قہر آ رہا ہے میں اسے کے پاس چاہا ہوں کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں میری زندگی اسی سے شروع ہوتی ہے اور اسی پر ختم ہوتی ہے پھر اس نے ساجد کا ہاتھ پکڑا اور نوٹسین کے ہاتھ میں دے کر بولا۔ یہ۔ یہ۔ یہ۔ جو تم کو سدا خوش رکھے گا۔ پلیر رونہ کرنا وہ میرا دل نوٹ جائے گا۔ ساجد اور ہانبہ نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہجر کھ کھنے ہی والے تھے کہ سعد کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی نوٹسین کے پاس چاہتا تھا۔ سعد۔ وہ دونوں اسے جھنجھوڑنے لگے مگر وہ اب ان کے دو صان نہیں تھا سعد۔۔۔ سعد ہانبہ زور زور سے رونے لگی اور اسے بلانے لگی ساجد بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تمام ہال خالی ہو چکا تھا اور جالوش بھی چاہتا تھا جاکہ ایک زور و آندھی چلی جس سے چادوں طرف گرد و غبار پھیل گیا مگر داتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں بنانے لگا جاکہ دو۔ گراؤ ڈھین بوس ہونے لگا۔ اور ہال میں جل جل گئی ہر چیز نوٹ کر نیست و نابود ہو گئی۔ زمین میں ایک بڑا سا بول بن گیا۔ جو ہر چیز کو تیزی سے اپنے اندر سونے لگا۔ گرد و غبار کی وجہ سے دونوں اس آفت کو نہ دیکھ سکے

اچانک انکے نیچے والی زمین میں دراڑیں پڑیں اور پھر زمین شق ہوئے گی اس سے پہلے کہ اچانک وہ ان دراڑوں میں گر کر ہمیشہ کے لیے زمین بوس ہوئے اچانک ہانیہ کو دو نازک ہاتھوں نے تمام لبا اور اس کے بعد انہیں معلوم نہیں کیا ہوا۔

جب ہانیہ کی آنکھ کھلی تو وہ ایک گھر میں جا رہا پانی پر لٹکی ہوئی تھی اور سورج اس کے اوپر چمک رہا تھا ہانیہ نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں اور حیرت سے اصرار اور دیکھا جیسے یقین کر رہی ہو کہ وہ کہاں ہے وہ ابھی اور اس نے چاروں طرف دیکھا وہ ایک مکمل گھر تھا جس میں دو کمرے تھے اور ایک کچن تھا۔ اس نے غور کیا وہ اس کا اپنا گھر نہیں تھا کسی اور کا تھا ابھی وہ اسی گھٹنوں میں تھی کہ اچانک اسے ایک کمرے سے ایک لڑکی نکلتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ ایکس بائیں سال کی تھی اس کا سانولہ رنگ تھا اور اس نے ماتھے پر تلک اور سناڑھی باندھ رکھی تھی وہ بھڑی سے اس کے قریب آئی اور بولی۔

میرا نام آتی ہے میں نے تم کو نہیں دیکھا تھا اور نہ وہ مکینہ جالوش کا نائب تم کو مار دیتا۔

ساجد ساجد کہاں ہے اور تم کون ہو میں تم کو نہیں جانتی ہوں۔

وہ اندر کمرے میں ہے اور بالکل ٹھیک ہے میں اسے دیکھ کر آتی ہوں۔ اچانک ساجد بھی اٹھ کر ان کے پاس آگیا اور بولا۔ شکر بآرتی تم نے عین۔۔۔

ارے چھوڑو ساجد بھائی جن کو مایہ ناز نہ مار سکا ان کو کوئی کبھی مار سکتا ہے میری سزا اب پوری ہو چکی ہے۔ اور میں آزاد ہوں اس لیے اب میں ہمیشہ کے لیے آسمانوں پر جا رہی ہوں لیکن افسوس کہ سعد اب ہمارے درمیان نہیں رہا۔ اور اسے میں بھل سکی۔ آرٹی نے مراد آدھری نو دو دونوں بھی افسردہ ہو گئے۔

اب مجھے اجازت دو اور خوشیاں مناؤ۔ یہ گھر جس میں تم سو جو ہو سعد کا اور نوشین کا ہے اب اس میں ہم نے سعد اور نوشین بن کر رہنا ہے۔ باہر مولوی صاحب محلے کے چند بزرگ اور عورتن کھڑی ہیں تمہارا نکاح کرنے کے لیے ان کو بلاؤ اور ایک فی زندگی کا آغاز کرو۔ بھگوان ہم دونوں کو سعد خوش رکھے۔ آرٹی نے ان کو عادی اور چاہنے لگی تو ساجد نے اسے دیکھ کر اور نکاح میں شامل ہونے پر کہا تو اس نے کہا نہیں ساجد۔ میرے پاس ہمت نہیں ہے لیکن میں ہمیشہ تمہارے درمیان رہوں گی اور سعد بھی تمہارے درمیان رہے گا۔ میں نے نوشین کا وہ شادی والا جوڑا جو سعد اس کے لیے لا ہوا تھا ہانیہ تم اس کو بیکر لینا اچھا اب اجازت۔ آرٹی نے ہاتھ جلا با اور فضاؤں میں گم ہو گئی۔

سعد بھڑی سے اس حوالے کے قریب آیا اور دروازہ کھولا تو نوشین اس کی راہ کو کھڑی تھی اس کو آتا ہوا دیکھ کر اس نے خوشی سے اپنی باتیں کھول دیں اور اسے اپنی باتوں میں آنے کا اشارہ کیا سعد نے دروازے پر دیکھا جہاں لفظ موت لکھا تھا وہ جان گیا کہ یہ دوسرا عالم ہے جہاں انسان صرف مرنے کے بعد ہی جاسکتا ہے اس نے تیزی سے قدم بڑھائے اور دروازہ کھولا تو نوشین کے گلے لگ گیا

ہم مل گئے میری جان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک ہو گئے اب ہمیں کوئی جد نہیں کر سکتا۔ نوشین۔ سعد نے پرست انداز سے کہا۔

ہاں بہری جان ہم آگئے ہو میرے پاس سدا کے لیے اب ہم ایک سانہ رہیں گے یہاں ہم کو کوئی جد نہیں

کر سکتا۔ ہمارا ملن ہو گیا ہے میں نے نہ جانے کیسے بہ وقت تیرے بغیر بتا رہا ہے سعد وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے بولی اس کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے سعد نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر چومنا اور اسی طرح ہاتھیں ہاتھ ڈالے بولا۔

آؤ ہم اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں ایک نئے بھین کے ساتھ ایک جذبے کے ساتھ آؤ دو دونوں خوشی سے جھومتے چلے گئے اور ان کے ملن کو دیکھ کر فضا میں بھی رقص کرنے لگیں اور پھول کھلنے لگے اور آخر کار وہ بچتر سے ہوئے دل ایک ہو گئے ایک جاں ہو گئے ہمیشہ ہمیش کے لیے۔ اب یہاں ان کو کوئی جدا کرنے والا نہیں تھا اسی کوئی مایہ کال تھا اور ہر اوندھی کوئی مظلوم سعد صرف خوش رہاں تھیں اور ہوا میں انکو کچھ کہ یہ گیت چار ہی تھیں۔

جاویدا اس ہے عشق تم سے جاویدا اس ہے۔

جان و دل کے درمیان ہے درمیاں تو ہاں

جاویدا اس ہے عشق تم سے جاویدا اس ہے

نکھ میں ہی دل اڑ رہا ہے آسمان تو ہاں

اب مہر سے دو بیچ ہیں اور میں اور ساجد بھی خوشی زندگی بسر کر رہے ہیں شادی کے وقت مجھے علم نہ تھا کہ ساجد ایک جن ہے انسان نہیں مگر وہ جو بھی ہو مجھے دل و جان سے عزیز ہے کیونکہ اسے میرے لیے میرے حسن سعد نے منتخب کیا تھا میں نے اس کا فیصلہ دل و جان سے قبول کیا۔ اور ان کو ہمیشہ خوش رکھا بھی کوئی شکایت نہ ہونے دی بانیہ اپنے بچوں سعد اور فوشین کو کہانی سنار بھی جواب مکمل جو ان تھے اور شادی شدہ تھے اور سعد انکا بیٹا تھا اور فوشین ان کی بیوی تھی جبکہ انکی اپنی بیٹی کا نام عقیقہ تھا جو شادی شدہ تھی اور ہاں ہم نے تمہارا نام سعد کی وجہ سے ہی اس کے نام پر رکھا ساجد نے کہا جو باہر سے آیا اور ان کی محفل میں سائل ہو گیا۔ سعد ہمارا احسن ہے وہ ہمارے دل میں سے اور ہمیشہ رہے گا کہیں بانیہ۔ ہاں ساجد وہ ہمارے خون میں بسا دوا ہے ہم کیسے بھول سکتے ہیں اسی یہ سعد مکمل دیکھنے میں کسے تھے۔ سعد نے سوال کیا۔ نو ساجد اور بانیہ نے اس کی جیسی لینے ہوئے مسکراتے کہا بیٹا تم جیسے۔ ہا ہا ہا۔ وہ سب مسکرائے اور یوں ایک کہانی کا اختتام ہو گیا۔

آپ صب کی آرا کا شدت سے انتظار رہے گا۔ اس کہانی کے ایڈز کے ساتھ ہی ایک نئی سلسلہ وار کہانی بعنوان مبارک بھی شروع کر رکھی ہے جو بہت جلد آپ کے سامنے ہوگی معزز قارئین کچھ ذیلی وجوہات کی بنا پر کچھ عرصہ آپ سے دور رہا، اللہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ اور ہر ماہ حاضری جاری رہے گی۔ جو لوگ میری غریب پسند کرتے ہیں ان کے لیے حد شکر ہے۔ اور امید ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس کہانی پر مکمل کر خیر بہت کچھ ہے۔ سائل دعا بخاری آپ کی شہید کا شدت سے انتظار رہے گا۔ بانی سب کو سلام۔

رو میں ہے، فٹس نر کہاں دیکھتے تھے

نے بال پر سے ناپا، ہے رکاب میں



اس کالم کے لئے آپ بھی اپنے سندھ کے نام لکھ کر ارسال کر سکتے ہیں۔ اس کالم میں لڑکوں کے لڑائیوں کے نام سندھ کے شاعر بھی لکھ جائیں گے۔ لڑکے صرف لڑکوں کے نام اپنے سندھ کے نام لکھ کر ارسال کر سکتے ہیں۔ لڑکوں کے نام آئے ہوئے، خوش اور غیر معیاری سندھ کے شاعر لکھ کر بھیجیں گے۔ سندھ کے نام لکھ کر ارسال کر سکتے ہیں۔

آپ کہانی لکھا کریں آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ ایلڈ شہزادہ جی بہت دلکش اشعار لکھتے تھے۔ (خور احمد - کوہاٹ)

... قارئین کے نام: سلام نو آمل، دوست خاص طور پر شہزادہ عاصم، خالد خان، عمران رشید، محمد سعید عری کو بہت دعا سلام میری طرف سے پاکستانیوں کو سلام مبارک ہو خالد بھائی اور ایلڈ بھائی آپ دونوں بہت اچھا لکھتے ہیں۔ (خور احمد - کوہاٹ)

... ایک بے وفا کے نام: الزام محبت کے ڈار سے مجھوڑا شہزادہ، اسے دوست اور نہ یہ چھوٹی غریب دہلیس کے قاتل تو کیسی تھی۔ اس کے بعد تیرا دل تیرے دلکش حلیہ، ارسلان اور رفاقت کو سلام۔ (خور احمد خان - کوہاٹ)

... قارئین کے نام: اچھی بات کرو نہ خواہ نام روز اور بڑوں کی عزت کریں مجھوں نے سے پیاد کریں اور اپنی ماں کا خیال رکھیں! آپ میں ماں سے زیادہ کوئی سنی پیاری نہیں۔ (محمد رحیم احمد حیدری - سبکی آباد)

... شہزادہ عاصم کے نام: وزیر شہزادہ صاحب مدد سلامت رہو اور آپ کا ڈائجسٹ شرفاء دن دینی اور رات چوٹی ترقی کرے۔ (دائے محسوس دلی چاہت - واہ صواب - بٹلہ)

... قارئین کے نام: خزانہ ڈائجسٹ سے منسلک تمام دوستوں کو میری طرف سے نہایت اوب سے سلام تحویل ہو۔ میں آپ سے علمی دوستی کرنا چاہتا ہوں اگر کوئی ہے تو پلیز! (ابر علی - سندھ)

... راجہ کے نام: بہت جلد میں اپنی کہانی خزانہ کی نظر کروں گا کہ آپ سب کھسکی حضرتانہ تک پہنچیں گے۔ ات ابراہیم علی - (عہدائے ستریاں نام)

... قارئین کے نام: چاہے کچھ بھی ہو جائے، چاہے سائنس ہی کیوں نہ اچھے جائیں، غم بس اتنی یاد رکھنا کہ کبھی دوست، اپنے کسی مہراز پر زیادہ اعتماد نہ کرنا۔ (علی بابہ - سندھ)

... قارئین کے نام: میں گناہ رہتا ہوں، تم کہاں رہتے ہو اور کیسے رہتے ہیں نام، آپ میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ کون، کہاں اور کیسے رہتا ہے، لیکن ہم میں آپ میں یہ خزانہ ڈائجسٹ جاری دوستی کی پیمانہ ہے۔ (علی بابہ - سندھ)

... علمی دوستی بھگتے کوئی گناہ، کیا ہے تو بھی کوئی اداس، غمزدہ ہے تو بھی کوئی ہے، میں اپنا پار ہے تو بھی کچھ سے علمی دوستی کرنا چاہئے تو بھی۔ (ابر علی - سندھ)

... یاد آئے واسطے کے نام: قہاری بہت یاد آتی ہے اپنے مدد نہیں چھوڑا کہ کوئی تو اپنا دیر اور گرا کر ہو۔ (شوکت رشید خیالی - بنر و نگر)

... شہزادہ عاصم کے نام: پلیز ڈائجسٹ میں معیاری اشعار شائع کیا کریں کیونکہ آپ کے ڈائجسٹ میں صرف اشعار غیر معیاری ہوتے ہیں باقی سب کچھ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ (انضال عباسی - راولپنڈی)

... عمران رشید کے نام: آپ کی کہانی بایہ کمال بہت زبردست ہے اور عمدہ و علمی قسط دار کہانیاں لکھا کریں آپ کی تحریروں میں چادہ ہے، تنقید سے مست گھبراہٹے۔ (انضال عباسی - راولپنڈی)

... ایما بھائی کے نام: آپ کے شعر بہت اچھے تھے آپ کی تحریریں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ (انضال احمد عباسی - راولپنڈی)

... قارئین کے نام: میری طرف سے خزانہ کے تمام پڑھنے والوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام میں جب سے خزانہ کے پڑھنے والوں کو دل کی گہرائیوں میں اختیار ہو جائی

ڈر کے آگے جیت ہے

۔۔۔ آر۔ کے ریحان خان۔ قسط نمبر ۲

رات کافی گزر چکی تھی رات کا آخری پہر تھا کہ ریحان نے خواب میں سیرن کو دیکھا جو گھر سے باہر نکل گئی وہ بٹ سے خواب سے بیدار ہوا اور دوازہ کھول کر سیرن کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی مگر سیرن کے کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا اور وہ اپنے کمرے میں نہیں تھی ریحان سمجھ گیا کہ وہ بچر سے کسی سائے کے زیر میں آجکی ہے اس نے سب کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اور پینکے سے گھر سے باہر نکل گیا۔ اس نے باہر اپنے محل کے ذریعے پتہ لگا لیا کہ سیرن قبرستان کی طرف جارہے وہ تیزی سے قبرستان کی اور بڑھ گیا رات کے تین بج رہے تھے ہر طرف خاموشی کا سماں تھا ریحان تھوڑی دیر میں قبرستان پہنچ گیا وہاں پر اس نے جو دیکھا اس کے دماغ سے کھڑے ہو گئے کیونکہ سیرن پر کسی اور مخلوق کا سایہ تھا۔ اور وہ قبر کو دھوکہ دے کر اس میں دفن کر رہی تھی اس کی آنکھیں مکمل اٹلے کی طرح سفید پڑ چکی تھیں اور اس کے خوبصورت بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اس کا رنگ مکمل سفید اور کالا پڑ چکا تھا۔ اس کی خوبصورتی کا نام نشان نہ تھا ریحان کو تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سیرن ہے جسے لوگ خوبصورتی کی ملکہ کہتے ہیں یہ کیا واقعی میں سیرن ہی ہے خیر اس نے اپنے ڈر اور خوف کو دور کیا کیونکہ ایسے اس سفر پر اس سے زیادہ بھانک چہرے دیکھنے تھے سیرن خود کو آدھی سے زیادہ قبر میں دفن کر چکی تھی اب ریحان کو کسی بھی حال میں اسے بچانا تھا وہ تیزی سے سیرن کے قریب گیا اس نے سیرن کے دونوں کندھوں کو پکڑا اسے باہر نکالنے لگا مگر سیرن نے اس کو بائیں ہاتھ سے ایک جھجکا دیا اور اسے دوڑ پھینک دیا۔ اس کی آواز میں غضب کا ڈر تھا ریحان نے خود کو سنبھالا۔ اور بچر سے سیرن کے نزدیک گیا ابھی وہ کچھ بڑھنے ہی والا تھا کہ سیرن کے منہ سے جو آواز نکلی اس نے اس کو ہلا کر رکھ دیا۔ رک جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس لڑکی کا پیچھا چھوڑ دو اسے ہمارے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور تو کیا چیز ہے ایک معمولی سا کیزا ہے اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جا۔ ریحان کو کچھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ آواز سن بل کر ایک آواز نکال رہی تھیں جب اس نے غور کیا تو اسے پتہ چلا کہ یہ سات آوازوں سے مل کر ایک آواز نکلتی رہی ہے اس پر ریحان نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں یہاں سے جانے نہیں اس لڑکی کو بچانے آیا ہوں اور دوسری بات یہ کہ آخر تو ہے کون اور تہاہری اس معذوم لڑکی کے ساتھ کیا دشمنی ہے اس نے حیر کیا لگاڑا ہے۔ سیرن پوری طرح فبر میں دفن ہو چکی تھی صرف اس کا چہرہ باقی تھا۔ وہ کانپ کر رہ گیا۔ ایک خوفناک اور سنسنی خیز کہانی۔

ریحان نے قبضوں کی آواز سن لی تھیں اس کا روح اب آوازوں کی طرف تھاجب تک ریحان وہاں پہنچنا سیرن نے کنویں میں چھلانگ لگا دی۔

سیرن نہیں رک باؤ۔ مگر بہت دیر ہو گئی تھی سیرن نے کنویں میں چھلانگ دی تھی وہ جیسے ہی اس اندھیرے کنویں میں پہنچے وہ ہوش میں آجکی تھی اب اس پر کسی شیطان یا بدروح کا سایہ نہیں تھا سیرن نے جیسے ہی اس



اندھیرے کنویں کو دیکھا تو ڈر اور خوف سے اس کے رہائے کھڑے ہو گئے۔ اب وہ اس گہرے کنویں میں کبھی ڈوبتی اور کبھی پانی کی سطح پر آ جاتی جیسے کوئی اس کو سزا دے رہا ہو یہ بی بی وہ دوستی اور نہ ہی وہ پانی کے سطح پر تیرنے میں کامیاب ہو رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی اسے دوبارہ باہر سیرن پھینچنے چلائے گی ڈر اور خوف سے اس کا برا حال تھا آج سیرن کو مکمل ڈر کا احساس ہوا تھا۔ وہ آج موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی تھی اس اندھیرے اور بھیاں کنویں میں سیرن کی آوازیں دیواروں کے ساتھ ٹکرا کر واپس آ جاتی اس کے ساتھ بھیاں کنو اور خوفناک آوازوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جو کان کے پردے پھاڑ دینے کے لیے کافی تھا چنانچہ سیرن کے ہاتھ اس کی پیچھے ہرے کی طرف خود بخود بڑھنے لگے اور اس کے ہاتھ بھی بڑھنے لگے جو خبروں جیسے تیز وار ہو گئے سیرن نے اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کی طرف لے جانے سے بہت روک رکھا تھا مگر ناکام رہی اس کے اپنے ہاتھ اس کے اختیار میں نہ تھے سیرن سمجھ گئی کہ میں اب اپنے چہرے کا گوشت خود نوچ کر کھاؤں گی سیرن کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب روا تھا وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کے ساتھ میں ہونے والا ہے اس سے کہ وہ اپنا چہرہ خود اپنے ہاتھوں سے نوچ کر ایمان نے رسی کو اوپر باندھا۔ اور کچھ بڑھ کر کنویں میں پھلانگ لگا دی۔ سیرن کے ہاتھ اس کے چہرے تک پہنچ ہی گئے تھے کہ ایمان نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر کہا ابھی نہیں ابھی میں زندہ ہوں اور میرے ہوتے ہوئے کوئی شیطانی بدروح کوئی شیطانی سایہ سیرن کے حسین چہرے کو جو بھی نہیں سکتی سیرن نے جیسے ہی ایمان کو دیکھا تو اس کی جان میں جان آگئی کہ ایمان نے کچھ بڑھ کر سیرن کے ہاتھوں پر پھونک ماری تو دھیرے دھیرے سیرن کے دذوں ہاتھ اپنی اصلی حالت میں آ گئے اور کنویں میں خوفناک آوازوں کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ سیرن روتے ہوئے ایمان کے گلے لگ گئی وہ زور زور سے رورہی تھی کہ ایمان وہ۔۔۔ وہ مجھے برباد کر رہا ہے ایمان مومنو مجھے چھ نہیں چلا کہ میں یہاں پر کے کے کیسے۔۔۔؟ میں میں تو سولی ہوئی تھی مگر گہر یہاں سیرن نکلا تے ہوئے کہہ رہی تھی اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی وہ نہایت ہی بھاری ہوئی تھی کیونکہ یہ کوئی عام کنواں بھی نہ تھا موت کا کنواں تھا سیرن۔ سیرن خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہوا ہے تمہیں تم ٹھیک ہو جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ ایمان نے سیرن کو سولی دیتے ہوئے کہا سیرن نہایت ہی خوفزدہ تھی اس لیے اس کی آنکھیں بند ہونے لگی کہ ایمان نے کچھ بڑھ کر رسی پر پھونک ماری تو رسی اوپر کی طرف حرکت میں آگئی اور تھوڑی سی دیر میں ایمان سیرن کو اوپر لے آیا سیرن مکمل پانی میں بیٹھ گئی تھی ایمان نے اوپر اپنا جو کٹ اٹھا تھا۔ اس نے سیرن کو ڈھانپ دیا۔ سیرن بے ہوش ہو چکی تھی ایمان تھوڑی دیر سیرن کے جسم میں چہرے کو دیکھتا رہا۔ اور پھر جلد ہی خود کو سنبھالا۔ اور پھر سیرن کو اٹھا کر اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا رات ابھی بھی باقی تھی ایمان نے سیرن کے گھر کا دروازہ کھٹکنا۔ گئی بار دسک دینے پر اندر سے سیرن کی اسنے دروازہ کھول دیا۔ سامنے انہوں سیرن کو بے ہوش دیکھا تو وہ تڑپ گئی سیرن بیٹی سیرن بیٹی تمہیں کیا ہوا ہے سیرن کی ماں رو رہی ہو کر کہے جارہی تھی

خدا کے لیے سچی آنکھیں کھولو۔ اس پر ایمان نے اس کی ماں سے کہا
آنٹی سیرن بالکل ٹھیک ہے بس خوف کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو چکی ہے آپ فکر نہ کریں صبح تک یہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی
مگر جتنا تم کون ہو سیرن کی ماں نے ایمان کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو ایمان نے سیرن ک ماں کو سب کچھ بتا دیا۔ جسے نہ کر وہ بولیں۔

بیٹا۔ ہم تمہارا شکر یہ کیسے ادا کریں
 نہیں آئی اس میں شکر یہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ میرا فرض تھا۔
 مگر ہمارے لیے تم جو کر رہے ہو وہ کوئی اپنا بھی نہیں کر سکتا
 آئی بس یہ سمجھ لیجئے کہ میرے ابو کی آخری خواہش تھی اور مجھے اپنا ہی سمجھیں۔ آئی اب میں چلتا ہوں صبح
 میں پھر آؤں گا۔ اور سیرن کو ایک خوشخبری بھی دیں گی ریحان نے سیرن کو اس کے کمرے میں لٹایا اور اپنے کھر
 چلا گیا۔ اسی طرح یہ رات بھی گزر گئی۔ صبح ریحان اور مورزین سیرن کے کھر کو چلے گئے صبح دس بجے کا وقت تھا
 ریحان اور مورزین نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے حنا نے دروازہ کھولا
 مورزین ریحان آپ دونوں آگئے
 ہاں حنا اب کیسی طبیعت ہے سیرن کی
 ریحان اب وہ ٹھیک ہے مگر کل رات اگر آپ نے اس کو بچایا نہیں ہوتا تو پتہ نہیں آج ویدی کس حالت میں
 ہوتی۔ حنا نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔
 حنا اب پلینز یہ باتیں مت دو ہر او۔ اور نہیں اندر آنے کے لیے نہیں کہو گی
 مورزین کی اس بات پر حنا جلدی سے بولی۔ کیوں نہیں آئیے آئیے۔ ماں دیکھو کون آیا ہے۔
 ارے بیٹا آپ۔
 جی آئی سوچا سیرن کے بارے میں جان لوں اور اسے ایک خوشخبری بھی تو دینی تھی آئی یہ میری بہن
 مورزین ہے۔

آؤ اندر سیرن اندر ہے تم دونوں کا انتظار کر رہی ہے
 ارے ریحان مورزین تم دونوں میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی ریحان مورزین تم دونوں کی عمر زیادہ ہو گئی
 ہے کیونکہ ابھی ہم لوگ تمہارے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے
 سیرن اب یہ سب باتیں چھوڑ دو اور یہ سناؤ کہ اب تم کیسی ہو۔ ریحان نے سیرن کے پاس ہنسنے پر بیٹھے
 ہوئے کہا
 ریحان میں تو اب ٹھیک ہوں مگر رات کو اگر تم صبح وقت پر نہ پہنچتے تو پتہ نہیں آج میرا کیا ہوتا سیرن نے
 نظریں جھکائے ہوئے خوف سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔
 سیرن تمہارا میں کیا کروں تم کیوں اس بارے میں سوچتی ہو جو ہو اب میں ہو اور تم بالکل ٹھیک ہو اور جب
 تک میں اس کالے اور شیطانی سانے کے راستے میں ہوں وہ تمہارا بال بھی بھیجے نہیں کر سکتا۔ ریحان نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔ جس پر سیرن کے دل کو کچھ تسلی ہوئی اور بولی۔
 مگر ریحان مجھیں پتہ کیسے چلا کہ میں اس جنگل میں ہوں
 سیرن میں نے نہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ تمہارے ساتھ جو بھی واقعہ ہوتا ہے مجھے دو خواب میں خیالوں میں
 پہلے ہی دیکھا جاتا ہے اب یہ کیوں اور کس لیے میں نہیں جانتا۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ اس کام کے لیے مجھے چنا گیا
 ہے۔ اچھا چھوڑ دو یہ سب اور میں نہیں ایک خوشخبری دینا چاہتا ہوں۔
 ہاں ریحان میں تو بھول ہی گئی تھی امی کہہ رہی تھی کہ تم مجھے کوئی خوشخبری سنائے آئے ہو۔
 ہاں سیرن اور وہ خوشخبری یہ ہے کہ میں نے داوی مرگ کا نقشہ حاصل کر لیا ہے۔

کہا۔ کیا سب نے حیران ہوتے ہوئے کہا مگر کیسے وہ ایک جاوولی نقشہ ہے جو ابھی کچھ صفحات پر مشتمل ہے مگر واوی مرگ کے سفر پر اس کے صفات و دھیرے دھیرے بڑے بڑے افسانوں میں نئے نئے واسطے فنی فنی معلومات ابھریں گی۔ ادب نقشہ ایک کتاب کی شکل میں بن جائے گا۔ اب منزل دو تیس ہے بس اب جلدی سے بسر نہ ٹھیک ہو جائے تو ماوا دی مرگ کا سفر شروع ہوگا۔ ریحان نے تفصیل بتادی۔

دیمان بدلتی میں خوشخبری ہے او میں اب بالکل ٹھیک ہوں آج ہی اس سفر کا آغاز کریں۔
سیرن کی بچی بڑی جلدی ہے واوی مرگ جانے کی لیکن تمہارے کہنے سے کیا ہوگا جب مجھے لگے کہ تم پوری طرح ٹھیک ہوگئی ہو تو ہی چلیں گے اس سے پہلے تو تم سفر کے بارے میں سوچنا بھی مت دیمان تو کہا اب سب کچھ تم ہی طے کر دو گے کہ ہمیں کب نکلتا ہے کیا مجھے ایک بھی فیصلہ کہنے کا حق نہیں ہے سیرن نے اپنا برا سامان بناتے ہوئے کہا۔ اس پر دیمان نے مذاق کے انداز میں سیرن سے کہا۔ نہیں بالکل نہیں کیونکہ تم حد سے بھی زیادہ پاگل ہوادو بے وقوف بھی۔ اس لیے تم کھانا بھی اودیا بھی سب سیری مرضی سے کھاؤ گی تم وہ سب کرو گی جو میں تم سے کہوں گا۔ یہ سنا آئی۔

ہاں بننا بالکل ٹھیک کہتے ہو تم یہ بالکل بھی پاگل ہے یہ دو کرے گی جو تم ان سے کہو گے اس پر سیرن نے اس سے کہا۔
امی آپ بھی ریحان کے ساتھ۔

دیدہ صرف امی ہی نہیں میں بھی دیمان کے ساتھ ہوں حنا نے بھی دیمان کا ساتھ دینے ہوئے کہا۔
اچھا تو اب میرا ساتھ دینے والا بھی کوئی ہے۔ او دیمان نے اتنی جلدی تم پر جاو چلا دیا۔
ہاں سیرن یہ تو ریحان کا کمال ہے کہ دیمان کیا ہم جلدی نہیں جاسکتے کل رات کے واقعے کے بعد میرا وہ اودخوف اور بھی بڑھ گیا ہے ہر وقت مجھے یہ خوف لگا رہتا ہے ایسے لگتا ہے کہ جیسے کوئی ان دیکھا سارے میرے ساتھ ہونے جسے وہ مجھ پر وقت نظر رکھے ہوئے ہے

سیرن تم اب یہ ذرا اودخوف کو چھوڑ دو جب مجھے لگے گا کہ تم پوری طرح ٹھیک ہوگئی ہو تو میں خود تم سے جانے کے لیے کہوں گا ویسے سیرن کی بچی نہیں پتہ ہے کہ واوی مرگ ہے کیا تم ابھی سے اتنی ڈوبی ہو جب واوی مرگ کے بارے میں سنو گی نو پتہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تم جانے سے انکا ذکر دو۔ دیمان نے اصل بات چھیڑتے ہوئے کہا جس پر سب نے تجسس سے کہا

ہاں دیمان تم تو بے جانا بھول گئے ہیں کہ واوی مرگ ہے کیا۔ او یہ کوئی سی واوی ہے۔
ہاں آئی امی کے لیے تو سیرن سے کہا تھا کہ اسے بڑی جلدی ہے جانے کی جیسے ہم سب پر جا رہے ہوں آئی اگر سچ پوچھو نو یہ سفر نہیں بلکہ موت کا سفر ہے جہاں ہر طرف موت اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہے جس کا تصور ہی موت کے لیے کافی ہے اس کا واسطہ سو سال سے بھی پرانی قبر سے شروع ہوتا ہے او آسمان کی بلندیوں پر اس کا اختتام ہوگا کالے بادلوں میں دو داؤنے ہوئے سائب نے وہ علاقہ بکڑے دکھا ہے اوڑھتے ہوئے سائب نے حنا سے خوف سے پوچھا۔ ہاں حنا کالے بادلوں میں ایک ایسا تو ہریلا علاقہ ہے جس کے بارے میں آج تک نہ کسی نے سنا ہے او دن ہی دیکھا ہے جہاں جنوں سانپوں چڑیلوں او دو کشوں کا مرکز ہے
دیمان یہ کالے بادل سب کیسے ہیں۔ سیرن کی ماں نے بادلوں کے بارے میں سوال کیا۔

آئی یہ کالے بادل بہت بھیاںک بادل ہیں بہ بد روحوں کی دنیا ہے یہاں انسان کو اپنا ٹھکانہ بھی دکھائی نہیں دیتا ہے وہاں پر سے گزرنے کے لیے ہمیں ایک کرٹائی کموار کی ضرورت پڑے گی جس کی روشنی سے ہم وہاں ہر چیز کو دیکھ جائیں گے۔ آخری دعا کرو کہ ہمارا سفر اس کالے بادلوں سے نہ ہو خدا کرے کہ ہمارا سفر اس قبر کے اندر سے نہ ہو جو ختم ہو جائے۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمارا سفر کسی بھی وقت اور کسی بھی راستے پر ختم ہو سکتا ہے سیرن نے ریحان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے اس ڈر کا ج کسی بھی وقت اور کسی بھی راستے پر اگر ہم جان پائے اگر ہم اسے شکست دے پائے تو ہمیں اڑتے ہوئے سانپوں کی دنیا میں نہ جانا پڑے گا۔ اور اگر ہمیں وہاں جانا پڑے تو ہمیں بادلوں کا سفر شروع ہونے سے پہلے وہاں پر وہ کرٹائی کموار جس سے سفید روشنی نکلتی ہے دو غلاں کرنی پڑے گی اور اس کے بعد ہمیں بد روحوں کی دنیا کا لے بادلوں میں جانا ہوگا۔ اور وہی ہمارا آخری سفر ہوگا۔ یہ سب سننے کے بعد سیرن نے کہا۔

ریحان ہمیں نہیں گلنا کہ ہم وہاں پر پہنچ جائیں گے اس لیے ریحان پلےزمن بہ سفر پر جانا جھوڑو میں تو ویسے بھی خطرے میں ہوں اپنی زندگی پر اوست کرو سیرن کی آنکھوں میں آنسو اُٹھ گئے تھے۔
کہا سیرن تم ابھی سے ہمست بارگئی ہو اس لیے تو میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم سیر پر نہیں جا رہے ہیں کہ تم اپنی ضد کر رہی تھی اور جہاں تک زندگی اور موت کا سوال ہے۔ تو وہ خدا کے ہاتھ میں ہے اس لیے یہ بند کرو تم مجھے کمزور کر رہی۔ دوس میں چاہتا ہوں کہ میں بدی کے خلاف کمزور ہو جاؤں اور اگر اس نیک کام میں مجھے اپنی جان بھی دینی پڑے تو میں پیچھے نہیں ہوں گا۔ اب ہمیں کر پائے وہ میں کروں گا۔

سیرن میرا بھائی ٹھیک کہہ رہے بدی کے خلاف یہ جنگ جتنی ہے ہر حال اور اگر اس میں میرے بھائی کی زندگی جلی گئی تو مجھے کفر ہوگا اپنے بھائی پر موزن نے ریحان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
بنا اگرچہ کو تو آج کل نہیں بھی تم جیسا انسان نہیں ہوگا۔ اس لیے تم کو اتنا غصہ نہ کرنا کہ تم میرا مدد کرے گا۔

ہاں آخری سیرن ٹھیک ہو جائے تو ہم روانہ ہوں گے اب ہم چلنے ہیں رات کو میں پھر سے یہاں پر رات گزارنے کے لیے آؤں گا کہونکہ میں نہیں چاہتا کہ اب سیرن کو کوئی خطرہ ہو کیونکہ جہاں تک میرا خیال ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے اسے پتہ چل گیا ہوگا کہ ہم کیا کچھ کر رہے ہیں وہ سیرن کو کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔
ریحان نے خطرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا جتنا ہم رات کو تمہارے آنے کا انتظار کریں گے۔ اور ہاں موزن کو لازمی لے کر آنا وہ گھر میں اکیلے کیا کرے گی۔

ٹھیک ہے آخری۔ ہم چلنے ہیں سیرن اپنا خیال رکھنا۔

جاننا ضروری ہے کیا اُسے بھی تم رات کو بھڑاؤ گے بہتر ہے کہ تم رک جی جاؤ۔

نہیں سیرن مجھے کچھ تیار ہاں کرنی ہیں میں جانا ہوگا میں رات ہو تی ہی بھڑا جاؤں گا۔

اسی طرح یہ دن بھی گزر گیا۔ ابھی رات ہونے والی تھی کہ سیرن نے چینی سے ریحان کا انتظار کرنے لگی اپنے نہیں کیوں مگر سیرن کو ریحان کی باؤسٹاری بھی سیرن جس کی خوبصورتی کی لوگ مٹا لیں دینے سننے وہ آج کسی کے لیے بے چین ہو رہی تھی اس کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کو وہ محبت کا نام

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

بھی نہیں دے سکتی تھی ابی تک اسے محبت کے بارے میں کچھ نہیں تھا کیونکہ اس نے ابھی کسی سے محبت کی ہی نہیں تھی۔
 دیدی کیا ہو گیا ہے آپ کو لگتا ہے کہ تم بے چین ہو سیرن کی حالت دیکھتے ہوئے حنا نے کہا۔
 پتہ نہیں کس ایک نجیب سا دروول میں اٹھ رہا ہے عجیب کی کیفیت عجیب سی ہے جیسا ہے دل بہت بے چین ہے۔ سیرن نے اک گہری سانس لے کر کہا۔
 دیدی ایک بات کہوں۔
 ہاں کیو۔

دیدی کیا آپ کو ریحان کا تو انتظار نہیں ہے لگتا تو ایسا ہی ہے کیونکہ آپ ابھی سے انتظار کرنے لگی ہیں اور یسے بھی ہمارے ریحان کے علاوہ کون آ رہا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو کیا آپ ریحان کو پسند تو نہیں کرنے لگی ہیں مطلب یہ کہ کیا آپ ریحان سے محبت تو نہیں۔۔۔۔۔؟ حنا نے اتنا ہی کہا تھا کہ سیرن اس پر ہنس پڑی۔
 کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا تم کیا کہہ رہی ہو ریحان میرا صرف اچھا دوست ہے اور اسے تم محبت کا نام دے رہی ہو۔ پریشانی اس بات کی ہے کہ اس نے میرے لیے بہت اہم کرنا پتہ نہیں کچھ ہونہ جائے ہمیں سفر پر جلدی روانہ ہو جانا چاہیے تاکہ جس حالات سے میں گزر رہی ہوں وہ ختم ہو سکے۔ اور تم نے یہ بات ابھی تو کی ہے اب بھی مت کرنا۔

دیدی اس میں خصرہ کرنے والی کون سی بات ہے اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ ریحان لڑکا تم کو کہیں ملے گا نہیں دیدی آج کے زمانے میں تو نہیں۔ اور میں جانتی ہوں کہ تو جتنا بھی اپنی بات کو چھپالے مطلب صاف ہے کہ تو ریحان کو۔۔۔

جب ہو جا خدا کے لیے مجھے اس بارے میں اور بات نہیں کرنی ہے اور پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو سیرن نے خصرہ سے کہا جسے سن کر حنا کچھ کہے بغیر ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔

سیرن کی ماں نے کھانا تیار کیا ہوا تھا کیونکہ ان کے آنے کا تاخیر ہو گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی گاڑی کے بارن کی آواز گونگی تو حنا نے جا کر دروازہ کھولا تو باہر ریحان اور مورزین کھڑے تھے جنہیں دیکھ کر حنا بہت ہی خوش ہوئی اور ان کو اندر لے آؤ۔

ریحان بیٹا آؤ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے سیرن کی امی نے کہا۔ حنا بیٹی جاؤ سیرن کو بھی بلاؤ سب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔
 اتنی سیرن اب کیسی ہے۔ مورزین نے سوال کیا۔

بیٹی اب وہ پہلے سے بہت ہی بہتر ہے۔ تھوڑی بے چین ہی تھی شاید تم دونوں کے انتظار کی وجہ سے۔ حنا اور مگنی اور سیرن سے کہا جو کہ میسر پر لپٹی ہوئی کچھ سوچ رہی تھی۔ دیدی آؤ کھانے پر ریحان اور مورزین تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

کیا وہ آگئے۔ سیرن نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو حنا چونک سی گئی۔ لیکن کچھ کہانہ۔ سیرن نے اپنی خوشی کو چھپاتے ہوئے کہا تم جاؤ میں آتی ہوں۔
 جی دیدی۔ دوا کا کبہہ کر نیچے چلی گئی اور پھر سیرن نیچے آ گئی۔

ریحان اور مورز بن ہم دونوں کب۔۔۔؟ سیرن نے پوچھا۔

بس ابھی آئے ہیں۔ مورز بن نے جواب دیا۔ پھر سب ہی کھانا کھانے لگے۔ اور ساتھ ساتھ بائیں بھی ہوتی رہیں راست بہت ہو گئی تھی کہ سیرن کی ماں نے کہا بس اب ہنسی مذاق کو ختم کر دو رات بہت ہو گئی ہے اور ویسے بھی ریحان اور مورز بن کو اتنی دیر تک جاگنے کی عادت نہیں ہوگی اس پر مورز بن نے کہا۔
نہیں! آنٹی بہت مزہ آ رہا ہے یہ نہیں کہ یہ دن اب کب دیکھنے کو ملے۔

مورز بن کی بات سن کر حنان کہا مورز بن تم فکر نہ کرو ویسے بھی ہم دونوں یہی ہیں خوب ہنسی مذاق کریں گے اس پر سیرن نے کہا۔ کیوں کیا ہم دونوں ساری عمر داوی مرگ میں گزار دیں گے۔ اس پر ریحان نے کہا۔ آنٹی میں تو ایک بات صاف کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے داوی مرگ پسند ہے اور اگر وہاں پر ایک خوبصورت جزیل مل گئی تو میرا تو وہاں بسنے کا ارادہ ہے اس جزیل سے شادی کر کے میں داوی مرگ کا بادشاہ بن جاؤں گا۔ اس پر سیرن غصہ ہو گئی اور بولی۔

کیا تم جزیل سے شادی کرو گے۔

ہاں سیرن لیکن تم کو کیا ہو گیا ہے۔ تمہیں کیوں جلن ہونے لگی ہے۔

مجھے جلن نہیں ہوتی ہے۔ پر میں میرا کیا ہوگا۔ سیرن کا اتنا کہنا تھا کہ حنان نے چونکتے ہوئے سیرن کی طرف دیکھا سیرن سمجھ گئی کہ وہ جلدی سے بولی۔ لیکن میرا مطلب تھا کہ میرا کیا ہوگا میں تو وہاں نہیں رہ سکتی ناں مجھے کون وہاں سے لائے گا۔

تم فکر مت کرو تمہیں میں لالوں گا۔ اور اس کے بعد میں مورز بن کو لے کر داوی مرگ میں چلا جاؤں گا

مورز بن کہتا تم جاؤ گی۔ سیرن نے مورز بن کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

جیس۔ سیرن میرا بھائی اگر جائے تو جائے مگر میں تم لوگوں کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ مورز بن نے بھی سوچ لیا تھا کہ اگر مجھے سیرن جیسی باجی مل جائے تو مجھ اور کیا چاہیے مگر قسمت کا کس کو پتہ ہوتا ہے کہ ان دونوں کے تقدیر میں کیا لکھا ہے یہ تو بعد میں ہی پتہ چلے گا۔

مورز بن کیا تم بھی اس کے ساتھ ہو۔

ہاں ہوں۔ اب میری سہیلیاں ہیں۔

اچھا ٹھیک ہے وہ کیوں گا سب کو ریحان نے اٹھتے ہوئے کہا

سیرن اور حنان باجی جاؤ ریحان کو اور مورز بن کو اس کا کمرہ دکھا دو۔

آنٹی اگر برائے لگے تو مجھے ایسا کمرہ چاہیے جس سے سارا گھر نظر آتا ہو۔ جس سے ہر کونادیکھتا ہو۔

اچھا بنا سیرن وہ سامنے والا کمرہ ریحان کو دو۔

ٹھیک ہے امی میرا تہہ دار کمرہ ریحان

بس سیرن یہ ٹھیک ہے ریحان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا ریحان کدناخت۔ سیرن رکو تہہ دار کمرہ ڈرا دکھاؤ وہ بے حد ضروری ہے

ریحان وہ سامنے والا کمرہ میرا ہے سیرن نے خوف سے دلی ہوئی آواز میں کہا۔ سیرن سمجھ گئی تھی کہ ریحان نے ایسا کیوں کہا ہے

سیرن مجھ پر بھروسہ ہے ریحان نے سیرن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

ہاں ریحان خود سے بھی زیادہ۔
تو میں سمرن مجھ پر بھروسہ رکھو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ آداس سے سو جاؤ گدگات و بھان نے اسے پتا
سے کہا کہ سمرن اپنا خوف آواز و دھول گئی اور مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

سب سو گئے مگر ریحان آداسی و انت تک جاگ رہا تھا کہ کہیں کچھ ہونے کا شکار نہ ہو جائے مگر آخر کار اس کو بھی نیند نے اپنی
لپٹ میں لے لیا۔ آداسی طرح وہ نیا جہاں سے بے خبر بیٹھی بند ہو گیا۔ و انت کا گریو جی بھی و انت کا آخری پہر
تھا کہ ریحان نے خواب میں سمرن کو دیکھا جو گھر سے باہر نکل گئی وہ جٹ سے خواب سے بیدار ہوا اور وہ کھول
کر سمرن کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی مگر سمرن کے کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا اور وہ اپنے کمرے میں نہیں
تھی ریحان سمجھ گیا کہ وہ پھر سے کسی سائے کے ذریعہ میں آچکی ہے اس نے سب کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اور چپکے
سے گھر سے باہر نکل گیا۔ اس نے باہر اپنے عمل کے ذریعے بتا دیا کہ سمرن قبرستان کی طرف جاوے وہ تیزی
سے قبرستان کی اور بڑھ گیا و انت کے تین رنگ وے سنے ہر طرف خاموشی کا سماں تھا ریحان تھوڑی دیر میں قبرستان
پہنچ گیا وہاں پر اس نے جو دیکھا اس کے دیکھنے کھڑے ہو گئے کیونکہ سمرن پر کسی اور مخلوق کا سایہ تھا۔ اور وہ قبر
کھود کر خود کو اس میں دفن کر دی تھی اس کی آنکھیں مکمل اندھے کی طرح سفید پڑ چکی تھیں اور اس کے خوبصورت
بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اس کا رنگ مکمل سفید اور کالا پڑ چکا تھا۔ اس کی خوبصورتی کا نام نشان نہ
تھا ریحان کو تو یقین نہیں آتا تھا کہ یہ سمرن ہے جسے لوگ خوبصورتی کی ملکہ کہتے ہیں یہ کہا واقعی میں سمرن ہی
سے خیر اس نے اپنے ذرا خوف کو دور کیا کیونکہ اسے اس سفر پر اس سے زیادہ بھیا تک چہرے دیکھنے سنے سمرن
خود کو آداسی سے زیادہ قبر میں دفن کر چکی تھی اب ریحان کو کسی بھی حال میں اسے بچانا تھا وہ تیزی سے سمرن کے
قرب گیا اس نے سمرن کے دونوں کندھوں کو پکڑا اسے باہر نکالنے لگا مگر سمرن نے اس کو بائیں ہاتھ سے ایک
جھٹکا دیا اور اسے دور پھینک دیا۔ اس کی آواز میں غضب کا ڈھنگ تھا ریحان نے خود کو سنبھالا۔ اور پھر سے سمرن کے
نزدیک گیا ابھی وہ کچھ پرہیز ہی والا تھا کہ سمرن کے منہ سے جواؤ نکلی اس نے اس کو بلا کر دکھ دیا۔

رک جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس لڑکی کا پیچھا چھوڑو اسے ہمارے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور تو
کیا چیز ہے ایک معمولی سا کیزا ہے تو کیزا ہے اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جا۔

ریحان کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ یہ آداسی مل کر ایک آواز نکال دی تھی جب اس نے غور کیا تو اسے پتہ چلا
کہ یہ سات آوازوں سے مل کر ایک آواز نکال رہی ہے اس پر ریحان نے خود کو سنبھالنے ہوئے کہا۔ پہلی بات تو
یہی کہ میں یہاں سے جاتے نہیں اس لڑکی کو بچانے آنا ہوں اور دوسری بات یہ کہ آخر تو بے کون اور بھاری اس
معتوم لڑکی کے ساتھ کیا دشمنی ہے اس نے تیرا کیا بگاڑا ہے

خاموش ہو جاؤ کون ہوتا ہے یہ سوال کرنے والا۔ تو تو آگے نہیں جائے گا۔ اچانک سمرن نے ہوا میں
ہاتھ بلند کیا اور قبرستان کے کچھ اقبروں سے خوفناک اور بھیا تک شکل والے سروے نکل آئے جس کے آدھے
گوشت جگے ہوئے تھے اور آداسی ہڈیاں جس کے اند کیزے کوڑے کے ہڈیوں کو کھا رہے تھے اور اس کی
آنکھوں سے سرخ و دھنساں نکل رہی تھیں ریحان کی برداشت سے اس سروے کی بدبو قابو سے باہر تھی بدبو سے
ریحان کا برا حال ہو گیا تھا اور وہ بھیا تک شکل بھی وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا ریحان نے خود میں ہمت پیدا
کرتے ہوئے کہا۔ اچھا تو جنگ چھڑ چکی ہے اس طرح مروے اور ریحان کے بیچ ایک بھیا تک جنگ۔ جب
ریحان کو لگا کہ سروے تو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہیں تو اس نے سمرن کی طرف دوڑ لگا دی مگر وہ سمرن کو

بھانے میں ہر بار ناکام ہو جاتا۔ سیرن پوری طرح قبر میں دفن ہو چکی تھی صرف اس کا چہرہ باقی تھا ریحان نے کچھ پرھا تو اسے اس کے عمل نے اسے وہ واوی مرگ کا نقشہ دیکھا یا ریحان سمجھ گیا اس نے تیزی سے اپنے کوٹ سے وہ نقشہ نکالا اس پر ایک ستر لکھا ہوا تھا ریحان نے وہ ستر پڑھا اور اس پر پھونک ماری جس میں سیرن دفن ہونے جا رہی تھی۔ جیسے ہی ریحان نے پھونک ماری تو سارے مردے اچانک سے غائب ہو گئے اور سیرن کے منہ سے بھیاں آواز نکلی تھوڑی دیر میں وہ بھی اپنی اصلی حالت میں آگئی سیرن نے جب اپنی آنکھوں کو کھولا تو خود کو قبر میں پایا تو اس کی حالت غیر ہو گئی وہ ڈر اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ٹھنسنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سیرن۔۔۔ سیرن خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہوا تمہیں تم ٹھیک ہو ہوش میں آؤ سیرن ریحان یہ میں۔ میں کیا۔ یہ کیسے سیرن کا پتہ ہوئے کہہ رہی تھی سیرن مجھے دیکھو تم ٹھیک ہو دیکھو کچھ نہیں ہوا ہے تم کو میں ابھی تمہیں یہاں سے نکالتا ہوں ریحان نے کچھ پڑھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو قبر کے اوپر پھیرا تو کسی بو میں اڑنے لگی اور تھوڑی دیر میں سیرن کو ریحان نے قبر سے باہر نکالا باہر نکلتے ہی سیرن خوف سے رو پڑی ریحان کے گلے سے لگ گئی۔ ریحان کو عجیب فیلنگ ہوئی سیرن کا پورے ریحان کے گلے لگنا ریحان کو عجیب سی مشکل میں ڈال گیا۔ اس نے سوچا کہ کہیں میں سیرن سے محبت نہیں نہیں وہ میری صرف اچھی دوست ہے نہیں میں ایسا نہیں سوچ سکتا۔ سیرن بس ڈری ہوئی ہے اور کچھ نہیں ہے

ریحان یہ سب کیا ہو رہا ہے یہ قبرستان یہ قبر سیرن نے روتے ہوئے کہا۔

ریحان خیالوں کی دنیا سے باہر آیا کیونکہ دنیا کی حسین شہزادی کا اس کی کایاں میں اس طرح آنا سے سوچ میں ڈال گیا تھا مگر ریحان نے اسے دوستی کا نام دے کر اپنی محبت والی فیلنگ چھپائی ریحان نے سیرن کو خود سے الگ کیا اور سیرن کو کبھی احساس ہو چکا تھا کہ وہ اس طرح۔۔۔ خیر جب ڈر انسان پر سوار ہوتا ہے تو وہ خود کو دنیا جہاں سے بے خبر کر دیتا ہے جاہے وہ دنیا کا بادشاہ ہی یا حسن کی پرستان کی پری ہی کیوں نہ ہو۔

سیرن دیکھو خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہوا ہے تمہیں تم ٹھیک ہو جب تک میں زندہ ہوں تماری دوستی کی قسم تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ اب میری بات دھیان سے سنو اب تم گھر جاؤ اور گھر میں کچھ بھی بات نہ کرنا۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی پریشان ہو کچھ گئی میری بات۔

ہاں ریحان سمجھ گئی۔ آؤ اب گھر چلے ہیں۔ جیسے ہی وہ روانہ ہوئے سیرن کے پاؤں قبر میں دفن ہونے کی وجہ سے بھاری ہو چکے تھے سے ٹھیک طریقے سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا سیرن تم ٹھیک طریقے سے چل نہیں رہی ہو میں تمہیں اٹھا کر۔ نہیں ریحان میں ٹھیک ہوں۔

اوسے تو چلو وہ دھیرے دھیرے چل رہی تھی ریحان سمجھ گیا کہ اگر ایسا چلنا ہو تو صبح کو کیا کل رات کو پہنچیں گے اس نے سیرن سے کہا سیرن اگر ایسے چلو گی تو صبح تو کیا کل رات کو بھی نہیں پہنچ پائیں گے اور اگر لیٹ پہنچے تو سب کو پتہ لگ جائے گا میں تمہیں اٹھا لیتا ہوں۔

نہیں ریحان بس اب میں بالکل ٹھیک ہوں

اچھا چلو پھر جیسے ہی اس نے تیز قدم اٹھائے تو وہ لڑکھڑاتے ہوئے مگر نے والی تھی کہ ریحان نے اسے ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ اور ان دونوں کی آنکھیں آپس میں ٹکرائیں تھوڑی دیر وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے ریحان

جلدی ہی منجھل گیا۔ اور سمرن سے کہا پاگل ہو تم اب ایک بھی لفظ نہیں کہنا۔ ریحان نے سمرن کو اٹھالیا اور روانہ ہو گیا۔ راستے میں وقفہ وقفہ سے سمرن ریحان کو پیار سے دیکھتی پھر نظریں چرا لیتی اسی طرح وہ دونوں گھر پہنچ گئے۔ ریحان نے سمرن کو اس کے بستر پر لٹایا۔ اور کہا شکر ہے گھر میں کوئی جاگ نہیں ہے سمرن صبح کو جب اٹھو تو خود کو پوری طرح فریض کر لیتا تا کہ کسی کو شک نہ ہو جائے ریحان کمرے سے باہر جانے والی تھا کہ سمرن نے اسے آواز دی اور کہا۔

ریحان یہ نہیں کہ میں تمہارا شکر یہ کیسے ادا کروں اگر تم نہ ہوتے تو میرا کیا ہو جاتا۔
ریحان مسکراتا اور بولا۔ سمرن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ دوستی میں نوسوری تو بھینکس یہ دوستی کا پہلا اصول ہے اور وہ کمرے سے نکلنے ہی والا تھا کہ کچھ سوچ کر رک گیا اور سمرن سے کہا اور ہاں یہ میرا کام بھی ہے۔
.....
تک لے جا کر کہا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ سمرن فوراً یہ انداز نہ بد چھوڑا۔ ”اور سب کچھ بد۔“
ریحان کو اپنے ذہن میں لا کر بستر پر لیٹ گئی۔ اور جلد ہی سو گئی۔ جبکہ ریحان کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔
بار بار سے وہ واقعہ یاد آ رہا سمرن کا اس کی باتوں میں آنا۔ اور اسے اٹھا کر گھر لے آنا نہیں ریحان نہیں یہ تم کیا سوچ رہے ہو سمرن صرف تمہاری اچھی دوست ہے محبت اور پیار کے بارے میں سوچنا بھی مت سمرن تمہاری بڑی عزت کرنی ہے عزت کو تم محبت کا نام نہیں دے سکتے اور سمرن کو نہیں پس بچانا ہے اور کچھ نہیں یاد ہے تمہارا مقصد پس اسے بچانا ہے۔ اور کچھ نہیں یاد ہے ابو کا وجہ راسخنا پورا کرنا ہے اس وقت تم محبت اور پیار کے بارے میں نہیں سوچ سکتے اور سمرن کو بچانے کے بعد تم اس کی زندگی سے دور چلے جاؤ گے یہی نہیں، اسٹیشن ہے اور سمرن کی دو بات بھی مت بھولنا کہ اس نے تم سے کہا تھا کہ وہ خود سے بھی زیادہ تم پر رعب دوسہ کرنی ہے تو ریحان نو اپنے خیالوں کی دنیا سے واپس آؤ اور اپنے ابو کے اوجھڑے سنے کو پورا کرو۔ داؤنی مرگ کی بنیادی سب باتیں ریحان کے ذہن نے ان سے کی جس سے ریحان اپنی اصلی زندگی میں واپس آتا اور کچھ لمبے بعد نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو گئی۔ اور وہ گہری نیند سو گیا۔

تھکا ہٹ کی وجہ سے سمرن بہت لیٹ اٹھی تھی جبکہ ریحان جلدی اٹھ گیا تھا سوز بن اچھا ہوا رات تو اچھی گزری کوئی بھی واقعہ یاد نہ رہا کہ ساقی نہیں ہوا
حنا تم فکر نہ کرو سمرن کو کچھ نہیں ہوگا۔

سوز بن اگر کچھ کہو تو ہم آپ دونوں کا یہ احسان زندگی بھر چکا نہیں بائیں گے۔ آپ دونوں ہمارے لیے جو کچھ کر رہے ہیں خاص کر ریحان اٹھا اگر ہمارا اپنا بھی دیتا تو یہ سب نہیں کرتا۔

ہاں خانیہ تم کیا کہہ رہی ہو ان میں احسان والی کوئی بات نہیں ہے اور یہ ریحان کا فرض تھا اور ہمارے ابو کا پینا تھا جو اوجھڑا رہ گیا تھا ان لیے اب اس سنے کو ریحان بھیا ہی پورا کریں گے اس کی ہمیشہ سے داؤنی مرگ جانے کی خواہش بھی مگر کسی وجہ سے وہ کوئی کام کے بغیر داؤنی مرگ کوئی نہیں جاسکتا۔ اس لیے سمرن کی وجہ سے ریحان کو داؤنی مرگ جانا پڑا ہے۔ اور ریحان بھیا بہت خوش ہیں اس لیے احسان کہہ کر آپ لوگ ہمیں شرمندہ کر رہے ہیں۔ او سمرن بھی جاگ گئی ہے وہ سمرن داہ بہت فریض دیکھائی دے رہی۔ دے لگتا ہے کہ تم ٹھیک ہو گئی ہو سوز بن نے سمرن کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

ہاں۔ دہزن ویسے بھی ریحان کے ہوتے ہوئے مجھے کچھ نہیں بدستار ریحان بھی وہاں پر کھڑا تھا اور بہن کر

اس کے جسم میں کتنی آگنی۔ مگر اس نے خود کو سنہال لیا اب وہ ذیادہ سیرن سے نزدیک نہیں ہونا چاہتا تھا اب وہ جتنا بھی خود کو سیرن سے دور دیکھتا یہی وہ خود کے لیے بہتر سمجھتا تھا اس لیے وہ دور ہی کھڑا رہا یہ باتیں سن رہا تھا سیرن بس بس اب اور ریحان کی تعریفیں مت کرو ورنہ وہ اپنا مشن ہی بھول جائے گا۔ سو دین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہاں اب میں آپ دونوں کو ایک بات بتا دوں آپ سب ہی یہی کہتے ہو کہ احسان احسان تو اب میری بات غور سے سنو آپ دونوں اگر احسان چکا کا ہی چاہتے تو میری ایک خواہش ہے وقت آنے پر میں آپ لوگوں سے جو مانگوں آپ لوگ انکا نہیں کریں گے۔

ہاں سو دین جان بھی مانگو تو حاضر ہے۔ سیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
نہیں سیرن نہیں مگر میں اپنے بھائی کے لیے ایک خوشی آپ لوگوں سے ضرور مانگوں گی
سو دین پلیز بتاؤ ریحان کی خوشی کے لیے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں سیرن نے جواب دیا۔ اس پر حنا سمجھ گئی تھی اس لیے وہ مورزین سے بولی سو دین بس اب آپ فکر نہ کریں میں سمجھ گئی ہوں اور یہ تو میری بھی خواہش ہے بس اس لیے آپ مجھ پر چھوڑ دو
حنا کی بچی مجھے بھی تو بتاؤ سیرن نے حنا کو کان سے پکار کر کہا۔

ویدی یہ وقت پر ہی آپ کو پتہ چل جائے گا میرا کان تو چھوڑیں۔
ریحان بیٹے تم یہاں پر کیوں کھڑے ہو سب سے الگ جٹا کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ مجھے سیرن کی ماں نے ریحان کو دیکھ کر کہا۔ جسے سب نے سن لیا۔ اور سبھی اس کی طرف دیکھنے لگے
نہیں آنٹی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔

اوئے ریحان تم یہاں چھپ کر کہاؤی باتیں سن رہے تھے کیا خانا نے ریحان کی طرف جاتے ہوئے کہا
سیرن اور سو دین بھی اس طرف چلی گئیں
نہیں خانا میں کیوں سنو گا آپ لوگوں کی باتیں

نہیں ریحان کچھ تو ہوا ہے ورنہ تم اتنے دور یہاں پر کھڑے نہ ہوتے۔ بتاؤ جلدی سے کیا پریشانی ہے ورنہ میری بھی سیرن کی طرح کان پکڑنے کی عادت ہے پتہ نہیں کہ میں کب تمہارے کان سمجھ چکوں۔

نہیں خانا کوئی بات نہیں ہے ویسے ہی کھڑا تھا اور ویسے بھی میں اب سب لڑکیوں کے سچ کیا کرتا
اچھا تو اب بات لڑکیوں تک پہنچ گئی ہے۔ اب تو مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ سیرن نے تمہیں کچھ کہا تو نہیں ہے جبکہ سیرن خاموش تھی وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ سب اس رات کے واقعہ کا اثر ہے۔ کیوں ویدی زرا بتاؤ گی کہ آپ نے ریحان سے کیا کہا ہے

خاتم بھی نا بالکل ہو۔ سیرن مجھے کچھ کیوں کہے گی
خانا آپ سب خواہ مخواہ پریشان مت ہو ریحان کو فلی کلینک کرنے کی عادت ہے سو دین نے ریحان کے کمال سمجھتے ہوئے کہا

سو دین تم بھی ناں اب یہ فلی کلینک کہاں سے آگیا۔ اچھا آنٹی اگر سننا ہی چاہتے ہیں تو سنو سیرن کا دل دھڑکنے لگا۔ کہ نہیں ریحان رات والا واقعہ سنا نہ دے۔ بات یہ ہے کہ اب سیرن بالکل ٹھیک ہے اور کل تھا وا
داوی مرگ کا سفر ہوا و شروع ہو گا۔ اس لیے سب لڑکیاں سنو جتنا بھی پسینا مانا چاہتی ہو مارو جتنا بھی ہنسی مذاق کرنا چاہتی ہو کرو۔ جو بھی کرنا چاہتی ہو کرو کیونکہ آج آپ سب کا آخری دن ہے سمجھ گئی ہے توقف لڑکیوں کی کیا یہ

سب لڑکیاں انہی کی طرح بے وقوف ہوتی ہیں

ہاں دیمان یہ تو ان کی پہچان ہے

دیمان کی باتیں سن کر سب کے چہرے مر جھان گئے۔ خاص کر سمرن تو ابھی سے کانپ رہی تھی کیا دیمان سب مزہ خراب کر دیا ہے اب یہ بات ہی کچھ کہنے کی تھی ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی اور دلچسپ بات ہے حنائے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ہاں کیوں نہیں سمجھو گی بے وقوف جوہوں اور تم سب ہی تو کہہ رہے تھے کہ کیا بات ہے کیا بات ہے اس لیے میں تم تینوں بے وقوف لڑکیوں کا مزہ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔
ویسے دیمان بیٹا کیا کچھ میں صبح جاؤ گے۔

ہاں آئی اب ہمیں اور دیر نہیں کرنی ہے اسے پتہ چل چکا ہے کہ ہمارا ناؤ گٹ وادی مرگ ہے اس لیے وہ اب کچھ بھی کر سکتا ہے اور آئی ایک پریشانی کی بات تو یہ ہے کہ واد کو ہی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ وہ جو کرنی بھی ہے سات طاقتوں سے مل کر اس کا جسم بنا ہے اب وہ سات طاقتیں کون کوئی ہیں یہ تو وادی مرگ میں ہی پتہ چل پائے گا۔ اور سمرن پر یہ سایہ کیوں ہے کس وجہ سے ہے ان سب کا پتہ لگانے کے لیے مجھے اس سائے کی ساتوں طاقتوں کو ختم کرنا ہوگا۔ اور یہی میرے ابو کا بھی پسنا تھا اور وادی مرگ کی پہچان بھی یہ سات طاقتیں ہیں اس کے ختم ہوتے ہی نہ صرف سمرن کا کچھ سائے آ جائے گا۔ بلکہ وادی مرگ کا نام و نشان بھی اس دنیا سے مٹ جائیگا۔ آئی دیمان اور سمرن کا یہ سفر ایک تقدیر لکھے گا اس موت کے سفر پر آج تک نہ کوئی لکھا ہے اور نہ ہی کوئی جانے گا۔ یہ ایک ایسی تقدیر لکھے گا جو صدیوں کے لوگ دہراتے وہیں گئے اسے۔ آئی مجھے بھی رات کو ہی پتہ چلا ہے کہ یہ سفر اتنا آسان نہیں تھا جتنا کہ میں سمجھ رہا تھا ہو سکتا ہے کہ بالوں اور رازتے ہوئے سانپوں کی دنیا تک پہنچنے کے لیے مجھے کئی دنیاؤں کا سامنا کرنا پڑے ابھی یہ سفر ایک سنہس ہے اس پر جاتے ہی اس کا ایک ایک واز سائے آتا جائے گا۔ آئی ایک بار پہلے ہی اس طرح کا ایک سفر ہوا ہے اسی نام کا ایک لڑکا ریمان اپنے چاچا دوستوں کے ساتھ وہاں دنیاؤں کا سفر طے کر چکا ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ اس کی عیب بہ منم قید کر چکی تھی اور اسے بچانے کے لیے وہ دنیاؤں کا سفر طے کر گیا۔ اور وہ داستان آج بھی کتابوں میں موجود ہے ہو سکتا ہے آپ کس میں سے کسی نے پڑھی بھی ہو۔ وہ داستان آج بھی ایک محسوس نام سے یاد کی جاتی ہے جس کا نام ہے خونی لکیر۔ یا کچھ لوگ اسے خوں کا لکیر بھی کہتے ہیں بس فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اپنی عیب کو بچانے گیا تھا اور میں ایک معصوم کی زندگی ادا اپنے ابو کا ادا ہوا پسنا پورا کرنے جاؤں گا۔ دیمان نے سمرن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تاکہ اسے یہ یقین ہو جائے کہ ریمان اس سے پیار نہیں کرتا۔ آئی میں آپ سے ایک التجا کرتا ہوں مجھے اپنی زندگی کی کوئی فکر نہیں ہے مجھے اگر فکر ہے تو صرف اور صرف سمرن کی آئی آپ پلیز سمرن کو سمجھائیے کہ وہ میرے ساتھ نہ جائے میں نے آپ سب لوگوں کا بندوبست کیا ہے میں آپ سب کو ایسی جگہ لے کر جاؤں گا جہاں سمرن کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔

ریمان تم میری فکر نہ ہی کرو، اچھا ہے سمرن نے غصہ سے دیمان کو دیکھتے ہوئے کہا میں نے موت کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اس لیے مجھے اگر موت یہاں بھی آئے گی اور وہاں بھی اس لیے مجھے اپنا کچھ جانا ہے ویسے بھی گھر میں موت آنے سے تو بہتر ہے کہ میں لڑتے ہوئے اپنی جان دے دوں خونی لکیر کی داستان کی بات کرتے ہو تم اس میں تم یہ بھول گئے ہو کہاں میں ریمان چادوں دوستوں کی ہی وجہ سے اپنی منم کو آزاد کر پایا اس

لیے ہو سکتا ہے کہ اس سفر میں ہی میں کچھ ایسا کام کر جاؤں جو تم نہ کر سکو۔
سمرن ٹم مجھنے کی کوشش کرو اس میں دیکھان کے ساتھ ایک ساتھی نہیں بلکہ چاروں ساتھی تھے وہ بھی لڑکے
تھے اور تم یہاں پر محفوظ ہو یہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہاں پر تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔

ریحان اور وہاں پر۔ سمرن نے درمیان میں ہی کہہ دیا اس پر دیکھان خاموش ہو گیا۔ ریحان چپ
کیوں ہو گئے تو جواب دہ کے میں وہی ہوں جواب وہاں پر مجھے موت آئے گی یہی ذر ہے ناں تمہیں تو آئے
دو اگر تم اپنی زندگی کو داؤ پر لگا سکتے ہو تو میں کیوں نہیں۔ اور ہاں ایک بات میں تم سے کہہ دوں مسٹر ریحان خان
عورت کو کبھی کمزور نہ سمجھو تاریخ گواہ ہے کہ عورت نے وہ کیا ہے جو مرد نہ کر پائے سمرن نے ریحان کا پورا نام
لیتے ہوئے کہا جس پر اس کی ماں نے اس کے گال پر ایک زوردار طمانچہ مارا جس کی گونج پورے کمرے میں
گونج اٹھی۔

بد تمیز لڑکی ریحان تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہا ہے اور تم مجھ سے یہ امید نہیں تھی اس پر سمرن نے جاتے
ہوئے کہا

ماں اس فیصلہ جو چاہے میں جاؤں گی اور ضرور جاؤں گی اس کے ساتھ ہی وہ اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔
مورزین نے ریحان کو غصہ سے دیکھا اور سمرن کے پیچھے چلی گئیں جبکہ ریحان کو اس تھپڑ کی گونج اس کے دل
میں سراغ کر چکی تھی۔ تھپڑ سمرن کو لگا تھا۔ اور در در ریحان کے دل کو ہوا۔ جلد ہی اس نے خود کو مسکونالا اور اپنا شن
دہاں میں لا کر وہ بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے کمرے میں خود کو بند کر لیا اور خود سے بولا ریحان تم کو کیا
ہو گیا ہے لہذا اسے کون لگتی ہے وہ تمہاری کچھ نہیں نہیں صرف اسے البو کا دھور اسپنا پورا کرنا ہے اور کچھ
نہیں اس نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سمرن کو لے جائے گا۔

ادھر مورزین نے سمرن سے کہا۔ جو رو رہی تھی اس پر نہیں کہ ماں نے اسے تھپڑ مارا ہے اس لیے کہ اس کو
ریحان کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہے تھا۔

سمرن یاد کیوں رو رہی تو تم نے جو کیا ٹھیک کیا۔
نہیں مورزین مجھے ریحان کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہے تھا۔

سمرن میں کتنی دن کرتی۔ دن کرتی تھیں کہ وہ اپنے آپ کو ریحان کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہنے تھا تب ہوتا کیا ہے
وہ اپنے آپ کو عورت سمجھتی تھیں کہ اس کے ساتھ ایسا کر سکتے اس کو تو میں بتا سکتا ہوں گی،
نہیں مورزین پلیز میرے لیے تم اسے کچھ مت کہو وہ جو کہے گا میں وہ کروں گی
مگر سمرن۔

نہیں مورزین پلیز آپ اسے کچھ مت کہنا اگر وہ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا تو ٹھیک ہے
میں نہیں جاؤں گی اس کے ساتھ۔

ادھر ریحان یہ سوچ کر وہ سمرن کے کمرے میں گیا جہاں وہ رو رہی تھی اور وہوں لڑکیاں اس کے پاس بیٹھی
تھیں۔ ریحان کو دیکھتے ہی سمرن نے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا اور کہا

ریحان مجھے عاف کر دو مجھے تیار سے رہنا تھا ایسا نہیں کرنا چاہے تھا۔
نہیں سمرن نہیں تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آخر تم جانا۔ ریحان نے اتنا ہی کہا تھا کہ سمرن
بول پڑی۔ ریحان تم کو جو کہے میں وہ مانوں گی اگر تم کہتے ہو کہ میں نہ جاؤں تو میں نہیں جاؤں گی۔ اب تو تم مجھ

سے ناراض نہیں ہوتاں۔ سمرن نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ دیا۔ جسے سن کر ریحان حیران رہ گیا۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا کرتی۔ جس کو اسے یقین نہ ہو رہا ہو۔ ریحان سمرن کو یہ کہنے آیا تھا کہ وہ اسے ساتھ لے جانے کے لیے تیار ہے مگر اب تو یہاں معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا۔ سمرن کی بات سنا کر سب ہی حیران ہو گئے تھے کچھ کہنے والی تھی کہ مورزین نے اس کو روک دیا۔ مورزین نے ریحان سے کہا۔

ہاں ریحان سمرن اب تمہارے ساتھ نہیں جائے گی اب تو تمہارے مشن میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے ناں۔ اس پر ریحان نے خوش ہو کر کہا میں نہیں بالکل نہیں۔ بس سمرن مجھے تم سے یہی امید تھی اب میں تم سب کو صبح اس منٹوں تک پر لے جاؤں گا سمرن بہت بہت شکر یہ اس کے بعد ریحان خوش ہو کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور اپنے مشن پر جانے کی تیاری کرنے لگا۔

نن۔ نن گھر کے باہر کئی نے تھنٹی وادی۔ سمرن کی ماں نے ریحان سے کہا جو سامان تیار کر رہا تھا دینا ریحان زور زور سے کہہ رہا تھا تو کھولنا کون آ گیا ہے۔

جی آئی ریحان نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے عالیہ کھڑی تھی کہانی کی مین کردار عالیہ ریحان کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ جس کو جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا ریحان نے ہاتھ اس کے سامنے ہلایا۔ اکیسکس زمی۔ اچانک عالیہ اپنے سپنوں کی دنیا سے باہر آ گئی اور کہا۔

جی آپ اور یہاں

اس پر ریحان نے کہا ہاں کیوں مجھے یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔

نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے وہ سمرن ہے۔

ہاں وہ اپنے کمرے میں ہے

عالیہ کو اب بھی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔ جاتے جاتے بھی وہ ریحان کو ہی دیکھ رہی تھی مورزین یہ تم نے ریحان سے کیا کیا۔ دیکھو تو ضرور جانا چاہیے تھا اب کیا ریحان اکیسکس لے جائے گا۔ حنائے مورزین سے کہا جس پر مورزین نے کہا ابھی تھا کہ حساب تم دونوں۔ میری اس نے اتنا ہی کیا تھا کہ عالیہ بھی اندر آ گئی جسے دیکھ کر سمرن بولی پڑی اسے عالیہ تم اتنے دنوں بعد آؤ آؤ۔ عالیہ پہلے ہی حیران تھی مگر اب مورزین کو دیکھ کر اور بھی حیران ہو گئی۔

سمرن یہ لڑکی اور باہر وہ۔ یہ سب کیا ہے۔ اور تم اتنے دنوں کالج کیوں نہیں آئی آؤ عالیہ نے ایک ہی ساتھ یہ سب سوال کر دیے۔ اس پر سمرن نے عالیہ سے کہا۔

عالیہ تم بیٹھو میں سب کچھ بتاتی ہوں پہلے اس سے ملو یہ ہے مورزین ریحان کی بہن عالیہ نے مورزین کو ہاتھ دیتے ہوئے خوش ہو کر کہا

یہ۔۔ یہ ریحان کی بہن ہے۔

ہاں عالیہ

مگر سمرن اب ذرا بتاؤ گی کہ یہ ماجرا کیا ہے

اب سب بتاتی ہوں پھر سمرن اور حنائے شروع سے لے کر آخر تک سب کچھ کہہ دیا۔ جسے سننے کے بعد عالیہ کئی منٹ کے لیے حیران رہ گئی۔

ہیلو عالیہ۔ کیا ہوا۔ کہاں کھو گئی۔ عالیہ خپلوں کی دنیا سے باہر آ گئی اور کہا۔ سمرن اور حنائے دونوں سے مجھے

یہ امید نہیں تھی۔ تم دونوں نے ایک بار بھی مجھے نہیں بتایا لگتا ہے اب میری ضرورت نہیں رہی ہے تم دونوں کو عالیہ نے ناراض ہوتے ہوئے کہا اس پر سمرن نے عالیہ سے کہا۔

نہیں عالیہ تم ایسا کیوں سوچتی ہو تم آج بھی ہماری دوست ہو اور ہمیشہ ہوگی۔ اس پر عالیہ نے کہا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ دوستی سے زیادہ تم دونوں کے درمیان کچھ۔ تم مجھ رہ ہو تاں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں اس پر سمرن نے کہا۔

نہیں عالیہ اور کچھ نہیں ہے۔ ہم کسی ایک اچھے دوست ہیں۔

عالیہ نے کہا۔ شکر ہے ورنہ مجھیں پتہ ہے کہ درمیان میرے لیے کیا ہے۔

حنا بولی۔ عالیہ زانو خرم کرو۔ یہاں رینکا کی بہن بھی موجود ہے اور ہاں ایک بات بنا دوں رینکا کو لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس پر عالیہ نے کہا۔

جہاں تک مورزین کا سوال ہے اب وہ میری بھی دوست ہے اور رہی بات رینکا کی تو اس کو دل دلچسپی ہو جائے گی۔ عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اچھا اب پلان کیا ہے۔ منصوبہ کیا ہے۔ کہہ آگے کیا کرنا ہے اس پر مورزین نے کہا میرے پاس ایک ماسٹر پلان ہے لیکن پہلے عالیہ تم وعدہ کرو کہ کسی سے نہیں کہو گی

کم آن یار مورزین ابھی ابھی میں نے تم سے کہا کہ اب ہم سب ایک ساتھ ہیں اچھا تو سمرن منسوج جب رینکا جانے گا تو ان سے پہلے ہم تینوں کسی عامل کے پاس جائیں گے اور وہاں سے کچھ سامان لے کر رینکا کے پیچھے پیچھے جائیں گے ایک بار ہم وادی مرگ میں داخل ہو گئے تو رینکا سے وہاں پر مل جائیں گے اور اسے دیکھا میں گئے کہ لڑکیاں بھی لڑکوں سے کم نہیں ہیں وہ کیا سمجھتا کہ ہم نے اتنی جلدی بارمان لی ہے۔ منسوج تک کے لیے ہمیں اس کے پیچھے پیچھے چلنے سے جانا ہوگا۔ اس پر حنا نے کہا۔

واو بارواہ۔ آج تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم بھی رینکا سے کم نہیں ہو آج تم نے وہ بات کہہ دی ہے جسے سن کر میں خوشی سے پاگل ہو رہی ہوں حنا نے چلاتے ہوئے کہا۔

اس پر مورزین نے کہا چپ ہو جاؤ کہیں رینکا سن نہ لے۔

اس پر عالیہ نے کہا واہ ابھی واہ۔ کیا پلان ہے مگر اس میں میں کہاں ہوں۔

حنا چوکی اور بولی کہا۔

ہاں میں بھی جاؤں گی۔ ابھی ابھی تم سب نے مجھے دوست سمجھا ہے اور اب میرے بغیر۔

نہیں عالیہ نہیں ہم تمہاری زندگی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ مورزین نے کہا۔

مورزین تم بھی ناں۔ جب رینکا جا رہا ہے اور وہ اپنی زندگی خطرے میں ڈال رہا ہے تو میں کیوں نہ جاؤں اور ویسے بھی تم تینوں جاسکتے ہو اور میں کیوں نہیں۔

نہیں عالیہ پلیز تم خدمت کرو۔ حنا نے کچھ کہنا چاہا۔

حنا تم جانتی ہو کہ میں کتنی ضدی ہوں جو نشان لگتی ہوں وہ کر کے دکھاتی ہوں۔

سمرن غصہ سے بولی نہیں ہم میں سے کوئی بھی نہیں جائے گا رینکا مجھے بھی ساتھ نہیں لے کر جا رہا۔ کہ وہ کمزور ہر سکتا ہے اور تم سب تیار ہو رہی ہو۔ وہ بھی ایک نہیں چار لڑکیاں یہ کوئی مذاق نہیں ہے موت کا سفر ہے یہ موت کا سفر ہے۔ اور رینکا یہ سمجھی نہیں چاہے گا کہ ایسا ہو۔ خاص کر مورزین اس کی ایک ہی بہن ہے وہ اسے خطرے میں نہیں رکھ سکے گا۔ اس لیے یہ سب کچھ بھول جاؤ۔

مورزین بولی۔ سمرن دیکھو اگر تم جانا نہیں چاہتی ہو تو مست جاؤ مگر میں تمہیں شاید پتہ نہیں لیکن میں نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ جس طرح بھی ہو میں ریحان کو وہاں پر اکٹلا نہیں چھوڑ سکتی میں بھی اس کے پیچھے جاؤں گی وہ کیا سمجھتا ہے کہ اب صرف اس کے ابو ہیں میرے نہیں۔ وہ اکٹلا ہی ابو کا پسنا پورا کر دیا۔ میں نہیں کروں گی۔ اور ویسے بھی ریحان کے سوا اس دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں اگلے اس دنیا میں کیا کروں گی اس نے مجھے ماں اور باپ کی بالکل محسوس نہیں ہونے دی۔ اس لیے وہ میرا سب کچھ ہے۔ یہ سب باتیں سنا کر حنا بولی۔

ہاں مورزین اگر یہ نہ جائے تو نہ سہی۔ لیکن میں ضرور جاؤں گی۔ آپ کے ساتھ اور میں بھی۔۔۔ عالیہ نے بھی کہہ دیا۔

سمرن بولی۔ تم تینوں کو کیا لگتا ہے کہ میں ڈر رہی ہوں میں صرف ریحان اور مورزین کے لیے کہہ رہی تھی مگر اگر تم سب کا یہ فیصلہ ہے تو میں بھی آپ سب کے ساتھ ہوں لیکن اس کے لیے ریحان ہم سب کو بھی معاف نہیں کرے گا۔

سمرن اس وقت ہمیں معافی کی نہیں ریحان کی فکر کرنی چاہیے عالیہ نے کہا۔

ہاں عالیہ تم فحک کہتی ہو۔ ہمیں ریحان کی مدد کرنی چاہیے معافی بعد میں دیکھیں گے۔ تو اب بھر سے خونی لکیر کی داستان وہ رانی جائے گی۔ ہمیں ہر حال میں ذرہ سے جیتنا ہے اور ڈر کو ہرانا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں ناں کہ ڈر کے آگے جیت ہے۔

مورزین نے ہنسر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اس پر حنا نے بھی ہاتھ مورزین کے ہاتھ پر رکھا اور خونی لکیر میں اس ریحان کے ساتھ چاروں لڑکے دوست تھے اور اس ریحان کے ساتھ ہم لڑکیاں دوست جائیں گی عالیہ نے ان دونوں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا اب سمرن کی ماری بھی اس نے بھی ان تینوں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور کہا۔ ہم سب کو دکھا دیں گے کہ لڑکیاں بھی لڑکوں سے کم نہیں ہیں۔

ادھر ریحان نے ساری تیاری کر لی تھی اور کمرے میں چلا گیا۔ وہاں اس نے کچھ موم بتیاں جلائی اور اس کے درمیان میں بینچہ کر کچھ ٹل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں اس نے آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں مکمل طور پر سرخ تھیں۔ وہ گھر سے باہر چلا گیا۔ اور پورے گھر کے ارد گرد کشتی حصار قائم کر دیا۔ اور اندر آ گیا۔

آئی اب تم سب کو کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تم سب اسی گھر میں محفوظ ہو۔ اب اس گھر میں کوئی خارجی مخلوق داخل نہیں ہو سکتی۔

اتنے میں چاروں لڑکیاں بھی کمرے میں سے باہر نکل آئیں ریحان کیا ہوا۔

کچھ نہیں حنا میں اب آپ سب محفوظ ہیں اب آپ لوگوں کو کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے اس پر حنا نے ان سے کہا بس ریحان تم اپنا خیال رکھنا حنا تم فکر نہ کرو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔

عالیہ بار بار ریحان کو دیکھ رہی تھی اتنے میں وہ بولی۔ ویسے ریحان تم تو چھپے رستمہ لٹکے ہو ہمیں پتہ بھی نہیں تھا

کم یہاں پر ہو ورنہ میں لب لی جانی ۔

جی میں سمجھا نہیں آ چکی بات ۔ ریحان نے حیرانگی سے کہا ۔

ریحان میرا مطلب ہے کہ میں اپنی دونوں سہیلیوں کو مصیبت میں نہیں دیکھ سکتی ہوں اس لیے اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں بہت پہلے آ جاتی ۔ میرن عالیہ کی بات سمجھ گئی دیکھتے ہی پتہ تھا کہ عالیہ ریحان کو چاہتی ہے ریحان دیکھتے ہی آپ پہلے جاؤ گے اس لیے تھوڑا دقت اپنی بہن اور اپنے دوستوں کے ساتھ گزارا اور ریحان نے یہ موقع قیمت سمجھا کہ اب اگر میں عالیہ سے پیار سے بات کروں گا تو میرن کو اگر مجھ سے کوئی محبت ہوئی تو وہ مجھے جلد ہی بھول جائے گی ۔

ہاں عالیہ ضرور دیکھے میں بھی سوچ رہا تھا کہ اگر تم وہ آپ سے تم پر آگیا تھا اگر تم ذرا جلدی آ جاتی تو بہت اچھا ہوتا میں یہاں پر ہو رہا تھا ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا جس پر عالیہ خوشی سے چنبو لے نہیں ساری سچی ادھر میرن کے دل پر یہ باتیں تیر د تیر کی طرح لگیں جس سے وہ غصہ ہو گئی مگر پھر جلد ہی اس نے خود کو ہنسالا ۔ اور خود اپنے ہی دل میں دل میں کہا میرن یہ نہیں کیا ہو گیا ہے نہیں ان باتوں سے وہ کیوں ہوا کہیں تم ریحان سے محبت تو نہیں نہیں میں گز رہیں پڑ سکتی ۔ دیکھے ریحان میں تمہیں جتنا جھنجھتی تھی تم ان سے زیادہ بہادر ہو اس پر ریحان نے ان سے کہا عالیہ کیوں مجھے شرمندہ کر رہی ہو دیکھے تمہارا انداز کافی اچھا ہے جس طرح تم بات کرتی ہو میرن کو اور بھی غصہ آ گیا ۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار نکلا ریحان تمہیں تیاری نہیں کرنی ہے کیا ۔ تم صبح بار سے ہو تو ابھی سے آرام کرو ۔ اس پر ریحان نے کہا نہیں میرن تیاری مکمل ہو چکی ہے دیکھے مجھے مورزین سے کچھ باتیں کرنی ہیں پتہ نہیں سفر پر کیا ہوگا ۔ اسی طرح باتوں باتوں میں رات ہو گئی اور ریحان نے مورزین کو ضروری باتیں سمجھا دیں ۔ اور اپنے کمرے میں چلا گیا ۔ جبکہ چاروں لڑکیاں ایک ہی کمرے میں چلی گئیں اور صبح کے لیے تیاری کرنے لگیں ۔ انہوں نے تیاری کے ساتھ کئی بزرگ سے ملنے کا منصوبہ بھی تیار کر لیا ۔ اور پھر سونے کی تیاری کرنے لگیں ۔

آج کی رات کا دقت تھا کہ اچانک کوئی ناخانی سایہ آتش حصار کے ساتھ کرا لیا جہاں پر چاروں طرف آگ لگ گئی اور چیخ و پکار شروع ہو گئی ۔ باہر ایک عجیب سی مخلوق میں جنگ شروع ہو چکی تھی ۔ جو حصار کے باہر تھی ہر طرف دروازے مائل تھا وہ مخلوق جو انہوں کی شکل میں تھی ایک دوسرے کو چیر پھاڑ کر دی تھی ریحان کمرے سے باہر چلا گیا ۔ لڑکیاں تھر تھر کانپ رہی تھیں ہر طرف خون ہی خون تھا ۔ اور ہسٹا تک جج و پکار کا سلسلہ شروع تھا ۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ چیخ و پکار باقی کمروں کو سنائی نہیں دے رہی تھی سب لڑکیاں خوفزدہ کھڑی تھیں اور جہان ان کے درمیان کھڑا تھا اور باہر کے مائل کو دیکھ رہا تھا اور پھر بولا

تم لوگ ڈر نہیں میں ان کو ایک منٹ میں ختم کر سکتا ہوں یہ وہی مخلوق ہے جس سے مجھے لڑنے کے لیے وادی مرگ میں جانا ہے اتنا کہہ کر ریحان نے کچھ بڑھ کر اس مخلوق پر پھونکا تو اس مخلوق کو آگ لگ گئی ۔ اور چند منٹوں میں وہاں پر سب کچھ اپنی اصلی حالت میں آ گیا ۔ سب نے سکون کا سانس لیا ۔ جیسا کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہوا تھا ۔ اس پر حنائی نے کہا ۔

مورزین اس کا مطلب تھا کہ یہ کوئی بھی طاقت نہیں ہے ان سے زیادہ ذراؤ نے مائل اور خوفناک طاقتیں ہیں وہوں نے ڈرتے ہوئے کہا ان پر مورزین نے کہا ۔

ہاں یہ وہ ہے اگر تم دونوں ابھی سے ہی اس حالت میں ہو تو وادی مرگ میں کیا کرو گے میرن لگتا ہے کہ ان

دونوں کو چھوڑنا ہوگا۔ ہم دونوں ہی جائیں گی اس پر عالیہ نے کہا۔
ہم نے ایسا کب کہا ہے ہم نہیں جا رہے ہیں اس لیے بھی نہیں اس لیے تھوڑی جا رہے ہیں و بھان بھی ہمارے ساتھ
ہے چنانچہ بھی و بھان کی وجہ سے اپنے ڈپر کا پور کھٹے ہوئے کہا۔

بنام ٹھیک ہو سیرن کی ماں نے ریحان سے کہا
ہاں آئی میں بالکل ٹھیک ہوں آؤ گھر کے اندر چلتے ہیں سیرن کی ماں اور ریحان گھر کے اندر داخل
ہو رہے تھے کہ ریحان نے ڈک کر چادر سے کہا تم سب کیوں دو کھٹے ہوئے ہو کیا لانے کا سوڈ ہے فکر مت
کرو اب وہ دو داہ نہیں آئیں گے۔ اس لیے تم سب کا یہاں دکانے کا وہ و بھان نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ
چادروں بھی اندر کرے میں داخل ہو گئیں۔ سیرن نے عالیہ کو بہت دوکا کہ نہ جانے مگر عالیہ کی ضد کسے کسی
کا بھی بس نہیں چلتا اس طرح یہ بات بھی گز گئی۔ اودھج کی روشنی کمرے میں پھیل گئی ریحان نے نماز پڑھی
اور سیرن کی ماں سے کہا کہ وہ اپنے ابو اور امی کی قبر پر جا واپسے او دو گیا وہ بچے تک لوٹ آئیگا۔ ریحان کے جاتے
ہی چادر لڑکیاں بھی اپنے منصوبہ کے تحت تیار ہو گئیں وہ بھی کسی عامل سے ملنے کے لیے نیا ہو گئی تھیں۔ سیرن
کی ماں نے ان سے کہا۔

وہ سب کہاں جا رہی ہیں۔ نو سمرن نے اور سب نے اس کی ماں کو سادنی بات بتا دی اور بڑی مشکل سے
ان کو راضی کیا اور عامل بابا کے پاس جانے کے لیے روانہ ہو گئیں۔ تھوڑی دیر کے سفر کے بعد وہ ایک پہاڑی تک
جا پہنچیں اور وہاں ایک گھنٹہ سز گرنے کے بعد وہ بابا کی جھونپڑی تک پہنچ گئیں بابا جی قرآن پاک کی تلاوت
میں مصروف تھے وہ چادر ان کے پاس ہی بیٹھ گئیں بابا نے قرآن پاک کی تلاوت بند کی و عاملی اودھج کی
طرف متوجہ ہوئے۔ تو ان چادروں نے تمام کہانی بابا جی کو سنا دی۔ بابا نے انکو دو کھٹے کی بہت کوشش کی کہ وہاں جانا
ان کے لیے خطرے سے خالی نہیں ہے لیکن وہ بھند تھیں کہ ان کو سمجھو ایسا علم دیں کہ وہ و بھان کا ساتھ دے
سکیں۔ بابا جی نے ان کو چادر بزدلیے او دو کہا کہ انکو دکان لو یہ تم لوگوں کی حفاظت کریں گے او دو بھر میں کچھ
طافنس تم لوگوں کو دے دینا ہوں تاکہ تم آنے والے حالات کا مقابلہ کر سکو۔ اتنا کہہ کر انہوں نے ان کے
جسموں پر بھونکیں ماویں او دو انکے اندر قدمی طافنس آگئیں۔ او وہ سب کو ایک ایک تلواؤدی او دو کہا یہ صد ہوں پرانی
تلواؤ ہیں یہ ایک مرتبہ پھر خون کی کیر کی نقدیر کو دہرا میں گی۔ انہوں نے سوڈوں سے کہا کہ بیٹی تمہارے اندر
قد و ملی طافنس موجود ہیں لہذا تم ان چادروں کو ساتھ لے کر چلنا کیونکہ تم آنے والی مشکلات کا مقابلہ کر سکو گی
اور ان کو خطرات سے محفوظ بنادو گی۔ میرے پاس جو جو طافنس تھیں میں نے تم سب کو دے دیں ہیں اب تم بے فکر
ہو کر جاؤ انہوں نے بابا کا شکر یہ ادا کیا او دھر کی طرف چل دیں۔ ہر کام انہوں نے واؤداری سے کیا تھا۔ و بھان
بھی گھر آگیا اور اس نے اپنا سامان اٹھا باو وہ سب ہی اس کو الودارے کہنے کے لیے تیار تھے اس نے اپنی بہن کو گھٹے
سے لگا باو دیکھا کہ بہادر بن کر دوتا۔ او دھری ٹکر نہ کرنا مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ بس تم نے اپنا خیال دیکھا ہے پھر وہ سب
کو باؤ باری ملا او دھر سے باہر نکل گیا۔ وہ کچھ نہیں جانتا تھا کہ ان چادروں لڑکیوں نے کیا منصوبہ تیار کیا ہوا تھا
اس کے جانے کے بعد وہ چادروں لڑکیاں بھی اپنا سامان اٹھا کر گھر سے باہر نکل آئیں جو جو بابا جی نے ان کو دیا تھا
وہ سب انہوں نے اپنے سامان میں دیکھا۔ کیونکہ یہی انکا کل سرمایہ تھا۔ اس کے بعد وہ بھی و بھان کے پیچھے
واؤی مرگ کی طرف روانہ ہو گئیں۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا اگلا شمارہ پڑھنا
مست بہو لے گا۔

سیاہ ہیولہ

-- تم تم نشاد۔ رتو وال۔ فتح جنگ۔۔ قسط نمبر ۴

ایک دن میں اور تائیل ہنزگھاس پر بیٹھ کر بائیں کر رہے تھے کہ میں نے کہا۔ تائیل میں آج بہت خوش ہوں ایسا لگتا ہے کہ جیسے دنیا جہاں کی تمام خوشیاں میری جھولی میں بھردنی گئی ہوں آئی لو بوسوچ تائیل میں نے کہا اور بے اختیار اس کے گلے لگ گئی۔ خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے آنکھ میری جان تمہاری آنکھوں میں آنسو تائیل نے ترپے ہوئے کہا۔ یہ تو خوشی کے آنسو ہیں پلینز انہیں بنے دو تم میرے ہو یہ سوچ کر بھی مجھے بہت خوشی ہوتی ہے میں نے اس سے الگ ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔ آنکھ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا ہوں تمہارے آنسو میرے دل پر تیز آب بن کر گر رہے ہیں تائیل نے ابھی اتنا ہی کہا تھا۔ کہ وہاں سو پانی نمودار ہوئی وہ بہت غصہ میں دیکھائی دے رہی تھی غصے سے وہ کانپ رہی تھی آج میں زندگی میں پہلی بار اسے اتنے غصہ میں دیکھ رہی تھی اس کی خبر ہوئی حالت دیکھ کر میں اور تائیل ڈر سے گلے۔ سو۔ سو پانی۔ ہم یہاں میں نے حیران ہو کر کہا۔ یہ جی تم نے اچھا نہیں کیا اس لئے کہ شادی کر کے تم اس کی خاطر مسلمان ہو گئی اور ہمیں چھوڑ دیا۔ تم نے اس سے شادی کر کے مجھے اپنا دشمن بنا لیا ہے میں تو اس دنیا ہی تمہاری دشمن بن گئی تھی جس دن میں نے تمہارے منہ سے سنا تھا کہ تم مسلمان ہو گئی ہو میں نے نہیں کہا ابھی خاکہ تم اپنے مذہب پر واپس آ جاؤ اور اسلام کو چھوڑ دو لیکن تم نے میری بات کو رد کر دیا آج میں کہیں ایسی سزا دوں گی کہ تم ماری زندگی یاد رکھو گی وہ غصہ میں ہو لے جا رہی تھی یہ جی آج میں تمہیں بتاؤں گی کہ دوست سے دشمنی کیسے کی جاتی ہے اتنا کہہ کر اس نے تائیل پر حملہ کر دیا اس کے ہاتھ میں خنجر تھا جو اس نے کمرے کے چھچھے چھپا رکھا تھا تائیل اس کے حملہ کے لیے بالکل بھی تیار نہ تھا سو پانی نے ایک ہی لمحوے میں خنجر تائیل کے سینے میں اتار دیا میں نے سو پانی کو بالوں سے پکڑ کر تائیل سے دور کیا لیکن جب تک بہت دور پہنچی تھی تائیل خون میں لٹ پٹ زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔ تائیل۔ میں نے کہا اور اس کی طرف بڑھی تائیل یہ سب کیا ہو گیا ہے تم مجھے چھوڑ کر تمہیں جا سکتے ہو اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں خود کو مٹاؤں گی۔ تمہارا بغیر۔ جینے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی ہوں میں نے روتے ہوئے کہا۔ نہیں میری جان میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں میں تو تمہارا دل میں ہمیشہ زندہ رہوں گا میری محبت تمہارے دل میں زندہ رہے گی میرے جانے کے بعد تم نے خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا ہے تم میری خاطر زندہ رہو گی میری محبت کی خاطر تم نے جینا ہو گا مجھ سے وعدہ کر دے کہ تم اپنے آپ کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔ بلکہ تم روزانہ میری قبر پر دیا جلاؤ گا وعدہ کر دو کہ میری جان وہاں تک نہ پکڑ کر بولا۔ تائیل میں تمہارا بغیر نہیں جی سکتی ہوں میں روتی۔۔ ایک خوفناک اور سنگینی خیز کہانی۔

میں خاموشی سے وہاں سے اٹھا اور کمرے میں آ گیا میرا دماغ آنکھ کی سنائی ہوئی داستان میں ہی الجھا ہوا تھا مجھے کب مجھے نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا



میری آنکھ تو اس وقت کھلی جب آنکھ نے مجھے آکر چمکا۔

میں اٹھا اور منہ ہاتھ دھو کر کرناش کرنے لگا۔ کچھ کھانے کی چیزیں باہر تاشیل کی قبر کے پاس چلی گئی۔ ناشتہ کرنے کے بعد میں جانے کی تیار ہو کر گئی۔ لگا میں شیشے میں دیکھ کر کھانے لگا اچانک ہی مجھے شیشے میں ایک لڑکی دکھائی دے مبرے پیچھے کھڑی تھی وہ مجھے شیشے میں دیکھ کر کھانے لگا وہی تھی اس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا اسکے کال بال چہرے کو چھپائے ہوئے تھے لیکن اس کی سرخ آنکھیں مجھے دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کو دیکھ کر میں ڈر سا گیا میری سانسیں اٹکتے لگیں۔ میں نے یکدم پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن وہاں مجھے کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ لگتا ہے یہ میرا دوست تھا اس ہونے کے بارے میں سوچنا رہتا ہوں تو اس لیے دہم ہو گیا ہے میں نے دل ہی دل میں سوچا اور دوبارہ دیکھ کر گئی۔ وہ لڑکی مجھے دوبارہ دکھائی دی وہ اب بھی مبرے پیچھے اس ہی انداز میں کھڑی تھی میں خوفزدہ ہو کر پیچھے مڑا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا میں بھر پھرتے میں دیکھا لیکن اس بار مجھے وہ لڑکی دکھائی نہیں دی۔ یہ میرا وہ نہیں ہو سکتا تھا لگتا ہے سیاہ ہونے کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں یہاں ہوں اس لڑکی کو سیاہ ہونے نے ہی سمجھا ہو گا مجھے یہاں سے جلدی نکالنا ہو گا اگر میں دوبارہ دریاں دکا تو شاید مبرے ساتھ ساتھ آنکھ آنکھ کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی میں نے دل ہی دل میں سوچا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ میں تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس پہنچا آنکھ میں نے مجھے یہاں رہنے کے لیے جگہ دی میں تھکا ہوا اس حسان بیشاد بادکھوں گا۔ میں چلتا ہوں یہ نہ ہو سکے وہ سیاہ ہونے یہاں پہنچ جائے اور میرے ساتھ ساتھ تھک جاتی جان بھی لے لے اٹھا کہہ کر میں ۱۰ برس مڑا اور وہاں سے نکل آیا آنکھ نے بھی مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی میں دھیرے دھیرے چلتا ہوا وہاں سے کافی دور نکل آیا اب بستی کے آٹھ بجے دیکھائی دیئے۔ میں تھک چکا تھا اس لیے تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کیا میں کسی مصیبت میں نہیں گھس گیا ہوں اس ہونے نے میری زندگی برباد کر دی ہے وہ مجھے مار کر ہی دم لے گا یہ نہیں عمار کس حال میں چکا بیٹھنا اس ہونے نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہو گا۔ اس ہونے میں تو اب اور بھی طائفیں آئیں ہوں گی اس کی جوطائفیں مبرے دوستوں میں چلی گئیں تھیں وہ انہیں دوبارہ حاصل کر دے گا اب اس کی نظر میں مجھ پر ہیں وہ بھی کئی دن مبرے سامنے آکر ٹھہرے کھڑے گا۔ میں نے یہ بستی سے سوچا اور دوبارہ اٹھ کھڑا، ہاتھوں کی دیر بعد میں اس بستی میں موجود تھا ہر کوئی اپنے اپنے کاموں میں مگن تھا میں بستی میں کسی کو بھی نہیں جانتا تھا میں ایک دو باکے کنا۔ سے جا کر بیٹھ گیا۔ آتے جانے لوگ مجھے بہت ہی غور سے دیکھ رہے تھے اچانک ہی ایک بوڑھا مبرے پاس آیا۔ اور مبرے پاس ہی بیٹھ گیا۔

بیٹا کون ہو تم مجھے تم اس بستی کے میں جانتے ہو تمہیں یہاں نہیں۔ دیکھ رہا ہوں یہاں کس سے ملنے آئے ہو کیا بوڑھے نے ایک ہی ساتھ کئی سوال کر دیئے۔

نہیں بابا میں یہاں کسی سے ملنے نہیں آیا، دل میں نو بیاں کسی کو بھی جانتا نہیں ہوں مسافر ہوں میں ابی منزل سے جھلک گیا ہوں بہت دور سے آیا ہوں میں رہتا ہوں چند دن یہاں ہی گزارا دل کہا مجھے یہاں رہنے کے لیے جگہ مل سکتی ہے۔ میں نے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بیٹا تم مبرے ساتھ مبرے گھر چلو۔ تم جتنے دن بھی جاؤ یہاں دیکھتے ہو یہی میرا دنیا میں اپنا کوئی نہیں ہے تم مبرے مہمان ہو مبرے گھر دو گے تو مجھے خوشی ہوگی۔ بوڑھے نے مسکرا کر کہا تو میں بھی مسکرا دیا۔

اچھا جانا کہاں جاتا ہے تم نے تمہاری منزل کہاں ہے بوڑھے نے مبرے طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

بابا میری منزل کہاں ہے یہ میں خود بھی نہیں جانتا ہوں کوئی اپنا پتھر لکھا ہے اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہی یہاں تک پہنچا ہوں جب تک رہ مجھے نہیں جاتا میری تلاش ختم نہیں ہوگی چند دن یہاں گزاروں گا اور پھر اسے ڈھونڈنے کے لیے کہیں اور نکل جاؤں گا۔ میں نے جھوٹ بول دیا۔

اچھا پھر آؤ میں تمہیں گھر لے چلا ہوں بوڑھے نے انھیں ہوئے کہا۔ تو میں بھی اٹھا اران کے ساتھ چلنے لگا رست بابا یہ کون ہے راتے میں ایک نوجوان لڑکے نے بوڑھے سے پوچھا۔

بیٹا یہ میرا مہمان ہے شہر سے مجھے ملے آیا ہے بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اواچھا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا اور مجھے سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ راتے میں کافی لوگوں نے بوڑھے سے میرے بارے میں پوچھا تو بوڑھے نے ہر ایک کو ایک ہی جواب دیا کہ یہ شہر سے آیا ہے اور میرا مہمان ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں اس بوڑھے کے ساتھ اس کے گھر میں تھا۔ یہ درکروں کا گھر بہت ہی صاف ستھرا تھا

بابا آپ اس گھر میں اس کیلئے رہتے ہیں میں نے اوپر لوہر دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بیٹا میں اکیلا ہی رہتا ہوں بوڑھے نے جواب دیا۔

بابا آپ کا گھر بہت ہی صاف ستھرا ہے گھر کی صفائی بھی آپ خور ہی کرتے ہیں میں نے جلدی سے پوچھا۔

نہیں بیٹا میں گھر کی صفائی نہیں کرتا پہلے بیوی تھی وہ ہی صفائی اور کھانا پکاتی تھی اس کی وفات کے بعد ہستی کی عورتیں آئی ہیں اور صبح صبح میرے گھر کی صفائی کر دیتی ہیں اور کھانا بھی مجھے ہستی رالے ہی دیتے ہیں میں اس ہستی میں سب سے بڑا ہوں ہر کوئی میری عزت کرتا ہے بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہوں۔ میں نے ہاں میں سر ہلایا۔

آؤ بیٹا۔ بیٹھو بوڑھے نے مکتن میں پڑی ہوئی چار پائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو میں بیٹھ گیا۔ بوڑھا بھی میرے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اور ہم باتیں کرنے لگے تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا گھر میں داخل ہوا یہی لڑکا جو راتے میں ہمیں ملا تھا اس کے ہاتھوں میں کھانے کی ٹرے تھی

بیٹا کھانے کو کمرے میں رکھ دو بوڑھے نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

جی بابا۔ لڑکے نے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا کھانا کمرے میں رکھنے کے بعد وہ باہر آ گیا۔

اور ہمارے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اور باتیں کرنے لگا۔ وہ لڑکا بہت ہی معصوم تھا بہت ہی اچھی اچھی باتیں کرتا تھا اس نے اپنا نام عام بتایا۔ ایک ہی ملاقات میں میری اور اس کی دوستی ہو گئی اچھا اب تم کھانا کھا کر آرام کرو میں شام کو آؤں گا اور پھر باہر چلیں گے اتنا کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹھیک ہے میں تمہارا انتظار کروں گا میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کھانا کھانے کے بعد میں کمرے میں چار پائی پر لیٹ گیا گزیرے واقعات فلم کی طرح میرے دماغ میں چلنے لگے طرح طرح کی خوفناک سوچیں میرے دماغ میں سراپا بن گئیں رولری کون بھی جو شیشے میں دیکھائی دیتی تھی یقیناً اسے اس ہیولے نے ہی سمجھا ہوگا۔ میں نے خوفزدہ لہجے میں سوچا مجھے تو اب بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ سیاہ ہیولہ اب میرے آس پاس موجود ہے اور کسی بھی وقت وہ آکر مجھے رو بچ لے گا۔ ایسی ہی سوچیں سوچتے ہوئے میری آنکھوں تک میری آنکھوں تو اس وقت کھلی جب عام نے آکر مجھے جگایا۔

اوسے تم تو گھوڑے بچ کر سو رہے ہو میں کب سے تمہارے اٹھنے کا انتظار کروں باہون باہر نہیں چلتا ہے کیا

سونے کے لیے تو ابھی رات ہے عاصم نے سکرانے ہوئے کہا میں جلدی سے اٹھا اور فریض ہو کر عاصم کے ساتھ باہر نکل گیا۔

بار عاصم تمہاری سمورت میں آج مجھے ایک بہت اچھا دروست ملا ہے میں تم جیسے دروست کو باکر بہت خوش ہوں میں نے سکرنا کر کہا۔ میں نے بھی جب تمہیں دیکھا تھا تو سوچ لیا تھا کہ تم سے درستی کر کے ہی رہوں گا عاصم نے فطرتی سے کہا اس رات ہم ایک حویلی کے پاس سے گزر رہے تھے بار یہ تو بلی کس کی ہے میں نے پوچھا۔

یہ حویلی راجہ عاشق کی تھو نام تو اس کا عاشق تھا لیکن اصل میں وہ عاشقوں کا دشمن تھا آج یہ حویلی خالی پڑی ہوئی ہے راجہ عاشق کو مرے ہوئے دس سال گزر چکے ہیں تب سے یہ حویلی خالی پڑی ہے بہت سی لوگ اس حویلی میں جاتے سے ڈرتے ہیں اس حویلی کو لوگ خوشی حویلی کہہ کر پکارنے ہیں عاصم نے چلنے چلتے کہا لوگ اس حویلی کو خوشی حویلی کیوں کہتے ہیں میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

اس حویلی میں وہ پکار کرے والوں کا خون ہوا تھا وہ پکار کرے والوں کو ابھی بھاگتے موت مارا گیا تھا کہ ان کی موت دیکھنے والے ابھی کانپ کر رہ گئے تھے عاصم نے بتایا۔

ان پکار کرے والوں کا کیا جرم تھا کہ انہیں بھاگتے موت مارا گیا میں نے جلدی سے پوچھا۔

جرم۔ عاصم یہ کہہ کر کا بھر پولا ان کا جرم تھا پکار کرے

مجھے عاصم کی بات سن کر حیرت ہوئی بار پکار کرے جرم نہیں ہے میں نے حیران ہو کر کہا۔

معلوم ہے لیکن ان پکار کرے والوں کو پکار کرے کی ہی سزا ملی تھی عاصم نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

بار بیٹے تمہاری کسی بات کی بھی توجہ نہیں آتی ہے وہ پکار کرے والے تھے کون۔ انہیں اس حویلی میں ہی

کیوں مارا گیا اور انہیں مارا کس نے ظاہر سے دماغ میں جو سوال تھے میں نے کہہ دیے

بار کہیں بیٹہ تم بات کہتے ہیں میں ساری بات تفصیل سے جانتا ہوں یہ حویلی کیسے ابڑی کیوں پکار

کرے والوں کا خون کہا گیا کیوں اس حویلی کا نام خوشی حویلی مشہور ہوا اور وہ پکار کرے والے کون تھے سب

جانتا ہوں پہلے ہمیں کسی مناسب جگہ پر بیٹھ جانا چاہیے۔ عاصم نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا

ہوں میں نے سر ہلا دیا۔ ہم دونوں چلتے ہوئے دریا کے کنارے پہنچ گئے۔

آباد یہاں بیٹھ جاتے ہیں میں نے عاصم کی طرف رکھ کر کہا

ٹھیک سے عاصم نے سمجھتے ہوئے کہا میں بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

بار اب بتاؤ کہ کیا ہوا اس حویلی میں مجھے تمہاری باتوں نے سنیں میں ذرا دبا ہے میں نے بے تابی سے کہا

عاصم نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک چھوٹا سا پتھر دریا میں پھینکا اور میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

اس حویلی میں دریا بھائی رہے تھے ایک کا نام راجہ باد اور دوسرے کا نام راجہ عاشق تھا دونوں ہی شادی

شدہ تھے راجہ باد کی ایک بیٹی تھی جبکہ راجہ عاشق کا صرف ایک بیٹا تھا راجہ باد نے اپنی بیٹی کا رشتہ بچپن

میں ہی سے راجہ عاشق کے بیٹے سے کر رہا تھا راجہ باد کی بیٹی کا نام شریں تھا جبکہ راجہ عاشق کے بیٹے کا نام مہدی تھا

شریں بہت ہی خوبصورت اور معصوم لڑکی تھی جبکہ مہدی خوبصورت تو تھا لیکن اس کی عادات بہت ہی بری تھیں ہر قسم کی

برائی اس میں کوتاہی نہ تھی بولی کسی شراب پیٹا جو اکیلے نکل کر اس کے لیے معمولی بات تھی راجہ باد نے

اپنے بھائی عاشق سے کہا کہ وہ اپنے بچے کو ان تمام کاموں سے روکے لیکن راجہ عاشق نے حیدر کو کچھ بھی کہا بلکہ اپنی مرضی پر چلنے کو کہا۔ یہی سمجھ کر حیدر کو بگاڑنے میں اس کے باپ کی ہی محنت شامل تھی راجہ بابر حیدر کے کاموں سے تنگ آچکا تھا اس لیے اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ راجہ عاشق کو یہ بات پسند نہ آئی اسے اپنے بھائی پر بہت غصہ تھا اور پھر اس نے ایک بھینک منصوبہ سوچا جس کا منصوبہ تھا بھائی کو قتل کرنا اور پھر اپنے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے اس نے اپنے بھائی اور بھائی کو قتل کر دیا۔ اور خود مگر مجھ کے آنسو بہا تا رہا۔ تاکہ کو کسی بہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ قتل اس نے ہی کروائے تھے کسی کو اس پر شک بھی نہ لگا۔ لیکن شر بن کو سب معلوم تھا لیکن وہ خاموش تھی اس نے بھی کسی پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ سب جانتی ہے راجہ بابر کے مرنے ہی پہلے ہی والوں پر حیدر نے اور ظلم کرنے شروع کر دے کہ کسی کے ایک شخص فضل نے راجہ عاشق کا کچھ قرضہ دینا تھا فضل اس کے گھر نوکر تھا۔ ایک دن فضل دل کا دورہ پڑنے سے اس دن میں سے چل بسا راجہ عاشق کا قرضہ دینے کے لیے فضل کا جوان بیٹا عسٹر اپنے باپ کی جگہ راجہ عاشق کی نوکری کرنے لگا شر بن نے عسٹر کو دیکھا تو اس کی رد ہوائی ہو گئی عسٹر بھی شر بن سے محبت کرنے لگا۔ لیکن اظہار نہیں کر پایا اور پھر ایک دن شر بن نے بی بی اس سے اظہار محبت کر دیا عسٹر بہت خوش ہوا کچھ ہی عرصہ بعد دونوں میں محبت مزید گہری ہو گئی عسٹر اور شر بن دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہتے تھے اور پھر یہ بات کہ تک چھپی رہ سکتی تھی راجہ عاشق کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو وہ غصہ سے آگ بولہ ہو گیا۔ شر بن سے پوچھا گیا تو انہوں نے جو ج تھا کہ وہ باور بھی کہہ دیا کہ وہ عسٹر سے ہی شادی کرے گی اگر کسی نے اسے عسٹر سے جدا کرنے کی کوشش کی تو وہ ہستی والوں کو بتا دے گی کہ ہرے ماں باپ کے قتل آپ نے ہی کروائے تھے لیکن راجہ عاشق شر بن کی دھمکی سے کہاں ڈرنے والا تھا اس نے عسٹر کو بنی خانے میں بند کر کے بہت مردہا لیکن اس کی زبان شر بن کا نام لینے سے نہیں رکتی تھی دھیرے دھیرے یہ بات ہستی والوں کو بھی معلوم ہو گئی ہر جگہ یہ ہی باتیں ہوتی تھیں کہ اگر محبت کرنا جرم ہے تو ان ذم کی سزا کیلئے عسٹر کو ہی کیوں مل رہی ہے اس جرم میں شر بن بھی شریک ہے۔ اور شر بن بھی عسٹر کے لیے بہت رونی تھی اس نے کئی بار عسٹر کو تہ خانے سے نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن بچا نہ جانے پر حیدر نے ان پر بھی ظلم کی انتہا کر دی حیدر اسے اتار مارتا کہ وہ بے ہوش ہو جاتی ہوئی میں آنے پر اس کی زبان پر شر بن کا ہی نام ہوتا تھا شر بن نے ہستی والوں کو بھی یہ بتا دیا تھا کہ میرے ماں باپ کے قتل میں راجہ عاشق نے ہی کروائے تھے راجہ عاشق اران کا بیٹا حیدر ان ساری صورت حال سے بہت تنگ آچکے تھے ایک دن ساری ہستی والوں کو حویلی میں جمع کیا گیا تھا ہستی والے حیران و پریشان کھڑے یہ سوچ رہے تھے کہ آج انہیں کیوں حویلی میں جمع کیا گیا ہے حویلی میں ایک طرف بہت سی لکڑیاں جلائی جا رہی تھیں اور پھر ہستی والوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا عسٹر کو زندہ اس آگ میں پھینک دیا گیا۔ اس کی درد بھری چیخیں سن کر سب ہستی والے دہل کر رہ گئے۔ اور اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے کوئی بھی ان کی مدد کے لیے آگے نہ بڑھا کیونکہ سب راجہ اور حیدر کو اچھے طریقے سے جانتے تھے انہیں معلوم تھا کہ جو بھی آگے بڑھے گا اسے بھی آگ میں پھینک دیا جائیگا اس منظر کو دیکھ کر کئی طاقتور لو جوان خوف کے مارے بے ہوش ہو گئے یہ سب شر بن کی آنکھوں کے سامنے ہی کہا جا رہا تھا وہ بھی تھی کہ عسٹر کو سزا نہ دو جو بھی سزا دی ہے مجھے دو لیکن کسی نے اس کی ایک نہ سنی جب عسٹر آگ میں ڈالا گیا۔ تو وہ اسے پچانے کے لیے آگے بڑھی لیکن حیدر نے اسے پکڑ لیا وہ مذہب الہی اس نے اپنے آپ کو حیدر سے جھڑانے کی بہت کوشش کی اور ساتھ کہتی رہی تھی کہ چھوڑ دو مجھے لیکن حیدر علی نے اسے جھوڑا نہیں بلکہ اسکی بے بسی پر قہقہے

لگا تا رہا۔ جیسے ہی عسکری چیمیں تھمیں شرین کی زبان نے بھی بولنا بند کر دیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو تھے لیکن وہ خاموش تماشا بنی رہے کھڑے کانپ رہے تھے کسی بھی شخص نے بولنے یا آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی تھی دوسرے کی حالت میں ایسے کھڑے تھے کہ جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو اور پھر ہستی والوں نے ایک اور خوفناک منظر دیکھا حیدر نے شرین کو چھوڑا اور اپنے ایک ہاتھ کی زنجیر کھول دی اور زنجیر شرین پر برساتا شروع کر دیے۔ وہ بھاری خاموش کھڑی اس کا ظلم برداشت کرتی رہی اس نے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکالا تھا آنکھیں ہارش کی طرح برس رہی تھیں ہستی والے آنکھیں بھاڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے کوئی بھی شرین کی بدو کے لیے آگے نہ بڑھ سکا کیونکہ جو بھی آگے بڑھتا وہ حیدر کے ہاتھوں کا ڈنکار بوجاتا۔

بول جب تک تو نہیں بولے گی میں یہ زنجیر تم پر برساتا رہوں گا بول۔ لے اس کہینے کا نام حیدر غصہ سے سرک ہوتے ہوئے بولا۔ اور زنجیر شرین پر برساتا رہا۔ لیکن شرین نے اپنی زبان نہ کھولی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے لیکن اس کے ہونٹ نہ لہ رہے تھے حیدر اسے مار مار کر تھک چکا تھا لیکن اس معصوم نے ابھی تک ہمت نہیں ہاری تھی حیدر کو اس کے نہ بولنے پر شدید غصہ تھا جب اس نے دیکھا کہ شرین بولنے والی نہیں ہے تو اس نے سکرانے ہوئے اس معصوم کی طرف دیکھا اور اپنے ہاتھ کے شرین پر چھوڑ دئے ہستی والوں کی نہ چاہتے ہوئے بھی جنہیں نکل گئیں اور ہر کوئی ایسے کانپ رہا تھا جیسے وہ تخت بخار میں مبتلا ہو چند ہی لمحوں میں شرین کو کتوں نے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ لوگ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر باہر بھاگے اس واقعہ کے دوسرے ہی دن حیدر کو ایک زہر لیے سانپ نے کاٹ لیا۔ اور وہ اس دنیا میں سے جہل بہار کو عاشق اپنے بیٹے کی موت پر بہت غمگین رہنے لگا تھا اور بہت ہی عجیب عجیب حرکتیں کرتا تھا وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ اسے ہر وقت عشر اور شرین کی چیمیں سنائی دیتی ہیں اسے ایسا لگتا ہے کہ جیسے شرین اور عسکری رو میں ہر وقت اس کے ارد گرد منڈلاتی رہتی ہیں وہ اسے جان سے مارنا چاہتی ہیں لیکن وہ ہر وقت ان کو چکر دے کر بچ جاتا ہے رعبہ عاشق مکمل طور پر پاگل ہو گیا تھا ہر کوئی یہی کہتا تھا کہ اسے اپنے گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔ وہ لوگوں سے کہتا کہ حیدر میرا بیٹا مر گیا ہے وہ کہیں چلا گیا ہے اور جلد ہی لوٹ آئے گا کبھی کبھی وہ ہنستا شروع بوجاتا۔ تو ہنستا ہی چلا جاتا۔ اور کبھی رونا شروع بوجاتا تو سارا دن دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر کھٹکھٹوں میں سر دبا دے روتا ہی رہتا ہستی کے بچے اسے بہت تنگ کرتے تھے وہ بچہ اٹھا کر بچوں کو مارتا تو وہ بھاگ جاتے اور وہ بچہ اٹھا لے بچوں کے پیچھے بھاگتا رہتا تھا وہ اکثر لوگوں سے کہتا تھا کہ اگر آج میرا بیٹا نہ آیا تو میں خود کئی کر لوں گا۔ اور پھر ایک دن اس نے یہ بات سچ کر دیکھائی ایک صبح جب اس کے ذکر حویلی گئے تو سب خوفزدہ ہو گئے۔ رعبہ عاشق کی لاش پٹکے سے لٹک رہی تھی اس نے خودکشی کر لی تھی اس کی موت کے بعد سے یہ حویلی بند پڑی ہے لوگ اس حویلی کو خوفناک حویلی کہتے ہیں پکارتے ہیں کیونکہ اس حویلی میں شرین اور عشر کو بہت ہی بھاری موت مارا گیا تھا ان کی موت ہستی والوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھی تھی ماسم خوفناک حویلی کی کہانی سنا کر خاموش ہو گیا۔

ایسے ظالم کو ایسی ہی سزا ملنی چاہیے تھی۔ میں بڑا ہوا۔

ٹھیک کہتے ہو عاصم نے ہیری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ شام ہو چکی تھی پرندے اپنے اشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے اچانک ہیری نظر ورا کے دوسری طرف کھڑے درخت کی طرف چلی گئی۔ اس درخت کے نیچے ایک لڑکی واضح دکھائی دے رہی تھی اس نے سفید رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اس کا چہرہ واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا کیونکہ وہ کافی دور کھڑی تھی لیکن مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس کی نظریں مجھ پر ہی ہوں میں نے سر جھکا

بارعام غمزدار دشمن کی موت نم نے دیکھی تھی میرا مطلب ہے کہ جب عشر اور شرین کو بار بار جارہا تھا تم اس وقت حوٹلی میں تھے میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں بار میں حوٹلی میں گیا تھا لیکن بابا جان نے مجھے واپس بھیج دیا تھا میرا دل تو وہاں سے جانے کو نہیں تھا لیکن بابا جان کی بات میں رو نہیں کر سکتا تھا اس لیے میں واپس آ گیا جب بستی والے حوٹلی سے واپس آئے تو کافی خوفزدہ تھے میرے بابا بھی بہت ڈرے ہوئے تھے کی دن تک تو انہوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا رات کو انہیں نیند نہیں آئی تھی اور جب سبھی سو جاتے تو خواب میں ڈر جاتے میری ماں تو اس کیفیت سے نکل آئی لیکن بابا نہ نکل سکے ایک رات سو نو گئے لیکن دوبارہ اٹھ نہ سکے اور ہمیشہ کے لیے سو گئے۔ عاصم نے بتایا اس کے چہرے پر اسی چھائی تھی۔

سواری بار میں نے نہیں رکھی کر رہا ہے میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

کوئی بات نہیں بار اس رینیا میں جو بھی آجائے اسے ایک نہ ایک دن نو بہنا چھوڑ کر جانی ہی ہے ناں عاصم نے مسکرا کر کہا۔

بار تمہاری بستی بہت ہی خوبصورت ہے شام ہوتے ہی بستی اور بھی خوبصورت دکھائی دینے لگ جاتی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دل کو ایک عجیب سا سکون دے رہی ہیں آشیانوں کی جانب لوٹنے پرندے کتنے پیارے لگ رہے ہیں اور مغرب میں چھپتا ہوا سورج کتنا حسین منظر پیش کر رہا ہے میں نے دہانوں کی طرح سارے منظر کو اپنی آنکھوں میں سجائے ہوئے کہا تو عاصم مسکرا رہا۔

پرندے اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے ہیں میرے خیال میں اب ہمیں بھی جانے کے بارے میں سوچنا چاہیے عاصم نے پھر رد ہائیں جھینکنے ہوئے کہا۔

چلو میں نے مختصر آگیا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ میری نظر دوبارہ دروازے کی طرف مٹی تو میں حیران رہ گیا وہ لڑکی اب بھی اسی انداز میں کھڑی تھی اس کے انداز میں ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

ارے کیا سوچ رہے ہو چلو ناں میں منہارے چلنے کا انتظار کر رہا ہوں اور تم کھڑے سوچ رہے ہو عاصم نے کہا تو میں مسکرا دیا۔ اور اس کے ساتھ چلنے لگا میں عاصم کے ساتھ چل تو رہا تھا لیکن میرا دماغ اس لڑکی کی طرف ہی تھا میں بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہا تھا وہ لڑکی اب بھی وہاں ہی موجود تھی۔

ارے بار یہ تم بار بار پیچھے مڑ کر کیا دیکھ رہے ہو عاصم نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا

کچھ نہیں میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں اپنے گھر کی چھت پر کھڑا تھا کہ مجھے ایک لڑکی دکھائی دی وہ میرے گھر کی چھت پر تھی اور چلتی ہوئی مہری طرف آ رہی تھی جب وہ میرے قریب آئی تو میں اسے رکھ کر کانپ سا حیران ہو گیا تو بہت ہی خوبصورت لیکن اس کی آنکھیں سرخ تھیں مجھے اس سے خوف سا محسوس ہوا اس کی آنکھیں میں ایک درشت تھی وہ میرے برابر کھڑی بنا جلیں جھپکائے مہری طرف۔ دیکھنے میں مصروف تھی۔

کون۔۔۔ کون ہو تم اور میرے گھر میں کیا کر رہی ہو میں نے ڈرنے ڈرتے سرخ آنکھوں والی حسیذ سے پوچھا۔

میں کون ہوں یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتی میں تمہیں لینے آئی ہوں تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ وہ میری

طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

کہاں میں نے مختصر کیا۔

جہاں میں تمہیں لے جاؤں مگر میں تمہیں یہ نہیں بتا سکتی کہ میں نہیں کہاں لے کر جا رہی ہوں اس نے جلدی سے جواب دیا۔

مگر کیوں۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میں نے انکا کرتے ہوئے کہا۔

میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔ کہ میں تمہیں کیوں لے کر جا رہی ہوں اس نے جواب دیا۔

نہ چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔ میں نے تنک آکر کہا۔

تمہیں چلنا ہوگا۔ وہ منہ مارا بہت بے تابی سے انتظار کرو رہا ہے۔

کون میرا انتظار کرو رہا ہے میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

بہ مجھے بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ آہستہ سے بولی۔

جب تک تم مجھے نہیں بتاؤ گی کہ تم کون ہو مجھے کہاں لے کر جانا چاہتی ہو اور کون میرا انتظار کرو رہا ہے تب تک میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میں نے غصے سے کہا۔

تمہاری مرضی تم نہیں جانا چاہتے تو نہ جاؤں تمہیں یہاں سے زبردستی بھی لے جا سکتی ہوں لیکن مجھے اس کی بھی اجازت نہیں ہے لیکن انکا کہہ دوں میرے ساتھ نہ جا کر تم اپنا ہی نقصان کرو رہے ہو اب میں چلتی ہوں زیادہ دیر یہاں رکھنے کی کبھی مجھے اجازت نہیں ہے تم اچھی طرح سوچ لو میں کل بھر آؤں گی انکا کہہ کر وہ سرخ آنکھوں والی حسبت چلی اوڑھ چلتے چلتے میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی اور میں بڑا کر اٹھ بیٹھا۔ میں نے خوفزدہ نظروں سے اوجھڑا دیکھا میں بوزھے کے گھر میں ہی تھا وہ کون تھی اوڑھ مجھے کہاں لے کر جاتا چاہتی تھی اس کی آنکھیں کتنی سرخ تھیں میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ ارے پاگل یہ بوز خواب تھا اور میں ایسے سوچ رہا ہوں کہ جیسے یہ حقیقت ہو میں نے خود سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اوو، زیادہ لٹ گیا۔ نما وادوا حال کی معصوم سونٹیں میرے دماغ میں گھومنے لگیں اس کے بعد مجھے فینڈ نہیں آئی اور رات آنکھوں میں ہی کٹ گئی۔ صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں عاصم کے ساتھ دریا کے کنارے آ گیا۔

باد تم ذرا یہاں ٹھہرو میں نہالوں عاصم نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آؤ ناں تم بھی نہالو۔ عاصم نے جلدی سے کہا

نہیں باد تم نہالو۔ میں نے مرنا نہیں ہے میں نے ہنستے ہوئے کہا

کہا مطلب عاصم حیران ہونے ہوئے بولا۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا۔

بار مجھ حیر نہیں آتا۔

میری بات سن کر عاصم نے ایک بقیہ لگا باو و کپڑے اتار کر دریا میں کود گیا۔ عاصم اچھی طرح جانتا تھا کہ میں اسے حیرتا ہوا کچھ کر خوش رہ رہا تھا اچانک ہی میری نظر دریا کے دوسری طرف لگے ہوئے درخت کی طرف اٹھی مجھے ایسا لگا جیسے وہاں کوئی ہے میں اسی طرف متوجہ رہا وہاں کوئی تھا کیونکہ جب وہاں چلی تو اس کا سفید لباس پتھر پھڑانے لگا تھا یہ تو مجھے اندازہ تھا کہ وہاں کوئی عورت ہے کیونکہ اس کے بال بھی ذرا کے تنگ لہرا رہے تھے کل درخت کے ساتھ کھڑی لڑکی کا سراپا میری آنکھوں کے سامنے لہرا رہا کہیں یہ وہی لڑکی تو نہیں ہے

جو کل درخت کے پاس کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی مجھے جا کر دیکھنا چاہیے میں نے دل ہی دل میں سوچا اور اس سمت بڑھا میرے قدم دھیرے دھیرے درخت کے قریب تر ہو رہے تھے میرا دل عجیب سے انداز میں دھڑک رہا تھا قدم لڑکھڑا رہے تھے بہر حال میں اس درخت تک پہنچ گیا۔ وہاں واقعی کوئی لڑکی تھی میں فوراً ہی اس کے سامنے آگیا اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں سر مجھ پر حیرتوں کے پیاؤ ٹوٹ پڑے میں کھینکی باندھے اسے ہی دیکھتے جا رہا تھا وہ مجھے ایک دم اسنے سامنے دیکھ کر پلٹیں جھکانا بھول گئی تھی مجھے یہ سب اپنی آنکھوں کا دھوکہ لگ رہا تھا میں نے انہیں رگڑ ڈالیں لیکن اس منظر میں ذرا ہر ابر بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ اب بھی مجھے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی چہرے پر اداسی نے اپنا قبضہ جمایا ہوا تھا اس کے چہرے پر چھائی ہوئی اداسی نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا۔ لیکن میری آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی گئی میں اسے ایک لمحے میں ہی پہچان گیا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ میری بہت اچھی مصدوم دوست اجالا تھی۔۔

اجالا۔۔ اجالا۔۔ تھ۔۔ تم میں انک انک کر بولا۔ میری بات سن کر اس نے پلٹیں جھکا لیں اجالا تم زندہ ہو کہاں تھی میں خوشی سے کہتا ہوں اس کی طرف بڑھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میں تڑپ اٹھا مجھے اپنے دل پر ایک بوجھ سا گرتا ہوا دکھائی دیا۔ اجالا تمہاری آنکھوں میں یہ آنسو میں تڑپ کر بولا۔ اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن وہ یکدم ہی وہاں سے غائب ہو گئی اجالا۔۔ اجالا۔۔ میں چیختے ہوئے اسے پکارنے لگا۔ اور دو برائوں کی طرح ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ اجالا کہاں چلی گئی ہو تم میرے سامنے آؤ مجھے بتاؤ کہ تمہاری آنکھوں میں آنسو کیوں ہیں میں ادھر ادھر بھاگتے ہوئے بولا میری آواز بھر آئی تھی کس نے میری کندھے پر ہاتھ رکھا۔ مجھے ایسا لگا کہ جیسے اجالا آگئی ہو اجالا۔۔ میں یہ کہتا ہوا پیچھے مڑا لیکن پیچھے دیکھتے ہی میری ساری امیدوں پر پانی پھر گیا دو آنسوؤں کے موٹ موٹے قطرے میرے گالوں پر بہہ گئے اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا اگلا شمارہ پڑھنا مت بھولے گا۔

سوچ مجھ لینا قدم اٹھانے سے پہلے
کہیں کھوند جاؤ منزل آنے سے پہلے
مخلص دوست سے محروم ہونہ جاؤ نہیں
یہ سوچ لینا اسے آزمانے سے پہلے
تمہارے سینے میں بھی دھڑکتا ہے ایک دل
یہ سوچ لینا کسی کا دل دکھانے سے پہلے
نمر بھر کون کسی کے لیے روتا ہے
لوگ صرف آنسو بہاتے ہیں دفنانے سے پہلے

تم تم نشاء۔۔ رتوال۔۔ فتح جنگ۔۔

سوموار کی رات اچانک پھر وہی واقعہ ہوا جو اس رات پیش آیا تھا مگر اس وقت گھر میں حسین بھی موجود تھا میں نے دوتے ہوئے حسین سے کہا آپ میری بات پر یقین نہیں کر رہے تھے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو میں نے حسین سے کہا آج پھر وہی سارے دیواروں پر منڈلاوا ہاتھا۔ اس بار اس نے دروازے پر کچھ لکھ دیا اور جب غائب ہوئی تو اس قدر عجیب آوازیں سنائی دیں کہ ہم اشد ہندیاں رو گئے ہمارے حواس باختہ ہو گئے تھے اب گھر میں دوشی بھی حسین نے دروازے پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا جو اس سارے لکھی تھی یہ صبح ہونے ہی دونوں بل کر ایک عامل کے پاس گئے اور قسام واقعات کو سنایا تو یہ چلا کہ وہ ایک روح بھی جو حسین کی دوست بھی وہ صرف حسین کو اور ہمیں مبارکباد دینے آئی تھی اس میں اتنی جرات نہ تھی کہ تم لوگوں کے سامنے آ سکے اس کا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہ تھا بلکہ مبارکباد دینا تھا۔ پہلی بار جب وہ آئی تو میں نے کہا تم لکھو اور چلی گئی اس بار وہ اپنی اسے بولنے کو کچھ کہنے یا تم لوگوں کے سامنے آنے کی قطعاً اجازت نہیں بھی لہذا وہ اپنا بیٹام لکھ کر چلی گئی اب وہ بھی کھانے کوٹ کر نہیں آئے گی۔ عامل صاحب کی بات سن کر حسین کی آنکھوں میں گہرے ہائے آبداد و غمناکے دکھائی دیئے مگر میں نے اس کے کانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے ہمت اور حوصلہ دیا اور وہ جو اب ہونٹ بھیج کر وہ گیم گھر واپس آئے اور میں نے اب کی بار غور سے اس تحریر کو پڑھا جو کچھ اس طرح تھی میرا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہیں تھا حسین دیکھو آج میں لکھتی ہے بس دلا جا وہیں بھی ہم دونوں یکجان دو قالب ہو کر تھے اتنے آواز آپ کو میرے وجود سے خوف محسوس ہوتا ہے کسی نے غلط نہیں کہا کہ انسان کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب تک حیات بہانہ، اجل بن جانے کے بعد تو کیسے کیسے اپنے بل بھر میں بھول جاتے ہیں وقت بڑا ہے رحم سے حسین خود ہی گھماؤ دینا ہے اور خود حق اس گھماؤ کا مرکز ہے میری دعا میں اور نیک تمنا میں تم لوگوں کے سدا ساتھ ہیں خوش رہو۔ اوواچنے کی طرح بھی وہ بارہ تہوارے آئین میں دکھ و گرب اور ازیت کے بادل سارے فتن نہ ہوں، اسلام تہناری

آئیہ۔ ایک دلچسپ اور مثنوی خیر کہانی

وہیے کچھ ایسے بھی زندگی میں اون ہوتے ہیں جب کسی ایسے کسی پرانے کسی دکھ کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ وہ زندگی کے چند سال کھیل کود میں گزار جاتے ہیں کسی کو کوئی فکر نہیں ہوتی اور جو نئی انسان اپنی جوانی کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ اسے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور وہ اس میں

وہنٹائی جا جاتا ہے۔
میری تہنایاں پھر بڑھانے چلے آئے ہو
آج پھر سے کیا مجھے ٹھکرانے چلے آئے ہو
کیوں مناتے ہو تماشائے محفل میں میرا
آج پھر کیوں مجھ کو تم رلانے چلے آئے ہو
بڑی مشکل سے تو سیکھا ہے میں نے جنتا تم ہی



اسی خواہش میں رہتا ہے کہ میری زندگی ابھی کی ابھی ختم ہو جائے اور اجل آن دیو بچے میرا نام و نشان اس دنیا سے مٹ جائے یہ حالات صرف اسی وقت ہوتے ہیں جب انسان کسی سے محبت کرتا ہے محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے محبت جس کی تلاش میں جس کی چاد میں دنیا کا ہر انسان رہتا ہے محبت عجیب و غریب جذبہ ہے جس میں بہک کر انسان بھی شیطان کا روپ دھار کر پستیوں میں جا گرتا ہے اور بھی اس اعلیٰ و ارفع درجے کو غلوں میں نیت کے ساتھ اپنے دل اور زندگی میں شامل کر لے تو فرشتوں سے بھی افضل ہو کر قرب الہی حاصل کر لیتا ہے محبت کے کئی روپ ہوتے ہیں کئی انداز ہوتے ہیں مگر بدقسمتی سے دنیا بھر سمیت ہمارے معاشرے میں بھی محبت کے ایک ہی روپ کو زیادہ پوزیشن کیا جاتا ہے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا اسی روپ کو گھیرائے کے پیش کرتے ہیں محبت غرض سا جذبہ ہے خالص جذبات رکھنے والے لوگ اس دنیا کی پرکھ پر پورا نہیں اترتے کہتے لوگ اوتے ہیں ایسے سینکڑوں نہیں ہزاروں میں سے ایک اتنے حساس زور ورج جذبہ بات ناپختہ اور قوت مدافعت نرید اس پر زبنتی ماحول کی کمی انہیں بھٹتی بر آئے کی صورت رکھو تو بھی بھوٹ جتے ہیں کبھی تنگی سی نہیں بھی جیسے علی کے نازک پردوں کو کتنی بھی احتیاط سے چھوئیں ان کے رنگ پودوں پر بھی اتر آتے ہیں ایسے لوگ عام نہیں ہو سکتے جو زرد تباہ خزاں رسیدہ درختوں پر عاشق ہوں جن کی آنکھیں درخت سے جدا ہونے والے پتوں پر پر پروردے لگتی ہے جو مردہ پتلیوں کے پردوں کو سینت سینت کر رکھتے ہیں جو بدلے موسموں کی ایک ایک جنبش سے باخبر ہوتے ہیں جو خوشیوں کے تقدس میں اپنی اونچ نیچ کرنے والوں کو ناخالص اور ناقابل نفرت گردانتے ہیں ایسے

ن پھر کیوں میرے لبوں کی ہنسی مٹانے چلے آئے ہو
جب تیرے مقدور میں ہم نہیں تو کیا ہوا
کیوں دامن میرا خوشیوں سے چھڑانے چلے آئے ہو
زندہ تھے تو پوچھا تھا کبھی حال تک نہ میرا
آج رونے کیوں میت کے سر ہانے چلے آئے ہو
بچھڑتے وقت تو کچھ بھی درد نہ تھا تم کو
آج کیوں بنا درد انگ بھانے چلے آئے ہو
بولو گے اب تو یہ لب نہ کھلیں گے میرے
کیوں دل کی بات آج زبان پر لانے چلے آئے ہو
ہم تو خوش تھے تیرے دے ہوئے دھنوں پر بھی
آج پھر کیوں دھنوں پر تم ہم پر لگانے چلے آئے ہو
ہم نے تو بس تجھے یاد نہ کرنے کا ہی سوچا تھا
کہ فرشتے مجھے دنیا سے اٹھانے چلے آئے ہیں
میرے بچپن کے دن تو ایسے ہی چٹکی
میں گزرے کہ کچھ پند ہی نہ تھا جب بچپن میں کسی
اور کو روتا ہوا رکھتے تو کچھ احساس نہ ہوتا کہ ان کو
کیا دکھ ہے جب ہم نے ان حالات کا سامنا کیا
تو پتہ چلا کہ دکھ آخر ہوتی کیا چیز ہے
دکھ انسان کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے ٹوٹے
ہوئے آئینے کی کرچوں کی مانند دکھ پہاڑ کی طرح
ہوتے ہیں سینے پر دھیرے خشک ہے آب و گیاہ ان
کے اندر بھی نہیں ہوتی چیز کا نمونہ نہیں ہوتا۔
اور خوشیاں بہت چھوٹی ہوتی ہیں دریا کے اندر
پہاں سنہرے ذرات جیسی ریت کے باریک
ذروں سے سونا دھونڈھنا جوئے شیر لانے کے
میزاد ہے بہت مشکل کام ہے دل کو روے کا صبر
و تحمل کا ٹھہراؤ۔
انتظار خوشیاں بہت مشکل سے ملنے والے
سونے کے ذرات کی طرح ہیں وہ اپنی زندگی کے
ہر پل کس طرح گمن گمن کر گزرتا ہے وہ ہر وقت

ہی نظر دیکھتے ہی میرے دل کی گھنٹیاں بجنا شروع ہوئیں تھیں وہ بہت ہی ہلکے سمیٹے ہوئے دل اور سحر انگیز شخصیت کا لڑکا تھا اور اسے دیکھ کر مجھے ایسا لگا کہ جیسے نارن جان اسی میں سمٹ کر رہ گئی ہو اور میں اس کی یادوں میں اس طرح گم ہوئی تھی کہ مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ دنیا میں کیا چل رہا ہے ہر وقت اسی لڑکے کے خیال میرے دماغ میں گھومتے رہتے ایسا لگا تھا کہ جیسے اس کی فلم میرے مائند میں ایسے چل رہی ہو جیسے سینے کی سکر بن چلتی ہو اس کا گھر میرے گھر کے سامنے تھا

ایک دن صبح کے وقت وہ اپنی گاڑی میں جا بٹھا میں اسے اپنے کمرے کی کھڑکی سے بے تکلف ہو کر دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کے گھر سے ایک لڑکی نکلی اسے دیکھتے ہی جیسے میں وہاں دھڑک رہی ہو گئی۔ وہ لڑکی سرخ ساڑھی میں ملبوس تھی وہ کسی حد تک خوبصورت تھی پر ان حالات میں وہ مجھے کسی چیز سے کم نہیں لگ رہی تھی شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ساتھ اسے دیکھا تو مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اسی لیے اس کی خوبصورتی بدصورتی لگ رہی تھی میرے دماغ میں جیسے کوئی طوفان چلنے لگا تھا اور میرا دل سوال پر سوال کھٹکے جا رہا تھا کہ یہ لڑکی کہاں اس کی بیوی ہے میں اپنے آپ میں بڑبڑاتی چلی گئی۔ اور اسے میں ان کی گاڑی روانہ ہو گئی۔ اب میں نے ٹھان لیا تھا کہ اس کی کھوج میں نکال کر رہوں گی۔

ایک دن اچانک امی جان کی طبیعت خراب ہو گئی گھر میں کوئی ایسا نہیں تھا جو میری ان حالات میں مدد کر دیتا۔ اوجان اپنے کاروبار کے سلسلے میں دوسرے شہر گئے ہوئے تھے میں نے جلدی سے چادر اوڑھی اور اس کے گھر کی طرف چلی گئی۔ جہاں وہ لڑکا رہتا تھا۔ میں نے ان کے دروازے پر دستک دی اور وہی لڑکا باہر نکلا مجھ سے مخاطب

لوگ عام ہو بھی نہیں سکتے محبت ریاضی کا سوال نہیں کہ بار بار کوشش سے داخل ہو جائے کوئی نہ کوئی فارمولہ جواب تک لے جائے گا محبت تو شاعرانہ کی طرح دل پر وار کرنے کا نام ہے جہاں کوشش کام نہیں آتی محبت یقیناً بڑی حیران کن چیز ہے وہ باتو ست و زمر سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو بازار میں ملے گی ہو اور اسے مال و زر کے عوض خرید جا سکے محبت نہ تو روایاتوں کو مانتی ہے نہ طبقے میں تقسیم معاشرے کا تجربہ کر کے محبوب کا انتخاب کرتی ہے یہ تو بس ہو جاتی ہے بل طبقوں کی پروا رکھتی ہے اور نہ ہی کوئی اس کا راستہ روک سکتی ہے البتہ اسے آزمائشوں سے ضرور گزرنا پڑتا ہے زندگی کی بساط اور وقت کے دھارے سب کی قسمت کی باتیں اور مقدر کی چالیں سبھی بازی پلٹ جاتی ہے جتنا وقت لوٹ تو نہیں آتا مگر مقدر ساتھ لے جاتا ہے لیکن سب باتوں کی ایک ہی بات ہے کہ محبت چمچ جائے تو دکھ دیتی ہے اور اگر مل جائے تو زیادہ دکھ دیتی ہے ان حالات میں سماج کے لوگ جینے نہیں دیتے اور اگر نہ ملے تو انسان خود کوٹ کر رہ جاتا ہے اور اس طرح بکھر جاتا ہے کہ کبھی دوبارہ کالج کے کھڑوں کی مانند کبھی اپنی حالت میں نہ آسکے محبت میں کبھی حسین و نکش پل آتے ہیں تو کبھی سوہان روح اور جان ہوا بھیا تک موز آتے ہیں کہ کچھ پتہ ہی نہیں چلتا کہ ہماری منزل کون سی ہے اور راستہ کون سا۔

پھر بھی محبت و عشق اور جنون میں تبد مل ہو جاتی ہے پھر ہر وقت انسان اپنی محبت کو پانے کے لیے تک دو دو کرنا شروع کر دیتا ہے محبوب کی سوچوں میں گم رہتا ہے اور اپنی محبت کو پانے کے لیے اپنی جان تک کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

ایسی ہی محبت سے میں دوچار ہوئی اسے پہلی

ہوا۔ ایک دن میں لاؤنچ میں بیٹھی جائے گی
چسکیاں بھر رہی تھی کہ اچانک دروازے پر دستک
ہوئی میں نے راسوں کا کاسے دروازہ کھولنے کے
لیے کہا۔ اور میں پھر جائے پینے میں مصروف
ہوئی۔ پھر اچانک وہی لڑکا میرے سامنے آکھڑا
ہوا اس نے مجھے سلام کیا میں نے اس کے سلام کا
جواب دیا اور اسے بیٹھے کے لیے کہا۔

میں نے ان سے جانے کے لیے پوچھا تو اس
نے کہا کہ میں اس وقت جائے نہیں پیتا
میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج میں ان
سے نام پوچھ کر رہوں گی اسی وقت انہوں نے
مسکراتے ہوئے کہا
لگتا ہے آپ زیادہ بات کرنے کی عادی نہیں
ہیں۔

اس وقت بھی میں خاموش رہی ویسے تو میں
اکھا خاموش کبھی نہ ہوتی تھی پر اسے دیکھتے ہی جیسے
میرے منہ پر گویا قفل پڑ جاتے تھے اور میں کچھ بھی
نہ بول پاتی آخر کار میں نے خدا خدا کر کے اس کا
نام پوچھ ہی ڈالا۔
اس نے کہا کہ کیا ابھی تک آپ کو میرا نام پتہ
نہیں چلا میرا نام حسین ہے

اس دن ہم نے جی بھری باتیں کیں اب میں
اس میں بہت حد تک دلچسپی لینے لگ گئی تھی
ایک دن اچانک اس کے گھر میں جیسے طوفان
آگیا بود و بدو لڑکی جو حسین کے گھر میں اس کے ساتھ
رہتی تھی کسی حادثے میں موت سے فضل گیر ہو گئی
اب وہ بہت تیار بنے لگا تھا اب جب بھی وہ
ہمارے گھر آتا تو چپ چاپ سار رہتا تھا میں اس
سے بہت باتیں کرتی اور اس کا جی بہلانے کی
کوشش کرتی لیکن ایسا لگتا تھا جیسے اس نے میری کسی
بھی بات کا جواب نہ دینے کی قسم کھان لی۔

میں نے جواب دیے بغیر ان سے مدد طلب
کی وہ کسی قسم کا ریسپانس دینے بغیر میرے ساتھ طے
پر آمادہ ہو گیا۔ گھر پہنچ کر پتہ چلا کہ وہ ایک ڈاکٹر
ہے انہوں نے امی جان کا چیک اپ کیا اور کچھ
میڈیسن بھی دیں انہوں نے مجھ سے کہا۔
یہ میڈیسن ابھی اپنی والدہ کو دے دیجئے گا۔
میں نے جواب میں سر ہلا دیا جب میں نے ان سے
فیس پوچھی تو انہوں نے مسکرا کر کہا۔
کوئی انہوں سے فیس لیتا ہے بھلا۔
میں انہیں چھوڑنے کے لیے دروازے تک
آئی ابھی ہم گھر کے لاؤنچ میں ہی تھے کہ
انہوں نے میرا نام پوچھا۔ میں چلتے چلتے رک گئی
اور ان کو حیران کن نظروں سے دیکھنے لگ گئی میں
ان کے خیالوں میں ایسے گم ہو گئی کہ جیسے مجھے کچھ
پتہ نہ چلا کہ وہ کیا سوال کر رہے ہیں یک لخت ہی
انہوں نے چٹکی بھائی اور کہا۔
محترمہ آپ کتنے خیالوں میں گم ہو گئی
میں نے آہستہ سے اپنا نام بتایا کہ میرا نام
عائشہ ہے اب ہم دروازے پر پہنچ چکے تھے اس نے
خدا حافظ کے ساتھ ساتھ میری شخصیت کی بھی
تعریف کی اور مسکراتے ہوئے دروازے سے باہر
نکل گیا میں اس میں اپنائیت کے جذبات محسوس
کر رہی تھی مجھے ایسا لگا کہ شاید میں ایسے صدیوں
سے جاتی ہوں اس دن میں بہت خوش تھی آج مجھے
ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے قدرت نے پوری دنیا
کی خوشیاں سن کر میری جھولی میں ڈال دی ہیں
اس کے بعد اکثر وہ ہمارے گھر آکر ہاتھ دھو کر
بھی وہ ہمارے گھر آتیں ان سے نام پوچھنے کی
کوشش کرتی پر ناکام ہو جاتی اور وہ باتوں باتوں
میں اندھ کر چلا جاتا۔

خارج کی اور اٹھ کر گھر چلا گیا
ایک دن گھر پر کال آئی کہ ابو جان گھر واپس
آ رہے ہیں میں نے ای کو ابو جان کی آمد کے
بارے میں بتایا تو وہ بہت خوش ہوئی

ابو جان جب گھر پہنچے تو وہ مجھ سے مل کر بہت
خوش ہوئے اسی رات جب میں ابو جان کے
کمرے کے پاس سے گزری تو میں نے انہیں مہری
سزا دی کے بارے میں بات کرتے ہوئے سنا وہ
رات میرے لیے کسی لذت سے کم نہ تھی میں
گھبراہٹ کے مارے اپنے کمرے میں چلی گئی
اور وہ پوری رات جس نے گرو میں بدلنے گزاری
جب صبح ہوئی تو امی میرے کمرے میں مجھے اٹھانے
کے لیے آئیں تو میں پہلے سے ہی اپنے کمرے کی
چیزیں سمیٹ رہی تھی میں نے اپنے آنسو چھپانے
کی بہت کوشش کی مگر امی جان کو پتہ چل گیا کہ
میں رو رہی ہوں امی جان نے میرے رونے کی
وجہ دریافت کی تو میں ایک لمبے لمبے تو خاموش
رہی مگر وہی وقت تھا جب میں نے اپنے والدین کو
اپنی محبت کے بارے میں بتایا تھا ہاں اگر میں نہ
بتاتی تو میں اپنی محبت پانے میں ناکام ہو جاتی۔
اور زندگی میں کبھی خوش نہ رہتی

امی جان نے میری ہر بات بڑے غور سے
سنی۔ اور مجھے اکیلا چھوڑ کر بنا کوئی جواب دیے
لے قدموں پلٹ گئی اور میں انہیں جاتے ہوئے
دیکھتی رہی امی نے ابو جان سے اس بارے میں
بات کی ابو جان اس وقت تھوڑا بہت غصہ ہوئے پر
ان مجھے اور میرا لے کر حسنین کے گھر چلے گئے
حسنین نے کوئی بات کہنے بغیر رشہ کے لیے ہاں کہہ
دی اور ہماری شادی میں ابرار کو دعوتیں بھیجی۔

اس وقت میں بہت خوش تھی اور وہ دن ایسے
گزرے کہ کچھ ہی دن نہیں چلا۔ اور میری سزا دی
حسنین سے ہو گئی اب میں مسز حسنین کہلانے لگی تھی

میں نے اس سے اس لڑکی کے منتقل ہو چھانو
اس کی آنکھوں سے اس طرح آنسو بہنے لگے جیسے
ساون کی بھڑکی لگ گئی ہو۔ میں نے اس کے نام
سے مخاطب کرنے ہوئے کہا۔

حسنین میرا متعجب نہیں دکھ دینا نہیں تھا میں
صرف یہی جانتا جا رہی تھی کہ وہ لڑکی آخر کون تھی
جس کی وفات نے انہیں ایسا بڑا صدمہ پہنچا ہوا ہے
اس نے اپنے آنسو صاف کئے اور کہا۔

اس کا نام انا بیہ تھا ہم دونوں بچپن کے
دوست تھے بچپن سے لے کر جوانی کے مراحل تک
اچھے رہے اس کے والد اور میرے ابو جان بارہ
کبھی ایسا محسوس نہیں ہوتا تھا کہ بہ محض دوست ہیں
وہ ہر وقت بھائیوں کی طرح رہتے تھے ایک دن اس
کے والدین دینا سے چل بسے اب میرے والدین
نے اس کی ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی اور وہ
ہمارے ساتھ رہنے لگ گئی ویسے تو میری والدہ
اور والد میں تھوڑی بہت چپقلش ہوتی رہتی تھی پر
اس دن ہمارے گھر میں ایسی آندھلی چلی کی ابو جان
نے امی کو فوراً سے پہلے ڈپوس دے دیا امی جان
مجھے ساتھ لے جانا چاہتی تھی پر ابو نے ایسا نہیں
ہونے دیا۔ اور وہ چھوڑ کر چلی گئی اور آج تک وہ
واپس نہیں آئیں میرے ابو نے دوسری شادی کر لی
اور اپنی بیوی کو لے کر امریکہ چلے گئے جبکہ میں نے
ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اس وقت میری
عمر تقریباً بیس سال تھی اس دن سے یہ لڑکی میرے
سانھ لگی اور ہر مشکل میں اس نے میرا ساتھ دیا
اور جب اسے میری ضرورت پیش آئی تو میں اس
کے ساتھ نہیں تھا

حسنین نے مجھے اپنے بارے میں اپنی آپ
بنتی سنا ڈالی اب وہ بہت رنجش غل کر رہا تھا ایسا
لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اس کے دل
و دماغ سے اٹھ گیا ہو اس نے ایک لمبی سانس

اکھ کر دروازہ کھولا تو سامنے حسین ایستادہ تھے میں اس سے پشت کر زار و قطار دور نے لگی تھی اور رات کا سارا واقعہ حسین کو سنایا۔ اس نے مجھے دلاسا دیا اور کہا۔

شاید تم نے کوئی بھیا تک پہنچا دیکھا ہے وہ غریب ہونے کے لئے دوش روم میں چلا گیا وہ رات کے واقعہ کو محض ایک خواب گردان رہا تھا مگر وہ حقیقت تھی پر میں نے سب کچھ ہی پس پشت ڈال کر حسین کے لئے ناشدہ بنانے لگی اور اسی طرح ایک بختہ گزر گیا۔

سو موار کی رات اچانک پھر وہی واقعہ ہوا جو اس رات پیش آیا تھا مگر اس وقت گھر میں حسین بھی موجود تھا میں نے روتے ہوئے حسین سے کہا آپ میری بات پر یقین نہیں کر رہے تھے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو میں نے حسین سے کہا آج پھر وہی سایہ دیواروں پر منڈلا رہا تھا۔ اس بار اس نے دروازے پر کچھ لکھ دیا اور جب غائب ہوئی تو اس قدر عجیب آوازیں سنائی دیں کہ ہم انگشت بندناں رہ گئے ہمارے حواس باختہ ہو گئے تھے اب گھر میں روشنی بھی حسین نے دروازے پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا جو اس سایہ نے لکھی تھی

ہم صبح ہوئے ہی دونوں مل کر ایک عامل کے پاس گئے اور تمام واقعہ ان کو سنایا تو پتہ چلا کہ وہ ایک روح تھی جو حسین کی دوست تھی وہ صرف حسین کو اور جنہیں سارا کہاؤ دینے آئی تھی اس میں اتنی جسارت نہ تھی کہ تم لوگوں کے سامنے آئے اس کا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہ تھا بلکہ سارا کہ باؤ دینا تھا۔ یہی بار جب وہ آئی تو تم اکیلی تھی لہذا وہ چلی گئی اس بار وہ آئی اسے بولنے کچھ کہنے یا تم لوگوں کے سامنے آنے کی قطعاً اجازت نہیں تھی لہذا وہ اپنا پیغام لکھ کر چلی گئی اور اب وہ کبھی بھی لوٹ کر نہیں آئے گی۔

مجھے کچھ دنوں سے ایسا محسوس ہوتا کہ ہمارے گھر میں ہم دونوں کے علاوہ کوئی اور بھی ہے جب وہ کلینک پر جاتے تو میں گھر میں اکیلی رہتی۔

ایک رات حسین کے پاس ایک میرٹس کیس آیا اور وہ وہی کلینک میں ہی منظر محسوس اور مجھے کال کر کے بتایا کہ امیر جنسی ہے لہذا ادیت مت کرنا میں اپنے کمرے میں لگی اور ابھی سوئے ہی تھی کہ اچانک مجھے برتن کرنے کی بازگشت سنائی دی۔ میں کمرے سے نکلی اور کچن کی طرف چلی گئی وہاں جا کر دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا میں نے سمجھا کہ شاید کوئی جلی تھی اور میں بے خوف ہو کر اپنے کمرے کی طرف چلی تو یکدم گھر کی تمام لائٹس آن آف ہونے لگیں اچانک میری نظر سامنے دروازے پر پڑی تو جیسے میری سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے انک کر رہی تھی میرے تو گویا قدموں تلے زمین کھسک گئی ہو سانسوں کی روانی میں آنا فنا سرعت پیدا ہو گئی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے لاکھ چاہا کہ بھاگ کر کمرے میں جا گھسوں مگر یوں لگا کہ گویا اتنی جگہ میں بری طرح جکڑ رکھا ہو۔ سامنے دروازے پر ایک سفید لباس میں ملبوس ایک لڑکی کھڑی تھی وہ شاید ایک روح تھی اور گھر باہر کے بارے میرے پاؤں وہی سن ہو کر رہ گئے تھے۔ گھر میں چونکہ بہت اندھیرا تھا اس لیے اس کی شکل ٹھیک سے دیکھ نہ سکی اور وہ یکدم غائب ہو گئی اور گھر کی تمام لائٹس آن ہو گئیں

میں نے فوراً کچن میں جا کر پانی پیا اور حسین کا نمبر وائل کیا تو پتہ چلا کہ نمبر آف جا رہا ہے میں بہت پریشان ہو گئی تھی میں وہیں صوفے پر براجمان ہو کر حسین کا انتظار کرنے لگی اتنے میں میری آنکھ لگ گئی اور میں وہی صوفے پر ہی سو گئی۔

اچانک دروازے پر دھتک ہوئی اور میں چونک کر اٹھی اتنے میں شاید صبح ہو چکی تھی میں نے

غزل

سوچا تھا عمر بھر ساتھ چلیں گے
کیا خبر تھی بدل جاؤ گے موسموں کی طرح
کیا تھا ہمیں اس شخص سے کیا رشتہ تھا
جو مجھ میں سا گیا پروں کی طرح
جس کو سینے میں صدیاں گزر گئیں سید
وہ شخص نکھر گیا خوشبو کی طرح
کس کو اتنا نہ چاہو کہ بعد بھلا نہ سکو
یہاں مزاج بدلتے ہیں موسموں کی طرح
ہم تو نہا تھے اور تھا ہی رہے سید
وہ بدلتا رہا موسموں کی طرح
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

غزل

نہیں مہ دل کو سکون میرے بغیر
دعائی میں کچھ حزا نہیں میرے بغیر
اسکے ہونے ہیں میری بادیں ہوتی ہیں
کسی محفل میں دل نہیں لگتا تیرے بغیر
مجھ سے دور ہوں مجبور ہوں میں
اک ہل کو سکون نہیں مہا تیرے بغیر
سوئی سی لگتی ہے ہر چیز میرے بغیر
دل کی بسنی دریاں ہے تیرے بغیر
دور دل اب کہے اک مہا ہے
گہرا ہوں ہے اس کا زخم تیرے بغیر

تم مجھے یاد آتے ہو

تم مجھے یاد نہیں آتے لوگوں سے..... اور اپنے آپ سے.....
میں بات..... کہہ کر کھٹک کہا ہوں۔

پیشکش: واں بھر میں امانوالی

عالم صاحب کی بات سن کر حسنین کی آنکھوں
میں گوبر ہائے آبدار غمٹھاتے دکھائی دے گھر میں
نے اس کے چانوں پر ہانچ رکھ کر اسے است
اور وصلہ دبا اور وہ جوا ہا ہونٹ بھیج کر رہ گیا
ہم گھر واپس آئے اور میں نے اب کی بار غور
سے اس تحریر کو پڑھا جو کچھ اس طرح تھی میرا مقصد
نہم لوگوں کو ڈرانا نہیں تھا حسنین دیکھو آج میں کتنی
بے بس ولا چار ہوں بھی ہم دونوں کجیاں ودجالب
ہوا کرتے تھے اور آج آپ کو میرے وجود سے
خوف محسوس ہوتا ہے کسی نے غلط نہیں کہا کہ انسان
کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب تک حیات بقولقہ
اجل بن جانے کے بعد تو کیسے کیسے اپنے بل بھر
میں بھول جاتے ہیں وقت بڑا ہے رحم ہے حسنین
خود ہی لگھاؤ پتا ہے اور خود ہی اس لگھاؤ کا مرہم ہے
میری دعا میں اور نیک تمنا میں تم لوگوں کے
سدا ساتھ ہیں خوش رہو۔ اور اپنے کی طرح بھی
دوبارہ تمہارے آگن میں دکھ و کرب اور اذیت
کے بادل سایہ نکلن نہ ہوں و اسلام تمہاری انا ہے۔
تحریر پڑھ کر میں حیرت میں مبتلا ہو گئی تھی کہ

ایک طرف میری محبت تھی اور ایک طرف اس کی
محبت کی مگر حسنین کی محبت کی مفرد در دو میں وہ تھی
کیونکہ اتنی تو شاید انیسیت مجھے بھی حسنین سے نہ ہو
جتنی اسے تھی۔ کہ مر کر بھی اسے چین نہ مل رہا تھا
میرے دل کے اندر اٹھتے ہوئے سمندر کے
طوفان نے لہروں کی روانی ان کی برباد میں اضافہ
کر دیا تو سینے کے اندر دھڑکتے دل کی پھرتی لہروں
نے آنکھوں کو ساحل مان کر دیدوں سے ہاتھ پائی
شروع کر دی۔ اور میری آنکھوں کی شکست سے
دو چار ہونا پڑا کیونکہ پلک جھپکتے ہی میں کبے بعد
دیگرے آنسوؤں نے آنکھوں کے خیم
و آنسوؤں نے چلا نہیں لگائیں اور میرے چہرے
کو جگھونے چل گئے اور میں کچھ بھی نہ کر پائی۔

خونی بس

۔۔۔ تحریر: رینا محمود فریدی ۔ میرپور خاص

ایک خال کو دہاں بابا گیا۔ اور اس کو تمام تفصیل بتائی گئی اور بس بھی دکھائی گئی اس نے بس کو ایک نظر دیکھا اور کہا۔ ہاں یہ خونی بس ہے اس میں ایک بھوت کا سایہ ہے جو بھی اس بس میں بیٹھتا ہے تو وہ دوبارہ نہیں اترتا ہے اور زندگی کی بازی ہار جاتا ہے تم لوگ پہلے ہو جن کو اس بس میں بیٹھنے سے پہلے ہی اس راز کا علم ہو گیا اور اس میں بیٹھنے سے انکار کرنے لگے۔ اس بس میں کوئی بھی ڈرا نیور نہیں ہے۔ خود ہی چلتی ہے۔ لیکن چمپر یکدم وہ بھوت ڈرا نیوریت پر سب کو دیکھائی دینے لگتا ہے اس کی آنکھیں آگ کی مانند جل رہی ہوتی ہیں اور وہ کسی بھی زندہ نہیں چھوڑتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آج اس بس کا خاتمہ کروں اس کے لیے مجھے تم لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہاں ہاں بابا بانی ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہمیں بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ سلمان نے جلدی سے کہا تو بابا جی بولے۔ تم لوگ سات کوڑوں کا پانی لاؤ الگ الگ ٹھیک ہے بابا جی ہم سب یہ کام کرو رہے ہیں اننا کہہ کر سب دوست ہی برتن لیے مختلف کنوؤں کی طرف نکل گئے اور جہاں جہاں بھی ان کو کنواں دکھائی دیا وہاں سے وہ پانی لے کر آ گئے۔ اس کام میں ایک دن لگ گیا لہذا دوسرے دن سب ہی وہاں جمع ہو گئے وہ بس ابھی تک وہیں کھڑی تھی بابا جی بھی وہاں آ گئے سب نے ہاتھوں میں پانی کے برتن پکڑے ہوئے تھے بابا جی نے سب سے پانی لیا۔ اور پھر ایک جگہ پر بیٹھ کر ان ساتوں کوڑوں کے پانی پر کچھ پڑھنے لگے وہ مکمل ان پر پڑھائی کرتے چلے گئے اور پانی پر پھونکے مارتے گئے۔ تین گھنٹے تک وہ ان پانیوں پر پھونکے مارتے رہے پھر اٹھ کر ان کے پاس آ گئے۔ اور سب کو ہی ایک ایک ٹھونٹ پانی کا پلاٹا اور پانی پانی کے چھینٹے وہ بس پر مارنے لگے۔ جب سارا پانی بس پر انڈیل دیا گیا تو بس کو گرت سا لگنے لگا وہ ان کے سامنے ہی چھوٹے گئی۔ بس کا اٹھا حصہ اوپر اٹھنے لگا اور وہ اپنے پچھلے ٹائرؤں پر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر زور سے نیچے زمین پر گری۔ ایک دھماکا سا ہوا بس کو آگ لگ گئی وہ جلنے لگی۔ بس کے اندر موجود سیاہی بولے دکھائی دینے لگے جو درد سے ہلکا رہے تھے ان میں وہ ڈرا نیور بھی موجود تھا جس کو سب دوستوں نے خواب میں دیکھا تھا وہ بھی بری طرح چی رہا تھا سب کی نظریں بس پر تھیں اور ان لوگوں پر تھیں جن کے چہرے بہت ہی بھانک تھے بس میں دھواں ہی دھواں پھیلنا جا رہا تھا اس میں موجود وہ درد مندے جلتے جا رہے تھے اور بس بھی جلتی جا رہی تھی آہستہ آہستہ بس میں موجود جنوں کی گونگیں مدہم پڑنے لگیں اور بس جل کر سیاہی ہو گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بس کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ ایک ویلپ اور سنسنی خیز کہانی

چیلو گا: نومان نے کیلنک میں بیٹھے دوستوں کو
کبا سب نے جیلو کہا کہاں تھے باہر تم ہمارا
سال ختم: وچکا ہے اور تم یہاں بیٹھ کر الوداعی پارٹی
کاسوچ رہے تھے اور تم ہو کہ نجانے کہاں غائب ہو
نفسانے منہ بناتے ہو بے کہا۔
سوری یار وہ ممی کی طبیعت ٹھیک نہ تھی بس یار



نومان وہ تمہارا سر ہے اودوسر والدین کے برابر ہوتے ہیں تمہیں ایسے نہیں بولنا چاہیے سویرا نے کہا۔
تو یار تم نے دیکھا نہ بھلا ہم دن دن میں کیا خاک گھو میں گے نومان نے کہا۔

باہا۔ ارے بیوقوف۔ دن دن تو بہانہ ہے پہلے ایک دفعہ مری تو پہنچ جائیں پھر دیکھنا سب کوئی نہ کوئی کا نامہ کر کے سر کو دی روک لیں گے اود ایک مہینے سے بھی زیادہ وہ کہیں گے فیصل نے کہا تو سب مسکرائے گئے۔

واہ بھئی واہ۔ یہ تو ہم نے سوچا ہی نہیں تھا ارشد نے کہا۔

بھئی سوچنے کے لیے دماغ چاہیے جو صرف میرے پاس ہے فیصل نے فخرانہ انداز میں کہا۔ تو ابر بل کر بولی۔

اچھا فیصل جی اس دن آپ کی عقل کہاں گئی تھی جب کہ والد آپ کی فیس بھرنے کے لیے آئے تھے اود آپ باو داد کہہ دے تھے کہ پاپا فیس میں نے بھر دی ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ ہم نے فیس نہیں بلکہ کنکٹک کا بل ادا کیا تھا پھر فیس تمہیں اپنی جیب خرچ سے بھری پڑی۔

اوے ہاں نومان نے جلتے ہوئے پتہ نک ڈالا سب فیصل پر ہنسنے لگے تو فیصل ابر سے بولا۔

کیا یاد اگر میں تھوڑی واو وصول کر رہا تھا تو تمہیں کیوں مر جیٹ لگی کم سے کم میری عزت کا تو خیال کر لیتی۔ وہ سب ببول گئے تھے یہ سب یاد دلا دیا تم نے پھر سے سب فیصل کی باتوں پر ہنسنے لگی ابے اف ادھار چل گھر تیار ہی بھی کر لی ہے اور گھر والوں کو راضی بھی کرنا ہے ارشد نے فیصل کو کہا تو سب دوستوں نے ایک دوسرے کو ہائے کہا اود اے گھر کروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

صبح کی آمد بدوری بھی چند پرند سب جاگ گئے تھے پر کچھ ست انسان ابھی تک بستر پر پڑے

اس آخری سال میں ہم سب دوستوں نے لاہور جانے اود وہاں کھونے کا پروگرام بنایا ہے وقاص نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

لاہور نہیں یا وکراچی۔ نومان نے کہا۔

سب اپنی اپنی رائے دینے لگے کہ فضا بولی۔ اس دفعہ ہم سب مری جائیں گے کیوں ساقیو۔

ہاں مری ٹھیک ہے سویرا نے کہا پھر سب نے ہاں کر دی۔ انٹیکسٹر ہو چکا تھا اور اب یہ گیا وہ افراد کا فرینڈ گرپ ایک ساتھ یا وگا ریل گز اردنا چاہتے تھے ان گیارہ افراد میں چھ لڑکے اود پانچ لڑکیاں تھیں نومان بلال علی ارشد سلمان فیصل اود سویرا فضا حنا اود امیر اود عروج۔

سر پلیز مری جی جائیں گے پلیز سر ارشد مری منت مانت کر دیا تھا جب کہ سرخ کر دے تھے۔

نہیں پتا مری بہت دود ہے اود وہاں تختہ ہی بہت ہوگی۔

سر پلیز یہ ہمارا آخری سال ہے اب پتہ نہیں ہم کب ملیں گے حنا نے کہا۔

رہنا آپ لوگ کہیں دوسرے شہر بھی تو جا سکتے ہیں ناں گھونٹے۔

نہیں سر ہم سب بس مری جی جائیں گے حنا نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ جلدی سے فضا نے بول دیا۔

اوکے بھئی اوکے سر نے کہا۔

یاہو سب خوشی سے اچھل پڑے تھینک ہوسر۔

بس دن کے لیے جائیں گے اب تمہیں بھی میرا فیصلہ ماننا ہوگا۔ سر نے سختی سے کہا پہلے تو سب ایک دوسرے کو دیکھتے دے پھر سب نے منہ نہاتے ہوئے ہاں کہہ دیا۔ جب سر کلاس سے باہر چلا گیا تو نومان نے کہا۔

یا و میں تو ایک دو ماہ کے لیے جانا چاہتا تھا پر اس گھنچے سر نے تو میرا منڈ آف کر دیا۔

تھمارے بس نہیں چل رہا رند تم اذکر مری چلے تھے فیصل ناظر تیار ہے۔

جی سر ایسا ہی ہے میں نے ارشد نے جلدی سے ہاں بول رہا سب کی کھی چھوٹ گئی پھر سر گویا ہوا آج اٹھ تاریخ ہے ارشد دس کو صبح دس بجے روان ہوں گے ٹھیک ہے تم سب دس کو کالج آ جاؤ۔

ٹھیک ہے سر جی۔ ٹھیک یو سب نے کہا اور جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ارشد کہاں جا رہے ہو بیٹھو ناشتہ تو کرتے جاؤ۔ سر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نہیں سر پھر بھی سنی ابھی رہ رہو رہی ہے عروج نے کہا تو سر نے کہا اوکے پھر دس تاریخ کو سب ہی تیار رہنا اور پھر سب ہی گھر دس کو چلے گئے۔

دس تاریخ کو سب ہی اسٹوڈنٹ کالج میں جمع تھے پر سر دانش نبھانے کہاں تھے ارشد یہ سر کہاں ہے ارشد جس میں ہم جا میں گئے دو سواری بھی نظر نہیں آ رہی ہے نصفا نے بے چینی سے کہا تو سب کو اپنی پشت کی جانب سے سر دانش کی آواز سنائی دی۔

ٹیلو پوچھ۔ میں یہاں ہوں ارشد یہ تمہاری۔ آئی میں ہماری سواری ہے سر دانش نے ایک طرف کھڑی ہوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب بس کو دیکھنے لگے جو بہت ہی خوبصورت نظر آ رہی تھی سبز رنگ سے نکل کر ہوا اور گلابی لال رنگ سے پھول بنے ہوئے تھے ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے رہاں بس نہیں بلکہ رہاں پر ایک ہوا پھرا باغ ہو سب اس بس کی خوبصورتی میں کھوئے ہوئے تھے کہ سر کی آواز سنائی دی۔

ہاں تو بچو اپنا اپنا سامان اٹھاؤ ارشد ڈی میں بیٹھ جاؤ۔ سب نے سر کی بات پر عمل کرتے ہوئے اپنے بیگ ہاتھ میں اٹھائے ارشد بس کی طرف بڑھنے لگے جب سب بس میں سوار ہو گئے تو فیصل بولا

نہیں امی میں نے آج کچھ نہیں کھانا ہے بعد میں کھاؤں گا فیصل نے کہا ارشد گھر سے باہر نکل گیا فیصل نے سو بائیں فون نکالا اور علی کا نمبر ڈائل کرنے لگا

ہاں ہلو کیا ہے یار۔ صبح کیا ہو سکتا ہے گھر ظاہر ہے اتنی صبح تو گھر ہی ہو گا علی نے کہا ارشد بولا ویسے سب ٹھیک ہے بس وہ دوسرے بات کرنی تھی یہی کہ کب جا رہے ہیں پھر آنا کیسے۔ سب ایک ساتھ سر کے پاس جا میں گئے تاکہ سر جلدی پر درگرم بنائے یار تم اور سب کو بھی تیار بنا اور کے بائیں یو علی نے کہا اور کال ڈراپ کر دی۔

دو پہر کے دو بجے سب لڑکے لڑکیاں سر کے گھر کے باہر جمع ہو گئے بلال ذر نیل بھانے لگا تھوڑی دیر کے بعد ایک خاتون نے گیٹ کھولا جو دیکھنے میں ملازمہ لگ رہی تھی

جی کس سے ملنا ہے۔ اس نے سب کو دیکھتے ہوئے کہا تو بلال نے کہا۔ ہم کے اسٹوڈنٹ ہیں ارشد ہمیں سر سے ملنا ہے آپ لوگ اندر آ جا میں میں سر کو بلا دیتی ہوں ملازمہ یہ کہہ کر اندر چلی گئی اور پہلے تو سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر اندر داخل ہو گئے۔ ابھی سب گھڑے ہی ہوئے تھے کہ سر کی آواز سنائی دی۔

بیٹھ جاؤ۔ سب نے سر کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے کیسے آنا ہوا۔ سر نے پوچھا۔

سر جی ہم یہ پڑھنے آئے ہیں کہ مری کب جا رہے ہیں آپ۔ بلال نے کہا سر نے پہلے تو سب کو غور سے دیکھا پھر مسکرائے لگا۔

تم سب تو بہت جلدی میں ہو مری جانے کی

کئے پرواں پر چڑھ کر اٹھ اٹھ کر پوری بس ڈھونڈ لی پر سانپ نوٹ کیا سانپ کا بچہ بھی نہ ملا۔

نہارا وہم ہو گئے سب نے حنا سے کہا۔

اور پھر اپنی اپنی جگہ پر جا بیٹھے بس مسلسل جلی رتی تھی سب ہی خوش گپیوں میں غوطے اور باہر پر مسرت فضاؤں میں کھدے ہوئے منے بکدم باہر کا منظر ہی بدل گیا۔ علی نے کھڑکی سے باہر جھانکا تو جبران رہ گیا۔ یہ کہاں ہے ہم۔ بے گائے ذرا دکھو نو باہر علی نے سب کو کہا نو سب ہانگوں کی طرح دیکھنے لگے باہر قبریں ہی قبریں تھیں اور بس الٹی سیدھی فیروں پہلنی جاری تھی علی اٹھا اور ذرا سیر کے پاس گیا

بس روکنا نہیں ہے ہم نے بس روک لی چلانے دوئے اولا ڈوا تھو وے بنا بیچنے دیکھنے اپنی گردن موڑ لی وادیاور کا چہرہ خوفناک بن چکا تھا آنکھوں کی جگہ دو آگ کے گولے دکھائے تھے سر نو ڈوا تھو وے کو دیکھ کر ہی بے ہوش ہو گیا۔ اور سب چیخنے لگے۔

اے لڑکے اپنی جگہ پر جا کے بیٹھ جاؤ وند بیچھائے گا۔ ذرا سیر کرنے غلی کو ڈرانے ہوئے کہا۔ علی ڈوا گیا تھا مگر پھر بھی ہمت کر کے بولا۔

کیا کر لے گا نو میرا۔ ذرا نیدو نے ایک فقیر لگا۔ اور علی کو گھورنے لگا دیکھنے ہی دیکھنے علی بس کی کھڑکی سے باہر نکل گیا۔ سب نے کھڑکی سے جھانکا تو علی قبروں پر بڑا جھج و ہانھا او دھبھڑ پئے اس کا گوشت ٹوٹنے میں مسرور فہم تھے علی کی ایسی دردناک چیخیں سنائی دے رہی تھیں کہ حنا او دھرا او دھرو تو مد ہوش بنی ہو کر رہ گئے سب سو پر او نے غلی او بولی۔

بیس گھر جانے دو پلٹے۔ نو بان اور ارشد نے فیصل کو اٹھانے کی کوشش کی نو دیکھا اسکی سانس دک بکی تھی اور فیصل اپنی زندگی کی بازی ہار گیا تھا تو نو بان اور ارشد بے دیکھ کر روئے گئے کہ وہاں سے فیصل کی لاش غائب ہو چکی جب سے باہر دیکھا تو علی

باو یہ بس باہر سے ہی قریب دوت ہے اندو سے اتنی ہی دھموت ہے دیکھو نو سکی ساوی سیٹ کیسے خستہ حال ہے او دھس میں دیکھو کھڑکی کے جا۔

فیصل بس کی بانی کرنا جا و ہاتھا وادعی سیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا فیصل جیسے ہی سیٹ پر بیٹھے لگا تو کسی ناودہ چیز نے فیصل کے پاؤں پکڑ کر لالامہ گرا دیا۔ فیصل بس میں گرا ہوا تو پہلے نو سب ہنسنے لگے پر نو بان بولا۔

بس نے اسے سزا دے دی ہے اس کی بانی کر رہا تھا

ارشد بارہ دان بعد میں کرنا پہلے اس جارے کو اٹھاؤ نو سکی امیر نے کہا نو او شد اور نو مان نے فیصل کو کھرا کیا

ادمانی گاڈ اس کے ناک اور منہ سے تو خون نکل رہا ہے جیسے جیسے فیصل کی ناک سے خون ٹپک کر بس میں گرتا تو ویسے ہی وہ بس میں غائب ہو جاتا جیسے بس اس کا خون بہتی جا و ہی ہو۔ فیصل کی ناک خون آنا بند ہو گیا تھا۔ اسے جکڑا رہے تھے اس لیے نو مان نے اسے لٹا دیا او دھو باہر چلا گیا فیصل کے لیے ہلکھا اور جوں لینے تھوڑی دیر بعد سب آگئے نو سر نے کہا ٹھیک ہے اب چلیں سب نے ہاں کر دی او دھرا فٹس ڈرا تھو وے کے ساتھ پہلی ہمت پر بیٹھ گیا باقی سب اسٹوڈنٹ جیسے جیسے تھے فیصل ابھی تک سو دہا تھا نو مان اور ارشد فیصل کے پس پیٹھے تھے ابھی بس کو چلے دوئے ذرا ہ ہی ٹھنڈ ہوا تھا کہ حنا چیخنے لگی سب حنا کے پاس جمع ہو گئے۔

کیا ہوا کیا ہوا۔

وہ۔ وہ سانپ۔۔ حنا نے لفظوں کو نو ذکر کیا

کہاں بن سانپ علی نے کہا۔ حنا نے بس کی سب سے پیچھے والی جگہ پر اشارہ کیا نو سب دباں

سے اس کی طرف بڑھا اور ذرا نیور کو روکے لگا۔ تو ذرا نیور نے بلال کو اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ اور ایک ہم نٹ میں سینکڑوں بھیڑیوں نے بلال کو چنٹ کر دیا۔ لفسا ربک کر بیٹھ گئی تھی پر اس ذرا نیور نے فضا کو گردن سے پکڑ کے اپنی اٹھالیا۔ امیر پیچھے سے اس خوفناک بلا کو مارنے لگی مگر اس نازک کلائی والی لڑکی اس بلا کا کیا کاروبار کر سکتی تھی اس نے اپنی گردن پیچھے گھمائی اور اپنی آگ نما آنکھوں سے روشنی نکال کر امیر کی آنکھوں میں ڈال دی امیر خود ہی خود چل کر بس سے اترنے لگی سب نے ان کی طرف دیکھا تو اس کو در کئے لگے لیکن در کئے کے بھی قابو نہیں آئی اور بس سے نیچے اتر گئی۔ اس کے نیچے اترتے ہی باہر موجود بھیڑیوں نے ایک لمحے سے پہلے ہی اسے دو بچ لیا اور در بھیڑیوں کی خوراک بن گئی۔ اس کی جج بھی سنا لی نہ دی۔ ذرا نیور نے فضا کو اٹھا کے ایک سینٹ پر دے مارا اور اپنے نوکیلے ناخن سے فضا کا پیٹ جا کر کر دیا۔ اور آتشیں باہر نکالنے لگا فضا نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی سب کچھ دیکھ رہی تھی کہ اس نے ساتھ کیا ہو رہا ہے اس بلا نے ایک ایک کر کے فضا کے سارے اعضا کھا لئے اور اس کے جسم کو اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ اور جا کر وہ اپنی سینٹ پر بیٹھ گیا۔ ایسا منظر دیکھ کر سب کے دل غلغلا میں آ گئے تھے ارشد نے سرگوشی میں کہا میں نے تو سنا تھا کہ بھوت جڑیل انسانی گوشت اترتے ہیں اور خون پیتے ہیں پر یہ بھوت تو بہت ہی اچھے ہیں جو صرف اعضا کھاتا ہے وہ بھی مرنے والے کی آنکھوں کے سامنے آف خدا یا۔ اب ہم یہاں سے ہی اپنے دل گردے نکالتے ہوئے دیکھیں۔

میں نہیں نہیں مجھے ایسی بھیانک موت نہیں مرنا ہے مسلمان نے ڈر سے ہوئے مجھے میں نے مسلمان کی اس بات پر بس میں ایک بھیانک

کی طرح فیصل کو بھی بھیڑیے کھاتے ہوئے رکھائی رہے۔ لڑکے لڑکیاں سب ہی ڈر سے گئے سب سے گئے اور ایک ساتھ بیٹھ گئے حنا سہر عروج تینوں ہوش میں آ چکی تھیں عروج کہنے لگی ہمارے درستوں کو کیا حال ہوا اب اگلا شکار بچانے کو نہ ہوگا عروج بس کی کھڑکی کے ساتھ بیٹھی تھی عروج چیختے لگی بس کی کھڑکی سے کوئی عروج کا ہاتھ کھینچ رہا تھا لڑکوں نے یہ دیکھا تو اس کی طرف بڑھے اور اس کا ہاتھ کھینچ کر بس کے اندر کرنے لگے۔ جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئے۔ لیکن سب کے ہی ہوش اڑ گئے تھے کیونکہ بھیڑیاں عروج کا ہاتھ باز دے اٹھا چکا تھا اور در کے مارے عروج تھج رہی تھی در خوف سے سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو بھی عروج کا ہاتھ اٹھنے میں بس کی کھڑکی نوٹنے کی آواز سنائی دی۔ اور ایک بھیڑیاں عروج کو گردن سے پکڑ کر باہر لے گیا۔ یہ منظر دیکھ کر سب کے ہی ہوش اڑ گئے۔ تب بلال بولا۔

ساتھیو۔ یوں رونے دھونے سے کام نہیں چلے گا ہمیں کچھ کرنا ہوگا ورنہ ہم بھی اپنے درستوں کی طرح دردناک موت مارے جا سکتے ہیں۔ اس خوفناک آتما کا ارادان خونخوار بھیڑیوں کا جن کے ہم صرف ایک ہی زالا ہیں سویرا نے کہا۔

ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو لیکن ہمیں پھر بھی کچھ نہ کچھ تو کرنا ہوگا۔ ایسے ایک ایک کر کے ہم سب ہی موت کی آغوش میں جا سکتے ہیں۔ بلال کی بات پر سب غور کرنے لگے۔

ہم کچھ نہیں کر سکتے صرف دعا ہی کر سکتے ہیں اپنی زندگی کی۔ سویرا نے کانچی ہوئی آواز میں کہا۔ اٹھنے میں ذرا نیور اپنی جگہ سے اٹھا اور فضا کی طرف بڑھنے لگا فضا در خوف کے مارے پسینے میں بیٹھ گئی۔ بلال فضا کو کاپٹے ہوئے دیکھا تو راتیرنی

ایک آدھ گھنٹے بعد سب کالج میں جمع تھے پر سر اور گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی
ادنیٰ بے سر کہاں ہے اور جس میں ہم جا نہیں گئے
دوسرا یہ بھی نظر نہیں آ رہی ہے فضا نے کہا تو سر کی
آواز سنائی دی۔

میں بھی یہاں ہوں اور بس بھی۔ سب نے
دیکھا تو ایک دم سب کے منہ سے نکلا خونی بس۔
اور فضا وہیں گر کر بے ہوش ہو گئی۔ باقی سب بھی
سبز لال گلابی بس کو دیکھ رہے تھے بھل تو وہاں سے
بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر سانس لی۔

سر ہم نہیں جا رہے۔ اس بس میں یہ خونی
بس ہے مسلمان نے کہا اور سب نے مل کر مسلمان کی
ہاں میں ہاں ملائی۔ سر حیران نظروں سے سب کو
دیکھ رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ ان بچوں کو کہا ہو گا ہے
انکو تو بہت جلد ہی مری جانے کی لیکن اب ہر کوئی
انکار کر رہا ہے اور یہ سب ہی بس کو خونی بس کیوں
کہہ رہے ہیں فضا بے ہوش کیوں ہو گئی ہے اور فیصل
گھر کو کیوں بھاگ گیا ہے وہ سوچے جا رہا تھا اس کی
ستھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا بالآخر اس نے اس
پتھن کو توڑا اور مسلمان سے پوچھا۔

جنا آخر ہوا کیا ہے یہ تم لوگوں کو کہا ہو گیا ہے۔
مسلمان بولا سر بس خونی ہے اور ہم سب نے
ایک جیسا ہی اس کے بارے میں خواب دیکھا ہے
اور پھر مسلمان نے سب کچھ بتا دیا۔ جو سب نے
دیکھا تھا۔ سر دانش اس کی باتیں سن کر ادھر سب
دوستوں کے چہروں پر چھایا ہوا کچھ کچھ سوچنے لگا
اور پھر اس نے ایک فیصلہ کیا اور کہا کہ ہمیں چلنے سے
پہلے اس بس کو کسی عامل کو دیکھنا ہو گا کہ کیا واقعہ یہ
بس خونی بس ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو پھر ہم
اپنا پروگرام فیصل کر لیں گے اور پھر کسی اور جگہ
جانے کا پروگرام بنالیں گے۔ سب کو یہی سر کی یہ
نہج بہت اچھی لگی جس پر فوراً عمل کیا گیا۔ ایک

اور بس تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ سب ہی یہ منظر
دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بس زمین پر نہیں اب ہوا میں
اڑ رہی تھی اچانک ہی بس کی رفتار کم ہوئی اور وہ
بہت تیزی سے زمین پر گرنے لگی ایک خوفناک آواز
کے ساتھ بس زمین پر گر گئی اور بس میں بیٹھے سب
بہت بری طرح زخمی ہو گئے۔

بھاؤ بھاؤ مسلمان کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔
جب آنکھ کھلی تو وہ اپنے ہمسز پر تھا اور اس کے ارد گرد
سب جمع تھے کیا ہوا جتنا مسلمان بنا۔ مسلمان کی انی
نے کہا کچھ نہیں انی جان ڈراؤ نا خواب دیکھ رہا تھا
مسلمان کی بہن نے کہا تو مسلمان کے منہ سے بے
اختیار نکلنا خواب تھا ہاں مسلمان نے شکر ادا کیا
اور فریض ہونے کے لیے چلا گیا۔ مسلمان گھر سے
باہر نکلا اور اپنے دوستوں کو فون کیا اور ایک مقامی
جگہ پہنچنے کو کہا ایک گھنٹے بعد ہی سب ہی دوست ایک
جگہ بیٹھے ہوئے تھے سب ہی ڈر رہے ہوئے تھے جیسے
سب نے ہی ایک جیسا خواب دیکھا تو۔

آج دس تاریخ ہے ناں۔
ہاں۔ بلال نے کہا۔
تو پھر کیا کرنا چاہیے۔ نو مان نے کہا۔

کرنا کیا ہے بس مری جلتا ہے۔ مسلمان نے
بات کلکری تو سب کے چہروں کے رنگ اڑ گئے
فضا نے ہمت کر کے کہا ہاں ابھی کالج چلنے
ہیں۔ جاؤ اپنا اپنا سامان لاؤ۔ کیونکہ سر ہمارا
انتظار کر رہے ہوں گے ہو سکتا ہے جو خواب ہم سب
نے دیکھا ہے یہ محض ایک خواب ہی ہو اس میں
حقیقت کا کوئی بھی عمل دخل نہ ہو۔

اس کے دلاسوہنے سے سب نے ہی اس کی
ہاں میں ہاں ملائی اور پھر کچھ دیر بیٹھنے کے
بعد گھروں کو چلے گئے لیکن سب کے دل ہی ڈر رہے
ہوئے تھے کہ کہیں یہ دیکھا گیا خواب سچ ہی نہ
ہو جائے۔

پانی کا پلا با اور باقی پانی کے چھیننے وہ بس پر ماونے لگے۔ جب سارا پانی بس پر اٹھ بل دیا گیا تو بس کو کرنٹ ساٹکنے لگا وہ ان کے سامنے ہی جمو لئے گئی۔

بس کا اگلا حصہ اوپر اٹھنے لگا اور وہ اپنے پچھلے بازوؤں پر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر زور سے نیچے زمین پر گر گئی۔ ایک دھماکہ سا وہاں بس کو آگ لگ گئی وہ جلنے لگی۔ بس کے اندر موجود سیاہ بیو لے دکھائی دینے لگے جو درو سے بلبلارہے تھے ان میں وہ ڈوائیو بھی موجود تھا جس کو سب دوستوں نے خواب میں دیکھا تھا وہ بھی بری طرح نیچے رہا غصہ کی نظر بس پر تھیں اور ان لوگوں پر تھیں جن کے چہرے بہت ہی بھانک تھے بس میں دھواں ہی دھواں پھیلنا جا رہا تھا اس میں موجود وہ درندے جلنے جا رہے تھے اور بس بھی جلنی جا رہی تھی آہستہ آہستہ بس میں موجود چیزوں کی گوبیس مدہم پڑنے لگیں اور بس جل کر سیاہ ہو گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بس کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ سب نے شکار ادا کیا اور مکون کا سانس لیا۔ یوں اس خوفنی بس کی کہانی انجام کو پہنچ گئی۔ وہ سب دوست آج بھی سوچ دے ہیں کہ خدا نے ان سب کو موت سے بچالیا ہے اگر ہم سب کو ایک جیسا خواب نہ آتا تو ہو سکتا تھا کہ دوسرے لوگوں کی طرح آج وہ بھی موت کے من میں پڑے۔ دوتے اور وہ بھیڑیے انکا گوشت کھا چکے ہوتے۔ اس کے بعد انہوں نے بھی بھی کہیں بھی جانے کا پروا اگر ام نہ بنایا۔

نادان

اچھی لڑکا پاگل سا..... ایک دیوی کو دیکھا کرتا تھا..... اس کا عرس اپنے دل میں ہوا کہ اس کی پوجا کیا کرتا تھا..... پر وہ ان خدا نہیں چاہتا تھا کہ..... وہ ایک دیوی ہے.....
مضان حسن، ڈراما میل خان

عامل کو وہاں بلا گیا۔ اور اس کو تمام تفصیل بتائی گئی اور بس بھی دکھائی گئی اس نے بس کو ایک نظر دیکھا اور کہا۔

ہاں یہ خوفنی بس ہے اس میں ایک بھوت کا ساہب ہے جو سچی اس بس میں بیٹھتا ہے تو وہ وہاں وہ نہیں اترتا ہے اور زندگی کی بازی ہاں جاتا ہے تم لوگ پہلے ہو جن کو اس بس میں جھپٹنے سے پہلے ہی اس راز کا علم ہو گیا اور اس میں بیٹھنے سے انکار کرنے لگے۔ اس بس میں کوئی بھی ڈرائیور نہیں ہے یہ خود ہی چلتی ہے لیکن پھر یکدم وہ بھوت ڈرائیور سٹ پر سب کو دیکھائی دینے لگتا ہے اس کی آنکھیں آگ کی مانند جلد ہی ہوتی ہیں اور وہ کسی بھی زندہ نہیں چھوڑتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آج اس بس کا خاتمہ کروں اسکے لیے مجھے تم لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔

ہاں ہاں باباجی ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہمیں بناؤ کہ ہمیں کہا کرنا ہوگا۔ سلطان نے جلدی سے کہا تو باباجی بولے۔

تم لوگ سات کنوؤں کا پانی لاؤ الگ الگ۔ ٹھیک ہے باباجی ہم سب یہ کام کر دیتے ہیں اتنا کہہ کر سب دوست ہی برتن لیے مختلف کنوؤں کی طرف نکل گئے اور جہاں جہاں بھی ان کو کنوؤں دکھائی و بادا ہاں سے وہ پانی لے کر آ گئے۔ اس کام میں ایک دن لگ گیا لہذا دوسرے دن سب ہی وہاں جمع ہو گئے وہ بس ابھی تک وہیں کھڑی تھی باباجی بھی وہاں آ گئے سب نے ہاتھوں میں پانی کے برتن بکڑے ہوئے تھے باباجی نے سب سے پانی لیا۔ اور پھر ایک جگہ پر بیٹھ کر ان ساتوں کنوؤں کے پانی پر کچھ پڑھنے لگے وہ مسلسل ان پر بڑھاٹی کرتے چلے گئے اور پانی پر پھونکے مارتے گئے۔ غصے کھینے تک وہ ان پانیوں پر پھونکے مارتے رہے پھر اندر کر ان کے پاس آ گئے۔ اور سب کو ہی ایک ایک گھونٹ

آسیبی محبت

۔۔۔ تحریر: سیدہ دروہ آب کاظمی

بیاری امی جان میں جانتا ہوں کہ آپ نے اور بابا نے کتنی محبت سے مجھے پالا اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں معاشرے میں سہرا اٹھا کر جی سکوں آپ کی تو خواہش تھی براہمانہ ہو سکا۔ اور آپ کے لیے میں کچھ نہ کر سکا۔ آپ کو ابو کو بہنوں کو میں دکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں کیا کرتا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر مجھے جو بددی ولادور ملے جن کی بنی پر آسیب کا سایہ تھا جو اس وقت ختم ہو سکتا تھا اگر میں اس سے شادی کرتا اور انہوں نے مجھے پیسے دئے تھے جس کی وجہ سے میں بہنوں کی شادی کر سکا بانی پیسے میری الماری میں رکھے ہیں اس سے نورین کی شادی کرنا۔ اور بابا کا علاج بھی کر دانا۔ ماں مجھے رشما سے شادی کے بعد مرنا ہوگا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی تاں مجھے معاف کر دینا نورین تم بھی اپنے بھائی کو معاف کر دینا۔ خوب دل لگا کر پڑھنا اور ڈاکٹر ذہنا ماں اور بابا کا خیال رکھنا خدا حافظ۔ خط نورین کے ہاتھوں سے پھیل گیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ارمان کی ماں کے منہ سے چیخ نکلی رہی تھیں۔ ارمان تم واپس آ جاؤ تمہیں تمہاری ضرورت ہے پیسے کی نہیں لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی دو بہت دور جا چکا تھا۔ جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آتا۔ ایک دلچپ اور سنسنی خیز کہانی

اکھٹا بھائی تھا۔ جب اس نے ایم بی اے ڈگری فائنل نوڈیشن میں حاصل کی تو اس کی آنکھوں میں جگنو جگنو لگے اسے اپنا مستقبل سہانا نظر آنے لگا لیکن بہت جلد اسے احساس ہو گیا کہ یہاں ڈگری سے زیادہ رشوت کی ضرورت ہے اس سے کم پڑھے لکھے اعلیٰ افسران کی پوسٹ پر بیٹھے تھے لیکن اس جیسے ابھی ڈگری ہولڈر رشوت اور سفارش نہ ہونے کی وجہ سے مجبور تھے گھر کے دروازے پر پہنچ کر اس نے شکستہ انداز میں دستک دی۔

آج تم ارمان بننا اس کی ماں نے اس آس پر دروازہ کھولا کہ شاید آج انکی قسمت کا ستارہ چمک گیا ہو اور اس کے بچے کو نوکری مل جاتی ہو بیٹے کے چہرے پر نظر پڑے ہی وہ سمجھ گئی ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ خالی ہاتھ واپس آیا ہے تم منہ ہاتھ دھو لو میں تمہارا لیے کھانا لے کر آتی ہوں

آج بھر شام کو تھک ہار کر وہ گھر واپس آ رہا تھا مایوسی نے اس کے ہورے وجود کو گھیر رکھا تھا۔ ہر روز صبح ایک نئی امید کے سانچہ وہ نوکری ڈھونڈنے لکھتا تھا پر واپسی پر سوائے مایوسی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ جہاں بھی نوکری کے لیے جاتا وہاں افسران کو اس کی ڈگری سے زیادہ رشوت یا سفارش چاہیے تھی وہ کوئی امیر باپ کا بیٹا تو تھا نہیں جو رشوت کے نام پر بڑی بڑی رقمیں دے کر افسران کو خوش کر سکتا نہ اس کی رسائی کسی ایسے انسان سے تھی جس کی سفارش اس کی ڈگری سے اعلیٰ تھی اور اس کی وجہ سے اسے نوکری مل جاتی اس کا باپ ایک غریب مزدور تھا یہ وہی یا اس کا باپ جانتا تھا کہ اس نے کیسے اچانکیت کاٹ کر اسے پالا پوسا۔ اور پڑھایا تاکہ وہ اس قابل بن سکے کہ اپنے ماں باپ کے بڑھاپے کا سہارا بنے اپنی بہنوں کی شادی کر سکے دو تین بہنوں کا



ارمان کی ماں نے کہا اور بچہ کی طرف چلی گئی۔

اسے پریشان دیکھ کر ولید نے پوچھا۔ بار میں پریشان کیوں نہ ہوں آج تین ماہ ہو گئے ہیں تو کمری دھوڑتے ہوئے لیکن ابھی تک نہیں ٹی گھر میں تین تین جوان کہیں ہیں ان کی شاہ باں نہیں ہو رہی ہیں ہر رشتہ کے لیے آنے والے اس آس نہ آتے ہیں کہ جہیز کتنا ملے گا مگر ہمارے گھر کی بددیواری سے بچتی ہوئی غربت دیکھ کر واپس چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں میری بہنوں سے نہیں جہیز سے مطلب ہے جو انہیں ملتا دیکھائی نہیں دیتا تو دروازے سے واپس چلت جاتے ہیں اپنی بہنوں کی آنکھوں میں مجھے دروگو میں نہیں دیکھ نہیں اچھے رشتوں کی آس میں ان کے بالوں میں سفیدی اتر آئی ہے اور تو کہتا ہے میں پریشان کیوں ہوں ارمان تو جیسے بھٹ پڑا۔ بار سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ولید نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ کسے ٹھیک : وگا بار کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوگا ارمان نے دکھ سے کہا۔ اچھا یا یہ بات ہے لیکن اگر تمہاری پریشانی ختم ہو جائے تو ولید نے کہا۔ ہزار ارمان حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا مگر کچھ تو بتا دوں۔ یا ربنا ناں۔ ولید کیا بات ہے ارمان نے پوچھا۔

یا رب ایک بہت زبردست بابا ہے اس کے پاس ایسا علم ہے کہ وہ تیرے حالات ٹھیک کر دے گا ولید نے کہا تو ارمان ہنس پڑا اگر انہیں حالات ٹھیک کرنے ہوتے تو پہلے سے نہ کہتے ارمان نے طنز کیا۔ مجھے پتہ تھا کہ تم نہیں مانو گے مجھے تو نہیں بتائیں رہا تھا۔ اس نے کئی لوگوں کی مدد کی ہے میرے ماموں کی بھی بارود بہت زبردست ہے۔

او کے بار لیکن ابھی تو میں گھر جا رہا ہوں مجھے پہلے ہی دین ہو گئی ہے ارمان ولید سے ہاتھ ملا کر گھر چل پڑا لیکن اس کے ماٹھ میں ولید کی باتیں گھوم رہی تھیں کیا وہ بابا میرے حالات ٹھیک کر دے گا۔

آج پھر سفید حویلی میں خوف کا سماں تھا پوری حویلی کے در و دیوار خوف سے لرز رہے تھے یوں لگتا تھا کہ جیسے زلزلہ آگیا ہو آج اماؤں کی رات تھی اور یہ اماؤں کی رات کو چوہدری دلاور کی بیٹی رشنا کی حالت بہت ہی خراب ہو جاتی تھی اسے سخت قسم کا دورہ پڑتا تھا اور اس کی ولید دز چھین پوری حویلی میں گاؤں کو ہلا کر رکھ دیتی تھیں رشنا کا فحوصرت چہرہ سیاہ پڑ جاتا اور آنکھیں باہر کو ابل آتیں۔ آواز اس قدر خوفناک ہو جاتی تھی کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے سماعت کو متاثر کر دے گی۔ اس حالت میں رشنا کو سنبھالنا بہت ہی مشکل ہو جاتا تھا اور اماؤں کی رات سے پہلے ہی اسے رسیوں سے جکڑ دیا جاتا۔ چوہدری دلاور اپنی بیٹی کی یہ حالت دیکھ کر در پڑتا تھا رشنا اس کی اکلوتی بیٹی تھی لکنا بیٹی کو تربیت دینے دیکھنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا چوہدری صاحب آپ کچھ کریں دیکھیں رشنا کی حالت آج پھر کتنی خراب ہو گئی ہے رشنا کی ماں نے روتے ہوئے کہا بیٹی اتنی خراب حالت اس سے نہیں دیکھیں جاتی تھی شاید توبہ رہی تھی کہ جیسے اس کے وجود پر کوئی چھڑیاں چار بابو رشنا کے طلق سے عجیب غیر انسانی آواز نکلتی تھی اس کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ سچ ہوتے ہی یہ ترقی ہوئی لڑکی ایسے ضعیف ہو جائے گی جیسے کچھ ہو ہی نہیں ہو۔

آج سے تقریباً تین سال پہلے رشنا بھی ایک عام لڑکی کی طرح زندگی بسر کر رہی تھی اور اپنی زندگی میں بہت خوش تھی لیکن اس ایک رات کے بعد اس کی زندگی برباد ہو کر رہ گئی جب رشنا کی حالت ٹھیک ہوئی تو وہ سوچی کہ کاش اس رات وہ گھر میں نہ لڑکی کے پاس نہ جاتی تو ایسا بھی نہ ہوتا۔

اس رات بہت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی،

ارمان یا رب کیا بات ہے تو اتنا پریشان کیوں ہے

یوں لگتا تھا کہ اسے کوئی بہت بڑے تکلیف دے رہا ہے وہ سر کے بل زمین پر چلے گئی یہ سب دشنا کے ساتھ کیا ہو رہا تھا کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اسے کئی ذاکر دوں پیروں کی فقیروں کو دکھایا گیا۔ لیکن دشنا ٹھیک نہیں ہوئی دشنا جانتی تھی کہ اس کی حالت کا ذمہ دار کون ہے پر وہ ہی کو یہ بات بتانہ پانی تھی کہ اسے اس کیساتھ اس رات کیا ہوا تھا۔

جو بددی جی میں ایک سادھو کو جانتا ہوں جو کالے علم کا پر ہے اگر دشنا بی بی کو اس کے پاس لے جایا جائے تو اسید ہے کہ دشنا بی بی ٹھیک ہو جائیں گے چو بددی دلاوہ کے ملازم اکرم نے کہا۔

کون ہے وہ اگر تو کسی ایسے سادھو کو جانتا ہے تو مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ چو بددی دلاوہ غصہ سے اپنے ملازم کو کہا۔ چو بددی جی وہ میں بتانا چاہتا تھا مگر مجھے موقع نہیں ملا اگر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

ٹھیک ہے اکرم اگر اس مسئلہ کا حل سادھو کے پاس جا کر ہی ملے گا تو ہم دشنا بی بی کو اس کے پاس لے کر جائیں گے یہ بات چو بددی دلاوہ نے تو کہہ دی لیکن کاش وہ جان پاتا کہ تمام مسائل کا حل صرف ایک ہی ذات کے پاس ہے اوود ہے صرف خدا کی ذات ہے شک۔ اگلے دن وہ دشنا کو اس سادھو کے پاس لے کر گئے سادھو نے دشنا کو دیکھا تو چونک پڑا

مجھے اور اس چھوڑی کو اس کمرے میں اکیلا چھوڑ دیا سادھو نے کہا پہلے تو چو بددی دلاوہ چٹکچٹایا لیکن پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب چو بددی دلاوہ کمرے میں واپس گیا تو دشنا ایک طرف بے ہوش بڑی ہوئی تھی اور سادھو کی آنکھوں میں تو سے جیسے خون نیک رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بہت زیادہ سرخ ہو رہی تھیں۔

کیا بات ہے امی جان آپ اتنی پریشان

موسم بہت خوبصورت تھا ایسے میں دشنا کو نیند نہیں آ رہی تھی وہ باغ میں آئی باغ میں ایک طرف مری تھی وہ ندی میں پاؤں ڈال کر بیٹھی تھی۔ اچانک اسے ایک آواز سنائی دی۔ دشنا۔ کسی نے اسے کہا۔

کون ہے۔ دشنا نے ادھر ادھر دیکھا پر اسے کوئی بھی دکھائی نہیں دیا شاید میرا وہم ہوگا دشنا نے سوچا لیکن اسے پھر سے آواز سنائی دی دشنا۔ دشنا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو سحرزدہ وہ گئی وہ بہت ہی خوبصورت تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سا سحر تھا جس نے دشنا کو سحرزدہ کر دیا تھا۔

کون ہو تم دشنا نے اس انجینی سے پوچھا۔ دشنا میں تمہارا عائق ہوں میں ساحر ہوں دشنا آؤ میرے پاس آؤ ساحر نے اپنے بازو دشنا کی طرف بڑھائے اس ساحر نے دشنا پر غماز کیا جادو کر دیا تھا کہ وہ اس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ سوچے بغیر کہ یہ قدم اسے کتنا نقصان پہنچا میں گے۔

اگلی صبح جب دشنا کو ناستے پر بلانے کے لیے گئی تو دشنا اپنے کمرے میں نہ تھی پوڈی حویلی میں دشنا کو ڈھونڈا گیا سب پریشان تھے کہ وہ کہاں چلی گئی ہے ہر طرف دشنا کو ڈھونڈا گیا آخر دشنا ندی کے کنارے بے ہوش حالت میں ملی سب حیران تھے کہ دشنا ندی کے پاس کیا کرنے آئی تھی اوود پاں بے ہوش کیسے ہو گئی۔ دشنا کی دن بناد دی اور رپتی دی۔ بہت علاج کر دیا مگر دھیک نہیں ہوئی بخار تھا کہ رات نے کا نام نہیں لے رہا تھا دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ آخر وہ خود ہی ٹھیک ہو گئی ایسے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو سب نے دشنا سے پوچھا کہ آخر سے ہوا کیا تھا۔ لیکن دشنا کو تبھی یاد نہیں تھا وہ سب کچھ بھول چکی تھی لیکن پھر اماؤس کی دات کو دشنا کی طبیعت خراب ہونے لگی اس کا رنگ سیاہ پڑ گیا تھا آنکھیں باہر کو اٹھنے لگی منہ سے عجیب عجیب غیر انسانی آواز سن کر رہی تھیں

چوہدری تیری بیٹی پر جن کا سایہ ہے اور وہ بھی کوئی عام جن نہیں جنوں کا شہنشاہ۔ شہنشاہ جنت کا سایہ ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سادھو جی ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر چوہدری ساکت رہ گیا تھا۔

اس نے تمہاری بیٹی کو اماؤس کی رات ندی کے کنارے دیکھا تھا تب سے یہ تمہاری بیٹی پر عاشق ہو گیا ہے سادھو نے کہا اور یہ ہر اماؤس کی رات تمہاری بیٹی کے پاس آتا ہے لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے پاس لوگ ہیں تو وہ اس کو اذیت دیتا ہے۔ اب کیا ہوگا۔ چوہدری نے پریشانی سے کہا میری بیٹی کیسے ٹھیک ہوگی۔

شہنشاہ جنت بہت طاقتور ہے اس سے بچنا چھڑا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بس اس کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے بھی بہت خطرناک سادھو نے کہا۔ کوئی بات نہیں سادھو جی جتنا بھی خطرناک ہے اپنی بیٹی کے لیے میں سب کچھ کروں گا چوہدری دلاور نے یقین سے کہا۔

تم اپنی بیٹی کو بہت سے بیرونی قہیروں کے پاس لے کر گئے ہو گے ان میں سے کئی لوگ اس مسئلے کا حل جانتے ہوں گے۔ لیکن انہوں نے تمہیں نہیں بتایا ہوگا۔ پر میں تمہیں بتاتا ہوں اگر تمہیں اپنی بیٹی کی جان بچانی ہے تو تمہیں کسی کی جان لینا ہوگی۔ سادھو نے کہا تو چوہدری دلاور ایک جگہ کے لیے ساکت رہ گیا۔

مجھے کسی کی جان لینا ہوگی چنانچہ پہلی تاریخ کو ایک خاص وقت میں ایک لڑکے کی پیرائش ہوئی تھی اس لڑکے سے اگر تمہاری بیٹی کی شادی کر دی جائے تو تمہاری بیٹی ٹھیک ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس لڑکے میں ایک ایسی طاقت ہے جس پر کوئی جادو کوئی طاقت اثر نہیں کر سکتی ہے جب اس لڑکے کا ملاپ تمہاری بیٹی سے ہوگا تو وہ طاقت تمہاری بیٹی میں چلی آئے گی۔ پھر شہنشاہ جنت تمہاری بیٹی پر اثر انداز نہیں ہو سکے گا۔

کیوں ہیں ارمان نے اس کی پریشانی سمجھتے ہوئے کہا اس کی ماں اپنی پریشانی ارمان سے چھپانے کی کوشش کرتی پر ارمان پھر بھی جان لیتا تھا وہ جتنا آج کچھ لوگ آئے تھے ہاں کو دیکھنے نہیں ہاں تو پسند آگئی مگر عمر۔

مگر ماں یہ لوگ ہمارے ساتھ وہ ارمان کی ایک لہجہ بھی دے گئے۔ ماں یہ ہی بات ہے میں ارمان نے دکھ سے کہا۔ اور اٹھ کر باہر نکل گیا اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسو دھیس دیکھ سکتا تھا۔ میں کروں تو کیا کروں ماں کی پریشانی اب ان کی تیاری اور بہنوں کی نوئے خواب میں نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے کچھ کرنا ہی ہوگا اس شام ارمان ولید سے ملنے اس کے گھر گیا ولید بار مجھے اس بابے کے پاس لے چل جس کا تم نے مجھے بتایا تھا۔

تم راضی ہو گئے۔ خیر کوئی بات نہیں دیکھنا اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔ چل میں تجھے آج ہی لے چلتا ہوں ولید نے کہا تو پھر دیر کسی چلے۔ ارمان نے کہا۔ کچھ دیر میں ولید نے ایک رکان کے آگے جا کر بائیک روکی

یہاں رہتا ہے وہاں ارمان نے پوچھا۔ ہاں۔ یاد وہ سب سے جواب دیتا ہے بہت ویران علاقہ تھا جہاں اس کا گھر تھا اور ہاں یار بابا کا نام نارائن راج ہے ولید نے کہا تو ارمان چونک گیا۔ تو مجھے ایک ہندو کے پاس لے آیا ہے۔

چوہدری دلاور ہندو کو ہمیں تو اپنا کام ٹھکانا ہے اس کے پاس بڑی طاقتیں ہیں دیکھنا وہ ایسا عمل کرے گا کہ مجھے وہ دونوں میں ہی نوکری مل جائے گی۔ ولید نے کہا وہ دونوں گھر کے اندر داخل ہوئے۔

یہ کیا ہوا ہے نارائن بابا میری بیٹی بے ہوش کیوں ہو گئی ہے چوہدری نے پریشان ہو کر پوچھا۔

ہے اور اس کی بیٹی رشتہ سادھو نے ساری بات تفصیل سے بتادی۔ جسے سن کر ارمان اور دلید ساکت رہ گئے لیکن ان باتوں سے ارمان کا کیا تعلق۔ دلید نے حیرت سے پوچھا کہیں آپ کے کہنے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ارمان ہی دہلاڑی ہے۔

ہاں تم صحیح سمجھ گئے بالک ارمان ہی دہلاڑی ہے جب یہ مکان میں داخل ہوا تو بھی مجھے پتہ چل گیا تھا دیکھو اس کے دایں پاؤں پر آدھے چاند کا نشان بھی ہے اگر یہ مان جاتا ہے تو چوہدری دلا در اسے اسنے پیسے دے گا کہ یہ اپنی بہنوں کی شادی بھی کر دے گا اور باپ کا علاج بھی کر دے گا بولو کہا کہتے ہو تم لوگ سادھو نے پوچھا۔

نخیک ہے سادھو بابا مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے ارمان نے مانتے ہوئے کہا۔ کیا۔ ارمان تم پاگل ہو۔ کیا کہہ رہے۔ دہلید نے غصہ سے کہا تو ارمان نے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

نخیک ہے بھراؤھی جاؤ پیسوں آجاتا تمہاری چوہدری دلا در سے ملاقات ہو جائے گی وہ دونوں اٹھ کر مکان سے باہر آگئے باہر آکر دلید سے چپ نہیں رہا گیا ارمان تم کیا کرنے نے جا رہے ہو

تو کیا کروں میں۔ نہیں ایسا کچھ نہیں کرنے دوں گا۔ میں ماں جی سے بات کروں گا۔ تمہاری جان کو یوں ضائع نہیں ہونے دوں گا۔ دلید نے غصہ اور دکھ سے کہا۔ پلیز دلید یہ صرف میری نہیں اس لڑکی کی بھی حالت ہے پتہ نہیں وہ جن اس کو کتنی اذیت دیتا ہوگا۔ اور پلیز مجھ سے پراس کر دو کہ تم اس کو کچھ نہیں بتاؤ گے نہیں اس بدعتی کی قسم جو ہمارے بیچ میں ہے ارمان نے کہا تو دلید بے بسی سے اسے دیکھا رہ گیا

سادھو جی آپ نے مجھے بلا ہاتھ چوہدری دلا در نے سادھو کے پاس حاضر ہو کر کہا۔ ہاں چوہدری تمہارا کام ہو گیا ہے دہلاڑی مجھے مل گیا ہے جو اگر تمہاری بیٹی

گا۔ لیکن شاید شہناز جنت بھی یہ بات جانتا تھا میں نے تمہاری بیٹی میں زہر بھر دیا ہے اب جو بھی اس سے شادی کرے گا وہ مر جائے گا چوہدری دلا در یہ ساری باتیں سن کر لرز اٹھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ بولا۔ میں راضی ہوں، بیٹائیں! ان کے کی نشانی کیا ہے اس لڑکے کی نشانی اس کے دائیں پاؤں پر آدھے چاند کا نشان ہے بس وہی لڑکا تمہاری بیٹی کو بچا جائیگا۔ سادھو نے مسکراتے ہوئے کہا کہ تو کالے جادو کا ماہر تھا اپنی طاقت سے وہ یہ سب کو جان گیا پر کاش یہ بھی جان جاتا کہ بچانے اور زندگی دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

دلید اور ارمان اس مکان میں داخل ہوئے تو انہیں ایک آدمی اپنی طرف آتا ہوا دیکھائی دیا۔ آؤ آؤ سادھو کو تم لوگوں کا ہی انتظار تھا۔ اس آدمی نے کہا تو دونوں حیران ہو گئے سادھو جی کو کیسے پتہ کہ تم آ رہے ہیں ارمان نے حیران ہو کر کہا سادھو جی کو سب پتہ ہے اس آدمی نے کہا اور انہیں لے کر ایک طرف چل پڑا۔ دیکھا میں نے کہتا تھا کہ یہ اچھا بچا ہوا ہے سادھو۔ دلید نے کہا تو ارمان مسکرا دیا۔ وہ دونوں اس وقت سادھو کے سامنے بیٹھے تھے میں سب جانتا ہوں مجھے پتہ ہے کہ تمہاری ڈگری نہیں لگ رہی گھر میں جوان نہیں ہیں تیار باپ ہے

آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں ارمان حیرانگی میں بولا۔ مجھے سب پتہ ہے سادھو نے مسکرا کر کہا۔ تمہارے ان تمام مسائل کا حل ہے میرے پاس بہنوں کی شادی اور باپ کا علاج بھی، دو جائے گا لیکن اس کے لیے تمہیں ایک بڑے امتحان سے گزرنا پڑیگا اور اس میں تمہاری جان بھی جاسکتی ہے میری جان بھی جاسکتی ہے ارمان نے پریشان ہو کر کہا۔ مجھے پوری بات بتائیں جائیز۔

اچھا سنو چوہدری دلا در ایک بہت ہی امیر آدمی

اسلام و تسلیم۔ رشتا نے سکرپٹے ہوئے کہا تو ارمان
ایسے دکھائی دے رہا تھا۔ رو رہا تھا بہت ہی خوبصورت
تھی۔

اس ایک ماہ میں ارمان نے اپنی بڑی رہنوں
بہنوں کی شادی کر دی ارمان کی ماں حیران تھی کہ اس
کے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے وہ جب بھی
ارمان سے پوچھتی تو وہ کہتا تھا میں نے اپنے دوست
کے ساتھ مل کر کاروبار شروع کیا ہے وہ باہر کے ملک
سے پیسہ لگاتے اور عربین کا روپار سنہالتا ہوں وہاں
کو اصل بات بتا کر موت سے پہلے نہیں مارنا چاہتا تھا
آخر وہ دن بھی آگیا۔ جس دن ارمان اور رشنا کی
شادی بھی چاند کی جیسی تاریخ تھی ارمان رشنا کے
کمرے کی طرف بڑھا جہاں وہ اس کی منتظر تھی وہ
جانتا تھا کہ وہ خوبصورت لڑکی اس کی موت تھی اس
معصوم کو آج کی رات اذیت سے ہمیشہ ہمیش کے لیے
چھٹکارا دے دیا جائے گا۔ ارمان نے مسکاتے ہوئے رشنا
کا ہاتھ تھاما۔

رشنا آج ہماری ملن کی رات ہے اور آج کے
بعد تمہیں کوئی تکلیف نہیں دے سکے گا ارمان نے کہا۔
آج کے بعد ہماری محبت امر ہو جائے گی۔ لیکن رشنا کو
کیا پتہ کہ آج ہمارے ملن کی آخری رات اور پہلی
رات ہے ارمان تو یہ سوچ رہا تھا لیکن اوپر والے نے
کچھ اور سوچ رکھا تھا۔ اگلے دن چوہدری دلدارہ اس
کی بیوی زریں بیگم رشنا کے کمرے میں گئے جب وہ
کمرے میں داخل ہوئے تو اندر کے منتظر نے انہیں
ساکت کر دیا۔

جواز نورین ارمان کو بلا کر لاؤ گھر سے آ کر
ناشتہ کرنے کل سارا دن یہ بلا کر گھر سے باہر رہا ہے
رات کو آگیا ہوگا۔ دیے بھی ارمان رات کو باہر نہیں
رہتا ارمان کی ماں شاید نے اپنی بیٹی نورین سے کہا

سے شادی کرے گا تو تمہاری بیٹی شہناز جنات سے
چھٹکارا دے سکتی ہے پر تمہیں اس لڑکے کو رقم دینا ہوگی۔
آپ فکر نہ کریں سادھو جی۔ میں ہر قیمت پر اس کا اپنی
بیٹی کو بچانے کے لیے سادھو نے ارمان کو بھی بلا دیا تھا
اسی لیے تھوڑی دیر میں ارمان بھی وہاں آگیا چوہدری
نے ارمان کی طرف دیکھا وہ ایک اچھا خاصا خوبصورت
نوجوان لڑکا تھا۔ ایک ہلکے سے لہجے پر پریشانی ہوئی
کہ وہ کیا کرنے لگا ہے پراگلے بل اپنی بیٹی کی محبت
غالب آگئی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم شادی سے پہلے رشنا
سے مل لو اور تمہیں جتنے پیسے چاہیے وہ میں دے
دوں گا۔ آج چاند کی جیسی تاریخ ہے اگلے مارچ چاند کی
جیسی کو تمہاری رشنا کی شادی ہو جائے گی۔ اور بالکل
سادگی سے ہوگی۔ کسی کو کچھ پتہ نہیں ہوگا۔ فحک ہے
چوہدری جی مجھے منظور ہے پھر بھی مجھے تھوڑا سا ناگم
رہیں تاکہ اس دوران میں اپنی بہنوں کی شادی بھی
کر لوں گا بھی مجھے سکون کی موت آئے گی۔ ارمان
نے کہا۔ تو چوہدری زنجیدہ ہو گیا۔ وہ لڑکا اپنی بہنوں کی
خاطر اپنی جان دینے کو تیار تھا۔

بتول جاؤ رشنا بیٹی کو بلا کر لاؤ چوہدری دلدارہ نے
اپنی ملازمہ بتول سے کہا۔ اچھا چوہدری جی وہ چلی
گئی۔ دیکھو ارمان ہم نے رشنا کو یہ تو بتا دیا ہے کہ
تمہاری امی سے شادی ہم کرنے لگے ہیں پر اسے
معلوم نہیں کہ اس شادی کے بعد تمہاری موت واقع
ہو سکتی ہے تم اسکو ایسا کچھ مت بتانا۔

فحک ہے چوہدری جی جیسا آپ کہیں گے ایسا
ہی ہوگا۔ اور اگر میری بہنوں کی شادی کا مسئلہ نہ ہوتا تو
میں کبھی بھی اسو کام کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ ارمان کی
آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ تو چوہدری دلدارہ نے اسے
گلے سے لگالیا۔ آؤ آؤ رشنا بیٹی آؤ چوہدری دلدارہ نے
رشنا کو دیکھ کر کہا اسے ملو یہ ارمان سے یہ وہی لڑکا ہے
جس سے تمہاری شادی ہم کر دے جارہے ہیں

خون نکل رہا تھا وہ خون کے پھیپے سے نکل رہا تھا ایک طرف ارمان کی لاش پڑی ہوئی تھی اور ذرہ بند نگار دشنا کو سمجھڑتے ہوئے بولی۔ یہ تم نے کیا کردار دشنا کیوں ایسا کیا سچی اس کی نظر اس خط پر پڑی جو دشنا کے سر کی طرف پڑا ہوا تھا۔ ذرہ بند نے وہ خط اٹھالیا اور پڑھنے لگی۔

بابا جان اور امی جان میں جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں اور مجھے اس تکلیف سے بچانے کے لیے آپ کچھ بھی کر سکتے ہیں اور کسی کی جان بھی لے سکتے ہیں میرے لیے ہاں بابا جان ارمان مرنے سے پہلے مجھے سب کچھ دیا تھا اس نے وعدہ خلائی نہیں کی۔ لیکن بابا غلطی میری تھی میں وہاں ندی کے کنارے گئی تھی اور میں ارمان سے بہت پیار کرنے لگی ہوں نہیں چاہتی تھی کہ میری غلطی کی سزا سے ملے لیکن وہ میری خاطر اپنی جان دینے پر تیار ہو گیا۔ میرے لیے اپنی بہنوں کے لیے وہ پیسے لے کر بھاگ بھی سکتا تھا پر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ ارمان کے بعد اس کی بہنوں کا کیا ہوگا۔ بابا اس لیے میں نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ ارمان کے بعد میں بھی اپنی جان دے دے گی ہوں کیونکہ اس کے بغیر میں نہیں جی پاؤں گی مجھے معاف کرنا بابا جان اب کوئی شہنشاہ جنات ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ جو ہدردی دلاور کا دل بند ہو گیا وہ دل پر ہاتھ رکھ کر زمین پر بیٹھا چلا گیا۔ اپنی بیٹی کو بچانے کے لیے اس نے کیا کچھ نہ کیا پر ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے چاہے انسان کتنا بھی کچھ کیوں نہ چلائے بنا لے کرے میں صرف ذرہ بند نگار کی جینیں تھیں اور سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔

قارئین کرام کسی گلی کہانی پسند آئے تو اپنی رائے سے نوٹ دے گا نہ آئے تب بھی بتائیے گا۔

وہ ارمان کے کمرے میں گئی ارمان کمرے میں نہیں تھا ہاں اس کے ہڈی کی ایک طرف ایک لیٹر پڑا ہوا تھا نورین نے وہ لیٹر اٹھالیا اور کمرے سے باہر آگئی۔ ہاں ارمان تو کمرے میں نہیں ہے لیکن اس کے کمرے میں یہ لیٹر ملا ہے تو پڑھو اسے کیا لکھا ہے اس میں۔ ہاں نے کہا نورین پڑھئے گی۔

بیاباری امی جان میں جانتا ہوں کہ آپ نے ارمان کو بچانے کی کوشش سے مجھے کالا اور مجھے اس قابل بنا کر میں معاشرے میں سرائی کر جی سکوں آپ کی تو خواہش تھی کہ وہاں نہ ہو سکے۔ اور آپ کے لیے میں کچھ نہ کر سکا۔ آپ کو ابو کو بہنوں کو میں دکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں کیا کرتا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر مجھے جو ہدردی دلاور ملے جن کی بیٹی پر آسیب کا سایہ تھا جو اس وقت ختم ہو سکتا تھا اگر میں اس سے شادی کرتا اور انہوں نے مجھے پیسے دے دیے تھے جس کی وجہ سے میں بہنوں کی شادی کر سکا ہائی پیسے میری الماری میں رکھے ہیں اس سے نورین کی شادی کرنا۔ اور بابا کا علاج بھی کرنا۔ ہاں مجھے دشنا سے شادی کے بعد مرنا ہوگا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی ہاں مجھے معاف کرو بنا نورین تم بھی ایسے بھائی کو معاف کر دینا۔ خوب دل لگا کر پڑھنا اور ذرا کٹر بننا ہاں اور بابا کا خیال رکھنا خدا حافظ۔

فقط نورین کے ہاتھوں سے پھسل گیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ارمان کی ماں کے منہ سے جینیں نکل رہی تھیں۔ ارمان تم واپس آ جاؤ ہمیں تمہاری ضرورت ہے پیسے کی نہیں لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی وہ بہت دور چاچکا تھا۔ جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آتا۔ ارمان کا بچا باب ایک طرف سبکست ہو گیا اس نے اپنی تمام عمر کی جمع پونجی آج لٹا دی تھی وہ خالی ہاتھ رہ گیا۔

کمرے میں بہت خوفناک منظر تھا کمرے میں

لال حویلی کا راز

۔۔۔ تحریر: محمد نادر شاہ۔ شجاع آباد

اے شیطانوں کے شیطان اندھیرے کے بے تاج بادشاہ، شیطان بدروحوں کے سردار مجھے بہت بھوک اور پیاس لگی ہے۔ آج اس لڑکی کے خون سے میری برسوں کی پیاس بجھا دے۔ رنجیت نے کہا جانتے اجازت سے بارڈال اس لڑکی کو۔ بجھالے اپنی برسوں کی پیاس۔ آدنی بدروح جسے ہی شاپین کے پاس گئی نوشہنہاد فرخ آفتاب کی روح نے آدنی کو درمیان میں روک لیا اور بولا۔ اے آدنی نویہ بت کہ تو کس کی وجہ سے بدروح بنی ہے کس کی وجہ سے تو انسانی خون اور گوشت کھاتی ہے اور آج جس کی وجہ سے نو در بارہا اس دنیا میں آئی ہے اس لڑکی نے شیطان کے بت کو آگ لگائی ہے اور نہ ان کو ہی مار رہی ہے مار تانی ہے نور رنجیت کو مار۔ اس نے مجھ سے تیری عزت اور نیر پاک جسم جھینا ہے اور مجھ سے درد ہی ہے مارا تھا آدنی نے جو فرخ کی بائیں سٹیکس خواستہ وہاں باؤ آگئے جب رنجیت نے اس کی عزت لوٹی تھی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اور اس کی روح کو ابنا غلام بنا دیا تھا آدنی نے اس کی بائیں سر کر رنجیت کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا آدنی کو اپنی طرف بڑھنے ہوئے دیکھ کر رنجیت کا رنگ اڑنے لگا وہ چائے لگانے لگا نہیں آدنی نہیں انکی ہانوں میں مسرت تو نہیں بھوکی پیاسی ہوان کے خون اور گوشت سے اپنی پیاس اور بھوک مٹاؤ۔ نہیں رنجیت باؤ گھر نہیں۔ اب میرا شکار نہیں آپس میرا شکار تو ہے مجھے سب کچھ باؤ آگیا ہے کہ کہیں تو بے میری عزت سے کھانا خوار کرے مجھے غیرت ناک موت دی تھی میں نہایت آگے بہت متیں کرنی رہی تھی لیکن تو نے میری منڈی گوت سنا اور میرے سانچہ دنی کچھ کیا جو نہ بارہا دل میں آتا آج آفتاب کی روح نے میری آنکھیں کھول دیں مجھے میرا قاتل دکھا دیا ہے اور میں نہیں چھوڑ دوں ہرگز نہیں اٹنا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھنے لگی نوو، پیچھے ہٹنے لگا۔ جبکہ آدنی اس پر حملہ آور ہو گئی۔۔۔ ایک ایسپ اور سنی خیر کو پانی۔

نو بیت چاکر اس جس ایک خوبصورت نوجوان لڑکی اور لڑکا۔ دو دو تین اس وقت دونوں کے جہروں پر پریشانی نمایاں تھی ان کی گاڑی کی رفتار بہت ہی دھیمی تھی کیونکہ ان کو در تھا کہ نہیں ان کی گاڑی الٹ نہ جائے کیونکہ ہوائیں طوفان کا روپ دھار چکی تھیں اور پھر اچانک ان کی گاڑی ایک بھٹکے سے رک گئی اب تو ان دونوں کو اس سناٹان سڑک پر کوئی چھ آدنی دکھائی نہ دے رہی تھی سڑک کے ارد گرد گھٹنا بیگا دکھا۔

آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھائے دوتے بنے بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گرج نے پراسرار ماحول بنا رکھا تھا۔ رات کی تاریکی نے ڈبرے ڈال رکھے تھے آج سردی کچھ حد سے زیادہ دہی پڑ رہی تھی بادلوں کی گھبراہٹ سے بارش ہونے کی سونید فوج تھی ہوائیں بھی اپنا زور پکڑ چکی تھیں دود سڑک پر گاڑی کی پہل لائیں کی مدد ہم رہتی دکھائی دیتے رہی تھی ہوا کی وجہ سے گاڑی بھگو لے کھا رہی تھی جب گاڑی مزید بک آئی



جو ملی کے اندر بے شمار کمرے اور رانداریاں بنی ہوئی تھیں تمام کمروں کے دروازے کھلے ہوئے تھے وہ دونوں ایک کمرے میں داخل ہو گئے کمرہ بالکل صاف ستھرا تھا وہ دونوں بہت حیران ہوئے کیونکہ جب وہ حویلی میں داخل ہوئے تھے تو اس حویلی میں انہیں کوئی نظر نہیں آتا تھا لیکن کمروں کی صفائی نئے سے بات ثابت ہو گئی تھی کہ یہاں کوئی رہتا ہے کمروں میں تمام آرائش کا سامان موجود تھا ان دونوں کے لباس بھگے تھے جب وہ دونوں بھاگے تھے تو اپنے بیک انہوں نے ساتھ اٹھا رکھے تھے انکے بیگوں میں ان کے لباس موجود تھے تھیل نے اپنے بیگ سے اپنے لیے ایک لباس نکالا اور اسے تبدیل کرنے کے لیے واش روم میں چلا گیا شاما نے بھی ایسا ہی کیا کچھ دیر بعد وہ دونوں واپس کمرے میں آئے تو ان کو ایک لڑکی دکھائی دی جس نے سفید لباس پہن رکھا تھا تھیل نے اسے آواز دی۔ اور کہا۔

اے لڑکی تم کون ہو۔ لیکن لڑکی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا اور آگے بڑھ گئی ایک مرتبہ پھر تھیل اختر نے اسے آواز دی تو لڑکی رنگ مٹی اس نے اپنی گردن پیچھے کی جانب تھمائی اس کا رخ دوسری طرف تھا۔ لیکن گردن ان کی جانب کھینچی گئی اس کو دیکھ کر بے تحاشا ان دونوں کی چشیں کھل گئیں اتنا خوفناک چہرہ انہوں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ لڑکی ان کی جانب بڑھنے لگی ان کے جسم پر سست طاری ہو گیا ان کو اپنی سوت یعنی دکھائی دینے لگی اور پھر وہ دونوں لہرا کر فرش پر گر گئے اور پھر اچانک۔

یوں تیرا نظر ملانا اچھا لگتا ہے
یوں تیرا سکر ۱۵۱ اچھا لگتا ہے
جب بھی تم سامنے آتی ہو رانی

جس میں جنگی وردنوں کی خوفناک آوازیں آ رہی تھیں لڑکی بہت ہی خوفزدہ تھی جبکہ لڑکا اسے تسلی دے رہا تھا یہ دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتے تھے لڑکے کا نام سہیل اختر جبکہ لڑکی کا نام شامہ تھا دونوں کا گھر ایک ہی گاؤں میں تھا۔ انکے گاؤں کا نام سندھوگر تھا وہ دونوں کزن بھی تھے اور سہیتیر بھی لڑکا گاؤں کے چویدری کا بیٹا تھا جبکہ لڑکی اس کے چھوٹے بھائی کی بھی سہیل اختر بہت ہی شریف لڑکا تھا اور شامہ بھی بچپن ہی سے دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور جب جوان ہوئے تو ان کی خواہش اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔ اب وہ دونوں اپنے امتحان دینے کے بعد واپس اپنے گاؤں آ رہے تھے کہ راستے میں ان کی گاڑی خراب ہو گئی تھی

اب وہ دونوں پریشان تھے سہیل اختر کا د سے باہر آ پاس نے دیکھا کہ گاڑی کا ٹائر پھٹ گیا ہے اس نے اپنا سواگل جبب سے نکالا تاکہ گھر اطلاع کر دے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ سواگل میں نیٹ درک کا مسئلہ تھا اور پھر اچانک بارش شروع ہو گئی سہیل نے شامہ کا ہاتھ پکڑا اور اندھا دھند سڑک پر دوڑ لگا دی۔ آہستہ آہستہ بارش میں تیزی آ گئی وہ دونوں بھاگ رہے تھے سڑک بالکل سنسان تھی کسی ذی روح کا نام و نشان نہ تھا کہ اچانک شامہ کی نظر ایک حویلی پر پڑی تو اس نے سہیل سے کہا وہ۔ دو بائیں دیکھو اس کی آواز صحیح طریقے سے نہیں فکری تھی سہیل نے اوجھڑ دیکھا تو ان دونوں نے اس حویلی کی جانب دوڑ لگا دی جب وہاں اس حویلی کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ حویلی گھر سے سرخ رنگ مٹی ہے حویلی کا بوسیدہ سا دروازہ تھا سہیل نے دروازے کو دھکا دیا تو چرچاہٹ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ اوووو وہ دونوں اس کے اندر داخل ہو گئے اس

سے بڑا تھا باہر کی جب رانی سے متعلق ہوئی تو پورے خاندان میں مضافی تقسیم کی گئی اسی طرح باہر بہت خوبصورت نوجوان تھا لیکن رانی بھی کسی سے کم نہ تھی اسی طرح دن گزرتے گئے اور شادی کے دن قریب آتے گئے۔ اور پھر وہ دن بھی آگیا جس کا سب کو انتظار ہوتا ہے رانی اور باہر کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو گئی اسی طرح دن گزرتے گئے باہر کی شادی کو ابھی دو ماہ ہی ہوئے تھے کہ اطلاع ملی کہ باہر اور رانی سندرگرتہ کر ہم سے ملیں یہ اطلاع باہر کے ماسوں نے بھجوائی تھی اس کا نام بلال تھا بلال کی جو بیوی تھی اس کا نام بھی رانی تھا بلال کے پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے تھے جب باہر کے پاس اطلاع پہنچی تو رانی اور باہر جانے کے لیے تیار ہو گئے باہر نے اپنی ماں کو بتایا کہ وہ ماسوں بلال کے گھر جا رہے ہیں تو اس نے جواب دیا۔

بیٹا بڑا دھیان سے کار چلانا میرا دل انجانے خطرے کے تحت دھڑک رہا ہے
ارے ماں تم بھی یونہی کہتی ہو

اس کے بعد باہر نے اپنے دادا جان اور ابو جان سے اجازت لی اور گھر سے روانہ ہو گئے۔ باہر کار چلانے میں مصروف تھا تو رانی ڈانچٹ پر ہنسنے میں باہر نے پوچھا
جانو کون سا ڈانچٹ پڑھ رہی ہو۔

رانی نے جواب دیا کہ خوفناک ڈانچٹ پڑھ رہی ہوں

باہر نے پوچھا بتاؤ کہ سب سے اچھی کہانی کس کی ہے۔

رانی نے کہا ربابیہ۔ کی اس کے بعد خالد شایان اور اسد شہزاد کی دو سے تمام کہانیاں اچھی ہوتی ہیں لیکن مجھے ان تینوں کی پسند ہیں ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ ابانک موسم خراب ہو گیا اور موسم اتنا بھیا تک ہو گیا کہ

یوں مجھے تیرا اثر مانا اچھا لگتا ہے
رانی نے جو باہر کا یہ شعر سنا تو مسکرانے لگی اور بولی مسٹر باہر آپ تو کمال کے شاعر ہیں اس کی بات سن کر باہر مسکرانے لگا اور بولا۔

ہم شاعر نہ تھے تیرے پیار سے پہلے
عاشق نہ تھے تیرے دیدار سے پہلے
یوں پیار دے کر چھوڑ نہ دینا
مر جائیں گے تیرے انکار سے پہلے
واہ واہ۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔ اچھا اب شعر و شاعری بند کرو اور میری بات کو دھیان سے سنو
باہر نے جواب دیا۔ بولو۔

رانی بولی ابوجی نے ہمارے شادی کے لیے ہاں کر دی ہے۔
کیا۔۔ کیا۔ کہا تو نے ذرا پھرتے کہنا۔

ہاں باہر میں سچ کہہ رہی ہوں باہر خوش ہو گیا۔ کیونکہ رانی اور باہر بچپن سے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے باہر اور رانی آپس میں کڑن تھے رانی باہر کی چھوٹی خالہ سلیم کی لڑکی تھی جبکہ باہر بڑی نسیم کا لڑکا تھا سلیم اور نسیم دونوں ہی کبھی نہیں کہ باہر اور رانی کی شادی ہوگی لیکن رانی کے ابو جس کا نام اختر تھا اسے معلوم نہیں تھا اور پھر ایک دن نسیم نے اختر سے رانی کا ہاتھ اپنے بڑے بیٹے باہر کے لیے مانگ لیا تو اس نے بنا کسی انکار کے اسے خوشی سے ہاں کر دی رانی جو دروازے کے پیچھے سے ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی اس نے جان کر باہر کو سب کچھ بتا دیا۔ وہ دونوں بہت خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کا پیار دے دیا۔ باہر نے ایک بہت اونچے خاندان میں جنم لیا تھا وہ اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا باہر کا جو دادا تھا اس کا نام نوشاد تھا باہر کے باپ کا نام حیدر الدین شاہ تھا باہر اپنے خاندان میں سب

نہیں نکل سکیں سانسے کا مظہر ہی کچھ ایسا تھا۔ ان دونوں کے جسم پر سکتے طاری ہو گیا۔ ان دونوں نے سوت کو اپنے سانسے موجود پایا اور پھر اچانک وہ دونوں لہرا کر فریٹ پر گر گئے۔ وہ دونوں اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ دوتے چلے گئے۔

بابا۔ آج میں بہ خوش دہ میں نے جو سوچا تھا آج دوپہر اہو چاہیگا۔ رنجیت جاو وگر لال حویلی کے بہ خانہ میں شیطان کے بت کے سانسے قہقہے لگا رہا تھا۔ آج وہ بہت خوش تھا کیونکہ جن دو لڑکوں اور دو لڑکیوں کے لیے اس نے بہت محنت کی تھی آج وہ دونوں اس کے پاس ہیں ان کو اس کے شیطان دیاوے نے کہا تھا۔ دو ایک ایسے لڑکے اور لڑکی فی تلاش میں تھا جو ایک ٹاڈا دی شدہ اور ایک غیر شادی شدہ۔ دو اور دونوں ہی ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے ہوں تھیں اور شاکہ ادھر رانی اور باہر بھی ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے اور اب چاروں ہی رنجیت سنگھ کے اس گندے ارادے کی ہیئت چڑھنے والے تھے رنجیت سنگھ کی غلام شیطانی بدروح نے ان کو ڈرا کر بے ہوش کر کے لال حویلی کے شبہ خانے میں بند کر دیا تھا اور جب ان چاروں کو ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپ کو اندھیرے میں پایا شاکہ کی ذری سے بھی ہوئی آواز سنائی دنی۔

س۔ سس۔ سہیل۔ کیا ہم زندہ ہیں یہ قبر میں۔
تاری رو میں ہیں۔
ن۔ نہ نہیں شاکہ ہم زندہ ہیں بکا۔ کسی گہری مسیت میں جھنس گئے ہیں سہیل نے اندھیرے میں ادھر ادھر ہاتھ گھماتے ہوئے کہا۔ اچانک سہیل کسی چیز سے لکڑا اٹھا اور گر گیا۔ ان نے اپنی جیب سے پنسل مار چنگ لکائی اور اسے روشن کر دیا ان نے کمرے کے دوسرے کونے میں

زور زور سے ہوائیں چلے گئیں اور پھر بارش بھی ہونے لگی۔ اچانک ان کی گاڑی کا گار پھٹ گیا بار نے کار روک لی وہ دونوں بہت ہی پریشان تھے اور پھر درخت ٹوٹنے لگے تو وہ دونوں پھرتی لے کر کار سے باہر آ گئے رانی اور باہر نے اپنا سامان اٹھا لیا اور سڑک کے کنارے چلے گئے پھر اچانک ایک دھماکا ہوا اور انہوں نے پیچھے کی جانب دیکھا تو ان کی حیرت سے آنکھیں پھسکی چینی رو گئیں ایک بہت بڑا درخت ان کی گاڑی پر گر چکا تھا جس سے کار چٹکنا چور ہو گئی۔ اور پھر دونوں تیز تیز بھاگنے لگے پھر ایک دم بارش تیز ہو گئی ان دونوں نے ایک طرف دوڑ لگا دی۔ بھاگتے بھاگتے جب وہ دونوں تھک گئے تو رانی بولی۔

بابا میں تھک گئی ہوں اور نہیں بھاگ سکتی۔ تو دور سے باہر کو ایک حویلی دیکھائی دنی اور دونوں اس کی جانب بھاگنے لگے۔ جب وہ دونوں اس کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ حویلی گہری سرخ رنگ کی ہے لیکن وہ اس کے اندر داخل ہو گئے

ایک پرانی حویلی معلوم ہوتی ہے رانی نے باہر سے کہا باہر نے جواب دیا

نہیں یہی ایسا معلوم ہوتا ہے
کیا خیال ہے آپ کا مسٹر باہر رانی نے ایک نظر حویلی کو دیکھا اور بولی مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے یہاں کوئی پہلے سے ہی موجود ہے

وہ دونوں چلتے چلتے حویلی کے ایک کمرے میں داخل ہو گئے حویلی کی صفائی کو دیکھ کر وہ بہت حیران ہو گئے کیونکہ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا اور پھر اچانک ساتھ والے کمرے میں سے ایک بسا تک دل کو دھلا دینے والی جھنجھری اور وہ دونوں اس کمرے میں جانے لگے جب وہ ان کمرے میں پہنچے تو دونوں کی خوف کے مارے

رپورٹ کراوی آپ نے ۔
جابر نے کہا جی ہاں لیکن پولیس ان کو
ڈھونڈنے میں ناکام ہے ۔
ارے ہاں مجھے باور آیا اپنے پیر و مرشد بابا
عمر دین شاہ کے پاس چلتے ہیں وہ ان کا پتہ بتا دیں
گئے شاہین نے جابر سے کہا
ارے تو پہلے بتانا ہوتا ۔ چلو جلدی چلتے ہیں
جابر جلدی سے اپنے روم سے باہر آیا اور بائیک
انسارٹ کی شاہین کو بیٹھا کر چل دیے تیس منٹ
بعد وہ دونوں باب عمر دین شاہ کے گھر پہنچ گئے
بابا عمر دین شاہ نے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھا
اور بولے ۔

کیا بات ہے بٹا آج تم دونوں کالج نہیں
گئے شاہین نے جواب دیا
نہیں بابا جابر کا بلا بھائی اور بھانجی دونوں
تلاش میں اس لیے ہم آپ کے پاس آئے ہیں ۔

ٹھیک ہے تم دونوں بیٹھو میں ابھی آتا ہوں
اور بابا کرے سے باہر نکل گیا ۔ جب وہ ان کے
پاں آبا تو ان کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا بابا آکر
سانے والی کرسی پر بیٹھ گئے شاہین نے بابا جی
پوچھا ۔

بابا جی یہ کیا ہے ۔
یہ عکسی آئینہ ہے ۔ وہ لوگ جہاں بھی دوں
گئے مجھے نظر آجائیں گے ۔
بابا جی پھر جلدی کریں ناں جابو نے بے تابی
سے کہا ۔ تو بابا بولے ۔
اب تم مجھ سے کوئی بات نہ کرنا ۔
ٹھیک ہے بابا جی ۔

دس منٹ بعد بابا نے آئینے پر ہاتھ مارا تو
اس میں بابا اور ان کی نظر آئے گی بابا ان کی نظر کو غور
سے دیکھنے لگے اور کچھ دیر بعد بابا نے آئینے پر

ایک خوبصورت نوجوان اور لڑکے اور لڑکی کو بے
ہوش پایا ۔ اور دوسری طرف ٹائلز سکری کھنی پیٹھی
ہوئی تھی ٹائلز بھاگ کر سہیل کے سینے سے لگ کر
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور بولی ۔

سہیل آخر ہم سے کیا گناہ ہو گیا ہے جو ہم کو
اس خوفناک جگہ پر بند کر دیا گیا ہے ۔ سہیل اختر
نے ان وہ دونوں لڑکے اور لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا ۔
ٹائلز ان دونوں کو نہ جانے ان کو کس مقصد کے
لیے لا با گیا ہے ؟ وہ انہیں ہوش میں لانے کی کوشش
کرتے ہیں اور پھر وہ ان دونوں کے پاس گئے
کچھ دیر کی کوشش کے بعد وہ دونوں ہوش میں آ گئے
لڑکے کا نام بابا اس نے سہیل کو بتایا اور ٹائلز کو
لڑکی نے اپنا نام رانی بتایا ۔ اس کے بعد وہ سب
آٹنے والے وقت کا انتظار کرنے لگے سہیل نے
بابا کو اپنے بارے میں سب کچھ بتایا اور بابا نے
بھی اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا ۔ ان دونوں
نے عہد کر لیا کہ کیسے بھی حالات ہوں اب ہم
ساتھ رہیں گے ۔ لیکن ایک بات سمجھ نہیں آئی اس
حوالی کا رنگ سرخ کیوں ہے ۔

مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے جابر نے
شاہین سے کہا شاہین بولی ۔ تو اب ہمیں کیا کرنا
چاہیے ۔ بابا اور رانی کو کہاں تلاش کریں آج
دوسرا دن ہے نہ جانے وہ کہاں ہیں ماؤں کے گھر
بھی نہیں پہنچے تو میں اب کیا کروں کہاں لاش
کو دس اسی کاررو کر برا حال ہے ۔ فٹا اوی کوٹلی کو
رہے رہی ہے لیکن ماں تو جیسے کھینک کوئی بات نہیں
سن رہی ہے ۔ بس بابا اور رانی کے بارے میں
پوچھ رہی ہے جابو بابا کا چھوٹا بھائی تھا ۔ جبکہ
فٹا جی جابر کی دوست تھی اور گناہ بھی اور فٹا ان
کے ماؤں بانی کی بیٹی تھی
شاہین نے جابو سے کہا پولیس اسٹیشن میں

اور بولے۔ بنا آج سے تین ہزار سال پہلے
سندرگر پر راجہ فرخ آفتاب کی حکومت تھی راجہ
فرخ مسلمان تھا بہت ہی نیک سرت انسان تھا
اس نے چھوٹی سی عمر میں بادشاہت سنبھال لی
اور اس کی راجا بھی اس کے حسن سلوک سے بے
حد متاثر تھی وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا اور نہ ہی ہونے
دیتا تھا اس کی شادی ہو چکی تھی اس کی رانی کا نام
نشا تھا وہ بھی بہت نیک تھی وہ ہندو مسلمان دونوں کو
بہت پیار و محبت سے دیکھتا تھا اس سندرگر میں کسی
کی یہ بہت نہیں تھی کہ کسی لڑکی کو بری نظر سے دیکھے
اسی سندرگر میں ایک شیطان کا پیاری رنجیت
رہتا تھا وہ بادشاہ فرخ آفتاب سے چھپ چھپ کر
دوسرے چاندگر سے لڑکیوں کو اٹھا کر لاتا تھا اور را
ت کے سے ان کی بلی دے دیتا تھا کہ جسے میں وہ
بہت شریف و بکھالی دیتا تھا۔ لیکن اس کے
اندرشیطان موجود تھا

ایک دن چاندگر کے بادشاہ نے شہنشاہ فرخ
آفتاب کو پیغام بھیجا کہ چاندگر سے بہت سی
کنہاری لڑکیاں غائب ہو رہی ہیں ہماری مدد کرو
اس فائل کو پکڑنے کے لیے اور پھر فرخ آفتاب
نے ان کی خبر پور مدد کی اور رنجیت کو پکڑ لیا گیا
اور اسے زندہ دھن کر دیا گیا۔ اسکے مرنے کے بعد
رنجیت کی بدروح بھٹکتی گئی اور انسانوں کا خون
چینے لگی اور پھر ایک دن اس وقت آیا کہ پورا
سندرگر ختم ہو گیا۔ شہنشاہ فرخ آفتاب کا محل بہت
خوبصورت تھا رنجیت کی بدروح نے انسانوں کا
خون لے لے کر اس کے محل کو لال کر دیا ہے اس
محل کا رنگ سفید تھا لیکن اس نے انسانوں کے
خون سے اس کو لالی کو لال کر دیا ہے اس نے
شہنشاہ فرخ آفتاب اور نشا کی روحوں کو قید کر رکھا
ہے اور اب اس نے اپنا وجود دوبارہ حاصل کرن
کے لیے ان چاروں کی بلی دینی ہے اسکے بعد اس

بانہ پھیرا تو سب منظر غائب ہو گیا۔ شاہین نے
جلدی سے پوچھا
بابا وہ کہاں ہیں اور کیسے ہیں
وہ دونوں بہت بڑی مشکل میں ہیں ان
دونوں کے علاوہ دو اور بھی وہاں پہلے سے موجود
ہیں جا رہے ہیں جیڑا لگی سے پوچھا۔
کبھی مشکل بابا۔ اور کون ہے ان دونوں
کے علاوہ بھی وہ ایک نوجوان لڑکی اور لڑکا وہاں
سے پہلے سے موجود ہیں
یہاں سب کچھ جاننے کے لیے مجھے ایک رات
چاہیے صبح میں سب کچھ تم دونوں کو بتا دوں گا۔ بابا
جی نے کہا۔

بابا جی آپ ان کے بارے میں کیا کچھ نہیں
جانتے ہیں جا رہے ہیں پوچھا۔
بنا آج رات کو میں ایک وظیفہ کروں
گا۔ اس وظیفہ کی بدولت مجھے ان کے بارے میں
سب کچھ معلوم ہو جائے گا
جا رہے ہیں کہا۔ ٹھیک ہے بابا ہم صبح آج
گئے شاہین اور باہر اٹھ گئے بابا کو سلام کرنے کے
بعد وہ سیدھا اپنے گھر جانے لگے۔

آج چاند کی دس تاریخ تھی رانی اور باہر کو گھر
ہوئے آج شہنشاہ دن تھا سب گھر والے بہت
پریشان تھے نسیم بیگم کا درد دیکر برا حال تھا جبکہ نشا
ان کو حوصلہ دے رہی تھی باہر کے دادا جان نے
سمیل اختر کے دادا سے رابطہ کیا وہاں اسمیل اختر
کے دادا چھوٹے خان بھی پریشان تھے اور اپنے
پوتے کو ڈھونڈنے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہے
تھے کوینک باہر رانی اسمیل اختر اور شاملا ایک دن کم
ہوئے تھے۔ سب لوگ انکی وجہ سے بہت پریشان
تھے آج صبح شاہین اور چاہر عمر دین شاہ بابا کے
باس پہنچ گئے بابا نے ان کو جا بے وغیرہ پلائی

خونخوار ہو کر شاہین پر چھٹی تو جابر نے اس کی گردن
اڑا دی اور وہاں جیسے خون کا دریا پھیلنے لگا جابر
اور شاہین پھر کار میں سوار ہو گئے اور لال حویلی
چاہنچے وہ اس کے صدر دروازے سے داخل
ہوئے اور اندر روبرو دروازے سے گزرنے لگے وہ
کچھ دور ہی گئے تھے کہ انہیں ایک کمرے سے جانی
پہنچائی آواز سنائی دی اور آواز کسی اور کی نہیں بلکہ
رانی اور بابر کی تھی شاہین اور جابر نے جلدی سے
اس کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر سے رانی بابر کے
علاوہ ایک اور بھی نوجوان لڑکی اور لڑکا بیٹھے ہوئے
تھے جیسے ہی شاہین اور جابر کمرے میں داخل
ہوئے تو دروازہ دوبارہ بند ہو گیا اور پھر ایک قہقہہ
پوری حویلی میں گونجا بابا بابا۔ اب تم میں سے کوئی
زندہ نہیں بچے گا۔ بابا بابا۔ اور پھر اس کمرے کی
دیواروں میں درازیں بڑے گلیں چھت بچے
گرنے لگی تو بابر اور سہیل اختر نے بھرپور لڑائی
دروازے کو ماری تو دروازہ ٹوٹ گیا۔ اور وہ باہر
نکل آئے اب جو انہوں نے دیکھا تو لڑکیوں کی
خوف سے چیخیں بلند ہونے لگیں کیونکہ سامنے کا
منظر ہی ایسا تھا رنجیت کی بدروح کے ساتھ
چار ڈھانچے تین چڑیلین پانچ جن سات بھوت
اور گیارہ دیگر دس کے موجود تھے رنجیت نے غصہ
سے انہیں دیکھا اور بولا ختم کرو دان سب کو ان کی
یہ ہمت کہ یہ لال حویلی یعنی موت کی حویلی سے
باہر جاسکیں تو وہ سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے
جابر بابر دین شاہ کی دی ہوئی تلواروں سے رانی
اور شاہک نے ڈنڈے اٹھا رکھے تھے وہ ان تین
چڑیلوں سے مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گئے جبکہ
انسان انسان ہوتا ہے اور وہ ہوائی مخلوق تھی آخر
میں ان سب کو ان چڑیلوں جنوں بھوتوں نے
پکڑ لیا۔ رنجیت کی بدروح نے ایک فاتحانہ قہقہہ
لگایا۔ اور اپنے چیلوں سے بولا۔

دنیا میں رنجیت جادوگر کی بدروح کی حکومت ہوگی
ان چاروں کی بی واد پورے جاند کی رات کو وہ
گا یعنی چودہ تاریخ کو اور اگر تم انہیں بچانا چاہتے
ہو تو چار دن ہیں تمہارے پاس اگر تم انہیں بچا سکتے
ہو تو بچاؤ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں
۔۔۔ بابا جی کی باتیں سن کر شاہین خوف سے تھر تھر
کاپنے لگیں جابر نے کہا۔
بابا جی آپ ہماری مدد کریں۔

پاس میں اس کام میں تمہاری ضرورت مدد
کروں گا اتنا کہہ کر انہوں نے ایک تلوار جابر
اور ایک تلوار شاہین کو دی اور ایک ایک تعویذ بھی
دیا اور کہا جینا جب تم کو میری مدد کی ضرورت ہو تو
نمن بار بجھو یا در لینا میں تمہارے پاس ہوں گا۔
جابر اور شاہین نے بابا جی سے اجازت لی
اور سندھگر کی طرف روانہ ہو گئے وہ دونوں جیسے
ہی شہر سے باہر نکلے تو موسم خراب ہو گیا تیز ہوا میں
چلنے لگیں بارش بھی ہونے لگی اور پھر تو انہیں اپنے
اور گرد و خاک شکلیں دکھائی دینے لگیں اسی طرح
کبھی کوئی درخت ان پر گرتا تو کبھی کوئی۔ کبھی
ڈھانچے ان کا راستہ روکتے لیکن جابر بھی کسی سے
کم نہیں تھا اچانک ان کے سامنے ایک عجیب
وغریب مخلوق آگئی اس کی چار آنکھیں چار ہاتھ
بڑے بڑا دانت جو ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے
تھے اور ناک کی جگہ دو لمبے لمبے سونڈ تھے اس کا پورا
جسم سیاہ بالوں سے ڈھکا ہوا تھا شاہین اس بلا
کو دیکھ کر خوف سے تھر تھر کاپنے لگی۔ اس بلا نے
ایک جھٹکے سے کار روک دی اور شاہین کو پکڑنے
کے لیے آگے بڑی جیسے ہی اس نے شاہین کو پکڑنا
چاہا تو جابر نے اس کی کمر پر تلوار سے بھرپور
دار کیا۔ تو وہ بلا چیخ بولی جابر کی جانب واپس چلی
تو شاہین نے ایک بھر پور وار اس کی دوسری
سونڈوں پر کیا باوا کی دونوں سونڈ کٹ گئیں اور وہ

انکو شیطان کو بت کے سامنے لے چلو تو پکے جھپکتے ہی وہ سب شیطان دیوتا کے سامنے بندھے ہوئے تھے رنجیت نے شیطان کے بت کے سامنے سے تلو اور اٹھائی تو شاہین نے چیخ کر کہا۔

انہیں مت مارو خداست ذرو۔ وہ تم کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی سامنے شاہین نے اپنا تعویذ اُتار کر شیطان کے بت پر دے مارا تو اچانک اسے آگ لگ گئی۔

رنجیت نے جو یہ دیکھا تو اس نے شاہین پر تلو اور کا وار کیا۔ تو اچانک ہی شیشہ فرخ آفتاب اور رشتا کی روشیں ظاہر ہوئیں اور درمیان میں ہی تلو اور کو روک لیا رنجیت کی بدروح غصہ سے الال سرخ ہو گئی تو آفتاب نے کہا۔

رنجیت تم نے بہت ظلم کیا ہے اب تو اور ظلم نہیں کرے گا۔

رنجیت کی بدروح نے شاہین کی طرف دیکھا اور بولا۔

اے نادان لڑکی تو نے میری برسوں کی محنت ضائع کر دی ہے میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا اس نے شاہین کو بالوں سے پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ رنجیت جادوگر کی بدروح نے کہا۔ تم اپنے آپ کو بہت بہادر سمجھتی ہو اب میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ میں کتنا طاقتور ہوں میری طاقتیں دیکھ کر تو کیا یہ سب ہی خوف سے کانپ جاؤ گی۔ اور پھر وہ اپنے جن بھوتوں سے بولا۔

جاؤ اور میری ادنیٰ نلام آرئی بدروح کو لے آؤ کیونکہ اب یہ میرے کام کے نہیں ہیں۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ایک شایک وں میں دو باؤ تجھے زندہ کر کے انسانی گوشت اور خون پیاؤں گا۔

تو اچانک ہی دو بھوت غائب ہو گئے۔ اور جب وہ واپس ظاہر ہوئے تو انہوں نے ایک

تاہوت اٹھا رکھا تھا انہوں نے وہ تاہوت چلتے ہوئے بت کے سامنے رکھ دیا تو رنجیت جادوگر کی بدروح نے ایک بھر پور قہقہہ لگایا اور بولا۔ اب دیکھنا مزایہ کیسے تم لوگوں کو مارتی ہے ایک ایک کا خون پ جائے گی کوئی بھی یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جائے گا اتنا کہہ کر اس نے متر پڑھنا شروع کر دیا آدھے گھنٹے کے بعد تاہوت کا ڈھلکا کھلا تو اس میں سے نہایت ہی بھیاں تک شکل کی بدروح باہر نکلی اس نے رنجیت جادوگر کی بدروح کا شکریہ ادا اور شاہین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے شیطانوں کے شیطان اندھیرے کے بے تاج بادشاہ شیطانی بدروحوں کے سردار مجھے بہت بھوک اور پیاس لگی ہے۔ آج اس لڑکی کے خون سے میری برسوں کی پیاس بجھا دے۔

رنجیت نے کہا جانتے اجازت ہے مار ڈال اس لڑکی کو۔ بجھا لے اپنی برسوں کی پیاس۔

آرئی بدروح جیسے ہی شاہین کے پاس بھی تو شیشہ فرخ آفتاب کی روح نے آرئی کو درمیان میں ہی روک لیا اور بولا۔

اے آرئی تو یہ بت کہ تو کس کی وجہ سے بدروح بنی ہے کس کی وجہ سے تو انسانی خون اور گوشت کھاتی ہے اور آج جس کی وجہ سے تو دربارہ اس دنیا میں آئی ہے اس لڑکی نے شیطان کے بت کو آگ لگائی ہے اور تو اس کو اپنی ماریش سے مارنا ہی ہے تو رنجیت کو مار۔ اس نے قہقہے سے تیر کی عزت اور تیرا پاک جسم جھینا ہے اور تیریں بے دردی سے مارا تھا

آرئی نے جو فرخ کی باتیں سنی تو اسے وہ دین یاد آ گئے جب رنجیت نے اس کی عزت کوئی بھی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اور اس کی روح کو اپنا مقام بنا دیا تھا آرئی نے اس کی باتیں سن کر رنجیت کی طرف خونخوار نظروں سے

شکوہ اس کی یادوں سے اس طرح کیا ہم نے
 مٹتے رہتے دل کو رو لادیا ہم نے
 اک لمحہ دیا وہی نے جینے کے لیے
 اور اس میں زندگی کو بٹایا ہم نے
 آپ صفحے پہ لکھی اگلی یاد کی داستان
 دوسرا حصہ خالی ہی چلا دیا ہم نے
 جس بات کی معذرت چاہتے ہیں وہ
 جس بات کو مٹتے ہی بھاد دیں ہم نے
 وہ کیوں نہیں آتے نہارت کیوں
 جن کی باتوں میں پلوں کو بچھا دیں ہم نے
 ترس ماز سنگھ

شکوہ

دن کی طرح مٹتی ہیں سارے پھول
 لیکن نجانے کیوں آتی دل اباس صاف
 پتھر اپنے تھے شاید جو پھرتے
 پتھر پہنے تھے جو ٹوٹ گئے
 اس رات کی مار کی مٹی اتھلی بیٹھے جب یاروں
 طرف نظریں اٹھائیں تو کوئی اپنا نہیں تھا
 دل تو تھا تھا اب بھی تھا ہے
 کیوں لوگ اس دل میں بس کر چھوڑ جاتے ہیں
 کیوں لوگ یہ دل توڑ جاتے ہیں
 کیوں مجھے تنہا چھوڑ جاتے ہیں
 ترس ماز سنگھ

بوجھو تو جاؤں

ایک ڈنڈی دے جا رہی تھی۔ ایک بڑے نے اس کا نام
 پوچھا تو نے کہا۔ دل چاہا۔ اب آپ تو نہیں اس کا اصل
 نام کیا ہے۔ وہ کہنے والے کو نے کڑی دھڑکتے ہوئے
 وارث اصغر خان۔ اس پتھر میں

دیکھا آہنی کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر
 رنجیت کا رنگ اڑنے لگا وہ چلانے لگا
 نہیں آتی نہیں اگلی باتوں میں مت آؤ تم
 بھوک پیاسی ہو ان کے خون اور گوشت سے اپنی
 پیاس اور بھوک سناؤ۔

نہیں رنجیت جاؤ مگر نہیں۔ اب یہ میرا انکار
 نہیں میں میرا انکار تو ہے مجھے سب کچھ یاد آگیا ہے
 کہ کیسے تو نے میری عزت سے کھینچا اور کیسے
 مجھے عبرت ناک موت دی تھی میں تھارے آگے
 بہت نہیں کرتی رہی تھی لیکن تو نے میری منتوں کو نہ
 سنا اور میرے ساتھ وہی کچھ بنا جو تھارے دل میں
 آیا آج آفتاب کی رونا نے میری آنکھیں کھول
 دیں مجھے میرا قاتل دکھادیا ہے اور میں سمجھیں
 چھوڑو اس پر گز نہیں

انکار کر وہ اس کی طرف بڑھنے لگی تو وہ
 پیچھے ہٹنے لگا۔ جبکہ آہنی اس پر حملہ آور ہوئی۔
 شاہین نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور چلتے
 ہوئے بت کے آگے بابا کا ریا ہوا تعویذ اٹھا کر
 رنجیت کے گٹھے میں ڈال دیا۔ پھر تو رنجیت کے جسم
 کو فوراً آگ لگ گئی جیسے ہی رنجیت کو آگ لگی اسکے
 تمام غلاموں کو بھی آگ لگ گئی جاہر اور شاہین نے
 جلدی جلدی باہر اور رانی سہیل اختر اور شکوہ کو
 کھولا۔ اور اندھا دھند دوڑ لگادی۔ کچھ دیر بعد وہ
 سب لال حویلی سے باہر آ گئے۔ اچانک ہی ایک
 دھماکہ ہوا اور لال حویلی تباہ ہو گئی کچھ دیر بعد
 رنجیت آہنی فرخ آفتاب نشا اور دوسری سب
 روجیاں باہر آئیں سب نے ان کا شکریہ ادا کیا
 اور آسمان کی طرف پرواز کر گئیں۔

تھارین گرام پتیلی لگی میری کہانی اپنی رائے
 سے مجھے ضرور نواز دینے گا۔ میں آپ کی رائے کا
 شدت سے انتظار کروں گا اور پھر مزید کچھ لکھ کر
 بھیجوں گا۔ اسکے ساتھ ہی اجازت۔

پراسرار قبرستان

--- تحریر: خوشبخت سلیم قادری - کراچی ---

بہانم میرا بھتیجہ منیب علی سے ختم لومیں جانتا ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے جس نہیں جانتا کہ بھاگ
 ذہنی تم کو اڑ کر کہیں اور بیٹھ جائے۔ لیکن اچانک ہی وہ دونوں زمین پر منہ کے بل گرے۔ عالی بیٹا سے
 کچھ دور گرا تھا اور بیٹا اس پر اسرار قبر میں گری بھی عالی اٹھا اور تیزی سے قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے
 ایک لمحہ سے پہلے ہی بیٹا کا ہاتھ پکڑا اور اس کو قبر سے باہر نکال لیا۔ پھر بیٹا کو ساتھ لے کر ایک طرف
 کو بھاگ نکلا لیکن بیٹا تیز آندھی سے بچنے لگا اور وہ دونوں بیٹا کی طرف بڑھے کیونکہ وہ اس کا شکار
 کرنا چاہتے تھے ان کی نظر میں اس ما کا شکار بیٹا ہی تھی وہ تیزی سے بیٹا کی طرف بڑھے اور اس کو
 جا پکڑا اس کو چھوتے ہی ان کے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی جھپٹے ہوئے ایک طرف
 بھاگ گئے لگے ان کا رخ قبر کی طرف تھا وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں بھاگتے
 بھاگتے وہ دونوں ہی قبر میں جا کر گئے ان کے منہ سے چیخیں گونج رہی تھیں بیٹا یہ سب دیکھ کر حیران
 ہو رہی تھی وہ تیزی سے ان کی طرف بھاگی وہ کھتا تو آگ نے پوری طرح ان کو اپنی لپیٹ میں لے
 رکھا تھا وہ جل رہے تھے ہوا اس اسی طرح طوفانی تھیں ان کی راکھ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں میں
 گولی گولی گھوم کر قبر میں جذب ہوئی جا رہی تھی اور وہ دونوں ہی ایک بار پھر قبر میں دفن ہو کر رہ گئے
 ان کے دفن ہوتے ہی تیز وادیاں اور آندھی کا زور فوٹ گیا۔ موسم یکدم ہی خوشگوار ہو گیا آسمان
 بالکل صاف ہو گیا بیٹا نے دیکھا کہ عالی بہت ہی دور پریشان کھڑا تھا اس نے جب بیٹا کو زندہ
 حالت میں دیکھا تو خوشی سے اس کی طرف بھاگا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ بیٹا زندہ بچ سکی ہے
 ایک منٹ ہی خیر اور ذرا دیر کی کہانی۔

کرنے لگے دور سے ان لوگوں کو چمکتی ہوئی ویسے کی
 مانند کوئی چیز نظر آئی وہ دونوں ان تک پہنچنے کے لیے
 چھوٹی چھوٹی دیوار کی چار دیواری میں داخل ہوئے
 کے لیے گیٹ کی جانب چلے گئے۔
 عالی یاد نہیں نہیں جانا چاہتے۔ پتہ نہیں بار کہیں
 جگہ ہوگی۔ حسین نے ذرے ذرے ہونے لکھ میں کہا
 یا راج کی رات گزر رہا ہے پھر ہم چلے جائیں
 گئے عالی نے جواب دیا۔
 یا راج کی رات گاڑی میں تو بیٹ سکتی ہے۔
 نہیں بار وہاں چلتے ہیں ایک ہی تورات کی

تیز طوفانی وادیاں اور طوفانی بارش نے موسم کو
 بہت ہی خطرناک بنا دیا تھا ہر طرف سیاہ
 اندھیرا تھا حسین نے بہت منع بھی کیا تھا لیکن
 عالی گھر سے نکل آیا۔ کیونکہ ان دونوں کو دوست کی
 شادی میں جانا تھا ایک تو نوٹی چھوٹی سڑک اور پھر یہ
 موسم خراب تیز ہواؤں کی وجہ سے ان کی گاڑی کا رخ
 مڑ گیا اندھیرے کی وجہ سے وہ گاڑی چلا نہیں پا رہا تھا
 اچانک ان کی گاڑی ایک درخت یا دیوار سے ٹکرائی
 اور گاڑی رک گئی دونوں دوست گاڑی سے اتر گئے
 طوفانی بارش ہے بیٹھنے کے لیے کسی سہارے کی تلاش



بات ہے گزار لیتے ہیں۔۔۔۔۔ عالی نے کہا تو حسین خاموش ہو گیا۔ پھر دونوں دروازہ پار کر کے اندر داخل ہو گئے حسین نے موبائل فون کی روشنی میں دیکھا تو وہ قبرستان تھا۔

عالی بد تو قبرستان ہے۔

چلو واپس چلتے ہیں۔ عالی نے کہا

یار سو مکتا ہے وہ جو سامنے گھر ہے مگر تو گھر کا ہواؤ اس نے پاس چلتے ہیں عالی حسین کا ہاتھ پکڑ کر قبروں کے درمیان لپٹی گیا۔ اچانک حسین کا پاؤں ایک قبر میں پھنس کر وہ کھپ اور پاؤں پھنسنے کے سبب وہ قبر میں جا گر اور عالی حیران پریشان ایک طرف ہٹ گیا قبر ایک دم دو حصوں میں دو ٹوٹی عالی کو اس قبر میں بہ نپوں کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ حسین ان بدیوں پر مرناؤ تھا اس کے جسم سے خون بہہ کر ان بدیوں کو سرخ کر رہا تھا اور پھر وہ قبر دھوا میں سے نچر رہی اس دھوا میں عالی کو دو سیاہ وجود بہتے ہوئے دکھائی دیے عالی زور کر درخت کے نیچے چھپ گیا وہ بہتے مسکراتے چلتے ہوئے عالی کے پاس آ گئے۔

عالی۔ عالی تم نے ہمیں اپنے دوست کے خون سے سیراب کیا تم نے ہمیں زندگی دی ہم اس قبر میں دفن تھے ہم خون کے پیا تے تھے تمہارے دوست کا خون پیئے کے بعد ہم کوئی زندگی مل گئی ہے ان کی یہ بات سن کر عالی بھاگ کر اس قبر کے پاس گیا وہاں اس کو اپنے دوست کا وجود دکھائی نہ دیا اور نئے پتھر گر رونے لگا اس آدمی نے عالی کو کندھوں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور عالی کو یوں لگا کہ اس کے وجود کو آگ لگ گئی ہو وہ تڑپ اٹھا اپنے آپ کو چھڑا کر زمین پر بیٹھ گیا۔ تم لوگوں نے میرے دوست کو قتل کر دیا میں تم دونوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ اور پھر وہ رونے لگا۔ اس کی مارنے والی بات سن کر وہ عورت ہنس دی جیسے کہہ رہی ہو کہ تم ہمیں اب کچھ بھی نہیں کہہ سکتے ہو لیکن وہ دیکھ رہی تھی کہ وہ ڈرا ہوا ہے اس لیے وہ عورت بولی۔

عالی ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے ہم تمہاری زندگی میں شیش و آرام بھر دیں گے لیکن تمہیں ہمارا ایک کام کرنا ہوگا آؤ ہمارے ساتھ وہ دونوں اتنا کہہ کر آ گئے آگے چلے گئے اور عالی نہ چاہتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے عالی کے وجود کو باندھ کر ان کے پیچھے لگا دیا گیا وہ دوسرے جھکائے ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا بہت طویل سفر طے کرنے کے بعد یہ تینوں ایک حال نما گھر میں داخل ہو گئے جہاں ہر طرف محوئی نے اپنے چائے بنا رکھے تھے ہر طرف مٹی کی تہہ در تہہ جمع تھی جیسے حال نما گھر کو کسی قبر سے نکالا ہو ہر طرف بدبو کی بدبو اور بدیاں پھری ہوئی تھیں بدبو کی وجہ سے عالی کی طبیعت خراب ہونے لگی اس کو قہر آنے لگی اس کا سر کھوٹنے لگا اس کی طبیعت خواب توٹی چلی گئی۔

دیکھو عالی تم پر بیشن مست ہونا یہ کچھ سامان ہے تم رکھ لو تمہارے کام آئے گا کپڑے میں باندھ کر اس نے عالی کو سامان دیتے ہوئے کہا۔ اب تم گھر جاؤ ہمیں جب بھی تمہاری ضرورت محسوس ہوگی تم ایک انسان کا بندو بست کر دو بنا تم جس بھی انسان سے باتیں کرو گے جس سے جھمی لو گے ہم تکہ جائیں گے کہ تم نے اس انسان کا ہمارے لیے انتخاب کر دیا ہے وہ انسان خود بخود ہمارے پاس پہنچ جائے گا۔ ہم تمہیں کسی بھی مشکل میں ڈالنا نہیں چاہیں گے۔ ہمیں صرف موٹا سٹائوں کا خون چاہیے وہ بھی ہر سینے عالی ان کی بات سن کر کچھ بھی نہ بولا۔ وہ ڈرا ہوا تھا اور ان لوگوں سے کسی طرح دور ہونا چاہتا تھا۔ جاؤ اب تم۔ اس عورت نے کہا۔ اور وہ چل دیا اور اس کے چلنے کا انداز بہت ہی حیران کن تھا وہ سیدھا اپنے ہوٹل پہنچ گیا۔ وہاں اس کے تمام دوست موجود تھے اس کو اسٹین میں دیکھ کر وہ حسین کے بارے میں اس سے پوچھنے لگے لیکن وہ ان کو کیا بتا دیا جواب دیتا وہ چپ چاپ اپنے روم میں چلا گیا۔ اور جاتے ہیں

شہر میں کرنے لگا وہ بے نیکی سے ان دونوں کو دیکھنے لگا اسی بولی۔

دو تھم جاؤ میں اس کو بھجاتی ہوں۔ پھر وہ عالی سے مخاطب ہوئی دیکھو عالی ہم نہیں کسی بھی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتے لیکن ہم نے ہمیں ایک کام کہا ہے جو تم نے کرنا ہے اور ہر حال میں کرنا ہے تم کو ایک انسان کا بندہ بن کر رہنا ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ تم نے اس کو یہاں لانا نہیں ہے صرف اس سے تعلقات بڑھانے ہیں اس کے بعد اس کو یہاں لانا ہمارا کام ہے اس کے بعد ہم لوگ یہاں سے چلے جایا کریں گے۔

فحیک سے تم لوگ جاؤ میں انسانی دنیا میں جاتا ہوں۔ عالی نے کہا تو وہ بولی۔

فحیک ہے ہم جاتے ہیں لیکن ہمارے لیے انسان کا بندہ بن کر رہنا اور یہ کام جلدی کرو۔ اتنا کہہ کر وہ چلے گئے لیکن عالی شہر نہ آیا وہ شہر آنا بھی نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی وہ کسی انسان سے تعلقات بڑھانا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ اس کے بڑھانے ہوئے تعلقات اس انسان کی زندگی کا خاتمہ ہے اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ کئی دن گزر گئے لیکن وہ شہر نہ آیا۔ وہ دونوں پھر آگئے اب کی بار دو غصہ سے سرخ ہو رہا تھا اس نے قاتلے ہی عالی پر کھوں گھونسوں اور تھپڑوں کی بارش کر دی۔ اس کا غصہ تھا کہ ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اس نے ایک درخت سے ایک سوئی سی لکڑی توڑ لی جو کانٹوں سے بھری ہوئی تھی اس سے وہ اس کی چٹائی کرنے لگا عالی کا جسم کانٹوں سے لوبو لہان ہونے لگا۔ اس کو اپنا جسم چیرتا ہوا محسوس ہونے لگا وہ درد کی شدت سے بے ہوش ہو گیا۔ بھاگ ورتی اس کے پاس آئی اور اس پر منتر پڑھنے لگی وہ ایک بار پھر ہوش میں آ گیا اس نے اس کے جسم پر سفید ٹھول ڈالا تو اس کے زخم ٹھیک ہونے لگے۔

اندر سے دروازہ بند کرنے بند پرست کیا وہ سوچنے کا ش میں حسین کی باتیں مان لیتا اور گاڑی میں ہی رات رک جاتا ان روشنی کی طرف نہ جاتا تو ہو سکتا تھا کہ مجھے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ میں یہاں اکیلا نہ آتا وہ بھی میرے ساتھ یہاں واپس آتا۔ وہ روتا جا رہا تھا بار بار اس کی نظروں کے سامنے اپنے دوست کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا اور وہ منظر بھی دکھائی دے رہا تھا کہ وہ کیسے قبر میں گر اٹھا اور کیسے قبر سے دھواں اٹھا تھا۔ اور اس کے بعد اس کے دوست کا نام و نشان تک ختم ہو گیا تھا۔ سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا وہ روتا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ کمرے میں ہی بند رہنے لگا اپنے تمام دوستوں سے کٹ کر رہ گیا۔ حالانکہ اس کے دوست اس سے بہت ہی باتیں کرنا چاہتے تھے لیکن وہ ان سب کو نظر انداز کرنے لگا اس کا زیادہ اپنے روم میں گزرنے لگا کسی سے بھی بولنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اس کی تمام خوشیاں ختم ہو کر رہ گئی تھیں وہ جو کچھ اسے میں باندھی ہوئی چیز تھی اس نے محو کر دیکھا تو اس میں بہت زیادہ زندگی تھی وہ یہ سب دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا اور پھر اس نے ایک دن فیصلہ کر لیا کہ وہ جنگل میں گزر بسر کرے گا اپنے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے ایک شوروم سے گاڑی لی اور اس میں ضروریات زندگی کی ہر چیز رکھنے کے بعد اس نے جنگل کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ایک لمبی مسافت کے بعد وہ جنگل میں پہنچ گیا اور اس نے پھر اپنے لیے ایک جگہ کا انتخاب کیا اور وہاں ہی رہنے لگا ابھی اس کو یہاں جنگل میں آئے ہوئے دو دن دن ہوئے تھے کہ بھاگ ورتی اور وہ وہ دونوں اس کے پاس آئے وہ بہت غصہ میں تھے اس کو دیکھتے ہی بولے۔ تم نے انسانی دنیا کو چھوڑ کر یہاں کیوں ڈیرہ لگا لیا ہے یہاں ہمارے نیچے انسان کو بندہ بن کر رہنا ہے تم نے اس کی آواز ایسی سنائی کہ عالی کا دماغ شامیں

عالی تم سمجھدار ہو پھر بھی اپنی ازدی کو مشکل میں ڈال رہے ہو جو کام کہا تھا وہ کر دے حالانکہ یہ کام ہم خود بھی کر سکتے ہیں لیکن ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ ایسا کرنے کی ہم کو بہت بڑی سزا ملی ہے ہم نے گرد بپا کی مرضی کے خلاف کئی انسانوں کا خون بہا تھا انہوں نے ہمیں اس قبر میں دفن کر دیا۔ اب ہم کسی کا بھی خون نہیں کر سکتے کیونکہ اب ہم کسی بھی طرح اس قبر میں دوبارہ بند نہیں ہونا چاہتے بھاگ دینی نے کہا اور عالی چپ چاپ اس کی باتیں سنتا ہا اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر شہر کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس کو سڑک کے درمیان تین نوجوان کھڑے دکھائی دیے ان کو دیکھ کر وہ ڈر گیا اور گاڑی کو تیز کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہو گیا وہ عین اس کے سامنے آ گئے تھے اس کو مجبور گاڑی روکنا پڑی بھائی ہم کو لٹ چاہیے ہماری گاڑی خراب ہو گئی ہے ہمیں فلاں جگہ جانا ہے ہماری مدد کر دو۔

غیب نہیں غیب نہیں مجھے جلدی ہے میں تم لوگوں کی مدد نہیں کر سکتا وہ ڈرے ہوئے انداز میں بولا۔ اس کی بات سنتے ہی اس نے اپنا پلینٹول عالی پر تان لیا سالا سیدھی اور پیاری زبان بکھینٹائی نہیں ہے چل دو رازہ کھول دو نہ تیری گردن اڑا دیں گے۔ دیکھو میری بات سنو میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم کسی مشکل میں پھنسو عالی نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

سارے تم ہمیں مشکل میں ڈالو گے۔ اتنا کہہ کر اس نے اس کو گاڑی سے باہر پھینچ لیا اور اس پر کون کی بارش کر دی۔ اور گاڑی میں بیٹھ گئے لیکن ان سے گاڑی سنارت نہ ہوئی کبوت نجانے کیسی گاڑی رکھی ہے اس نے جو سنارت ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے وہ غصہ سے بولا اور پھر گاڑی سے باہر نکلا اور عالی سے بولا اس کو تم ہی سنارت کر سکتے ہو چلو بیٹھو گاڑی میں اس نے زبردستی اس کو گاڑی میں بیٹھا دیا۔ عالی

عالی شکر یہ تم نے ہماری مدد کی ہمیں کھان کو کچھ دیا۔ ہم بہت خوش ہیں۔

دشمنیں تم یہ سب کچھ ٹھیک نہیں کر رہے ہو۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا یہ سنتے ہی وہ غصے سے سرخ ہونے لگی۔ اچھا اچھا جاؤ تم اور شہر میں ہی رہنے کا بندوبست کر دو ہم تم کو ملے رہیں گے اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئی اور عالی کچھ سوچتا رہا پھر شہر کی طرف چل دیا۔ اس نے اپنا رخ فلیٹوں کی طرف کر لیا وہ کوئی فلیٹ لیا جا رہا تھا اور دایاں ہی رہنا چاہتا تھا اس نے ایک جگہ گاڑی کھڑی کی اور مالک سے ملا جلد ہی اس کو ایک عدد فلیٹ مل گیا اس نے اپنا سامان فلیٹ میں رکھا اور کچھ ضروری چیزیں لینے کے لیے وہ بازار چلا گیا۔ اور ایک شاپ داخل ہو گیا۔ ایک بہت ہی عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے لڑکی شاپ سے کچھ چیزیں لے رہی تھیں اس نے کال چادر اوڑھ رکھی تھی اس کے چہرے کے نقش

کل کھانے دینے کا۔ وہ سکرادی۔ آپ کہاں جا رہی ہیں۔

گھر کا سامان لینے جا رہی ہوں۔

کیا آپ کے گھر میں کوئی اور نہیں ہے

ہے لیکن۔۔۔

لیکن کیا۔

کچھ نہیں۔

کیا کچھ نہیں کیا آپ بتانا نہیں چاہتی۔

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں وہ دراصل میرے

والدین کا انتقال ہو چکا ہے لہذا۔ وہ کچھ دیر کے لیے

دک کٹیا پر بیٹھا اور دکھ نے اس کے چہرے کو اپنے

حصا میں لے لیا۔ عالی کو بہت دکھ ہوا کچھ آپ کے

مطلق نہیں پوچھنا چاہے تھا میں نے آپ کو بہت دکھ

کر دیا ہے۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چلو اپنا موز ٹھیک کر، پھر جائے بیٹے ہیں۔

نہیں مجھے جائے نہیں جینی مجھے جلدی ہے۔ وہ

تیزی سے بولی۔

تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں ہے۔

جی جیاد۔ وہ اتنا کہہ کر چلی گئی۔

اور پھر دوسرے وہ اس کے فلیٹ پر چلا گیا

میک پر تیل دینے پر گیت اسی لڑکی نے ہی کھولا۔

جی آپ۔ وہ کچھ پریشان سی ہو گئی۔

یہ ایک لاکٹ ہے آپ کے لیے لایا تھا اس پر

اللہ کا نام پاک لکھا ہوا ہے۔ اس نے اللہ کے نام کو

چوم لیا اور پھر بولی۔

یہ تو سونے کا ہے۔

ہاں سونے کا ہے۔ یہ ہما دی دوستی کی نشانی ہے

اور دوستوں میں سب چلتا ہے۔ اچھا اب میں چلتا

ہوں اتنا کہہ کر وہ اپنی چل دیا اور لڑکی اس کو دیکھتی

رہ گئی۔ وہ گھر چلا آیا۔

بہت ہی خوبصورت تھے سائولی کی دھرت اس پر بہت

کھل رہی تھی وہ عالی کے پاس سے گزرنے والی گم سم

اس کو دیکھتا ہی وہ گیا شاپ کے مالک نے اس کو اپنی

طرف متوجہ کیا تو وہ ہوش میں آ گیا۔ عالی بھی کچھ

چیزیں لینے کے بعد دکان سے باہر نکل گیا اس نے

دیکھا تو کچھ فاصلے پر وہی لڑکی جا رہی تھی عالی کو بھی

اسی راستے سے جانا تھا لہذا راستہ ایک ہو گیا ان

دونوں کا پھر وہ دونوں ایک ہی فلیٹ میں داخل

ہو گئے جو فلیٹ عالی نے کرایہ پر لیا تھا اس کے ساتھ

والا گھر اس لڑکی کا تھا آج پہلی دفعہ عالی کے دل میں

خوشی محسوس ہوئی تھی وہ اس لڑکی کے بارے میں

سوچنے لگا پھر اس نے اپنے دل سے تمام خیال نکال

دینے مجھے اس لڑکی سے درد دینا چاہیے میں اپنی وجہ

سے اس لڑکی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا

میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے وہ لڑکی کسی مصیبت

میں پھنس جائے پہلے بھی میری وجہ سے کئی جا میں چلی

لیکن میں اتنے میں درد آئے پر دستک ہوئی عالی

نے درد آواز نہ کھولا تو سانسے وہی لڑکی کھڑی تھی اکیس

بائیس سالہ سائلہ دیگر۔ شہی بال سیدھے سادھے

کپڑوں میں لمبوس ہاتھ میں رے پکڑے کھڑی تھی

اس نے ایک گہری نظر عالی پر ڈالی۔

آپ لوگ نئے آئے ہیں اس فلیٹ میں۔

جی۔

آئی وغیرہ ہیں گھر۔

نہیں۔

یہ میری جینی نے بھجوایا ہے۔ اس نے کہا تو عالی

نے اس کے ہاتھ سے رے پکڑ لی اور دودھ پوری چلی گئی

عالی نے درد آواز نہ کر دیا دوسری صبح وہ وہیں گیارہ بجے

ناشتہ کے لیے گھر سے باہر نکلا تو وہ لڑکی بھی گھر سے

باہر نکل رہی تھی عالی بھاگ کر اس کے پاس پہنچ گیا

شکر یہ آپ کا۔ وہ تیزی سے بدلا۔

کس بات کا۔ وہ نہ سمجھتے ہوئے بولی

سوچا تھا۔ اس طرح کی دل بیت گئے اور بیٹا اس سے ملنے کے لیے اس کے گھر آگئی۔

عالی یہ تمہیں کیا ہو گیا میں کئی دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تم صبح گھر سے نکلنے سے دو اور رات کو واپس آتے ہو آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔

پلیز بیٹا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو میری زندگی سے نکل جاؤ مجھے تمہاری بالکل بھی ضرورت نہیں ہے میں نہیں چاہتا کہ تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ بیٹا حیران زور سی گئی کہ یہ کسی باتیں کر رہا ہے۔

دوست کبھی خود ہی بتاتے ہو اور پھر پوچھو بھی خود ہی دیکھتے ہو اگر ایسا ہی کرنا تھا تو بھر۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔ عالی تو پ کر رہ گیا غصے سے اس اس نے تمام گھر کا سامان اٹھا اٹھا کر نیچے زمین پر پھینک دیا اور گھر سے باہر نکل گیا۔

عالی تم نے یہ پوچھا نہیں کیا اس سے تعلق قسم کر کے تم کیا چاہتے ہو بولو۔ اس کو آواز سنائی دی اور عالی چیختی پڑا۔

تم لوگ بیٹا سے دور ہو تم سے مقابلہ کرو گے۔ دیکھو نے اس کو دیواروں کے ساتھ لگا کر مارا اور وہ درد کی شدت سے نہ حال ہو گیا۔ تم لوگ مجھے چاہے مارو، لو، لیکن میں بیٹا سے کبھی بھی تعلق نہیں رکھوں گا۔

یہ سن کر دیو کو اور غصہ آ گیا اور اس پر وہ پھر سے تشدد کرنے لگا۔ جاؤ دنیا کو بلاؤ ابھی اور اسی وقت ورنہ تمہارا حال بہت برا کروں گا پھر اس پر ایک چھوٹک ماری تو عالی کے جسم میں آگ لگ گئی اور پھر جیٹھلیٹ میں داخل ہو گئی عالی کا حال دیکھا تو تڑپ سی گئی اور پھر بھاگتی ہوئی گھر لوٹ آئی۔ اور اب زم زم کی ایک چھوٹی سی بوتل پانی کی عالی کے جسم پر اٹھ بیٹنے والی تھی کہ ایک گرم دیوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرا یا وہ زور سے دروازے سے جاگتی بھاگ دتی اسے لڑکی ہمارے درمیان مت آؤ اور یہ لاکھ جوتے نے غلطی میں پہن رکھا ہے اتار دو بھاگ دینی غصے سے چیخ رہی

لڑکی تو تم کے بھارے لیے بہت اچھی خوبصورت منتخب کی ہے۔ بھاگ دینی نے عالی سے کہا۔

نہیں بھاگ دینی تم نے اس کے بارے میں سوچنا بھی مت وہ میری دوست ہے اگر اس کو کچھ ہو گیا تو میں تم دونوں کو واپس اسی قبر میں دفن کر دوں گا۔ عالی نے ٹھہراتے ہوئے کہا۔

عالی تم ہمارے راستے کی رکاوٹ بنو گے ہم تمہاری زندگی تباہ کر دیں گے۔ تم ابھی تین ماہ تک اپنے پاس رکھو اس کے بعد ہم اس کو دیکھیں کیونکہ ابھی ہمارے پاس دو ہفتے موجود ہیں دو ماہ کی خوراک موجود ہے۔ اور پھر اس نے ایک دم فلیٹ کو الٹ کر دکھ دیا جیسے بہت بڑا زلزلہ آ گیا زور دروازے پر زور سے دستک ہوئی تو عالی کی آنکھ کھل گئی وہ حیرتی سے باہر دروازے کی طرف بھاگا دیکھا تو باہر بیٹا کھڑی تھی وہ اس کو سوتا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئی۔

کیا بات ہے دن کے بارہ بج گئے ہیں اور آپ ابھی تک سوئے ہوئے ہیں۔ اور یہ تمہارے چہرے پر خون۔۔۔ وہ خون کو دیکھ کر دھماکا سا روکھی کیا اندر آئے کو نہیں کہو گے۔

کیوں نہیں آؤ آؤ وہ ایک طرف بیٹھتے ہوئے بولا۔ تو لڑکی اندر چلی گئی۔ یہ تمہارے فلیٹ کو کیا ہوا اچانک عالی کا ہاتھ روم میں پھنس گیا اس نے دیکھا واقعی اس کے وجود سے خون بہہ رہا تھا غصے بیٹا سے دور رہنا ہوگا ورنہ وہ اسے بھی مار دیں گے۔

عالی کہا ہے باہر نکلو ہاتھ روم سے بیٹا نے کہا۔ میں ناشتہ لائی ہوں کر لینا لانا کہہ کر آواز خاموش ہو گئی تھی وہ جب باہر نکلا تو وہ جاگتی تھی عالی کا ناشتہ کرنے کا بالکل بھی سوچ نہیں تھا وہ گھر سے باہر نکل گیا اس کو تمام دنیا ویران لگ رہی تھی اس کی زندگی سے خوشی غائب ہو گئی تھی وہ صبح سے شام تک سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا رہتا اور پھر رات کو گھر جا کر

تھی وہ غصہ سے برس رہی تھی۔
 کی آنکھیں لال سرخ انگارہ لگ رہی تھیں اس کا وجود
 آگ کی مانند سرخ ہو رہا تھا جیسا کہ اس کی پرواہ کئے بغیر
 ٹھٹھا آب زم زم کا پانی اس پر انڈیل دیا اس کے
 وجود سے آگ ختم ہوئی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد عالی
 اٹھ کر بیٹھ گیا نام چلی جاؤ یہاں سے ورنہ یہ تمہیں
 مار دے گا وہ دونوں ہاتھیں گردے سے تے کراچانک دیو
 نے دنیا کی طرف آگ اچھال دی تو وہ آگ واپس
 پلٹ کر اس دیو کو لگ گئی دیو اور بھاگ ورتی فوراً وہاں
 سے بھاگ گئے عالی حیران پریشان ہوا کہ وہ کیسے لگ
 گیا بولا بیٹا یہ کیا ہوا وہ دونوں بھاگ کیوں گئے اس
 کی بات سن کر بیٹا بولی۔

عالی یہ سب اس لاکھ کی وجہ سے ہوا ہے اس
 پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہے۔ اور اب تم اپنا خیال
 رکھنا میں چلی ہوں بیٹا یہ کہہ کر اپنے گھر کی طرف چل
 دی بھاگ ورتی اور پو پھر آگے عالی کو لے کر ویرانے
 میں جا کر بیٹھ گیا دیا جہاں ہر طرف درخت ہی
 درخت تھے اس نے اس جنگل کا چپہ چپہ جھانک مارا
 لیکن اس کو وہاں سے نکلنے کا کوئی بھی راستہ دکھائی نہ
 دیا وہ تھک کر بیٹھ گیا بھوک اور پیاس کی شدت سے
 اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں
 آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اچانک دیو آ گیا۔ عالی تم نے
 یہ سب اچھا نہیں کیا میں تمہیں تڑپا رہا کہ ماروں گا۔
 تمہاری لاش کو کتے اور چیلے کھا میں گی۔ عالی بولا
 کچھ مجھے گھر جانے دو تمہیں کو چھوڑ دو اور جس کو کہو
 گے میں اسے تمہارے لیے لے آؤں گا۔

نہیں وہ پھٹ پڑا اس نے ہم سے مقابلہ
 کرنے کی کوشش کی ہے ہم تمہیں اور اس لڑکی کو مار کر
 ہی دم لیں گے پھر اس نے آگ کی پھونک مار کر عالی
 کے وجود کو آگ لگا دی۔ وہ آگ کی شدت سے
 نڈھال ہو گیا اور پیچھے زمین پر گر پڑا آگ وانی سزا ختم
 ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اس کے وجود پر بہت سی

جگہ جگہ چھتریں لگی ہوئی تھیں وہ شدید
 درد کی وجہ سے چیخنے لگا ان چوہتیوں سے بچنے کے
 لیے وہ بھاگ پڑا اور ایک گندھے مالے میں پھنسا لگ
 لگا دی تھوڑی دیر کے بعد وہ تالاب سے باہر نکل
 رہا تھا کیونکہ اس کے بدبودار پانی سے اس کا سر
 چکرانے لگا تھا وہ جیسے ہی تالاب سے نکلنے کی کوشش
 کرنے لگا اور اپنا پاؤں باہر لانے لگا تو اس کو ایک
 جھجکا لگا اور وہ پھر سے تالاب میں گر گیا۔ اس کا
 سانس رک رک کر آنے لگا وہ تیزی سے اٹھا اور پھر
 سے تالاب سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا اس بار وہ
 تالاب سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا بدبو سے اس
 کا دماغ پھٹا جا رہا تھا وہ بے ہوش ہو گیا جب اس کو
 ہوش آیا تو وہ ایک بہت ہی ٹھنڈی پرسکون جگہ پر
 لیٹا ہوا تھا اس کو ہوش میں آتا ہوا دیکھ کر ایک بزرگ
 نورانی چہرہ اس کی جانب بڑھے اس کے سر پر شفقت
 سے ہاتھ بچھیرا عالی بتاؤ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل
 ہو گئے تھے تم کو خدا یاد نہیں رہا تھا اس لیے تو اللہ تعالیٰ
 نے تم پر آفت نازل کی ہے۔ بابا جی۔ وہ کچھ کہنے
 لگا تھا کہ بزرگ ہوئے۔

بیٹا زیادہ باتیں نہ کرو تم گھر جاؤ اور اللہ کی رسی کو
 مضبوطی سے تھام لو ابھی بھی کچھ نہیں ہوا خدا تم پر اپنی
 رحمت کرے اور ہر قسم نازل کرے اور باں بیٹا بیٹا
 بہت ہی اچھی لڑکی ہے اور بہت نیک ہے اسکا ساتھ
 رکھو بھی سمت چھوڑنا۔
 لیکن بابا جی۔

کہاناں زیادہ باتیں نہیں جاؤ اپنے گھر اپنی
 آنکھیں بند کرو جب کھلو گے تم اپنے گھر میں ہو گے
 عالی نے جیسے ہی آنکھیں بند کی اور پھر ٹوٹی تو وہ اپنے
 گھر میں موجود تھا۔ اس نے گھر میں جانے ہی گھر کا
 دروازہ کھولا تو تھوڑی دیر بعد ہی بیٹا آگئی۔

تم اتنے دنوں سے کہاں تھے۔ میں نے تمہیں
 بہت تلاش کیا تھا اس نے عالی کو گھر میں دیکھتے ہی کہا

کر وہ عالیٰ کی طرف بڑی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکل گئی۔ اور کچھ ہی دیر میں وہ دونوں فلیٹ سے باہر تھے ان کے باہر نکلنے ہی ایک نیر آندھی آئی اور دیکھنے ہی دیکھتے آسمان پر کالے بادل چھانے لگے سیاہ بادلوں نے احوال کو بکسر بدل دیا۔ ہر طرف سیاہ رات کا منظر دکھائی دے لگا۔ وہ دونوں ہی حیران ہو رہے تھے ان کے قدم تیز ہواؤں سے اکھڑنے لگے تھے وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے جس میں بری طرح دو ناکام ہو رہے تھے اور تیز ہوا ان کو اڑ کر اپنے ساتھ لے جانے لگی۔

جب ان میرا ہاتھ مضبوطی سے ختم لو میں جاسنا ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے میں نہیں چاہتا کہ بھاگ دیتی تم کو اڑ کر کہیں اور نہ جائے۔ لیکن اچانک ہی وہ دونوں زمین پر منہ کے بل گرے۔ عالیٰ چنا سے کچھ دور گر اٹھا اور جیٹا اس پر اسرار قبر میں گری عالیٰ اٹھا اور تیزی سے قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے ایک لمحہ سے پہلے ہی جیٹا کا ہاتھ پکڑا اور اس کو قبر سے باہر نکال لیا۔ پھر جیٹا کو ساتھ لے کر ایک طرف کو بھاگ نکلا لیکن جیٹا تیز آندھی سے بچے نہیں گئی وہ دونوں جیٹا کی طرف بڑھے کیونکہ وہ اس کا شکار کرنا چاہتے تھے ان کی نظر میں اس ماہ کا شکار جیٹا ہی تھی وہ تیزی سے جیٹا کی طرف بڑھے اور اس کو جا پکڑا اس کو چھوٹے ہی ان کے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی جیتنے ہوئے ایک طرف بھاگے لگے ان کا رخ قبر کی طرف تھا وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں بھاگے بھاگے وہ دونوں ہی قبر میں جا کر ان کے منہ سے جیٹا کی گونج رہی تھی جیٹا سب دیکھ کر حیران ہو رہی تھی وہ تیزی سے ان کی طرف بھاگی دیکھا تو آگ نے پوری طرح ان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا وہ جل رہے تھے ہوائیں اسی طرح طوفانی تھیں ان کی راکھ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں میں گول گول گھوم کر قبر میں جذب ہوتی جا رہی تھی

اور عالیٰ بالکل چپ رہا وہ کھانا کھا رہا تھا۔ اس کو اس حالت میں دیکھ کر وہ اس کے فریب ہوئی اور اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا۔
تمہیں تو بہت تیز بخار ہے آؤ میں تم کو ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتی ہوں۔

جیٹا تم جاؤ مجھے ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا تم جاؤ میں خود ہی ٹھیک ہو جاؤں گا عالیٰ میں جا چکی ہوں ابھی آئی ہوں تم کو لے کر جاؤں گی اتنا کہہ کر وہ گھر چلی گئی اور عالیٰ اس کے جانے کے بعد واش روم میں ٹھس گیا نہ پایا دھواؤں کو اس کو اپنا جد بہت ہی ہلکا محسوس ہونے لگا۔ جیسے اس کے دل سے تمام بوجھ ختم ہو گیا ہو؛ دواش روم سے باہر نکلا تو ایک تیز ہلکے کے ساتھ وہ دیوار کے ساتھ لگ گیا۔
تم بھی اس لڑکی کے ساتھ مل گئے ہو اور تم واپس کیسے آ گئے دیو خنہ سے بچ کر ہاتھ عالیٰ بہت ہی پرسکون اور اطمینان سے بولا۔

دو اب نہارے دن بالکل ہی تم رو گئے ہیں میں تم کو اور بھاگ دیتی کو واپس اسی قبر میں دفن کر دوں گا اس کی بات سن کر دیو خنہ میں آگیا اس نے اس پر کچھ بڑھ کر بیٹھ کر ماری جس سے گھر میں ایک طوفان آگیا گھر کا تمام سامان برتن اڑا کر عالی کے پاس آ کر رک جاتے بوڑھا دیو واپس بھاگ گیا۔ اور کچھ ہی دیر بعد وہ بھاگ دیتی کے ساتھ دوبارہ واپس آیا وہ دونوں بہت ہی غصے میں تھے گھر کا سامان بھرا بڑا اٹھا عالی کو مارنے کے لیے اس کی طرف بڑھنے لگے لیکن وہ دونوں اس تک پہنچ نہیں پارہے تھے اسے لگ رہا تھا کہ جیسے عالی کسی حصار میں بند ہو وہ دونوں عالی سے غصے سے بچ رہے تھے اسے جس دروازہ کھلا اور جیٹا اندر کمرے میں داخل ہوئی اور عالی کو پریشان دیکھ کر بولی۔

عالی یہ تم کس سے الجھ رہے تھے میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے لیے آئی ہوں اتنا کہہ

ی مری گئے۔ اتنا کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ بیٹا کھٹرف
بڑھا دیا جو اس نے تھام لیا۔
آؤ اب گھر چلیں۔

ہاں چلیں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی اور یوں وہ
دونوں گھر کی طرف چل دیے۔

بیٹا ابھی ایک بزرگ ملے انہوں نے کہا تھا کہ
میں بیٹا کا ہاتھ بھی بھیجی نہ چھوڑوں وہ بہت ہی اچھی
اور نیک لڑکی ہے ہمیشہ اس کے ساتھ رہوں عالی نے
بزرگ کی بات سناری تو وہ بولی۔

عالی مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے تم نہیں
جانتے جب سے میں نے تمہارے ساتھ ہوتے
ہوئے ایسے واقعات دیکھے تھے میں تمہاری زندگی
کے لیے دن رات دعا میں کرتی رہتی تھی اور خدا نے
میری دعا میں سن لیں تم کو صحیح سلامت بچا لیا۔

ہاں بیٹا مجھے تمہاری سچے دل سے کی ہوئی
دعاؤں نے بچا لیا ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ دونوں
تمہارے خون کے پیاسے تھے اور ہو سکتا تھا کہ
تمہارے بعد میری باری ہوتی لیکن جو کچھ بھی ہوا ہے
ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ باتیں کرتے ہوئے دونوں
گھروں کو پہنچ گئے عالی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا
پہلے کی طرح بالکل صاف تھا کوئی بھی نقصان نہ ہوا تھا
وہ سمجھ گیا کہ یہ سب ان کی وجہ سے ہوا تھا اور ان کے
مرنے کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ اس کے ساتھ
ساتھ بیٹا بھی حیران ہو رہی تھی عالی نے اس کی
طرف دیکھا جو گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی وہ
مکان کو دیکھ رہی تھی اور پھر عالی کو بھی دیکھ رہی تھی۔

کیا تم مجھ سے شادی کر رہی۔ اس نے اپنا ہاتھ
بیٹا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ بیٹا نے شرماتے
ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

قارئین کرام کسی لکھی میری کہانی۔ اپنی رائے
سے نوازے گا۔ میں شدت سے آپ لوگوں کی
راے کا انتظار کر رہی گی۔

اور وہ دونوں ہی ایک بار پھر قبر میں دفن ہو کر رہ گئے
ان کے دفن ہوتے ہی تیز ہواؤں اور آندھی کا زور
ٹوٹ گیا۔ موسم یکدم ہی خوشگوار ہو گیا آسمان بالکل
صاف ہو گیا بیٹا نے دیکھا کہ عالی بہت ہی دور
پریشان کھڑا تھا اس نے جب بیٹا کو زندہ حالت
میں دیکھا تو خوشی سے اس کی طرف بھاگا اس کو یقین
نہیں آ رہا تھا کہ بیٹا زندہ ہی ہے وہ تو سمجھ رہا تھا
کہ وہ ان کے ہاتھوں ماری جا چکی ہے۔ وہ بھاگتا ہوا
اس کے پاس پہنچ گیا۔

بیٹا تم ٹھیک ہو۔

ہاں میں ٹھیک ہوں مجھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے
اور عالی وہ دونوں اس قبر میں دفن ہو گئے ہیں
میں نے ان کی راکھ کو قبر میں دفن ہوتے ہوئے دیکھا
ہے ان دونوں نے مجھے ایک ساتھ پکڑنے کی کوشش
کی تھی لیکن پھر ان کے جسوں کو آگ لگ گئی اور وہ
دونوں ہی چیخنے لگے اور اس قبر کی طرف بھاگے اس
کے بعد سفید دھواں اٹھنے لگا۔ بیٹا نے عالی کو تمام
سنواری سنا دی۔ وہ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں
میں کچھ بھی نہ دیکھ سکا تھا بیٹا کی سنا دی ہوئی سنواری پر
رہ خوشی سے جھوم گیا اور بولا بیٹا تمہارا شکر یہ کہ تم نے
ان کو مار دیا ہے اب وہ ہمیشہ کے لیے قبر میں دفن
ہو گئے ہیں اب ہمیں ان سے کوئی بھی خطرہ نہیں ہے
بیٹا مسکرا دی اور اس نے گلے میں پہنے ہوئے اس
پاکٹ کو چوم لیا۔

عالی یہ سب اس لاکٹ کا کمال ہے میرا کوئی
کمال نہیں ہے اللہ کے نام کا یہ لاکٹ انکی موت بن
گیا تھا۔ تمہارا یہ گشت دنیا بھر کے گھٹوں سے پیارا
در طاقت والا ہے۔

ہاں بیٹا۔ تم نے ٹھیک کہا ہے واقعی یہ سب اس
پاکٹ کا کمال ہے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ تمہارے
مجھے پڑے ہوئے ان کو تمہاری ضرورت تھی لیکن خدا
نے وہ کچھ کر دیا جو وہ چاہتا تھا تم کو مارنے والے خود

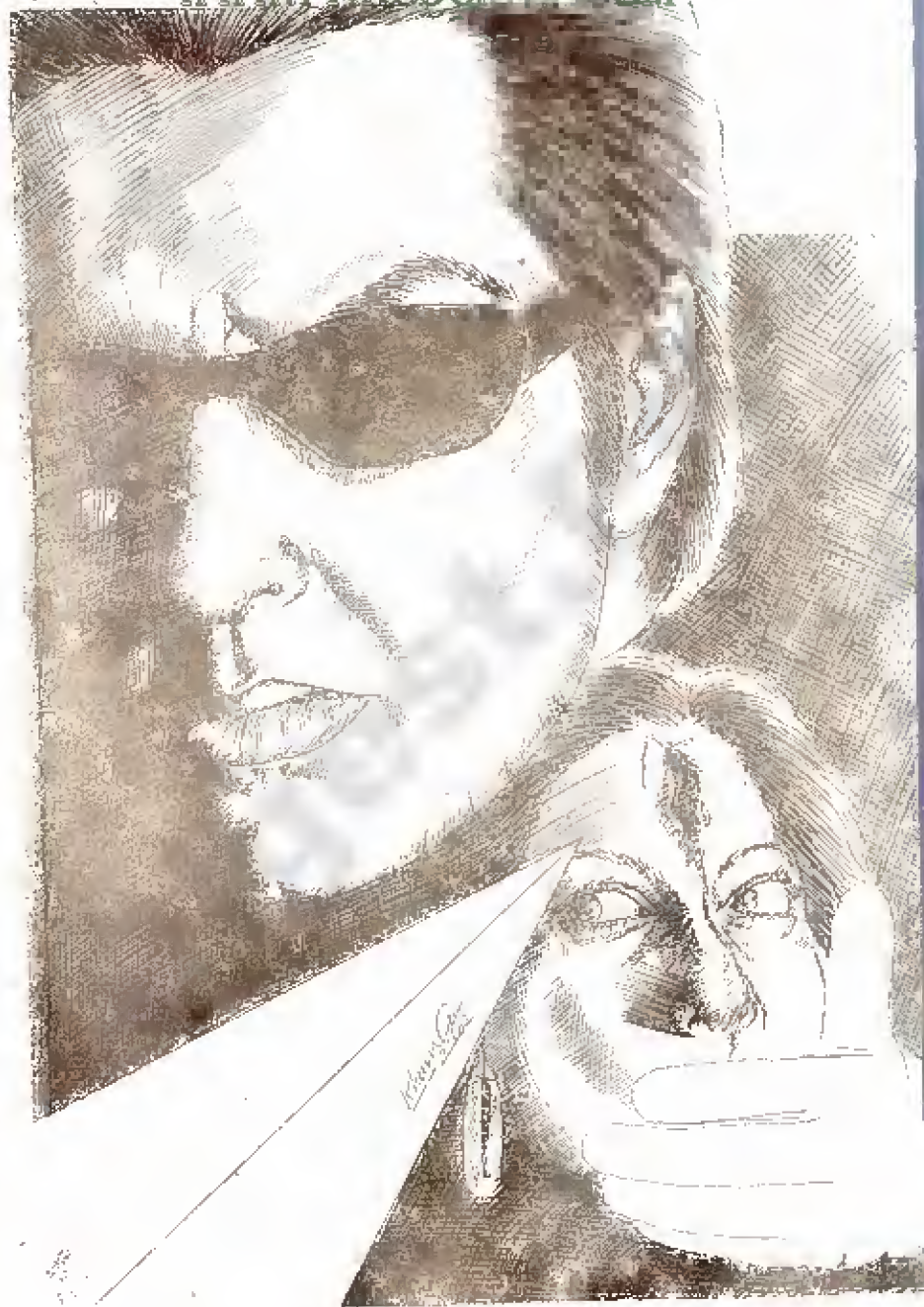
شیطان

--- تحریر: ایم ڈاکسٹی --- منسکود ---

میں مسلسل وکرم جادوگر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسامہ کے بار بار کہنے پر بھی میں نہ رکا تو اس نے اپنی گردن پر رکھے ہوئے خنجر کو اپنی گردن پر بھینچ کر یا خون کا ایک تیز خوراک اٹھا اور اسامہ نبیوت کے لیے ساکت ہو گیا میں غصے میں زمین پر لائیں مارنے لگا بھائی کی موت سے میں خواہش باختہ ہو گیا تھا۔ میں دھاڑیں مارنے لگا ایسے میں وکرم جادوگر بولا دیکھو مجھ کو یہ طوطا مجھے دے دو اب میں کبھی کسی کا خون نہیں کروں گا اس کے چہرے سے خوف اور پریشانی کی جھلک نمایاں نظر آ رہی تھی میں نے غصے سے طوطے کے پر توڑ دیئے تو جادوگر کے بازو کھینکے وہ مجھ سے رحم کی بجائے مانگتا رہا میں نے طوطے کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں جس سے جادوگر کی ٹانگیں کٹ گئیں اب وہ زمین پر گر چکا تھا اور مجھے لایچا رہنے لگا کہ میں نہیں اتنی دولت دوں گا کہ تم باری سات سطیوں بھی اگر عیاشی کریں گی تو دولت ختم نہ ہوگی میں نے بغیر پرواہ کے طوطے کی گردن مڑو دی جادوگر کی گردن کٹ گئی اور اس کے جسم کو آگ نے اپنی لپٹ میں لے لیا۔ کچھ دیر بعد اس کی راکھ بندگی اور امر ہونے کا خواب دیکھنے والا وکرم جہنم واصل ہو گیا میں اپنے بھائی کی یاد میں کافی دیر رو رہا پھر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں اسے گودوں میں تنہا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا میں یہاں کیسے آیا تو سعد قیاق چاچا بولے بیٹا جس رات تم جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے تھے تمہارے اس صبح گھاؤں کا کوئی آدمی اس جگہ پیاز کی دالے درختوں کی لکڑیوں کا ٹکڑے کے لیے گیا تھا تو ادھر تمہیں بے ہوش پایا اور پھر وہ یہاں لے آئے آج پورے تین دن کے بعد ہمیں ہوش آیا ہے اچھا بیٹا کیا جادوگر مر گیا ہے۔ ہاں وہ مر گیا ہے پھر میں نے انہیں تمام مرد و دادستانی۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

دیکھو رمیض بیٹا۔ دانیاں نے اگر آتا ہوتا تو وہ آ جاتا دیکھتے تھے لیکن اب تم اس کی سزا مہمانوں کو کیوں دے رہے ہو بیٹا آؤ کبک کاٹو رات کافی بیت گئی ہے مہمانوں کو کھانا بھی کھانا ہے اور دوا بھی بھی گھروں کو جانا ہے۔ نہیں بابا میں دانیاں کے آنے سے پہلے کبک نہیں کاٹوں گا چاہے مہمان بھوکے رہیں یا کچھ بھی ہو دانیاں نے وعدہ کیا تھا وہ ضرور آئے گا۔ ڈاکٹر شبیر اے بیٹے پر بار بار کبک کاٹنے کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے مگر وہ ایک رات لگا رہا تھا کہ دانیاں کے آنے سے پہلے کبک نہیں کاٹے گا کسی انتہا میں دروازے پر

دیکھتے ہوئی اور دانیاں کمرے میں داخل ہو دانیاں کو دیکھتے ہی رمیض نے غصے سے منہ پھیر لیا۔ اور رمیض سواری بارہاتے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی اس لیے دیر ہو گئی سواری بارہا اب معاف کر دو دانیاں اپنے دیر سے آنے پر رمیض سے معافی مانگ رہا تھا۔ کہ رمیض نے ہنستے ہوئے اپنا رخ دانیاں کی طرف کیا اور کہا اس اوکے۔ اب جلد ہی سے میرے ساتھ چلو اب کبک کاٹ لیں چل ٹھیک ہے دونوں خوشی سے مصافحہ کیا اور کمرے میں سے باہر آ گئے۔ دراصل آج رمیض کی سانگر دھجی



پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنگ نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

کے بعد بھی جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو ڈاکٹر شبیر کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے جب کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی کچھ جواب نہ ملا تو انہوں نے دروازہ توڑ دیا جب اندر دیکھا تو کمرہ بالکل خالی تھا ڈاکٹر شبیر مارے غم کے رونے لگے جب ان کی بیوی نے آواز سنی تو وہ دوڑتی ہوئی آئی۔ اور کمرے کے حالات دیکھ کر وہ بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگی حیرانگی کی بات یہ بھی کہ کمرہ اندر سے لاک تھا باہر جانے کا قبول واست کھڑکی تھی جو کہ صحن میں کھلتی تھی مگر وہ بھی اندر سے لاک تھی گھر میں کیرام گئی تھا روتنے کی آواز سن کے محلے والے بھی آگئے تھے جب انہیں حالات کا پتہ چلا تو وہ بھی حیران ہوئے کہ بچے کیسے غائب ہو گئے پولیس کو بلا یا گیا وہ ڈاکٹر صاحب کو تسلی دے کر چلے گئے چونکہ ریشم ڈاکٹر صاحب کا اکلوتا بیٹا تھا اور دانیال کو بھی وہ اپنے بیٹے سے کم نہیں سمجھتے تھے لہذا وہ ہر اوجھ کچھ جب دانیال کے گھر اس کی گمشدگی کا پتہ چلا تو وہ بھی دوڑے دوڑے ڈاکٹر کے گھرانے اب سب پریشانی کے عالم میں بچوں کو اوجھڑا کر دیکھ رہے تھے ان دونوں خاندانوں نے سر اصرار کی بازی لگائی مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

آج ریشم اور دانیال کو غائب ہوئے تین دن گزر چکے تھے مگر ان کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا تھا پولیس کو بھی اس تیس میں ہشواہی کا سامنا تھا کیونکہ دروازہ اور کھڑکی اندر سے لاک تھیں لہذا انہیں انتہائی پیچیدہ تھا۔ آج صبح سے سوسا دھار برش کا سلسلہ جاری تھا جس نے سختی میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ داہب جسم کو چھو کے گزرتی تو جسم کٹ سا جاتا دن کے وقت بھی رات کا سا ساں غما بہر حال اوگ اپنے اپنے کاموں میں سے جلد ہی فراغت پا کر گھروں کو چلے گئے بازار بالکل خالی ہو گئے لوگ گھروں میں آگ کے مزے لے رہے تھے وقت اپنی مخصوص رفتار سے چل رہا تھا

آج دوپہر سے دس برس کا بچہ چکا تھا اس کا سالگرہ نہ ڈاکٹر شبیر نے ایک فنانس آرینج کیا تھا اور دانیال اور ریشم کلاس فیلو تھے دانیال ریشم کا سب سے بہترین دوست تھا ریشم اور دانیال جو بچیاں کمرے میں سے باہر نکلے تو ساری لائسنس بچاؤ کی ایب ہال میں صرف چاند کی چاندنی ہر سو جگہ رہی تھی جو کہ آج چاند کی چوبیس رات تھی اسی لیے چاندی عروج پر تھی اسی دوران دنیا کا سب سے زیادہ گایا جانے والا گیت پی پی برنڈ ڈے ٹو یو گا جا جانے لگا ہال میں موجود تمام لوگوں نے ریشم کو پتلی دیکھ ڈے دس کیا اور ریشم کییک کے پاس کھڑا تھا دانیال بھی اس کے پاس ہی کھڑا اس کی خیریتوں میں شریک تھا اب ریشم نے کییک پر دس مہم بیٹوں کو بھوک سے بھجایا تو سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا اب تمام لائسنس ان کرونی ٹیکس ٹھیس ایک بار پھر ریگ ریگ بیٹوں سے ہال جگہ اٹھا اب ریشم نے کییک کا لٹا اور کییک جس اٹھا کر دانیال کو کھلایا دانیال نے قہر سے کھا کر آج ریشم کو کھلایا ایک بار پھر تالیوں کو نہ رکھے والا سلسلہ شروع ہو گیا ایک کا چہرہ خوشی سے تھلا رہا تھا کییک کھانے کے بعد کھانے کا شروع ہوا سب لوگوں نے بلا تکلف کھانا کھایا اور کھانے سرفراغت پانے کے بعد مہمان گھروں کو چل دیے ریشم کے پاس تھے تھانف کا ڈھیر لکچا تھا ریشم کو کچھ محسوس ہونے لگی تو دانیال نے کہا۔ چل بار خینڈا تو بن سوتے ہیں ریشم نے ماما پاپا کو گڈ نائٹ دئی کیا اور دانیال کے ساتھ اپنے کمرے میں چلا گیا اچھا دانیال صبح نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہے میں سو رہا ہوں آج مگ شب ہوگی دونوں نے ایک دوسرے کو گڈ نائٹ کہا اور سو گئے۔

پتا ریشم دانیال جاگو بیٹا نماز کا وقت دگیا ہے ڈاکٹر شبیر دروازے پر دستک دینے کے ساتھ ساتھ آواز بھی لگا رہے تھے کالی دیو دستک دینے

لیے گھروں میں دھک کر بیٹھ جاتے اب اس گاؤں کا سکون ختم ہو چکا تھا والدین کو یہ ذرہ بے لگا کر کہیں آج ہمارے بچے کی باری نہ ہو۔

انسپکٹر ذیشان نے ہیڈ کوارٹر سے پولیس کی نفری منگوائی تھی اس کے ذہن میں یہ تھا کہ انگوہ کاری کسی گروہ کا کام ہے اور وہ انتہائی چالاکی سے بچے انگوہ کرتا ہے اور کوئی سراغ نہیں چھوڑتا لہذا اس نے انگوہ کی وارداتوں کو روکنے کے لیے گاؤں کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر پہرہ لگوا دیا تھا۔

آج سروی عروج پر تھی ہر طرف سنانے کا رواج تھا ایسے میں جب ہوا چلتی تو گلیاں ہوتا جیسے بہت ساری نفریتیں سرگوشیاں کر رہی ہوں ایسے میں سبائی گاؤں میں گشت کرتے ہوئے پہرہ دے رہے تھے تمام سبائیوں کے پاؤں شل ہو چکے تھے انسپکٹر ذیشان گاڑی میں پورے علاقے میں گشت کر رہا تھا اس نے سبائیوں سے پوچھا کچھ پتہ چلا کسی گروہ کا۔ ٹوسر۔ ہمیں کوئی سراغ نہیں ملا ان کی طرف سے نفی میں جواب ملے پر اس نے سوچا کہ شاید انگوہ کار کو معلوم ہو گیا ہے ہم نے پہرہ لگا رکھا ہے اس لیے ایسا کوئی بھی واقعہ نہ ہوا لیکن اس وقت اسکا دماغ جکڑا گیا۔

جب اس کو معلوم ہوا کہ ادھر سے بچے غائب ہو گئے ہیں انسپکٹر کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اس نے ڈپریمن کی دو گولیاں لیں تو کچھ عرصہ بعد اس نے پہرہ مزید سخت کر دیا لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوا اب گاؤں کے لوگ اس سٹین ماحول اور وارداتوں سے خود کو خطرے میں محسوس کر رہے تھے سب لوگوں نے یہ چیز محسوس کی تھی کہ جتنے بھی بچے غائب ہوئے یا تو ان کی عمر بارہ سال تھی یا اس سے کم تھی یعنی انگوہ ہونے والے تمام بچے کم سن تھے لہذا ہم سب کو چھو پیابان سے روکنا پڑا۔

آج میں صبح ہی اخبار پڑھ رہا تھا کہ لوگوں کا جم خفیہ میرے گھر میں داخل ہوا میرے گھر کے

اب رات نے اپنے خوفناک پر چاروں سمت پھیلنا دیکھتے تھے ہر سو گہرا سناٹا تھا ایسے میں رونے کی آوازوں نے ماحول کو مزید دہشت ناک بنا دیا تھا یہ رونے کی آوازیں جنزبیب اور اس کی بیوی کی تھیں آوازیں سن کر سب گھاؤں والے جمع ہو گئے گاؤں کے لوگوں کی عادت تھی کہ دوسرے کا درد اپنا درد سمجھتے تھے جب گھاؤں والے جنزبیب کے گھر پہنچے تو وہ انتہائی غم میں دکھائی دے رہے تھا بار بار دریاشت کرنے پر اس نے بتایا کہ میں پانی پینے کے لیے جا گا تو اپنے بیٹے شاہ زیب کو چار پانی پر نہ پا کر مجھے تشویش ہوئی رات کو وہ میرے پاس ہی سو رہا تھا لیکن اب موجود نہیں تھا میں نے گھر کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا اسٹے میں زیر بولا جنزبیب بھائی کہیں وہ بارہر نہ چلا گیا تو زیر بے باہر ہوتا لیکن دروازے کو اندر سے کھڑکی ہوئی تھی اور دیواروں سے گھر کو باہر وہ جا ہی نہیں سکتا تھا دو دو سال کا ہے دیوار پر چڑھنا اس کے بس کی بات نہیں اسی اثنا میں پولیس گھر میں داخل ہوئی اور واقعے کی نوعیت دریاشت کی جب واسنے کا پتہ چلا تو انسپکٹر ذیشان کا ہاتھ ٹھٹھا اٹھ گیا ہاں کا انچارج تھا۔ یہ واقعہ بھی ڈاکٹر شبیر کے بیٹے رمبھیں اور اس کے دوست وانیال کی طرح تھا وہی کہ گھر کے اندر سے لاک تھا پھر بھی شاہ زیب غائب تھا گاؤں کا ہر فرد اس بات پر حیران تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ گھر لاک ہوتا ہے پھر بھی بچے غائب ہو رہے ہیں لیکن کسی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

اب یہ واقعہ معمول بننے لگا اور ہر تیسرے دن بچے غائب ہو جاتے لیکن کوئی بھی سراغ نہ ملتا اب تو دنوں کا فرق بھی ختم ہو چکا تھا اور ہر روز ایک یا دو بچے غائب ہو جاتے اب گاؤں میں دہشت پھیل چکی تھی انگوں نے بچوں کا باہر نکلتا بالکل بند کر دیا تھا شام ہوتے ہی لوگ اپنے بچوں کو بغل میں

چوکیدار نے روکنے کی کوشش کی لیکن میں نے سب کو اندر لے لانا کو کہا۔ اب کئی بزرگ اور جوان میرے سامنے کھڑے تھے میں نے آئے کی بددعا یا سنت کی تو جاوید بچا ہوا۔

وہ کچھ جھمکا دیکھ کر دلوں سے ہمارے مارتے سے روزانہ بچے غائب ہو رہے ہیں یہ بھی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ وہ کہاں کہاں رہ رہے ہیں۔ پولیس والوں کو بھی کوئی سراغ نہیں ملا۔ کچھ بچے ہمہ تن ہیں۔ میں نے کہا آئے ہیں۔ یہ اہل نامہ جوان تھا میں نے پولیس کے سپرنٹنڈنٹ میں اس مسئلے کا تذکرہ کیا۔ جوانوں کے مکمل گھر میں اس کو یہ کہہ کر بھی پھرتے تھے پھر یہ یہ چاہا ہوا تھا کہ کل رات یہ اچھا بھی غائب نہ ہو یہ ہم نے موت تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا۔ ہم نے کچھ ناقابل اثر شکر و سحر چاہا چاہتے تھے ہونے۔ یہ کچھ ساتھ انتہائی متکلف تھے۔ یہ ہمیں تو تھے ہمیشہ ہرے پر مسکراتے تھے۔ رات بھر ان کی کھڑکیوں میں آنسو کھینچ کر رہا کچھ کھٹ کیا تھا میں نے تمام لوگوں کو یقین دلایا کہ رکھا۔

میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ لیکن مجھے چند جوانوں کے تعاون کی بھی ضرورت ہے۔ لوگوں یہ اس ساتھ دے گا میں نے لوگوں پر گہری نظر ڈالنے کوئے کہا۔

ہم ویر کے آپ کا ساتھ دینے میں چاہنے کے یہ کہتے ہوئے میرے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ان جوانوں میں فہیم۔ عاطف۔ بیتاز۔ شعیب۔ وسیم صداقت شامل تھے یہ چھ جوان بڑی مشہور و جسامت کے ایک تھے۔

میں بھی آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں شہزاد نے آگے بڑھ کر کہا تو کچھ شہزاد اور گھروں کے قتلے اپنے ساتھ رکھنا مناسب نہیں تھا لیکن اس کے جذبے کو دیکھ کر اسے بھی اس ہم میں شریک کر دیا گاؤں کے تین دفائی اور خارجی راستے تھے میں نے ایک راستے پر فہیم

اور امتیاز کو لگایا جبکہ دوسرے راستے پر صداقت اور عاطف کو لگایا جبکہ تیسرے راستے پر وسیم اور شعیب کو لگایا ان کے ساتھ میں نے شہزاد کو بھی لگادیا۔ اب رات نے اپنے پے پھیلا دیے تھے ماحول پر یونانی چھائی ہوئی تھی ایسے میں تمام جوان اپنے اپنے فرانس سرخ جامہ پہنے ہوئے تھے میں بھی چھمکے۔ یہاں ان سب نے عمر کی کر رہا تھا میں نے اپنے میں گشت کر رہا تھا اور جوانوں کو کھنڈہ بھی ماریات دے رہا تھا میں گشت کرتے ہوئے اچانک پیچھے مڑا تو کچھ ایسے لگا کہ جیسے کسی نے میرے سامنے ایک مکان میں باہر سے اندر چھانٹ لگائی ہوئی۔ رات بھر سے یہ مکان ہوا اس مکان تک پہنچنے کی کوشش میں تھا میں خود سے تھکا ہوا تھلا ہوا تھا کوئی ضرورت دیکھ کر میں نے باہر نکلا کہ جیسے راستے میں کوئی ایسا کھاٹ نہ ہو یہ ایک چوپایہ تھا جس کے جسم پر گھنے بال تھے اس کی آنکھوں میں عجیب وحشت تھی وہ وہاں سے ایک رات تھیں جیسے بچے انگڑے ہوں میں نے اس پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس کے پاس ایک بچہ تھا جو ایسے معمول رہا تھا جیسے بالکل سادہ ہو گیا ہو میں نے ہاتھ بڑھایا تو اس کا کان میرے ہاتھ میں آیا لیکن وہ ابھر کھڑے کھڑے ہی ایسے غائب ہو گیا جیسے کدو کے سر سے تنک۔ اب یہ حال میری سمجھ میں آ گیا تھا کچھ بچہ گاؤں میں یہ خبر نہیں گئی تھی کہ نصیر جو کہ گاؤں کے ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے آج رات اس کا بیٹا غائب ہو گیا ہے میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو اپنے گھر بلایا اور میں نے انہیں بتایا کہ کل رات میں نے ایک رینگھ کی طرح ایک چوپایہ کو دیکھا جس کے جسم پر سیاہ گھنے بال تھے وہ دو بار میں سے داخل ہوا اور دوبارہ میں سے باہر آیا اس کے پاس نصیر صاحب کا بیٹا عثمان میں نے خود دیکھا تھا۔ وہ ویسے معمول رہا تھا جیسے اس میں بالکل زندگی کی رشتہ موجود نہ ہو میں نے اس غنیمت کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ غائب ہو گیا

صبح کی روشنی طلوع ہوئی آج رات ہمیں وہ جو باہر نظر نہیں آتا تھا صبح پہنچ کر خوشی ہوئی کہ آج کوئی بھی بچہ گھر سے غائب نہیں ہوا۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں باباجی کے آسنے کی طرف چل نکلا جب ان کے آسنے پر پہنچا تو لوگوں کا ہجوم نظر الٹا میں ہجوم سے ٹکرا ہوا آگے جا پہنچا دکھا کہ سامنے ایک میت پڑی ہے میں نے جونکی میت کے چہرے پر سے چادر ہٹائی تو میرے جسم پر سکتے طاری ہو گیا کیونکہ وہ لاش کسی اور کی نہیں بلکہ باباجی کی تھی لاش کا پڑا ہوا جال تھا ان کے جسم پر سے ساری جڑی اڑھری ہوئی تھی دل بھی غائب تھا اور جسم پر تانٹوں کے نشان موجود تھے جیسے کسی نے جسم سے گوشت نو بننے کی کوشش کی ہو لاش کا بے حال دیکھ کر میں حواس باختہ ہو گیا اور میں دھڑاڑیں مار مار کر رونے لگا آنے میں ایک آدمی قادی میرے پاس آیا اور مجھ سے پوچھا۔

کہا آپ کا نام؟

میں نے فوری کہا۔

میں باباجی کا خادم ہوں صبح جب ہم باباجی کو جگانے گئے تو کافی کوششوں کے باوجود بھی کوئی جواب نہ ملا تو ہم نے دروازہ ٹوڑا تو دیکھا کہ بابا زندگی کی بازی ہار چکے تھے ہم ابھی بھی حیران ہیں کہ دروازہ اندر سے بند تھا تو پھر ان کا خون کسے ہو گیا۔ وہ بولے جا رہا تھا۔

اب میں حالات کو سمجھ چکا تھا کہ بابا کا خون بھی اتنی رینچہ فرما جو بابا نے کہا ہے جو بچوں کو اغوا کر رہا تھا اور کل رات گاؤں سے کوئی بھی بچہ اس لیے غائب نہیں ہوا کیونکہ وہ عفریت رات کو باباجی کے ساتھ تھم گئے تھے۔

سننے میں اپنے خیالوں میں غم تھا کہ اس آدمی کی آواز سے نہ تک گہا۔ باباجی کے کمرے میں سے یہ کاغذ ملا ہے یہ آپ کے لیے ہے۔

نجانے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اب اس سے پتہ چل گیا تھا کہ اغوا کر کوئی گروہ نہیں بلکہ بارہائی مخلوق ہے اب میں اس کا حل تلاش کر لوں گا۔ اگلے دن میں اپنے چھوٹے بھائی اسامہ جس کی عمر بارہ سال تھی اسے سکول چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا میرا رخ دوسرے گاؤں کے مشہور عامل کی طرف تھا ان کے آسنے پر پہنچ کر میں نے انہیں ساری رووا سنائی انہوں نے میری بات پوری توجہ سے سنی پھر انہوں نے کہا جتنا تم کل اسی وقت میرے پاس آنا میں تمہیں اس عفریت کے بارے میں بھی بتاؤں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ یہ عفریت بچے کیوں اغوا کر رہا ہے اور گھر واپس آ گیا۔

اچھا اسامہ میری بات غور سے سنتا تھا میں پتہ ہے ناں کہ آج کل ہمارے گاؤں سے بچے غائب ہو رہے ہیں تو بارہکھتا مجھے بعض اوقات کام کی وجہ سے شہر جانا پڑ سکتا ہے لہذا میں نے اپنے دوست حسن کو بلوالیا ہے تم ان کے ساتھ رہنا یہ نہار اخیال رکھیں گے انہیں نکل مت کرنا سمجھ آئی ناں میں اپنے بھائی کو حالات کی نوعیت سمجھا رہا تھا۔

بھیا میں حسن انکل کو بالکل شک نہیں کروں گا اچھا بارہ حسن تم اسامہ کا خیال رکھنا پتہ نہیں میں اس مہم سے واپس آتا ہوں نا نہیں۔

بارہ مجھو یہ کیا کہہ رہا ہے تو اللہ نہیں کا سہا ب کرے گا۔ ہماری دعا میں تمہارے ساتھ ہیں اچھا بارہ میں نے رات کو پہرہ باندھے اور صبح سویرے واپس ہی سے میں باباجی کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ چل تھیک ہے بارہ اللہ حافظ اچھا اسامہ اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔ اوکے بھیا اللہ حافظ۔

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آج پھر بہرہ دینے میں مصروف تھا سر غنصیب کی بھی مگر ہم سروی سے بے خبر بہرہ دے رہے تھے آوارہ کتے جب بھونکتے تو وجود پر خوف طاری ہو جاتا۔ خدا خدا کر کے

لگا تبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی زرد پڑ جاتا کافی دیر اس حالت میں رہنے کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں تو وہ غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

بنا معاملہ کچھ ہوں ہے کہ نہار سے علاقے سے کچھ فاصلے پر ایک غار میں وکرم جادوگر رہتا ہے وہ انتہائی ظالم اور سفاک ہے وہ شیطان کا چہرہ ہے اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہے اس کے شیطان دوہٹانے اسے کہا کہ اگر وہ اس کے چرنوں میں ایک سو ایک ہاتھ لڑکوں کی لپی دے گا تو وہ نہ صرف اس کی طاقتیں بڑھائے گا بلکہ وہ اسے امر بھی کر دے گا۔ جبکہ وکرم جادوگر کے پاس کئی شیطانی طاقتیں ہیں اس لیے اس نے ان بچوں کو لانے کے لیے اپنے سب سے طاقتور غلام بنانا دیکھو کو لگا ہوا ہے اس دہونے اپنے جسم کو کچھ کی شکل میں ڈھال دیا ہے اور وہ آسانی سے بچے لاکے دے رہا ہے اب تک وہ چھبانوے بچے شیطان کے چرنوں میں قربان کر چکا ہے جب سو سب سے پورے ہو جائیں گے تو اسے آخری بچہ اسبابا ہے ہوگا کہ جو پورن ہاشی کی رات کو پیدا ہوا اور اس بچے کی خاص خوبی یہ ہوگی کہ اس کی پیٹھ پر یعنی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہوگا۔

بابا اس شیطان کو روکنے کا کوئی حل ہے کہ نہیں۔
بینا صل نوے مگر انتہائی مشکل ہے۔

بابا آپ حکم کر میں میں اثناء اللہ براستخان میں سے گزرنے کے لیے تیار ہوں۔

بنا اسے زہر کرنے کے لیے نہیں طاقت حاصل کرنی ہوگی اور طاقت حاصل کرنے کے لیے نہیں ایک راست سے مقابلہ جی بابا میں موت سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں پھر بابا جی نے مجھے ورد اور جلد کا طرہ بتا دیا۔

اجھا بنا چلے مکمل کرنے کے بعد نہیں ایک طاقت اور ایک غلام ملے گی جو ہر قدم پر نہاری

میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لیا نو کاغذ پر لکھا تھا کہ جھمکو بنانا فوسس صد فوسس میں تمہارے کسی کام نہیں آسکا۔ میری ایک غلطی مجھے موت کے منہ میں لے جا رہی ہے بنانا یہ ایک بزرگ کا پتہ ہے ان سے رابطہ کرنا وہ ضرور نہاری مدد کر بن گے بچے یہ لکھا تھا اس بچے کے مطابق وہ بزرگ اگلے گاؤں کے سنے بابا جی کا رفقہ بڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے بابا جی کی تکفین و تدفین کے بعد میں وہاں سے اپنی اگلی منزل کی طرف جانب چل نکلا تو فرمایا ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد میں بزرگ کے آستانے پر پہنچ گیا وہاں پر بڑا جھوم تھا سارے لوگ اپنے اپنے مسائل پیش کر رہے تھے سب کو نارغ کرنے کے بعد میری باری آئی میں نے بابا کو جو بھی اپنا مسئلہ بنانے کے لیے لب کھلے دیے۔

بنا۔ میں سب جانتا ہوں نہیں بابا جی میری طرف بھیجا ہے میرا نام بارون الرشید ہے اور صابر میرا مرید بننا بابا کے منہ سے مرید کا نام نہ کر میں کچھ گیا کہ انہیں صابر کی موت کا علم ہے جھمکو بنا جانتے ہو صابر کی موت کیسے واقع ہوئی۔
نہیں بابا جی مجھے نہیں معلوم۔

بنا صابر نے جب حصار بنایا تو وہ اس میں بیٹھ گیا اور اس پر پائے کا کلم ہو چکا تھا کہ اسے تباہ کرنے کے لیے صابر قتل کر رہا ہے جب وہ حصار میں بیٹھ گیا تو اسے بادا تباہ کر جس سچ پر اس نے ورد پڑھنا ہے وہ تو مزہ پر پڑی ہوئی ہے وہ لالچی میں حصار کو نو ذنے ہوئے باہر آ گیا تاکہ شیش لے سکے اپنی دوران وہ پوچھا یہ نمودار ہوا اور اس نے صابر کی زندگی چھین لی صابر کی دردناک موت کے بارے میں سن کر بہت افسوس ہوا۔

اجھا بابا جی آپ کو ہمارے گاؤں کے حالات کا نو علم ہو گا جی اب بتائیے اس کا کیا حل ہے بابا جی نے آنکھیں بند کیں تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہونے

وہ بھیا شاید میری کر پر کاٹنا لگ گیا ہے۔

کہاں پر۔ میں نے جلدی سے پوچھا۔

بھیا ادھر کمر پر۔۔۔ اسامہ نے فوراً نمٹیں اساری

کمر پر نظر پڑتے ہی مجھے ہزاروں دلوں کے جھٹکے

لگے میرا داغ سن ہونے لگا کیونکہ اسامہ کی کمر پر وہ

ستارہ والا نشان موجود تھا جو بابائی نے بتایا میں نے

بڑی مشکل سے کاٹنا نکالا میرا جسم بالکل سادہ

ہو چکا تھا کیونکہ والدین کے مرنے کے بعد میں نے

ہی اسے والا تھا ان کا میرے اور میرا اس کے سوا

دنیا میں کوئی نہیں تھا۔

کیا ہوا بھیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں

مجھے کانے کا زہار دے رہی ہیں ہوا ہے مگر آپ کے

آنسو نکل آئے اس معصوم کو پتہ نہیں تھا کہ یہ آنسو

کانے کی وجہ سے نہیں آئے تھے بلکہ ان حالات کی

وجہ سے آنکھوں میں آئے تھے جن کا ہمیں سامنا کرنا

تھا۔

نہیں جہنا کچھ مجھے نہیں ہوا ہے یہ آنسو ویسے ہی

آنکھوں میں آگئے تھے تم جاؤ اور جا کر چنگ اڑاؤ۔

اوپر کے بھیا اسامہ کے نشان نے میرا داغ ماذف

کر دیا تھا میں اپنے اس معصوم بھائی کو کھونا نہیں

چاہتا تھا میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور

ساری صورت حال بتادی گاؤں کے بزرگوں نے مجھے کہا

جنا تم بھائی کی وجہ سے یہ بیان ہونا بنا ہم اپنے

بیٹوں کو تو جانے سے نہیں روک سکے مگر تمہارے بھائی

کو جانے کے لیے آگاہ نہیں اپنی اپنی جانیں بھی دینا

پڑیں تو ہم بچے نہیں بنیں گے۔

اب سورج اپنی منزل کی طرف گامزن تھا

میں نے طے کے لیے ضروری سامان رکھا اور جانے

کی تیاری کرنے لگا رات کا اندھیرا برسو بھیل چکا تھا

آج سڑی پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی بھیگتی کتوں کے

جھونکنے کی آواز نے باحول کو مزید برا سرا رہنا دیا تھا

میں اپنی سستی میں گم گاہوں کے قبرستان کی طرف رواں

رہنمائی کرے گی۔ اور بیت چل مکمل ہونے سے پہلے

چاہے کچھ بھی ہو جائے تم حصار سے باہر نہ لگنا اور چل

ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر کرنا ہے باور ہے کہ دوسرا

پاؤں زمین پر نہ لگے ورنہ چلنا کام ہو جائے گا

اور چلنا کام ہونے کی صورت میں موت یقینی ہے

ہاں تھا ہے کہ حصار میں درخت ہونا چاہیے تاکہ

تمہیں سہارا مل سکے اور تم آسانی سے کھڑے ہو سکو

بابائی نے مجھے اور بھی کئی ہدایات دیں اور آخر میں کہا

بٹا ثابت قدم رہنا لہذا تمہارا حامی و ناصر ہو۔

بابائی سے اجازت لے کر میں اپنے گھر کی

طرف گامزن ہو گا تھوڑے ٹائم بعد میں اپنے گھر پہنچ

چکا تھا گھر پہنچ کر فریش ہوا کھانا کھایا چھوٹے بھائی

اور محسن کے ساتھ کپ شپ کی آج چونکا۔ ہفتہ تھا

اور اسامہ کو صبح سکول کی پچھٹی تھی لہذا کافی دیر تک اس

کے ساتھ کپ شپ ہوتی رہی پھر میں باہر آکر پہرہ

دینے میں مصروف ہو گیا۔

ساری رات پہرہ دیتے ہوئے گزری صبح کو اس

خبر نے پھر تن بدن میں آگ لگا دی کہ الٹ میں بچے

غائب ہوئے یعنی کہ نانوے بچے غائب ہو چکے تھے

اور ای سو ایک پورا ہونے میں صرف دو بچے باقی تھے

جن میں سے ایک ہارٹل بچہ غائب ہونا تھا اور ایک وہ

بچہ جو چاند کی چوہو میں رات کو پیدا ہوا اور اسکی کمر پر

ستارہ کا نشان موجود ہو میں نے آج یعنی اتوار کو

چل کرنے کا سوچ لیا تھا۔

صبح دس بجے کا وقت تھا جب میں گھر داخل ہوا

دیکھا کہ اسامہ چنگ اڑ رہا تھا ہمارا گھر چونکا کشا د تھا

اور اس میں ہاشم بھی تھا تن میں درخت لگے ہوئے

تھے ان درختوں کے بیچ اسامہ کی چنگ بچھڑ گئی

اسامہ بھاگ کر درخت پر چڑھا اور چنگ نکالی

درخت سے اترتے ہوئے دو در سے چھٹا میں بھاگ

کر اس کے پاس پہنچا۔

کیا دیکھا وہاں میں نے برہمت ہو چھا۔

شیطان و کرم جاو دو کر کو مہرے چلے کے بارے میں علم ہو چکا تھا اور وہ مجھے ہر طرح سے بہلانے پھسلانے کی کوشش کرے گا میں دو بڑھنے میں ہی مصروف رہا مجھے لگا کہ بارش ہو رہی ہے جب وہ کچھ تو واقعی بارش ہو رہی تھی مگر یہ پانی کد نہیں بالکا لگتا ہے۔ بونے خون کی بارش تھی اور وہ حصار کے اندر نہیں آ رہی تھی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ بھی شیطان کی چال ہے لہذا میں نے دل مضبوط کر لیا راستے بونے خون میں اپنی خوش گئی کہ مجھے اچھا جو چلا ہو محسوس ہوا کافی دیر تک بارش ہوئی رہی شیطان چاہتا تھا کہ شاید مہرے قدم ڈگھڑکا جائیں لیکن میں برداشت کرتا رہا ٹھوڑے وقت بعد خون کی بارش ختم ہو گئی حصار سے باہر زمین پر نظر دوڑائی تو زمین بالکل صاف نظر آئی جیسے یہاں کچھ بھی نہ ہو وقت اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہا غرض پتا آ رہے سے زبرد و جہل ہو چکا تھا مہرے پاؤں ایک سروی کی وجہ سے شل ہو چکے تھے دوسرا آج کیلی مرتبہ اس طرح ایک پاؤں پر اپنی دگر کھڑا ہوا تھا میں نے ورد پڑھنے کی رفتار کو بڑھا دیا تھا تاکہ ذہن سے یہ خوف اور ذہن ختم ہو سکے میں اونچی آواز میں ورد پڑھ رہا تھا کہ مہرے سامنے دھنسی ر پچھ نما چو بابہ یعنی و سنا و یو آن کھڑا ہوا آج اس کی حالت غیر: وردی تھی وہ غصے سے بھر رہا تھا اس کی آنکھوں میں اتنی دہشت تھی کہ وہ کچھ کر رہا کانپ جاتی وہ آنے ہی غصے سے دھاز۔

اولے کے۔ تو لاکھ جاو کر بھی میرے آقا و کرم جاو: گر کا بال بھی بیگا نہیں کر سکتا اسی لیے یہ ناک چھوڑ دے اور گھر واپس چلا جائیں تیری جان بخش دیتا ہوں وہ مجھے جھکیاں دینے جا رہا تھا اور میں ورد پڑھنے میں مگن رہا۔ باب اس کی جھکیوں کا مجھے پکونی آؤ نہ: وہ انوکھے غبروں کی طرف مڑ کر گیا۔

انھوں نے قبرستان کے باسیبہ۔ اس لڑکے کو شخصیت کر میری طرف لاؤ: یہ سنا تھا کہ تمام قبریں پھٹنے لگیں اور مردے باہر نکلنے لگے اب مہرے

دواں تھا ہوا سے درخت یوں مل رہے تھے جیسے کئی دیو مجھے آگے بڑھنے سے روک رہے ہوں ذرا اور خوف کو بالائے طاق رکھتا ہوا میں قبرستان کی حدود میں پہنچ گیا تھا ٹھوڑی سی کوشش کے بعد مجھے ایسی جگہ مل گئی جو چلے کے لیے مناسب تھی کیونکہ ادھر درخت بھی تھا اور قبر بھی پاس ہی تھی ادھر ادھر نظر کھڑا کر دیکھا تو ہر طرف درخت بھی تھے یہ خوشی اور گہرا سکوت کھانا جانے کو دوڑتا تھا حالانکہ میں گاؤں کا پہلوان تھا اور طاقت بھی اچھی خاصی تھی مگر بنجانے کیوں خوف نے میرے وجود کو جکڑ رکھا تھا خیر میں نے بابا جی کے بنائے ہوئے طریقے کے مطابق آبت الکر پیڑھنے ہوئے حصار قائم کیا اور حصار میں داخل ہو گیا کھڑے ہو کر چلے کرنے کا سوچ کر میری روح تک کانپ اٹھی خیر میں نے ورد پڑھنا شروع کر دیا میں ایک پاؤں پر کھڑا درخت کا سہارا لیے ہوئے ورد کر رہا تھا دوسرے پاؤں کو میں نے زمین سے کافی بلند کر لیا تھا تاکہ کھلی سے بھی زمین پر نہ پڑے کیونکہ ایسا ہونا جتنا بدست کے منہ میں چھلانگ لگانے کے مترادف تھا میں اور گرد کے ماحول سے بے فکر اپنے چلے میں مصروف تھا ابھی ورد پڑھتے ہوئے ٹھوڑی سی دگر کر رہی تھی کہ گاؤں لے لوگ میرے پاس آئے اور کہا جھمو بیٹا: چو بابہ اسامہ کو لے گیا ہے بخر سننے ہی میرے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں میں زمین پر پاؤں لگا کر باہر نکلنے ہی کو تھا کہ بابا جی کے سرگوشی کانوں میں سنائی دنی بیٹا پاؤں زمین پر نہیں رکھنا: سب نظر کا دھوکے سے تمہارا بیٹائی بالکل ٹھیک ہے بابا جی کی یہ بات سن کر میں اپنا جگہ پہلے واپس اپڑ بیٹھیں میں: وہ گاؤں والے اب دھا پکوں کا ردب دھاہار چکے تھے اور مجھے جھکیاں دے رہے تھے کہ باہر آ جاؤں میں فوبے موت مارا جائے گا میں نے آنکھیں بند کیں اور ورد پڑھنا: بابہ ٹھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو کچھ بھی نہیں نماز نمازیوں کے آنے سے پہلے چلتا تھا کہ

کر لو اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

چاروں طرف کفن پوش مردے کھڑے تھے اور وہ میری طرف بڑھنے لگے مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری سانس بند ہو جائے گی سردی ہونے کے باوجود بھی میرا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا وہ مردے بھاگتے ہوئے میری طرف آنے لگے خوف کی وجہ سے میں نے آنکھیں بند کر لیں پھر مجھے بیچوں کی آواز سنائی دی جب آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ سارے مردے آگ کی لپیٹ میں تھے اور جیچ دیکھا کر دے تھے ٹھنڈی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر ہر طرف سکوت طاری ہو گیا۔ دشا دبو جا چکا تھا اور میں اپنی سانسیں ٹھیک کرنے لگا جو کہ دشا دبو کو دیکھ کر بے ترتیب ہو گئی تھیں۔

میں اپنے جلے کا بہت حصہ مکمل کر چکا تھا میرے پاؤں کا یہ حال غنا جیسے وہ میرے جسم کا حصہ ہی نہ ہوں اب مزید کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا لیکن اپنی زندگی اور کماؤں کی فلاح کے لیے مجھے چلے مکمل کرنا تھا اب چلے مکمل ہونے کو چند منٹ باقی تھے کہ مجھے دور سے وکرم جاوڑگر آتا ہوا دیکھائی دیا اس کے چہرے سے غصہ واضح دکھائی دے رہا تھا آتے ہی وہ بولا۔

اے لڑکے! باد رکھنا جس طاقت کو تو حاصل کرنے کے لیے اپنی محنت کر رہا ہے انہیں پا کر بھی تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسی لیے میں تین تک گنتا ہوں اگر باہر آگیا تو نیری جان بخش دوں گا اور اگر تو باہر نہ آتا تو پھر تجھے میرے غصے سے کوئی نہیں بچا سکتا لے میں گنتا شروع کرتا ہوں ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔ تین کہتے ہی وہ غصے سے میری طرف دیکھ کر بولا اب تیار ہو جا موت کے لیے اتنا کہنے ہی اس نے کچھ پڑھ کر کچھ پھونکا تو درخت موم کی طرح پگھلنے لگا جس کا میں نے سہارا لیا ہوا تھا باباجی کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

بیٹا تمہارے جلے کو پورا ہونے میں صرف دو منٹ باقی رہ گئے ہیں کسی طرح یہ دو منٹ پورے

درخت پر میری گرفت کمزور پڑ رہی تھی اور پھر درخت میرے ہاتھوں سے چھوٹ سیاب بچے جلے کی تختی کا اندازہ ہوا خدا و کرم جاوڑگر میری پریشانی پر خوب قہقہے لگا رہا تھا پھر اس کے اگلے وار نے تو میرے ہوش دھواں ہی چھین لیے تھے اس نے کچھ پڑھ کر زمین پر پھونک ماری اور زور سے لات زمین پر دے ماری تو انسانی شدید زلزلہ شروع ہو گیا زمین پوری فوت سے مل رہی تھی میں بھی اچھر اور بھی اچھر لڑکھڑا رہا تھا اب مجھے اپنی موت یقین نظر آنے لگی زندگی میں پہلی مرتبہ مجھ پر اس طرح موت کا خوف حاوی ہوا تھا مجھ پر پیلوانی میں اور عام زندگی میں کسی کئی پریشانیوں اور مصیبتیں آئیں مگر میں اب تک موت سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا جتنا کہ آج تھا ان حالات میں نہ دماغ کام کر رہا تھا نہ ہی پاؤں آخر کہیں دور سے صبح کی آذان کی آواز سنائی دی آذان کی آواز سنتے ہی میرے اندر زندگی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ آذان کے ساتھ ہی میرا چلے مکمل ہو چکا تھا سارے کھبل جو مجھے ڈرانے کے لیے کھیلے گئے تھے اب ختم ہو گئے تھے پاؤں کن ہونے کی وجہ سے میں ہڑام سے زمین پر گر گیا۔ اسی دوران مجھے باباجی اپنی طرف آتے ہوئے دیکھائی دیے جنہوں نے مجھے درد دیا تھا وہ آتے ہی بولے۔

بیٹا مبارک ہو تم نے چل مکمل کر لیا ہے اب سنہیں طاقتیں بھی مل جائیں گی اور ایک غلام بھی تمہارے قبضے میں آجائے گی اور تمہاری غلام بنے گی وہ اب جن زادی ہوگی میں درد سے کرا رہا تھا اور اپنے پاؤں دبا رہا تھا باباجی مسکرائے اور کچھ پڑھ کر میری طرف بیچونک ماری تو میں ہشاش بشاش ہو گیا اور پاؤں کا درد بھی ختم ہو گیا۔

اچھا بابا مجھے کون سی طاقت ملی ہے اور غلام کون ہے۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

کو کہہ رہا تھا کہ آج پہرہ دینے میں اچھی طرح کامیاب رہا ہوں اور آج رات کوئی بھی بچہ غائب نہیں ہوا ہے۔
اچھا بھائی میں سکول جا رہا ہوں اللہ حافظ بھیا
اللہ حافظ بنا۔

وہ معصوم اپنی زندگی کے حزمے میں گم تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ وقت اس سے کیسا استغاث لے گا۔
بائیں سوچ کر میری آنکھیں بھر آئیں محسن نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا۔ چھو بار اللہ سب بہتر کرے گا
میں شام تک سو رہا۔ شام کو جاگ محسن کو اسامہ کے بارے میں ضروری معلومات دیں اسامہ کو بھی میں نے گھر سے باہر نکلنے کے لیے سختی سے منع کیا پھر میں نے اسامہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور ان دونوں سے ملنے کے بعد میں وکرم جاوگر کی طرف جانے کے لیے گھر سے نکل آیا۔ گاؤں والوں سے سہل ملاپ کے بعد میں اپنے سفر پر گامزن ہو گیا گاؤں والوں نے مجھے بہت دعا میں دیں اور میری کامیابی کے لیے بھی خدا سے دعا کی میں نے راستے میں غلام کو آواز دی وہ جلد ہی حاضر ہو گئی جیسے میرے حکم کی ہی وہ منتظر ہو میں نے اس سے پوچھا۔

غلام محسن مست جاتا ہے۔ اس نے مجھے وکرم جاوگر کے غار تک پہنچنے کے لیے تمام راستے بتا دیے وقت گزرتا گیا۔ مغرب اور پھر عشاء بھی راستے میں ہو گئی میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور خدا سے اپنا استغاث میں کامیابی کی دعا کی رات کا فی بیت گئی تھی میں ان دیرانوں اور بیابانوں سے گزرتا رہا کہ چائیکہ غلام کی آواز سنائی دی۔

آقا آگے خطرہ دکھائی دے رہا ہے۔ ذرا سنبھل کر چلیے گا۔ میں چند قدم ہی آگے چلا تھا کہ زمین کا پٹنے گلی کالی دیر زمین کا پٹنی رہی پھر اس میں دراڑیں پڑ گئیں تھوڑی دیر بعد ایک انتہائی میت ناک مخلوق میرے سامنے کھڑی تھی جس کا قد انتہائی لمبا تھا

بنا پہلے تمہیں جہاد کی طاقت دکھاتا ہوں وہ سامنے درخت کو دیکھ کر بولو جل جا میں نے اپنے سامنے والے درخت کو دیکھ کر کہا جل جانا کہنا تھا کہ میری آنکھوں سے شعاعیں نکلیں اور درخت و ہزار ہوں جلتے لگائے منظر دیکھ کر میں بہت ہی خوش ہوا۔

اب بننا اب تمہاری غلام کو تمہارے سامنے حاضر کرتا ہوں یہ دیکھو میں نے بابائی کی طرف دیکھا تو ان کے ساتھ مجھے ایک ویشزد دکھائی دی بننا اس کا نام غلام ہے اور یہ مسلمان ہے یہ ہر مذہب پر تمہاری رہنمائی کرے گی تھی ہے بننا اللہ حافظ میں نے بابائی سے مصافحہ کیا اور پھر وہ جاتے جاتے میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے میں بھی گاؤں کی طرف چل دیا تھا تھوڑی دیر بعد میں گاؤں پہنچ گیا جب گاؤں والوں نے مجھے دیکھا تو سارے لوگ میرے قریب آ گئے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں نے چلہ کامیابی سے مکمل کر لیا ہے سب گاؤں والے میرے پاس آئے اور مجھے کہا۔

بننا تمہیں کون ہی طاقت ملی ہے میں نے سب کو جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی آنکھوں سے درخت کو آگ لگائی یہ منظر دیکھ کر سب حیران رہ گئے اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں وکرم جاوگر کو مات دے سکوں گا۔ حالانکہ اب میں جانتا تھا کہ آگے مجھے کن تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا خیر گاؤں والوں سے اجازت لے کر میں اپنے گھر آ گیا گھر پہنچا تو دیکھا اسامہ سکول جانے کی تیاری کر رہا تھا ہم سب نے اسے تھپتھپایا کہ اسامہ نے مجھ سے پوچھا بھیا آج لگتا ہے صبح ہونے کے بعد بھی پہرہ دیتے رہے ہیں آپ۔

نہیں بننا اصل میں گاؤں کے ساتھ کپ شپ کرتا رہا تو لبت ہو گیا۔ اتنے میں محسن بولا۔ چھو لگتا ہے تم کامیاب رہے ہو۔

ہاں کامیاب رہا ہوں اسامہ بولا۔ بھیا محسن کامیاب ہوئے ہیں آپ۔ کچھ نہیں بننا وہ میں محسن

نے مجھ سے اجازت طلب کی۔

ہاں۔ غلام کیا بات ہے اولو۔ پھر غلام نے مجھے دکر م اور شیطان کی ساری باتیں بتا دیں۔

مگر غلام تمہارا ساتھ رہنا میرے لیے بڑے فائدے کی بات ہے یہی باتیں کرتے ہوئے میں اپنے سفر میں گامزن تھا اور غلام اب پھر سے غائب ہو چکی تھی۔

دشا میرے غلام اب مجھ کو کے انت کا سہ آگیا ہے مجھے آج کی رات دو بجے چاہیں ایک چھوٹا چھوٹا اور دوسرا گاؤں سے کوئی بھی اغلا اور جو حکم مہاراج کا میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں دشا دیوا نے تابعداری سے کہا اور غائب ہو گیا وہ ہواؤں میں اڑتا ہوا جارہا تھا اس کا رخ گاؤں کی طرف تھا تھوڑی دیر میں دو چھوٹے گھر میں اتر چکا تھا وہ اسامہ کی چار پانی کے پاس پہنچ گیا اور اسے اٹھانے ہی والا تھا کہ اسامہ کی اچانک آنکھ کھل گئی اس نے جو بھی اپنے سامنے اس بلا کو دیکھا تو خوف سے چیخ ماری چیخ کی آواز سن کر حسن بڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا اپنے سامنے اتنی بڑی بلا کو دیکھ کر اس کو اپنے ہوش دواں سمجھتا ہوئے محسوس ہوئے دشا دیوا اسامہ کو اٹھانے ہی والا تھا کہ حسن چیخ میں آگیا اور کہا۔

اے شیطان تجھے اس کو لے جانے کے لیے میری لاش پر سے گزرا پڑے گا میرے جیتے جی تو اسے چھو بھی نہیں سکتا حسن نے دشا کو چیخ کر دیا تھا بل اگر تیری یہی مرضی ہے تو یہ لے اس نے حسن کی گردن پکڑی اور گلے کی ہڈی توڑ دی حسن زندگی کی بازی ہار گیا تھا دشا دیو نے اسامہ کو اٹھا یا جو مسلسل چیخے جارہا تھا دشا دیو نے اسامہ کو اٹھا لیا ہی دیوار سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اور چھو کے پڑوس والے گھر سے ایک بچہ اٹھا لیا تھا اس بچے نے جو بھی دشا دیو کو دیکھا تو بے ہوش ہو گیا دشا دیو دونوں بچوں کو اٹھائے دیوار میں سے گزرتا ہوا باہر آگیا تو اسامہ کی چٹیں سن

اور جسم انتہائی مضبوط تھا اس کی آنکھوں کی جلد دو گڑھے تھے کان بھی کافی بڑے تھے اور ناک نہیں ٹھکی ناخن دیکھ کر پورا جسم تھر تھر کانپنے لگا کیونکہ وہ تلوار کی طرح تیز دکھائی دے رہے تھے۔

اسے لڑکے اس سے آگے میرا علاقہ ہے اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو نیست و نابود کر دوں گا میں نے ہٹا کچھ وقت ضائع کئے آنکھیں اس کے قدم پر مرکوز کیں اور کہا جل جا۔ وہ فوراً آگ کی لپٹ میں آگئی سارے دیرانے میں اس کی چٹیں گونج رہی تھیں تھوڑی دیر میں وہ مخلوق راکھ بن چکی تھی اور ہوانے اس راکھ کو بھی اڑا دیا تھا دکر م جاو دکر آگ کے سامنے بیٹھا کوئی منتر اپا رہا تھا کہ آگ بجھ گئی آگ بجھتی ہی وہ شے سے دھڑلا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ کمینہ میرے غلام رگود کو نہیں مار سکتا وہ اتنا طاقتور نہیں ہو سکتا۔ نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔ دیکھا شیطان دیوتا اس نے میرے غلام رگود کو مار دیا ہے۔۔۔ اسے دیوتا۔ اگر میں تجھے آج ہی دونوں بچوں کی بجلی دے دوں تو تو مجھے امر کر دے گا۔

نہیں دکر م آج تو صرف ایک بچے کی بجلی دے گا کیونکہ تیرے نانا تو بچوں کی بجلی دے چکا ہے آج ایک دے گا تو سو پورے ہو جائیں گے پھر آخری بچہ جو کہ پورن مائی کی رات پیدا ہوا ہے اور اس کی کمر پر ستارے کا نشان ہے تو اس کی بجلی ان بچوں سے الگ دے گا اور وہ تو کل دے گا۔ ویسے بھی تمہاری جان تو اس پہاڑی کے پچھلے جنگل میں جھڑے میں بند ایک طوطے میں ہے یہ بات اس چھوٹے شیطان اپنے چیلے کو تمہا بات سمجھا کر بالکل سادست ہو چکا تھا دکر م جاو دکر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور اس نے خوشی سے لہر لگایا شیطان دیوتا کی جیتے ہو۔ ساری گفتگو غلام جن زادی نے غائبانہ طور پر سن لی تھی۔

آقا میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں غلام

آقا دواؤں کے کسی لوگ بھی ہو چکے تھے آج اسوں نے
دشا دیکھا کہ گھاؤں والے بچوں کو چھڑانے کے لیے
آئے ہیں تو اس نے منہ کھولا جس سے آگ کے
گولے برسے کچھ لوگ تو بھاگ گئے کچھ آگ کی
لیپٹ میں آ گئے دشا دیو بچوں کو لے کر دکر م کے پس
پھٹ گیا۔

شاباش دشا اب مجھ کو میرے خلاف کوئی قدم
اٹھا کے تو دکھائے اسے منہ کی کھائی پڑے گی دشا اس
مجھ کو کے بھائی کو تم اپنے قید خانے میں لے جاؤ اور
دوسرا بچہ میرے پاس چھوڑ جاؤ دشا نے حکم کی پیل کی
اور ایک بچے کو گرم جاوہر کے پاس چھوڑ گیا اور
اسامہ کو ساتھ لے کر چل دیا اس نے اسامہ کو انتہائی
تاریک کمرے میں بند کر دیا جہاں نہ ہوا نہ ہی کوئی
روشنی کا انتظام تھا وہ اس تاریک کمرے میں بھی چیخ
چلا رہا تھا کہ شاید کوئی اس کی مدد کو آجائے وہ بار بار
اپنے بھائی کو پکار رہا تھا مگر لا حاصل۔

آقا اگر اجازت ہو تو آپ کو ایک خبر دوں مگر
ہمت سے سنبھلے گا سلیم جن زادی نے مجھ سے اجازت
طلب کی۔۔۔

دلو سلیم۔ کیا بات ہے تم پریشان لگ رہی ہو۔

آقا بات تمہی پریشانی کی ہے دکر م نے گاؤں
سے دواؤں کے اٹھوا لیے ہیں ایک آپ کا چھوٹا بھائی
اسامہ اور دوسرا بچہ آپ کے بڑوں میں ہے
گاؤں والوں نے روکنے کی بہت کوشش کی مگر دشا دیو
نے ان پر آگ برسا دی جس سے کسی لوگ جل کر کوئلہ
بن گئے۔ سلیم کی بات سن کر میرا کلیجہ کٹ گیا۔

نہیں سلیم۔ میں اس ناپاک کو امر نہیں ہونے
دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ سلیم اگر وہ امر ہو گیا تو
وہ ساری دنیا میں بتا ہی نچاؤے گا لیکن میرے جیتے جی
وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔

آقا ہوشیار ہو جائیے آگے خطرہ ہے۔ سلیم نے
یکدم کہا اور میں سلیم کی بات سن کر چونکا ہو گیا۔ تھوڑی
ہی دیر بعد تیز ہوا میں چلنا شروع ہو گیا اب اس قدر
تیز ہوا میں چل رہی تھیں کہ خدشہ ہونے لگا کہ یہ ہوا
مجھے کہیں دور نہ بیج دے گی میں نے اپنے قدم مضبوطی
سے جمائے۔ تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر
ہوا میں رکنے لگیں اور آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو گئیں
اب سامنے نظر پڑی تو انتہائی کمزور و چرے کی حامل
ایک چڑیل میرے سامنے کھڑی تھی اس کے ماتھے پر
صرف ایک آنکھ تھی بالوں کی جگہ سانپ لٹک رہے
تھے دانت کافی بڑے بڑے اور تیز تھے۔ دانتوں سے
خون نکل رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر الی ہو اس
نے آتے ہی مجھ پر آگ برسا دی میں ایک طرف

چلوٹھیک ہے میں کچھ سوچتا ہوں۔

آقا ہوشیار ہو جائیے آگے خطرہ ہے۔ سلیم نے
یکدم کہا اور میں سلیم کی بات سن کر چونکا ہو گیا۔ تھوڑی
ہی دیر بعد تیز ہوا میں چلنا شروع ہو گیا اب اس قدر
تیز ہوا میں چل رہی تھیں کہ خدشہ ہونے لگا کہ یہ ہوا
مجھے کہیں دور نہ بیج دے گی میں نے اپنے قدم مضبوطی
سے جمائے۔ تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر
ہوا میں رکنے لگیں اور آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو گئیں
اب سامنے نظر پڑی تو انتہائی کمزور و چرے کی حامل
ایک چڑیل میرے سامنے کھڑی تھی اس کے ماتھے پر
صرف ایک آنکھ تھی بالوں کی جگہ سانپ لٹک رہے
تھے دانت کافی بڑے بڑے اور تیز تھے۔ دانتوں سے
خون نکل رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر الی ہو اس
نے آتے ہی مجھ پر آگ برسا دی میں ایک طرف

چلوٹھیک ہے میں کچھ سوچتا ہوں۔

آقا ہوشیار ہو جائیے آگے خطرہ ہے۔ سلیم نے
یکدم کہا اور میں سلیم کی بات سن کر چونکا ہو گیا۔ تھوڑی
ہی دیر بعد تیز ہوا میں چلنا شروع ہو گیا اب اس قدر
تیز ہوا میں چل رہی تھیں کہ خدشہ ہونے لگا کہ یہ ہوا
مجھے کہیں دور نہ بیج دے گی میں نے اپنے قدم مضبوطی
سے جمائے۔ تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر
ہوا میں رکنے لگیں اور آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو گئیں
اب سامنے نظر پڑی تو انتہائی کمزور و چرے کی حامل
ایک چڑیل میرے سامنے کھڑی تھی اس کے ماتھے پر
صرف ایک آنکھ تھی بالوں کی جگہ سانپ لٹک رہے
تھے دانت کافی بڑے بڑے اور تیز تھے۔ دانتوں سے
خون نکل رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر الی ہو اس
نے آتے ہی مجھ پر آگ برسا دی میں ایک طرف

چلوٹھیک ہے میں کچھ سوچتا ہوں۔

آقا ہوشیار ہو جائیے آگے خطرہ ہے۔ سلیم نے
یکدم کہا اور میں سلیم کی بات سن کر چونکا ہو گیا۔ تھوڑی
ہی دیر بعد تیز ہوا میں چلنا شروع ہو گیا اب اس قدر
تیز ہوا میں چل رہی تھیں کہ خدشہ ہونے لگا کہ یہ ہوا
مجھے کہیں دور نہ بیج دے گی میں نے اپنے قدم مضبوطی
سے جمائے۔ تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر
ہوا میں رکنے لگیں اور آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو گئیں
اب سامنے نظر پڑی تو انتہائی کمزور و چرے کی حامل
ایک چڑیل میرے سامنے کھڑی تھی اس کے ماتھے پر
صرف ایک آنکھ تھی بالوں کی جگہ سانپ لٹک رہے
تھے دانت کافی بڑے بڑے اور تیز تھے۔ دانتوں سے
خون نکل رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر الی ہو اس
نے آتے ہی مجھ پر آگ برسا دی میں ایک طرف

ہو گیا آگ کا گولا میرے پیچھے لڑھکایا۔ آگ کا گولا
کڑبین ایک دم کالی ہوئی کافی دیر تک رر مجھ پر آگ
برسانی رہی اور میں پچھرا ہالکین آخر کار میں ایک
گولے کی زد میں آ گیا تھا جس سے میرا باپاں ہاتھ
جل گیا تھا۔ میں نے بہت کی اور اس کی طرف نگاہ
مرکوز کر رہی اور کہا جل جا۔ اسے آگ لگ گئی رہ
میرے رر کے لیے تیار نہ تھی اس لیے جلد ہی شکست
کھائی مجھے ہاتھ میں جلن محسوس ہونے لگی لیکن میں
آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے میں نیلم نے مجھے ایک ہتدیا
اور کہا۔

آقا اسے ہاتھ پر مل رو۔ میں نے اس سے
پتالے کر ہاتھ پر مل رہا میرے ایسا کرنے سے تمام
رر اور جلن ختم ہوئی۔ اب صرف جلنے کا نشان باقی رہ
گیا تھا جھیک یونیم۔ میں نے اس کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

نہیں آقا ہر قدم پر آپ کا ساتھ دینا میرا فرض
ہے چلئے اب فاصلہ کم ہی رہ گیا ہے جلد ہی کیجئے۔ کہیں
رر کر کم بچے کی ملی نہ دے دے اور کے نیلم میں پھر غار
کی طرف رراں اور آہو گیا۔

شیطاں روٹا کو یقین دلایا۔
ٹھیک ہے میرے چیلے۔ ہوئیاد رہتا۔ شیطان
نے کر کم کو چو نکار ہنے کا حکم دیا
ٹھیک ہے روٹا شیطان روٹا کی جڑے ہو۔ رر کم
نے شیطان کا نفرہ لگایا۔ اب یہ بت خاصا ہو چکا تھا
اور اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

نیلم نے مجھے خبر دی تھی کہ در کم نے اس بچے کی
ملی رے رکی ہے مجھے بہت رکھ ہوا لیکن میں سمجھ نہ
کر سکا اب نیلم نے غار کی نشاندہی کی اور کہا یہ وہ
غار ہے جس میں در کم تا ناک عمل میں مصروف ہے
میرے چند قدم کے فاصلے پر تھا وہ غار میں نے غار
کے اندر قدم رکھ کر یا در نیلم غائب ہو چکی تھی جو بھی
غار کے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب سی بدبو ہر سو پھیلی
ہوئی ہے جس سے میرا دم گھٹ رہا تھا لیکن مجھے اپنے
مشن کی کامیابی کے لیے اسے ہر اشت کرنا تھا غار
میں اس قدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ تک بھائی نہیں
دے رہا تھا میں غار کی رر یوار سے ہاتھ لگائے آگے
بڑھ رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ راستے میں کسی چیز
کا زہر لگا ہوا ہے جب میں نے ہاتھ سے ٹولا تو کوئی
گول چیز میرے ہاتھ میں آئی اس پر ہاتھ پھیرنے لگا

در کم جا در گر اس بچے کو شیطان کے سامنے
لنا چکا تھا اور اپنا مخصوص منتر پڑھنے لگا جو رر رر زبچے
کی ملی دیتے ہوئے بڑھتا تھا چند لمحوں بعد منتر ختم
ہو چکا تھا در کم نے خنجر اٹھا اور بچے کے پاس جا پہنچا
جوا بھی تک بے ہوش تھا در کم نے جانتے ہی خنجر ہوا
میں بلند کیا اور بچے کی گردن تن سے جدا کر دی خون کا
تیز فوارہ اٹھا جس نے سامنے رکھے شیطان کے بت
کو سرخ کر دیا تھا اب اس بت میں عجیب سی روشنی
چمک رہی تھی۔ در کم جا در گر بت کے سامنے کھڑا ہوا
اور کہا۔

اسے شیطان روٹا میری اس ملی کو قبول کیجئے
اور مجھے جلد از جلد ملتی شالی بنا دیجئے اور امر کر دیجئے

پت چلا کر وہ کوئی انسانا جگہ پر پہنچ گیا۔
 آشکار ہوتے ہی مجھ پر سخت طاری ہو گیا مجھ پر اس
 دودھ سے کی دوندگی عیاں ہو چکی تھی۔ اب میرا وجود
 غصے کی شدت کی وجہ سے کانپنے لگا کھوپڑی کے ڈھیر
 کے ایک طرف سے آگے نکل گیا تھوڑا سا آگے گیا تو
 مجھے اپنے دائیں طرف کچھ وہ بڑی نظر آئی میں اس روشنی
 کی طرف دیکھنے لگا جب میں اس روشنی کے قریب
 پہنچا تو ایک نہایت ہی خوبصورت اور کشادہ کرہ دکھائی
 دیا میں اس کرہ مانغا میں داخل ہوا تو سامنے ہی ایک
 بت کے آگے ایک تخت پر ایک لمبا چوڑا آبی براہمان
 تھا اس کے قدموں میں دشا اور بیٹھا تھا میں کچھ گیا کہ
 تخت پر بیٹھا ہوا آبی وکرم جاوگر بے اسنے میں اس
 کی آواز سنائی دی۔

آ جا مجھو آ جا۔ مجھے تیرا ہی انتظار تھا تو کیا
 سمجھتا ہے کہ تو اس چھوٹی سی طاقت کے ساتھ
 میرا مقابلہ کر لے گا ہرگز نہیں میری سادی عمران
 طاقتوں کو حاصل کرنے میں گزر رکھی ہے تو میرا کچھ بھی
 نہیں بگاڑ سکتا۔ تو خود چل کر موت کے منہ میں آ جا ہے
 وکرم جاوگر مجھے اپنی فوقیت ظاہر کرو ہاتھ میں نے جوا
 ب میں کہا۔

اے خبیث تاویخ گواہ ہے ہمیشہ حق نے باطل
 کو شکست دی ہے تو پہلے بڑی بڑی طاقتوں کا مالک
 ہے مگر میری نوابی طاقت کے سامنے تیری طاقتیں
 کچھ بھی نہیں ہیں۔

بابا بابا۔ بابا بابا۔ وکرم جاوگر نے دور وار
 قبضہ لگایا اور کہا چل دیکھ لیتے ہیں اتنا کہتے ہی اس
 نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک سادی جس سے میرے
 ہاتھ پیٹھ پر بندھ گئے اور میری آنکھوں پر پٹی بندھ گئی
 اب میں وکرم کو دشا اور وکرم کا ماحول نہیں دیکھ سکتا تھا
 وکرم جاوگر چلایا اے نادان لڑکے اب تمہاری
 آنکھوں والی طاقت تو ناکاہ ہوئی ہے اب کر کے
 دکھاؤ مجھ سے مقابلہ اور یہ لے میرا دوسرا دور اور وہی

کہ میرے پاؤں میں پانی کھڑا ہے کچھ دلت گزرنے
 کے بعد پتہ چل گیا کہ یہ انتہائی گرم ہے اور اس سے
 میرے پاؤں جلنے لگے اب وکرم وکرم پانی اوپر آنے
 لگا اور میرے ٹخنوں سے اور ہوتا ہوا میری پٹنی تک
 پہنچ چکا تھا پانی اتنا گرم تھا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ
 میرا گوشت گر جائے گا اور کل سڑ جائے گا میں پریشانی
 کی کیفیت میں ادھر ادھر بھاگنے لگا لیکن وہ پانی ختم
 ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا میں دودھ کی شدت سے
 بلبلانے لگا اتنے میں وکرم جاوگر اور دشا دبو کے قہقہے
 گونجنے لگے اب پانی میرے ٹخنوں تک پہنچ چکا تھا
 میں اپنی پریشانی میں مبتلا تھا کہ ذہن نے بالکل بھی
 کام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن بنا کچھ سوچے مجھے میرے
 منہ سے طے والا دود جاری ہو گیا درد بڑھتے ہی
 میرے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اور گرم پانی بھی ختم ہو گیا
 میں نے فوراً آنکھوں سے پٹی ہٹا دی اب میں اور وکرم
 ماحول دیکھ سکتا تھا میری نظر جب پاؤں پر پڑی تو وہ
 خون سے سرخ تھے میں فوراً سمجھ گیا تھا کہ میرے
 پاؤں گرم پانی میں نہیں بلکہ گرم خون میں ڈوبے
 ہوئے تھے میری ناخنیں بری طرح جل چکی تھیں
 اور ان میں بالکل جلنے کی سکت نہ دہی تھی ایسے میں نلیم
 نے مجھے غائبانہ طور پر کہا۔

آقا میں نے آپ کی جیب میں وہی چارکھ دیا
 ہے جو جلن کو ختم کرتا ہے اگر میں آپ کے ہاتھ میں
 دیتی تو وکرم جاوگر مجھے دیکھ لیتا اور دشا یہ میری زندگی کو
 ختم کر دیتا اسی لیے میں نے آپ کی جیب میں دیکھ
 دیا ہے آپ اسے اپنی ٹانگوں پر لے لیں جلن ختم
 ہو جائے گی۔

نلیم کی بات سن کر میں نے ایسا ہی کیا تو سادی
 جلن جگہ چمکے ہی ختم ہو گئی لیکن جلنے کا نشان باقی تھا
 میں نے جب وکرم جاوگر اور دشا دبو کی طرف
 دیکھا تو وہ حیران بت بنے میری طرف دیکھ رہے تھے

دار و دھماکے سے اڑ گیا اگر میں چند سینکڑ اور باہر نہ آتا تو میری ہڈیاں بھی نہ تھیں باہر آتے ہی مجھے اپنے بھائی اسامہ کی فکر ہونے لگی میں نے فوراً نیلیم کو حاضر کیا اور اس سے کہا۔

نیلم چہ کرو اسامہ کیسا ہے۔

جی اچھا۔ وہ اتنا کہہ کر غائب ہو گئی اور کچھ دیر بعد وہ واپس آئی۔ اور کہا۔ آپ کا بھائی بالکل محفوظ ہے اور اس کو محفوظ اور حفاظت سے رکھنا و کرم جاو و گمر کی مجبوری تھی کیونکہ اسامہ کی بیٹی کے بغیر وہ امر نہیں ہو سکتا تھا۔

تھینک گاڈ میرا بھائی زندہ ہے۔ میرے منہ سے بے اختیار شکر یہ کے الفاظ نکلے۔

آقا اب اس پہاڑی کی طرف گامزن ہو جائیے جو اس غار کے پچھلی طرف تھی وہاں دی طوطا ملے گا جس میں وکرم جاو و گمر کی جان سے جلدی کیجئے گا آقا۔ کہیں ویر نہ ہو جائے۔ نیلم نے مجھے حالات کی نوعیت سے آگاہ کیا۔ میں نے اپنا رخ پہاڑی کی طرف کر لیا رات کا بھی آدھے سے زیادہ حصہ بیت چکا تھا میں نے چلتے ہوئے نیلم سے کہا۔

نیلم بہت اندھیرا ہے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔

آقا وہی چلے والا دروازہ کہ ہاتھوں پر چھونک کر ہاتھ آنکھوں پر لگا دیجئے آپ کو ہر چیز یوں واضح دکھائی دے گی۔ جیسے رات نہ ہو بلکہ دن ہو میں نے ویسا ہی کیا جیسا نیلم نے کہا تھا پھر ویسا ہی ہوا مجھے ہر چیز واضح دکھائی دینے لگی میں نے اب اپنی رفتار تیز کر دی تھی میں جلد از جلد وہ طوطا حاصل کرنا چاہتا تھا جس میں وکرم کی جان تھی تو بڑی دیر تک میں اس پہاڑی پر قدم رکھ چکا تھا اس پہاڑی پر درختوں اور جھاڑیوں کی بہتات تھی میں خود کو بھاتا ہوا وہ پنجرہ ڈھونڈنے لگا جس میں وہ طوطا بند تھا میں درختوں پر بڑے غور سے تلاش کر رہا تھا آخر کار کافی دیر بعد مجھے ایک درخت پر ایک پنجرہ لگا ہوا دکھائی دیا میری خوشی

وہ اس بات پر حیران تھے کہ اگلے ہوئے خون کا وار ہاتھوں کی رسیاں اور آنکھوں کی پٹی اگر اتنی آسانی سے کھل گئی ہے تو ضرور یہ کوئی طاقت رکھتا ہے ابھی وہ سوچوں میں ہی تھم رہے تھے کہ میں نے اپنی نظریں و شادیو پر جمادیں۔ اور کہا جمل جا۔ تو اس کے گھنے بالوں کو فوراً آگ لگ گئی وہ خود کو بچانے کے لیے لاکھ جتن کرنے لگا جس سے خود کی آگ بجھا سکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور جلتے جلتے کوئلہ بن گیا و شادیو کی موت کو دیکھ کر وکرم جاو و گمر غصے سے چلا یا۔

اسے کہینے ہی تو نے کیا کر دیا میری سب سے بڑی طاقت کو مار دیا اب میں تنہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہتے ہی وہ میری طرف بڑھنے لگا اس نے میرے پیٹ پر پتھر کر میرے بالوں کو زور سے کھینچا اور میرے پیٹ پر لٹات دے ماری میں درد کی شدت سے چیخا اٹھا میں اس بات پر حیران تھا کہ وکرم جاو و گمر حلیے کے لحاظ سے بوز حاد دکھائی دے رہا تھا مگر اس میں طاقت اور بھرتی جو انوں کی طرح تھی اس نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دور پھینک دیا اب میں زمین پر لیٹا کر اور ہاتھ بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا میرے بالکل پیچھے اس شیطان دیوتا کا بت تھا جس کا وکرم جیرو کار تھا وکرم نے ہاتھ ہوا میں بلند کئے تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر آگیا وکرم نے ملاتا خیر وہ پتھر میری طرف اچھال دیا میں نے فوراً سے پہلے دوسری طرف جست لگائی اور وہ پتھر بت پر جا لگا جس سے بت ریزہ ریزہ ہو گیا وکرم جاو و گمر نے جب یہ دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ دئے اور کہا۔

اسے فطرت لڑکے تو نے تو مرنا ہی تھا ساتھ میں میرا بھی سیتا نا اس کر دیا۔

ابھی وہ مجھ پر غصہ ہی اتار رہا تھا کہ غارز دروزر سے جلتے لگا میں نے بند کچھ سوچے مجھے باہر کی جانب دروز لگا دی گرتے سنبھلے میں غار کے وہاں پر پہنچ گیا اور باہر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی غار ایک دروز

جسم کو آگ نے اپنی لپٹ میں لے لیا۔ کچھ دیر بعد اس کی راکھ بندگی اودھر ہونے کا خواب دیکھنے والا وکرم جہنم واصل ہو گیا میں اپنے بھائی کی یاد میں کافی دیر روتا رہا پھر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں اپنے گاؤں میں تھا میں اٹھ کر پہنچا اور کہا میں یہاں کیسے آیا تو صدیق جا جاوے بے بنا جس رات تم جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے تھے تو اس صبح گاؤں کا کوئی آدمی اس جگہ پہاڑی والے درختوں کی ٹکڑیاں کاٹنے کے لیے گیا تھا تو اوجھڑیں بے ہوش پایا اور پھر وہ یہاں لے آیا آج پورے تین دن کے بعد تمہیں ہوش آیا ہے اچھا کیا کیا جاوے مگر مر گیا ہے۔ ہاں وہ مر گیا ہے پھر میں نے انہیں تمام ردو اور سلاخی جب نیلم اودھ اسامہ کا ذکر آیا تو ایک مرتبہ پھر سب کی آنکھوں میں آنسو تھرے گئے گاؤں والوں نے ہمت دلائی اور کہا کہ ان کی قربانی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کچھ دنوں تک میرے دھم ٹھیک ہو گئے اور کچھ عرصے بعد گاؤں کی ایک لڑکی سے میری شادی ہو گئی اور ایک سال بعد خدائے ہمیں ایک بیٹا دیا جو اسامہ جیسا تھا میں نے اس کا نام اسامہ رکھ دیا۔ اب وہ پانچ سال کا ہو چکا تھا۔

ایک صبح میں اپنے لان میں کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ کبھکا کہ اسامہ صحن میں دو دو ہلے میں نے کہا بیٹا آہستہ کہیں گے جاؤ اس نے کہا اب میری فکر نہ کر میں تجھے پیار نہیں دوگا بے جملہ سننے ہی مجھے اپنا بھائی اسامہ یاد آ گیا جب دو وکرم جادوگر نے اس کی گردن پر پتھر رکھا تھا تو اس نے بے ہوش ہو کر کہا تھا ماشی کی یاد سے میری آنکھیں پھیر آئیں میں جب بھی اپنا جلا دیا ہاں ہاتھ ملی، دوئی ناگئیں اور اپنا بیٹا دیکھتا ہوں تو میں ایک یاد پھر ماشی میں کھڑا ہوتا ہوں۔

نارمین کرام آپ کو میری بے کاوشی تمہیں ملے گی اپنی قیمتی دوائے سے ضرور نوازا بنے گا۔ آپ کی رائے میری اصلاح کا باعث بن سکے۔

ہی والا تھا کہ وکرم جادوگر چلا بار کو یہ دیکھ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو ابھی بچے میں نے جب اس کی طرف دیکھا تو اس کے قبضے میں میرا بھائی اسامہ تھا اس نے میرے بھائی کی گردن پر پتھر رکھا ہوا تھا۔ بے ہوشی کو موت کے اتنے قریب دیکھتے ہوئے میں کانپ گیا تھا دیکھو وکرم میرے بھائی کو چھوڑ دو یہ مصحوم ہے میں نے التجا بے کہا۔ وکرم چلا ہوا۔

ٹھیک ہے چھوڑ دوں گا تم یہ طوطا میرے حوالے کر دو اتنے میں اسامہ بولا نہیں بھیا آپ اسے یہ طوطا مت دیا آپ میری فکر نہ کریں مجھے کچھ سمجھی نہیں وکرم جادوگر غصے سے دھڑا۔ اے بھھو یہ نادان ہے لیکن تو تو عقلمند ہے اس کی باتوں میں نہ آؤ اور طوطا میرے حوالے کر دے میں اپنا بیٹا کھٹکس کے عالم میں تھا آخر مجبور ہو کر میں وکرم کی طرف بڑھنے لگا نہیں بھیا نہیں پلینز اسے ختم کر دیجئے گا۔ میں مسلسل وکرم جادوگر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسامہ کے باو بار کہنے پر بھی میں نہ دکا تو اس نے اپنی گردن پر زکے ہوئے پتھر کو اپنی گردن پر پھیر دیا خون کا ایک تیز فوارہ اٹھا اور اسامہ ہمیشہ کے لیے سہکتا ہو گیا میں غصے میں زمین پر لائیں مارنے لگا بھائی کی موت سے میں حواس باختہ ہو گیا تھا۔ میں دھڑا س ماوانے لگا ایسے میں وکرم جادوگر بولا دیکھو مجھ کو یہ طوطا مجھے دے دو اب میں بھی کسی کا خون نہیں کروں گا اس کے چہرے سے خوف اور پریشانی کی جھلک نمایاں نظر آرہی تھی میں نے غصے سے طوطے کے پر نوڈ دے دیے تو جادوگر کے پاؤں کھٹ گئے وہ مجھ سے رحم کی پٹیک اٹھا رہا تھا میں نے طوطے کی وڈوں ناگئیں نوڈ دیں جس سے جادوگر کی ناگئیں کٹ گئیں اب وہ زمین پر گر چکا تھا اور مجھے لالچ دینے لگا کہ میں تمہیں اتنی دولت دوں گا کہ تمہاری ساری ساری منسلب بھی اگر عیاشی کر سکی تو دولت ختم نہ ہوگی میں نے بغیر پروا دے کئے طوطے کی گردن مزوڑ دی جادوگر کی گردن کٹ گئی اور اس کے

پراسرار قلعہ

تحریر: رانی خان۔ شیخ آباد پشاور

ایک دو بد صورت شکل والی روح غائب ہوئی مگر عثمان کی کئی لاش وہاں پر چھوڑ گئی بیٹے میں ابھی کچھ ہی دیر باقی تھی کہ اسے بد روح کے ہاتھوں میں اربابان کی طرح مردوں پھینکی ہوئی دکھائی دی تھی مردوں درود کر اربابان سے کہہ رہی تھی کہ اربابان یہ عمل چھوڑ دو اور مجھے بچاؤ مگر وہ نہ مانا اور ٹھیک اسی طرح اس نے مردوں کے ساتھ بھی یہی عمل کیا کچھ ہی دیر بعد وہ بد روح پھینکتی ہوئی غائب ہو گئی اور چلتے ہو گیا۔ اربابان نے جب حصار توڑا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس اجنبی لڑکے کی لاش اسی طرح پڑی ہوئی تھی وہ دھوکا ہوا کرے میں گیا وہ بد روح کو دیکھنا چاہتا تھا مگر بد روح صبح سلاست تھی اسے سب کو بتا دیا شاداب نے درود کر برا حال کر لیا تھا وہ راتوں رات سر پر اٹھایا تھا قصداً ہی ہو چکی تھی کہ اس کی روح نے عثمان کو مار دیا ہے پتلا وہ اربابان کیا کر سکتا تھا اتنی چٹکیں اس رات کہ درود کر تک اس کی چوڑوں کی گونج سنائی دیتی رہی تھیں۔

صبح ہوئے سے پہلے پہلے سوئیں اور اربابان نے اپنی دائرے کو دھنک کی گہرائی تک کھودا روشنی کی کرنیں بکھری ہوئی ہیرے اسی جگہ میں سے برآمد ہوئے اربابان نے ڈر سے ڈرتے ہیروں کو ہاتھ لگایا اور وہ ہیرے کو لے گئے تھے خوشی کی لہر اس کے چہرے پر دوڑ رہی تھی مگر عثمان کی لاش کو وہ دونوں جو کمرے میں لے کر گئے تھے شاداب نے اپنا حال بہت برا کر لیا تھا بد روح اسے دلاست دے دے کر خود اٹکان ہو چکی تھی یہ رات کسی قیامت سے کہہ سکتی عثمان کو اس کی موت اس قلعہ میں لے آئی تھی زندگی تو ہوئی ہی موت کی امانت ہے بد روحی مشکل سے عثمان کی میت کے ساتھ وہ لوگ اس قلعہ سے چلے گئے اب وہ قلعہ پر اسرار نہیں لگ رہا تھا بلکہ وہ قلعہ ریت کے ٹیلوں میں کبھی گم ہو گیا تھا ان لوگوں کے نکتے ہی، دقلاہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ایک خوش فاق اور سستی خیز کھائی۔

چھپائی گئی کہانیاں ہے اور کچھ نہیں ہے اس جگہ میں ورنہ میں کیا وہاں آج اتان میں ڈرا تھا اور نہ میں نے وہاں پر کوئی جن جنوت مفریت دیکھا تھا میں تم کو بتانا اس بھیا تک قلعہ میں میں نہیں بھی لے جاؤں گا نہ اپنا ہمارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے لگتا ہے ان جن جنوتوں کا اثر تم پر ہو گیا ہے اس وجہ سے تم بھٹی بھٹی باتیں کر رہے ہو میں بالکل بھی ان جن جنوتوں کو نہیں مانتا البتہ اگر تم مجھے کوئی جن جنوت دکھا دو تو شاید میں تمہارا منظر دیکھوں گی۔

لڑائی تیرا تم سے کوئی حیرت ہی نہیں سکتا عثمان کیونکہ تم تو صرف باتیں کر رہے ہو بلکہ بے بنیاد الزامات لگاتے ہو جن جنوت اس دنیا میں ہے اور ہر ایک انسان پر خود کو ظاہر نہیں کرتے اس لئے یہ تہہ داری خوش نہیں ہے کہ اس قلعہ کے بھوتوں نے نہیں بچو نہ کہا اور حیرت انگیز طور پر جانے بھی دیا ورنہ جن جنوت تو لوگوں کی دل اور حیل تک گمراہ کر دے دیکھ دیتے ہیں۔

ایسا میری ماں نہیں بھی کر، تم ہر وقت وہ خوفناک اور باز راول پر مبنی رہتی ہو اس لئے تمہارے وہاں پر میرے

کیا کو اس کر رہے ہو مجھے یقین نہیں تھا یہ ہے کہ تم اکیلے اس بھیا تک جگہ پر گئے تھے تو کیا ہو امیں جنوت ہل رہا ہوں میں سو فیصد یقین کہہ رہا ہوں وہاں پر ایسا کچھ بھی نہیں تھا میرے خیال میں لوگوں کی من مغلزت باتوں نے اس جگہ کو خوفناک بنایا ہے میں تو حیران ہو رہی ہوں کہ تم اس جگہ سے واپس کیسے آ گئے کیونکہ آج تک وہاں پر نہ بھی گیا ہے یا تو وہ پاگل ہیں کہ لگتا ہے انجنوت کے منہ میں چلا گیا ہے چلو تم نہیں مانتی ہو نہ مانو اگر تم میرے ساتھ وہاں جانا چاہو تو میں نہیں بھی وہاں کی حیرت کر دے سکتا ہوں اچھا۔ بابا۔ لیکن اسباب زدہ نہیں سے مجھے ہمارا رکھنا میری مانتا تو تم بھی آتھہ۔ ابھی بھول کر گئی نہ جانا کیونکہ وہاں پر ہزاروں داستانیں رقم ہیں اس قلعہ کو جب لوگ دور سے دیکھتے ہیں تو وہ بھیا تک قلعہ لوگوں پر وحشت عاری کر دیتا ہے۔ جس قسم اور وہ سب لوگ پاگل ہیں جو ایسی توہم پرستی کا اظہار کھل کر کر رہے ہیں یہاں تک کہ بڑی بڑی کتابیں تک چھاپ دی تھی جن میں اور وہ کتابیں اتنی مشہور ہو گئی تھیں کہ اس جگہ کو مزید زراعتی جگہ کا لقب دے دیا۔ یہ تھے کہانیاں لوگوں کی



ڈاکٹر نے ارمان کو کہا تمہاری بیوی بالکل بھی پاگل نہیں ہے اور نہ ہی اس پر پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں کیونکہ انکس میرے خیال میں کوئی مگر ادھم کا صدمہ ہے بھی تو وہ ایسا درد اختیار کر رہی ہے جس سے ان کے سارے نمیت اور انکسے رپورٹ بھیجی ہے وہ سب ناول ہے تو ڈاکٹر صاحب اب میں کیا کروں۔ ارمان نے قدوے دہی ہو کر کہا تم ایسا کر کہ ان کا دکھ خود کے ساتھ پانت لو۔ نہیں ڈاکٹر صاحب نہیں۔ میرے خیال میں دو دو تہائی پاگل ہو رہی ہے درجہ تک ٹھنکوں میں سر رہتی ہے اور کبھی کبھی مجھے بہت زیادہ ذرانی سے کیا مطلب۔ ارمان تمہاری بیوی تمہیں ذرانی ہے ہاں ڈاکٹر صاحب دو مجھے کسی خوفناک چیز سے زیادہ خوفناک لگتی ہے اور کبھی کبھی مجھے محسوس ہو رہا ہوتا ہے کہ میری بیوی مجھے مارنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تم دونوں کی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔ ڈاکٹر شعیب احمد جو کہ سائیکالزسٹ تھا اور ماہر نفسیات تھا یہ سوال پوچھا۔ ہماری شادی کو تقریباً چار ماہ ہو چکے ہیں اور شادی کے بعد ہم دونوں بے حد خوش تھے لیکن پتہ نہیں کہ ہمارے خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی۔ تمہیں کب پتہ چلا کہ وہ پاگل ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب تقریباً ایک ہفتہ ہوا اس نے بالکل غیر معمولی طریقے میں شروع کر دی ہیں۔ جو مجھے بالکل بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کروں اس لیے آج دوسری مرتبہ میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ ٹھیک ہے تم کل اٹھنا بیوی کو کبھی لے آنا شعیب احمد نے ارمان کو کہا۔ ہاں ٹھیک ہے کیونکہ یہ ٹھیک ہے میں کل اپنی مددوش کو ضرور لے آؤں گا۔ مددوش تمہاری بیوی کو کوئی ذہنی صدمہ تو نہیں لگا ہے یعنی اسے کوئی سخت رکھ تو نہیں ہوا ہے۔ نہیں ڈاکٹر صاحب میں نے آج تک اسے ہر ممکن حد تک خوش رکھنے کی کوشش کی ہے۔ پلو اب تم جاؤ اور مددوش کو ساتھ لے کر آنا۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب میں اس کو کل لے کر آ جاؤں گا۔ ارمان ڈاکٹر صاحب سے اجازت لے کر کھینک سے باہر آ گیا۔



شاداب بنا کیا سوچ رہی ہو ذہنی کچھ بھی نہیں بس ایسے ہی فارغ بھی ہوئی ہوں اچھا اگر فارغ ہو تو میرے لیے ایک کپ چائے کا بنا دو۔ جی ذہنی میں ابھی جا کر لائی ہے یہ کہہ کر وہ کچھ کی طرف چلی گئی اس کا ذہن ابھی تک الجھا ہوا تھا یہ غمان بھر کے آئے گا چلو دو آئے والا نہیں ہے آج دوسروں کو دیکھا ہے مگر اپنی محسوس دکھائی ہی نہیں وہ

اثرات ہے تمہیں کسی سائیکالزسٹ کے پاس جانا چاہیے غمان نے اسے چمپڑتے ہوئے کہا مائی فٹ میں کیوں جاؤں گی میں ڈاکٹر کے پاس بلکہ یہ کام تو تمہیں کرنا پڑا ہے کیونکہ تم بھی کبھی بائیں کر رہے ہو اور تم نے مجھے بہت ہی زیادہ حیران کر کے رکھ دیا ہے اچھا میں جا رہا ہوں اور تم اپنا مات بند کرنا تم سے میں اب بالکل بھی نہیں ہولو گا غمان مجھ پتا ہو شاداب کے گھر سے باہر نکل کر چلا گیا اور شاداب سوچوں میں گم ہو گئی یقیناً یہ غمان کسی دوست کے پاس گیا ہوگا اور پورا دن اور رات وہاں پر گزار کر آیا ہے اور اتنا بڑا صحت بول رہا ہے کہ میں نے بھیا ایک قلعے میں رات گزار دی ہے کو کوئی قلعہ کا اندازہ کیا ہے دو بارہ باہر نہیں آیا ہے اور اس کی لاش بھی کسی کو نہیں ملی پورا قلعہ بھی کھینا ہے وہ بھیا ایک قلعہ رات کو کسی بھی عاصم بھی ہو جاتا ہے اور یہ میں اسی بھیا ایک قلعے کے بارے میں سب سے مشہور ناول میں پڑا ہے کیونکہ وہ ناول میں اتنا اثر ہے کہ پڑھنے والے کو اپنے حصار میں قید کر دیتا ہے غمان تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے اب میں تمہیں بھیجوں گی اسی قلعے میں تاکہ میں بھی اسی قلعے کا راز جان سکوں اسی ناول میں یہ کہا گیا ہے کہ یہاں پر فرعون کی منسلق سندھادیوی بھی رہتی ہے اور سندھادیوی کی روح کی میری ذہنی قلعے میں مدھن سے اندوں نے ہزاروں لوگوں نے ان ہیروں کو نکالنے کی کوشش کی لیکن سبھی ناکام ہوئے کیونکہ جن بھوت اور ایسی ایسی روحیں ہیں ان ہیروں کی حفاظت پر سمور ہیں کہ وہ آدمی برا کر اپنی جنت غاری کر دے تو وہ شخص چند لمحوں میں ہی یا تو پاگل ہو سکتا ہے یا پھر ہر سکتا ہے شاداب ناول کے بارے میں سوچتی رہی اور خود ہی الجھتی رہی۔

ڈاکٹر صاحب میری بیوی پاگل ہو رہی ہے اور میں اس کے تجربوں سے بہت حد تک خوفزدہ ہو چکا ہوں۔ کیا مطلب ہے آپ کا آپ اپنی بیوی سے ڈر رہے ہیں جس شخص اس لیے کہ وہ راتوں کو بچنگ سے غائب ہو جاتی ہے ساری رات باہر رہتی ہے باہر لان میں ٹہلتی رہتی ہے کیونکہ کبھی کبھی عجیب و غریب حرکتیں کرتی ہے اور چیزوں پر اپنا غصہ نکالتی ہے ڈاکٹر نے ارمان کو کہا آپ کیا کہیں گے یہ تو پاگل پن کی علامات ہیں اکثر میں بھی اپنے بستر سے اٹھ کر ساری رات لان میں باہر بیٹھ کر سرتے بیٹھ کر رہتا ہوں غصہ میں جیسے تو زور پڑتا ہوں اور کبھی بہت ایسے کام کرتا ہوں لیکن آپ کو لگتا ہے کیا۔ ہاں کہ میں پاگل ہوں۔

شاداب منٹائی۔ کیونکہ میں اب رپورٹر ہوں۔ اور مجھے نذر کے لئے شہر سے باہر جانا پڑا ہے اس لیے میں اب بالکل بھی نہیں جاسکتا ہوں۔ دوسرے طرف دوران قلعہ سے بلکہ اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ہمارے شہر سے غاصی دور بھی ہے جبکہ وہاں سامنے کے لیے ابراہیم دن ضائع ہو گا اور پھر آنے کے لیے بھی اسی طرح ایک دن ضائع ہو جاوے گا۔ میں نے تم سے وضاحتیں نہیں مانگی ہیں اب انکار کے موڈ میں نہیں ہوں۔ تم میرے ساتھ جا رہے ہو۔ چند دنوں میں۔ میں نہیں جاؤں گا۔ اور نہ ہی میرے پاس قانون وقت ہے کیونکہ میں انٹیکل بالکل بھی قانع نہیں ہوں اور اسی قلعے میں ایک بار جا چکا ہوں وہاں۔ کچھ بھی نہیں ہے بلکہ لوگوں نے اسے ایسے ہی خوفناک مشہور کر دیا ہے۔ عفان تم جھوٹ بول رہے ہو تم کسی دوست کے پاس گئے تھے اور پھر واپس آ گئے اور تم اس پر امر اور قلعے میں بالکل بھی نہیں گئے تھے شاداب نے نہایت ہی غیر اخلاقیہ میں کہا اور فون بند کر دیا اس کا سوا دس بجتا تھا۔



مردوں نے تم میری بات کیوں نہیں سمجھ دی ہو اور ان میں پاگل تو نہیں ہو گئے ہو میں کسی بھی ڈاکٹر کے پاس نہیں جاؤں گی اور نہ ہی میں پاگل ہوں۔ تم مجھے زبردستی پاگل کر دو گے۔ مردوں نے میری فرمائشیں آج کل نہیں مانی۔ مجھ پر غریب ہو گئی ہیں۔ میں غریب کا فہم جانتی ہوں اور امت کو نہیں جانتی نہیں ہوتا ہے۔ کسی کسی بھی چیز کی طرح غریبی ہو اور اپنا غصہ چیزوں پر نکالتی ہو آج ہمارا پابست ہے۔ پلیز مردوں دو ڈاکٹر بہت آئے۔ اچھا ہے میں تمہیں ٹھکانا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور ان کوئی چیز مجھے اندر تک پا کر رکھ دینی ہے۔ اور میں نے جن میں ہو جانی ہوں میں پاگل نہیں ہوں جب میں یہ فرمائش کرتی ہوں تو میں ہوش و ہوا میں ہوں ہوتی ہوں اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں کیا کر رہی ہوں لیکن کوئی خوفناک سی چیز ہمارے درمیان آگئی ہے اور میں بری طرح اس چیز کے شکیں میں مبتلا رہی جا رہی ہوں میں محسوس کر رہی ہوں کہ دو دھڑے دھڑے مجھ پر اپنا وجود ظاہر کر رہا ہے اور ان شاداب تم مجھے نہیں رہے ہو کہ میں کیا کہہ رہی ہوں میں تو کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہی ہوں کہ تم اس دور میں بھی ایسی چیزوں پر یقین رکھتی ہو اور ان ڈاکٹر شعیب احمد کو منع کر دو کہ میں اس کے پاس بالکل بھی نہیں آؤں ہوں اور۔

ساتھ ساتھ چائے بھی جاری کی اور خود سے بائیں بھی کر لی جاری تھی چائے کب کی بن چکی تھی اس نے اسے کپ میں ڈال کر ڈنڈی کی طرف آگئی۔

بہ لکھے ڈنڈی۔ شکر یہ بٹا ڈنڈی نے نذر چیل لگا ہوا۔ شاداب لاؤج سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی کیونکہ شاداب کو نذر سنا دہر لگتا تھا وہ عفان بھی آج کل نہایت رپورٹر بنا تھا کسی نذر چیل میں عفان اس کے پھر پھر لاکھا پھر پھر اسے برداشت نہ تھی یہی تھی اس لیے وہ پھر پھر کی ڈانٹ سے بچنے کے لیے ابھرنا اب کے گھر آ جاتا تھا لیکن دونوں کے مزاج نہیں ملنے تھے شاداب سے وہ جو بھی کہتا وہ اس کی الٹ کر دیتی تھی اس لیے ذرا دوسرا دن غنا وہ نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی فون کر رہا تھا شاداب نے اپنا سیل فون نکالا اور عفان کا نمبر ملانے لگی دوسری طرف تل جاری تھی کہ عفان نے فون بڑی کر دیا شاداب نے پھر نمبری ڈال کہا تو اس بار عفان نے فون بند کر دیا وہ غصہ سے سرخ ہونے ہوئے باہر لاؤج میں آئی تو پاپا کے ساتھ فی دنی کے سامنے بیٹھ گئی۔ یہ کیا پاپا۔ نو عفان نذر سنا رہا ہے۔ پاس بٹا تھی تو میں بھی حیران ہوں کہ میرا فون کیوں ریسیو نہیں کر رہا ہے لیکن شاداب فون اس کے کسی سکرین کے پاس ہو گا کیونکہ نذر فون لاؤج میں رہا ہے۔ پاس بٹا ایسی ہی بات ہے پھر وہ دونوں ابھر ابھر کر بائیں کرنے لگے۔ فون نذر ختم ہوئی اور عفان فی دنی سے کمرے میں سے غائب ہو گیا۔ ابھی کچھ ہی دور گزری تھی کہ ایک شاداب کے سیل فون پر رنگ فون بج اٹھی شاداب نے سکرین پر نمبر دیکھا عفان کا ہی نمبر تھا شاداب نے فون خوش دلی سے ریسیو کیا۔ میں۔ دوسری طرف عفان کی سمیرا آواز سنائی دنی۔ کیسے ہو عفان۔ شاداب نے مجھے میں مضامین لائے ہوئے کیا ٹھیک ہوں فون کیسے کہا دو تم نے دوبارہ کال کی تھی لیکن میرا سیل فون میرے اسٹینٹ کے پاس تھا اس لیے میں ریسیو نہ کر سکا اچھا وہ تو مجھے پتہ ہے لیکن مجھے تم سے بہت ضرورتی بات کرنی ہے کیونکہ میں تمہارے ساتھ اسی پر امر اور قلعے میں جانا چاہتی ہوں۔

کیا۔ دوسری طرف جواگتی کا اظہار ہوا۔ عفان کہو جسے کسی پچھو نے کاٹ لیا ہو یہ تم کہہ رہی ہو شاداب۔ کہہ تم پر امر اور قلعے میں جانا چاہتی ہو۔ پاس کیونکہ میں نے بس فیصلہ کر لیا ہے کہ میں بھی اب جن جھوٹوں کا راز جان کر رہی رہو گی لیکن میں اب اس قلعے میں نہیں جاسکتا ہوں۔ پر کیوں

شاید ابھی آدھے گھنٹے میں پہنچ جائیگا ہاں تو ہمیں اسے ریمو کرنے بھی اکثر پورٹ جانا چاہیے چلو تیاری کرو گی بابا میں میں تیار ہو دوں گا کچھ ہی دیر میں وائر پورٹ کے آگے نکل گئے اور وائر پورٹ پر پہنچ کر ہی شاداب نے سکون کا سانس لیا آج وائر پورٹ میں کاشی رانی تھا بہت سے لوگ اپنے پیاروں کو ریمو کرنے آئے ہوئے تھے اچانک شاداب کو سوجھی نظر آ گیا وہ دیکھو پاپا سونی او سونی۔ موبائی کہہ کر شاداب چلائے گل باج بار اس نے زور زور سے سونیں کو پکڑا لیکن جب سونی ان کی طرف چلا آیا۔

باسے موبائی کچ مج میں۔ یہ تم ہو۔ کتنے بدل سے گئے ہو۔ بالکل۔ یقیناً شاداب ہو گی تم بھی تو بہت بدل چکی ہو ہاں بار بانیں تو کچ جا کر بھی ہوں گی چلو گھر پہنچتے ہیں وہاں تو میں تمہیں خود۔ تنگ کروں گی وہ تینوں کچھ دیر کے بعد گھر میں موجود تھے موبائی تمہیں پاکستان کیسا لگ شاداب پاکستان ہمارا ملک بہت ہی پیار اور خوبصورت ہے مجھے پاکستان بہت اچھا لگتا ہے تم کافی پیار اور ہوادور ہے کچ کے منہ کے طور پر لپٹے ہو ہاں شاداب میرا مانتا ہے کہ زندگی میں پہنچ کر ساسنا کرنا چاہیے اور ہر اس چیز کو لاکارنا چاہیے جو ہماری راہ میں رکاوٹ ہو تمہیں ایڈو مجھ بھی کافی پسند ہے۔ ہاں تم میرے بارے میں بالکل ٹھیک سنا ہے ویسے موبائی بات تو تاناؤ کیا تم میں عموئوں کو کہتا ہے ہاں کیوں نہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بنائی تھی مخلوق ہے موبائی یہاں سے دور ریگستان میں ایک قلعہ واقع ہے سنا ہے وہاں بے سائے منڈلا ہے جسے اور جو بھی وہاں جائے روہیں اور چارائیں انکا جینا محال کر دیتی ہیں جتنے تم کہہ رہی ہو ہاں میں تو وہاں پہنچا جاتا جاتی ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کس کے ساتھ جاؤں شاداب تم نے اس قلعہ کے بارے میں کہاں سے پڑھا ہے اس قلعہ میں فرعون کی معشوقہ کی روح بھی رہتی ہے اور ان کے سپرے بھی وہی قلعہ میں دفن ہیں کہتے ہیں کہ فرعون کی معشوقہ کی روح اس کی حفاظت کرتی ہے اور کسی کو بھی قلعہ میں جانے نہیں دیتی ہے اگر کوئی قلعہ میں داخل ہو بھی جائے تو نکام روہیں اس بندے کی حشر نظر کر دیتے ہیں اور انکی۔ موبائی نے حیران ہو کر کہا پھر تو ہمیں ای ہی ہر اس قلعہ کی سر کے لیے ضرور جانا چاہیے یہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ شاداب کے ڈیڈی اندر داخل ہوئے۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں میں بھی تو یہ چلے اگلے کچھ خاص نہیں میں شاداب سے پاکستان کے بارے میں ذرا

اچھا ٹھیک ہے تم مت جاؤ میں اس سے مل کر خود ہی بات کر لوں گا تم ان دنوں تم میری بات کو نہیں سمجھ رہے ہو میرا دل کو ایک جیسا کہہ سنا دیتی ہوں میں تمہیں کسی قدر ریگستان میں دیکھتی ہوں ہر طرف ریت اور مٹی ہوتی ہے اور وہاں تم ریت میں دھستے جا رہے ہو خونی پرندے تمہارے سر پر منڈلا رہے ہوتے ہیں اور پھر تمہاری طرف لپٹی خونی چنے تمہارے چہرے پر مارنے کی کوشش کرتے ہیں اور تمہاری جیسا کہ چھین مجھے لڑا کہہ دھ دیتی ہیں میں کچھ بھی نہیں سمجھتی لیکن مجھتے میں میں پھر اس خوفناک سائے کو دیکھتی ہوں اور کانپے کر اٹھ جاتی ہوں اور پیسے میں خراب اور ہوتی ہوں میں کچھ بھی نہیں سمجھتی ہوں وہ دھوئیں کی مانند آواز ہے میں بہت ڈر جاتی ہوں اور تم کہہ رہے ہو کہ میں پیار ہوں اور مجھے کسی ڈانکر سے رابطہ کرنا چاہیے میں بالکل بھی پیار نہیں ہوں لیکن۔۔۔ روش نہیں صرف ایک بار ڈانکر شعیب احمد سے ملنا چاہیے شاید وہ تمہارا خوف دور کر دے اور ان مجھے کوئی بھی خوف نہیں ہے اور نہ مجھے کوئی وہم ہوا ہے جو کچھ کسی سے کچ کہہ رہی ہوں ہاں ہاں لیا کہ میں نے کچ تم کہہ دی ہو لیکن پاپا ڈانکر سے مل کر تو اچھا اگر تم اسے ہی بندہ دو تو میں ضرور شعیب احمد سے مل لوں گی جلد۔۔۔ روش تیاری کر دو میں ابھی جانا ہے آج ہی ہماری اپائنٹمنٹ ہے دونوں تقریباً دو گھنٹے کے بعد شعیب احمد کے ٹھکانے کے دروازے میں داخل ہوئے اندر ڈانکر شعیب کی نظریں مدد روش پر پڑیں تو وہ دھچک گیا۔۔۔ روش ابھی وہی پر دک لگی اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے جبکہ وہاں نے بادی بادی دونوں کو دیکھا تو کہ ایک دوسرے سے کو دیکھنے تک پوری طرح کم مہم نہ دیکھتے تھے



شاداب جتنا کیا بات ہے بہت کم مہم رہے تھے یہ آج کل تمہارے لیے ایک بریکنگ نیوز ہے پاپا نے شاداب کے لئے نوے مئی کی طرف دیکھ کر کہا کیا ہے۔ تمہارا اکڑن امریکہ سے آ رہا ہے جو کہ یہاں پر قیام کرے گا کون پاپا شاداب نے آج دہائی دے کہا۔۔۔ اسے آج تم اتنی جلدی بھول گئی ہو کیا تمہارا اکڑن ہے وہ کون پاپا اکڑن تو میرے بہتے سارے ہیں اسے میں موبائی کی بات کر رہا ہوں۔ کیا واقعی۔۔۔ سوہیں آ رہا ہے۔ ہاں اسے ایڈو پھر کا بہت شوق ہے اور مجھے پتہ ہے کہ تمہیں بھی فخر بہت پسند ہے ڈیڈی آج میں بہت خوش ہوں موبائی کب آ رہا ہے آج ابھی تمہارے اگلے کوٹوں آیا تھا

پراسرار قلعہ

خوفناک ڈائجسٹ 146

مطلوبات حاصل کر رہا تھا اچھا محکم ہے تم دونوں کو سپ سپ کر دین میں ذرا لینے کے وہ میں ہوں انگلی تو چلے گئے تھے تے اب تم ہی کچھ بولو سوئی تو پھر کیا سوچا ہے تم نے کب جاا ہے اس پر اسرار قتلے میں شاداب جب تم بولو۔ غیک ہے میں کس سوچی ہوں پھر تادوں گی۔



ڈاکٹر صاحب یہ میری یونی مردوش ہے ارمان آگے ۲۰ کر بولا۔ جی آفری بیٹھو۔ دونوں ڈاکٹر شعیب کے سامنے کرسی پر براجران ہو گئے۔ شعیب احمد مردوش کو دیکھنے میں جو خوار ماناں تم کچھ دے کے لیے باہر جاؤ تمہاری بیوی تے کچھ

سوالات کرنے ہیں۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب ارمان دوم سے باہر نکل گیا اور مردوش اور شعیب احمد کمرے میں اکیلے رہو گئے شونی اگر مجھے یہ بتا کہ یہ تم کو تو کبھی سمجھی میں اس کلینک میں قدم نہ رکھتی۔۔۔ مردوش میں نے بھی سوچا نہیں تھا کہ تم مجھے دو بارہ کسی ایسے موڈ پر لوگوں اور وہ بھی اسنے سالوں بعد کیا تم واقعی پاگل ہو رہی ہو یا پھر واقعی کوئی سارہ کوئی راج تمہیں تنگ کر رہی ہے۔ شونی ارمان مجھ سے بہت پیار کرے اب لیے میں چاہتی ہوں کہ جلدی بچھلی زندگی کی بلک بھی اس پر نہ پڑے میں کوشش کروں گا کہ ایسا ہی ہو تمہیں میں واقعی پیار دیکھ کر مجھے بعد دونوں کی وہ بچھلی حسین زندگی یاد آتی ہے۔ شعیب احمد تم یہ مت بھولو کہ میں اب کسی کی بیوی ہوں اور تمہاری کائنات میں کہ یہاں پر آئی ہوں۔ ہاں جانتا ہوں میں۔ تمہاری زندگی تو تمہاری نہ رہی ہے کیونکہ یہ ڈوروشی میں میں تم نے میرے ساتھ جو وعدے کئے تھے اور ہوسکتے تھے میں نے تمہارے منگ دیکھے تھے وہ اسی بھیا کب جاتے کے بعد پورے نہ ہو سکے پھر پرانی باتوں میں کچھ بھی نہیں دکھا اور نہ میں تمہیں پرانی باتیں یاد دلانا چاہتا ہوں ساتھ مسئلہ کیا ہے کہ تمہارے شوہر کو تنگ رہا ہے کہ تم پاگل ہو رہی ہو شعیب احمد نے اس کی طرف دیکھا۔

ہاں میرے شوہر کو تنگ لگ رہا ہے مجھے کوئی سارہ ڈاکٹر رہتا ہے میں بہت زیادہ ڈر جاتی ہوں۔ خوف میرے نفس میں میں سناں جاتا ہے اور مجھے گنا ہے کہ کوئی میری جان لینا چاہتا ہے میں ساری رات سوچ میں پانی اور لال میں مٹتی رہتی ہوں اس لیے کہ میں ڈاکٹر اوجاس میں بیٹھی چلائی رہتی ہوں میں کبھی کبھی نہیں سمجھ سکتی کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ مردوش ایک بات میں تمہیں بتاؤں۔ شونی کیا کام۔۔۔ مردوش نے

سوئی داؤ تمہارے ساتھ کافی مزد آ رہا ہے آج میں نے تمہارے ساتھ سارا شہر جھان مارا ہے صبح سے گھوم پھر رہے ہیں گیس تم پاگل بھی میرے نہیں سن دے تھو اب میں گھر چلا چاہتا۔۔۔ شعیب شاداب ابھی نہیں دیکھی تو بازار کی رونقیں بھال رہی ہیں اچھا منو ہے آج آؤ گی رات تک انجوائے کریں گے لیکن سوئی میں بہت تنگ گئی ہوں۔ تم سمجھ کیوں نہیں لیتے۔ میں سمجھ گیا ہوں چلو یہاں سے نکلیں اور چلیں ابھی تو بہت سی مارکٹ رہنمائی ہے باقی سے چلو چلیں۔ شاداب بھی اب پارسی مٹی مونی کے ساتھ بیٹھ گئی ایسے شاداب تم اس پر اسرار قتلے کی میر نہیں کب کر داری۔۔۔ سوئی بہت جلد کیونکہ اب تو میں نے یہ یکن ہو گی ہوں اور اس قتلے کو دیکھنا چاہتی ہوں کیونکہ اتنی دن میرے بھی ابھی تک موجود ہیں نہیں کے میرے۔۔۔ مونی نے چونک کر شاداب کو دیکھا۔ اے میں فرعون کی محبوبہ کی مدفن بیروں کی بات کر رہی ہوں مجھے تو اس بات کے بارے میں بالکل بھی یہ نہیں ہے کہ تم کس فرعون کی بات کر رہی ہو میں اہل مصر کی اس فرعون کی بات کر رہی ہوں جس کی بارشاہی میں۔۔۔ وہ بہت مشہور رو چکا تھا مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہتے ہیں۔۔۔ صدیوں پہلے کی مشہور فرعون کی محبوبہ جو کہ باہر جا کر مرنے لگی فرعون نے اس کی بہت مہربانی سے ہر اس رفاہ تعمیر کر کے اپنی لیکن فرعون کی محبوبہ جو کہ ماہر علم کی اور جادوچ و جڑی دھنی تھی اس کا دل کسی حاسد نے کیا تھا اور جو میرے اسے فرعون نے تجھے میں دے تھے تھے وہ جادوئی میرے اسی قتلے میں دفن کر دیے تھے۔ شاداب یہ کوئی تو ہے مدد نہ درست ہے یہ جو معلومات میں نے تمہیں فراہم کی ہیں میں نے ایک مشہور ناول سے لی ہیں اور مونی تم یہ جان کر یقیناً حیران ہوئے ہوں گے کہ یہ

عفان مونی کا ہاتھ لے کر خوش شکل اہر اور تار
خباں ساندہ اس کو گناہ خیر و اہر اور حری کا نہیں کرنے لگے
دیسے ہم دونوں مستقبل میں اچھے دوست بن سکتے ہیں۔ ہاں
میرا بھی بچی خباں ہے مونی نے سسکا کر کہا چلو ٹھیک ہے تم
کرتے کیا ہو۔ میں ایک جینٹل ہوں جینٹل مذہب سے میرا
غفلت ہے ہر کے۔ تو بہت زبردست باب ہے۔ ہاں وہ
تو ہے مگر بارہ باب شاداب کوخت ماہند ہے ہر اور اس کا
کئی بار ٹھکرا بھی ہوا ہے۔ بخواب تو میں اس کے کہنے پر اس
باب پر لات تو نہیں مار سکتا۔ مونی نے فقہہ لگا کر شاداب
نے یہ بھی کہا ہوتا تو یہ تو کئی شب اب تک چھوڑ چکا ہوتا
ہاں تم ٹھکر کر رہے ہو عفان نے مونی سے کہا کہ میں میں طفر
نہیں کر رہا تھا۔ تار بابوں عفان اس کی بات میں کر خاموش
ہو گیا اچانک شاداب نے مونی اس کے ہاتھ میں شامٹے کی ٹرسے
تھی مانتے کے بعد عفان کو کوئی فون نہ تھا اور وہ وہاں سے اٹھ
کر چلا گیا مونی نہیں بہا کزن کیسا لگا انسانی فضول اور مضور
کہ سنا داب چلا اٹھی۔ میں نے تو اپنی رائے اٹے سے تم بامان
گئی۔ ہو کیا۔ نہیں تو میں خود حیران ہوں کہ تم نے اس کے
بار سے میں اپنی صحیح رائے کیسے دی۔ اچھا چلو یہ بابا تو لگا اچھا
میں ٹی ٹی لگتی ہوں یہ یوزر جینٹل لگا آہ الا ٹھیک ہے۔ جی
ہاں دونوں آرام سے ٹی ٹی دیکھنے لگے ایک گھنٹہ کے بعد
اب ایک عفان ٹی ٹی پر آکر باروں نور سے عفان کو دیکھنے
لگے وہ یوزر تار باغبار شاداب جھل جھنج کر۔



اب کہا سوچا ہے تم نے۔ میں کیا سوچ سکتی ہوں رات
کو میں نے دیکھا تھا کہ تم سسے سے غاب ہو گئی تھی میں غصے
پریشان ہو گیا اور ہاں مجھے یہ کچھ نمی آ رہا تھا کل رات۔ تم
بابر لاں میں بھی نہیں تھے اور جب میں نے گھر کا بیچا بیچا جھان
دارا ہر جگہ نہیں ڈھونڈا مگر جب میں ادا تھا ہوا مگر
میں رانا تو تم بسز پر آرام سے سو رہی تھی لیکن تم کسی شہر کی
دعا کی طرح یکدم ڈھانی اور ابھر میں نے دیکھا کہ شہر کی
تسکیں بابر کوئی ہوئی نہیں اور بالکل سفید و صبر رنگ کی تھی
نہادی ہزار ہا کسی شہر کی طرح معلوم ہو رہی تھیں یہ کہا راز
سے آخر تم مجھے مایا کیوں نہیں رہتی اور ان کی پریشانی میں ڈرتی
ہوئی تراز ستانی رہی۔ ہاں میں نہیں سچ کچھ تار باغ پائنی
ہوں مگر وعدہ کر کہ تم مجھے چھوڑ دے نہیں۔ تم کیا کہہ رہی ہو
میں نے تم سے محبت کی شادی کی ہے لیکن تم نہیں جانتے ہو کہ

فلے سے باہر نکلے تھے لیکن اس واقعے کو تو نظر یا نہیں مال
گزر چکے ہیں اور ان تم مجھے یہ بتا کر ڈاکٹر نے کیا کہا۔ وہ
روں مجھے شہب احمد نے کہا تھا کہ جب مددوں ہرے
ساتھ کرے اس کی بھی دوسرے پاس ایسا صوف ہو جو ہے جو
نئی پٹنی کی طرح کسی شخص کا ذہن اپنے حصار میں بند کر سکتا ہے
اس نے نہادی پچھلی زندگی کے واقعات تم سے جانے تھے اور
پھر مجھے بتا دینے اور ان میں نے نہیں اور کہا تھا۔ مددوں
نے لڑتے ہوئے کہا اس نے کل پھر سے ہم دونوں کو بلا
سے رہ گئی ضرور بہت اہم باتیں ہیں بتا دو اچھا ٹھیک ہے
سو چاؤنی احوال۔ ایسے رات کوئی گہری ہو گئی ہے۔ ہاں مجھے
بھی بند آ رہی ہے۔ انا کہہ کر وہ دونوں سو گئے۔



چلو اٹھو بھی مونی تم بہت زیادہ سوئے ہو بار سوئے ور
ہاں تم کیوں صبح صبح اٹھا رہی ہو شاداب کہا مصیبت ہے
کیوں صبح صبح ٹھک کر رہی ہو چلو ایک کے لیے اٹھو تاج موم
بہت خوشگوار ہے اٹھو بھی۔ ٹھیک ہے۔ مونی نے اسے نگہ
دارے ہوئے لپکا ہاتھ ملنے ہوئے رہ اٹھ گیا کچھ دیر
میں دونوں باہر سڑک پہ وڑ رہے تھے بار شاداب ہم کب اس
پہ اسرار فلے کی سر کو بائیں شے۔ مونی تم ٹکرت کر بہت
جلد ہم اس غلے کی سر کو بائیں شے۔ شاداب کہا تمہیں نہیں ہے
کہ اور فلے پر اسرار ہے۔ ہاں مونی مجھے صوفہ نہیں ہے کہ اور
فلے پر اسرار ہے اپنی زیادہ کہانی چھپ چکی ہیں اور بھی بہت
کچھ جو کہ اس ہاں اسرار فلے کے مطابق ہے ور بہت سی
خوشی کے ہے مگر شاداب تم نے تم وعدہ کیا ہے تو بانا تو پڑے گا
ہاں شاداب مجھے ہائی بہت شون ہے کہ میں کسی ایک خوشگ
جگہ جاؤں جہاں پر خوف ہی خوف پھیلا ہوا ہو میں مونی تم
پر گرام بناد فتر تب ہم دونوں اس جگہ چلے جائیں گے کس
بہت ہلک کر لی اب گھر کو جانا چاہیے۔ ٹھیک ہے مونی اب
میں بھی ٹھیک کی ہوں۔ ٹھیک ہے چلو راز کچھ ٹھکوں بعد گھر
میں داخل ہوئے اور سے رات تم کب آئے ہو عفان۔ شاداب
نے چہرے پر مسکراہٹ لانے ہوئے کہا راز عفان نے دونوں
کی طرف دیکھا میں غور ذری رہ پیلے آیا ہوں۔ اچھا عفان یہ
مونی سے میرا کزن امی کی طرف سے۔ نامی تو بہت ہو مونی
نے عفان سے گرم جوش سے ہاتھ ملا یا۔ اب تم دونوں یہاں
پر بیٹھو میں مانتے کے لیے کچھ سنگھائی ہوں مجھ میں بھی سنگھو
میں شام ہو چلاں کی ٹھیک ہے۔

سہری پہلی زندگی کا کبارا ہے ہم تازہ فوٹیج، میں نہیں کسی
 بھی سوز پر غما نہیں چھوڑا گا بہ سہرا من سے وعدہ ہے ارمان
 اگر تم سننا چاہے ہو تو پھر سنو۔

آج سے کئی سال پہلے میں اور ڈاکٹر شہب احمد ایک
 یونیورسٹی میں پڑھتے تھے ہم دونوں کلاس فیلو تھے اور ایک
 دوسرے کو پسند بھی کرتے تھے اور ایک دوسرے کی رات
 میں گہری باتیں بھی رکھتے تھے شہب میرے ساتھ زندگی
 گزارنے کے مسکن چنے دیکھے تھے پھر اچانک ہماری
 یونیورسٹی کی فور کسی صحرائی مقام پر مٹی بہت سادے طلباء اور
 طلبات تھے ہمارے ساتھ لیکن اور میں اور شہب چلنے چلنے
 ریگستان کے درمیان بھٹک گئے اور پھر میں نے ہی نہ چلا کہ ہم
 کسی سمت جاوے ہیں دووے ہیں ایک عمارت نظر آئی
 بس ہم دونوں چلے دے اور میں بہت پریشان تھی کیونکہ
 بعد دونوں راستہ کھو چکے تھے جب ہم اس عمارت کے قریب
 پہنچے تو دو کوئی قلعہ تھا تو پھر ہمارے حال سا تھا محرم دونوں
 قلعے کو ابھی جا رہے تھے اور ریگستان میں ایک
 بوخالی آگیا قلعے کا بڑا بھاری دروازہ دھنکے گا اور بعد دونوں اس
 پر اسرار قلعے میں داخل ہو گئے ایک ایک جھکے سے دروازہ بند
 ہو گیا اور میں سمجھا کہ اس کے اندر سے جا چکی تھی کچھ بھی سمجھ
 نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کروں پھر ہم نے آہستہ آہستہ قلعے کی
 اندرونی حصے کی طرف قدم بڑھا دیے مگر قلعہ اندر سے نہایت
 شاندار تھا ہر قسمت اس میں موجود تھی بعد دونوں قلعے کے حسن
 میں اس قدر کھو گئے کہ کسی چیز کا بھی ہوش نہ رہا پھر ایک چیز
 ایک سے بڑھ کر ایک بھی اتنی شگفتہ اور آرائش کی گئی تھی کہ
 مجھے کسی گل کا گمان ہوتا تھا اور پھر ایک دم گپ اندر جہاں چھا گیا
 ہر چیز تم ہو گئی ہم دونوں بھی اس اندھیرے میں کم ہو گئے اور
 ایسا محسوس ہونے لگا کہ اس قلعے کی دروازہ ابلی رہی ہے
 ہمیں زمین گھومتی ہوئی محسوس ہو اور پھر جب اندر جہاں چھنا تو
 سہراؤں میں بھاری تھاں اپنے آپ سے پیکان بن چکی تھی مجھے
 لگ دیا تھا کہ کوئی روح میرے آہن پر سوار ہو گئی ہے
 میں جھپٹتی ہوئی نیچے گر پڑی شہب احمد نے مجھے اٹھا لیا چانک
 قلعہ میں آواز گونجی اتنی ہیما تک آواز سن کر ہم دونوں
 خوف سے کانپ اٹھے آواز کسی عورت کی تھی اس کی شیرازی
 کی طرح غرا رہی تھی یہ قلعہ ہر سارا ہے ہمیں کہاں سے نکلا
 چاہے شہب نے مجھے کہا لیکن بعد دونوں بری طرح چپس گئے
 تھے۔

خدا خدا کر کے جب ہم دونوں شہر واپس دے تو میرا
 دالہ یہ ہو چکا تھا کہ میں دونوں کو اٹھ جانی چھینی چلائی کسی
 شیرازی کی طرح ڈھارنی اور گھر کے برتن توڑی رہتی تھی کسی
 میں سوئے میں غائب بھی ہو جاتی اور اسی قلعہ میں ڈارو
 ہو جاتی لیکن جب میں صبح کی لو پوچھنے سے پہلے جھاگ جاتی
 تو حیرت انگیز طود پر میں اپنے سہرے پر پڑی ہوئی میں نے
 پھر یونیورسٹی جانا چھوڑ دیا شہب کو سہری حالت کے بارے
 میں معلوم ہو چکا تھا اس نے کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش کی
 لیکن میں اسے اپنے ذہن سے بھلا چکی تھی شہب نے کسی علم
 والے سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ مجھ میں کوئی روح محسوس
 نہیں ہے فوراً ہی روح مجھ سے بہ سب کچھ گرا رہی ہے واقعی
 میں بالکل بدل آئی تھی عجیب کی زبان میں پوچھی تھی کہ تمہیں خون
 کی طرح لال ہو جاتی اور پھر اس عامل نے عجیب سا کشاف
 کی کہ میں چند مہینے میں بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی لیکن اگر
 میں نے شادی کر لی تو پھر سے سہری بہ حالت ہو جائے گی اور
 شب تک رہے گی جب تک میں ماں نہیں بن جاؤں گی میرے
 ہونے والے بچے پر اس روح کا سایہ پڑ جائے گا اور
 جوں جوں وہ بڑا ہو گا وہی روح اس کے مکمل جسم پر چھا جائے
 ہو جائے گا وہ ان اس عامل نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ماں بننے
 سے پہلے پہلے اس روح کا خاتمہ کر دیا جائے تو اہا واچہ اس
 کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ روش نے ایک سروڈ بھری۔

انڈیا رازم نے مجھ سے چھپا ہوا تھا۔ روش میں تو
 سن کر کانپ رہا ہوں کہ شہب سے ساتھ کسی قدم روح نے یہ
 گھناؤنا کھیل کھیلایا ہے اس روح کا خاتمہ کیسے ہو سکتا ہے
 ارمان اس کی روح کا خاتمہ کر سکتے ہو صرف تم۔ میں اوجھے
 میں سمجھا نہیں مجھ میں کیا خاص بات ہے وہ حیران ہوا۔

ارمان تم بچے کا ہونے والے باپ ہو میں اس بار روح کو ختم
 کرنے کے لیے ایک بار پھر اسی قلعے میں جانا ہو گا واقعی ہم
 دونوں جانیں گے لیکن ابھی تو ہمارے بچے کی ولادت میں
 بہت عرصہ ہے ہاں وہ تو ہے لیکن اس روح نے اثرات ابھی
 سے مجھ پر شروع کر دیئے ہیں ارمان میں جلد وہاں پر جانا
 ہو گا اور پھر تم نہ تو دانی عمل سے وہاں پر ایک چل کرنا ہو گا
 میں قدم قدم پر تمہارے ساتھ ہوں اور تمہیں جینا ہو گا ہاں تو
 کب جا رہے ہیں ہم۔ ارمان نے نہ روش سے پوچھا۔ بس تم
 شہزاد بنالو میں دو محل نکالیں ہوں جو اس محل والے نے مجھے
 دیا تھا۔ اچھا یہ کم کہہ دی ہو تو پھر تم سے ایک سوال پوچھوں

پراسرار قلعہ۔

ہاں رکھ رہا ہے۔ بلا لاکٹ تم اپنے گلے میں ڈال لو۔ کیوں مولیٰ نے حیرانی سے کہا یہ پاک اتنا مبارک کہ گلے والا لاکٹ ہے اور ہاں یہ والا باز پر باندھ رو مولیٰ نے ایک کالے رنگ کا دوسرا لاکٹ لٹا تو بڑا باز پر باندھ رہا باب چلو تم نے تھوڑے پہنا ہے کہ نہیں۔ ہاں مولیٰ میں نے پہن لیا ہے۔ گاڑی خرابے بھرنی ہوئی جانے لگی تھی دوسرے معلوم ہے چلو گاڑی کی اسپنڈیز کو ٹھیک ہے اور جب میں کھڑی تھی اس کے بال ہواؤں کے درش پر اڑ رہے تھے راستہ سی سوز بھی مگر کار صبح سے شام تک چلتی گاڑی بالکل بھی نہیں رہی تھی میں ڈرا اور سپنڈیز ہواؤں پر بوجھتالی علاقہ شروع ہو چکا ہے اور کبھی کبھی ریت اڑ رہی ہے ہوا کی صفائی لو چل رہی ہے ہاں میں ٹھیک چکا ہوں اب آگے گاڑی تم چلاؤ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ گاڑی میں ہی سیٹوں کا بیچ ہوا رات کے کوئی ساڑھے گیارہ بجے اور اس وقت اس قلعے کے سامنے پہنچ گئے اور یہ کہا۔ ایک کر دلا جو بلکہ رنگ کی تھی وہ بھی قلعے کے سامنے موجود تھی مولیٰ میرے خیال میں یہاں پر کوئی اور بھی ہے اب کہا ہوگا شہاب نے مولیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا کچھ نہیں میں ان لوگوں سے ملاقات ہوئی چلو آؤ ریکس فوسکی کس قسم کے لوگ ادھر آئے ہیں۔

انہوں گاڑی کے برابر جب کھڑی کی اور قلعے کے رنگ والے دروازے پر آؤ اپنے گلے اور دروازے پہنچے سے بند تھا چلو مولیٰ پہلے تم سامان نکالو گاڑی میں ہارچ روٹن کرئی ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے دروازے سے سارے بگ مولیٰ نے جب سے میرے قلعے کے ریت رات کے آخر میرے میں چمک رہی تھی شہاب نے چاروں طرف دیکھا اور اذانیں مکر رہی اور تک کوئی بھی ذی روح اس کو دکھائی نہ دیا قلعے کی دیوار میں بہت اونچی جھلک ہو رہی تھی اور تاریکی میں کبھی میرے خیال میں حویلی تھا قلعے کے اندر ضرور کوئی ہے کیونکہ اس قلعے کے دروازے پر باہر آلا نہیں لگا ہے ہمیں دروازہ کھٹکنا چاہیے ہاں شہاب نے تم سے معج کہا ہے مولیٰ نے قلعے کا دروازہ کھٹکنا شروع کر باف ہو میں نہ کہیں تھی کہ یہ بگ خونی ک ہے مولیٰ دروازہ دروازے سے کھٹکنا اس کر دے والے لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں کہیں روٹن نے انہیں بھی غائب نہیں کیا ہے اور یہ کہا اب کہا کریں دوسرے عمل خاموشی ہے تم دروازہ دروازے سے کھٹکنا آؤ اچھا میں خود کھٹکاتی ہوں دروازہ شہاب نے دروازے سے زمین لاش دروازے کو

اور مان نے کہا۔ ہاں پوچھو شہاب نے ضروری در کیوں نہیں کی دوسرے سے شادی؟ ہاں تو اس روح نے اسکا کرنے نہیں دیا تھا میرے ذہن سے اسے ملنا باغنا میں اسے جانتی تھی نہیں کسی اس واقعہ کے بعد اور اس نے بھی اس وقت مجھے پاگل سمجھ لیا۔ تب سے جب ہمارے راستے جدا ہوئے تب برسوں کھینک میں ہم نے لیکن بھاری بیوی اور ڈاکٹر کی حیثیت سے اور ان اس کی بات پر نہیں رہا اچھا تم مجھے اور عمل رو رہو جانے کی تباہی کر اب میں ہی کر دکھاؤ چلو ٹھیک ہے اور مان تم مجھے پہچانو گے مجھے تم پہچل مگر ہر تھا۔



شہاب نو کہا سوچا ہے تم نے۔ ہاں میں بہت جلد ہم جا رہے ہیں کہاں۔ مولیٰ نے جبران ہو کر کہا اسی خونی قلعہ میں نہیں جانا ہے راز کتنا مزہ آئیگا شہاب نے سنگ مرمر کے سامنے بیٹھنے ہوئے کہا اور مسکراہ افکار مولیٰ کی طرف دیکھتے تھے ہاں میں بھی پریشان ہوں لیکن اگر ہاں پر خدخواستہ کچھ ہو گیا تو پھر کہا ہوگا لیکن مولیٰ خطرے کے وقت دیکھا جائیگا کہ آگے کیا کرنا ہے لیکن مجھے امید ہے کہ ہم وہاں سے بچ کر ضرور آئیں گے چلو ٹھیک ہے تم سامان کھینک کر اکل معج ہیں نکلتا ہوگا ٹھیک ہے اور کچھ جس جو نہیں پہنچے گئے وہ کر دے۔ ہاں موسم کے حساب سے پکڑے رکھو تاکہ وہاں کے موسم کے مطابق چلی سکیں ٹھیک ہے میں ابھی سے پکینگ شروع کر دیتی ہوں۔

شہاب ایک بات نو بتاؤ اگر جتنی درجوں کو ٹالنا ہو تو پھر میں کیا کرنا ہوگا کھیل نہیں فراتی آیات پھر اسی قسم کی مصیبت سے نکال سکتے ہیں کیونکہ درجوں فراتی آیات سے اور بھائی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس مبارک کے نام کہ چند لاکٹ اتھو یہ ضرور رکھو ٹھیک ہے ہاں تو تم نے بالکل سچ بات کہی ہے اور اگر اس کے بارہو ہم وہاں پر پھنس گئے نہیں اندازے صحت قائم کر مولیٰ مجھے بہت معلومات ہیں اس قلعے کے بارے میں اور شہاب وہاں پر بہت آثار قدیم زمانہ کے بہت ساری چیزیں بھی ہیں چلو جہاں جانتی ہو ابنا ہی ہوگا ایک دن بھی گزر گیا اور ان گھنٹے سے باہر کھڑے تھے جب میں سامان رکھ رہے تھے شہاب نے بہت کچھ کہنا دیکھی تھی اور چیز ہر کی شے میں اور غضب اٹھا رہی تھی اس کے ساتھ سونپن کھڑا تھا مولیٰ جب میں سارا سامان رکھ دیا ہے میں اب چلیں۔ ٹھیک ہے سامان تو مکمل رکھا ہے میں

ماوریں جس سے بہت مٹی بھیا لکے ادا تو پیدا ہو گئیں۔

اور ان اب کہا کریں کوئی غلے کا دروازہ ٹھٹھکا رہا ہے نہ
جا کر دروازہ کھول دو نہیں۔

اور ان مجھے بہت ذہلگ دیا ہے اور وہ نہیں کون ہوا کر
کوئی جن بصورت ذہن وغیرہ ہوئی تو پھر کیا ہوگا اُدھے گھٹنے
پہلے ہم آئے ہیں مگر اس نکتے میں جھٹکے ہوئے یہ دو حوں کی
طرح کھم خمر دے ہیں اور اب تک کسی کمرے سے نکلنے کے
بعد بھی اس کو کوئی بھی کمرہ پسند نہیں دیا میں تو پہلے ہی کسی بھی کمرے
کا ذی کو بھی اندوے اور ذکر خیال ہے کہ تم نے میری بات مانی
ہو چلو تھے پس بر آسائش اور خوبصورت کردہ چاہیے کل
مجھے اس نکتے کے لائن میں چل کر تا ہوگا ایک بار پھر قلعہ کے
دروازے پہ زور زور سے دستک ہوئی اور چلیں دروازہ
کھولنے میں مایہ کوئی تو داران بالکل صحت بخواس و جستان
میں اس وقت رات کو کون ہو سکتا ہے اور یہ قلعہ آبادی سے کتنی
دور کی ہے یہ ضرور کوئی چڑیل وغیرہ ہوگی یا دور دور ہوگی جو
میرے سامنے ہے جس میں ہم برادری پاس لگی اُسے یہ راہروانی تو
بہت تنگ اور تاویک ہے یہ وہ دونوں راہروانی سے گزرنے
ہوئے ایک بہت بڑے بال نہا کرے میں میں داخل
ہوئے۔ دروازے پر کد کدنا خوبصورت ہے ہر مذہم چیز یہاں یہ
موجود ہے اور انا صاف اور شفاف پڑا ہے مجھے خاص طور پر
نار بے لے سجایا گیا ہوا اس کمرے میں جلا ہوا خانوں اور
چھوٹی چھوٹی شیشیں کمرے میں درستی سے منور کر دے نئے انا
خوبصورت قالین فرش کا پاؤں جب دیکھے اس قالین پر فرودیا
محسوس ہوا کہ نرم کھلم کھاس پر چل رہے ہیں ہر ایک چیز ایک
پتہ پر رکھ کر ایک بھی میں تو بہت کتنی ہوں مددش پتہ پر کر رہی
میں اور اس کے سر بارے داران بھی بیٹھ گیا۔

شاداب کیا ہم وہ دونوں یوشی اس سردست کو باہر دیا
 گئے یہ کیا دردِ دارِ باکِ بیجا کہ چرچاہٹ کی دواز چدا
 کرتا ہوا کھل گیا اسے یہ دیکھ گیا شاداب نے خوش ہو کر کہا
 چلو تمیک ہے گاؤں کو اندر لے آؤ سوئی چپ میں بیٹھ گیا اور
 چپ کو اندر لے آیا جو کئی دھڑلے سے بیک وقت مڑ کر دیکھا
 تو کامپ سے گھٹے شاداب رہ گیا ہوا ہے جھنڈا ہم جھنڈے گھٹے
 ہیں۔ یہ تو واقعی کوئی جاوٹی چکر گھٹا ہے شاداب نے کہہ دیا
 اچکانے ہوئے کیا شاداب کی بات سن کر سوئی بولا چلا اب اگے
 چلو خطرے کے وقت دیکھا جائے گا۔ شاداب کہا کہ جس
 دن میں ملک دیا گیا۔ پھر نے دلی کوں کی بات سے نہ

اپنا محل لوڈ کر لیا ہے ماں۔ ہاں میں نے اپنی چنبت کی بلٹ میں دکھا ہوا ہے ٹھیک ہے آگے بڑھو ابھی ہم ٹھکے ہوئے ہیں اور ہاں کسی اجنبی سے کمرے میں نہیں دام کرنا چاہیے یہ اب ویکہ کر مرئی نیند آگئی ہے اور ہمیں آواہ کی پرانی ہوئی ہے بد بکھوسو بی پر کچھ خوفناک ضرور ہے مگر ہمیں ان چیزوں سے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ ہمیں یہاں لطف اندوز ہونے کے لیے یہاں کی باریک جگہ کی سر کرئی چاہیے یہ کہہ کر شاداب آگے بڑھ گئی سوئی ڈرنے ڈرنے اس کے پیچھے چلے لگا اچانک اس کے پیچھے کوئی چل رہا ہوا اس نے پیچھے سرگرمی سے دیکھا مگر یہ کیا پیچھے ڈوکی بھی نہ تھا بلکہ ایک سرد ہوا کا جھونکا اس کے جسم کے اس بار ہوا شاداب ہم یہاں سے کیسے نکلتی گے میں گت بند ہو گیا ہے اب کیا ہوگا بعد میں دیکھا جائیگا یا ڈر میرے پیچھے پیچھے آؤ اس کے پیچھے پیچھے چپا کا دونوں فلے کے کچن کو عبور کر گئے آگے بہت سارے کمرے تھے اب انکے چھینوں کی آواز بجنے لگی۔ شاداب ویکو ان ودھوں کو یہاں پر جادو فانا پرانگا ہے جسے ہمیں خبردار کرو رہا ہیں کہ ہم اب فطرے میں چھس گئے ہیں جس میں بار اسیا کچھ بھی نہیں ہے بس آواہ سراؤکے والے لاکٹ اپنے سے جدا کر کرنا کہہ کر جب تک وہ لاکٹس ہمارے پاس نہ رہیں بدودھیں ناوا کچھ بھی نہیں لگاؤ سکتیں۔ خبر نہیں تو وہ ملاو دواوے ہاں کہ جو ڈر گیا دو مر گیا اس لیے میرے پیچھے چلے ڈو ڈو ایک کمرے میں داخل ہو گئی جب اندر اسیا حاضر۔

یہاں سے نکلو۔ افس گئی بدحواسی سے وہ اپنے قدموں کے
 ساتھ واپس آگئی سارے کے سارا واپس دینی سارے
 گھبرانے کمرے ایسے ہی تادیک بنے دوو بے تہ سب بنے
 چاک چاک دوووں جلتے ہوئے راجہ اونی سے گزرتے آگے
 ایک کمرے میں دووٹی نکل رہی تھی۔ واہ سہ سائے والا کرونو
 دووٹن ہے آؤ وہاں جتنے ہیں پھر آسانی بیچیں گی زور زور
 سے گرجنے کی آواز سنائی دینے لگی دوووں ہال کے بنابر
 کمرے کے دووڑے پر دھک گئے موٹی دووڑوؤں اندر سے
 بندھے دستک دووہوئی نے دووڑوؤں کھٹکھٹایا سا پتھر پر بعد خود
 نر تو کھل جائے جب دووڑوؤں کو لگا لگا نون ورن کے سامنے
 بیک لاک کھڑا تھا۔ ہاں کون ہے بعد سے مردوٹی کی آواز آئی
 ۔۔۔ ما کوئی لا اؤ لڑکی کھڑے ہیں ارمان کی زبان
 کھپکھپ رہی تھی جس پر اووڈاواب نے اپنے سامنے کھڑے
 رہاں کو دیکھا تو جرت سے ایک دوسرے کو کہنے لگا کون

طرح۔ ہم سب کو ڈانے کی بی چلہ باہر لاں میں کرونگا تم جنوں میں سے کسی کو بھی باہر نہیں نکلتا ہوگا چاہے کچھ بھی ہو جائے اور چاہے میں ہی کیوں نہ تم لوگوں آواز میں دیاں پادراؤں کے بعد بانوں کا سباب ہو بانڈی باہر کا کام مگر اگر میں کا سباب ہو گیا تو جس جگہ پر میں چلے گیا ہوگا اس جگہ کو ہمیں کھونا ہوگا اور فخر ہاؤنٹ تک کھونے کے بعد اس جگہ زمین کے اندر ہمیں بہرے میں گے اور بہرے ہمیں ملے تو جوئی ہم ہیروں کو ہاتھ لگا نہیں گے وہ کٹے میں بندیل ہو جائیں گے نہ ہمیں کچھ لینا چاہے کہ ہم کا سباب رہے اس روح جو کسی عورت کا کی روح ہے وہ جنم واصل ہوگئی ہے اور اگر وہ بہرے کٹے میں بندیل نہ ہوئے تو پھر ہمیں کچھ لینا ہوگا۔ وہ روح ختم نہیں ہوتی بلکہ انکی تائیم ہوگئی ہے یہی ہمیں ہوگی کہ وہ ان ہیروں کی حفاظت اپنی ہاں سے بلا کر کرتی ہے چند آن رات سے میں مشرور کران گا اور یہ عمل میں کھینے تک ہوگا اور پھر میں خود عمل کر کے اچاؤں کا صبح کو ہم اس فلے کا کونہ دیکھ نہیں گے نیک ارمان، بھائی آپ اپنا عمل شروع کریں میں کسی بھی چیز سے نہیں ڈولی تم سے فکر ہو کر اپنا عمل شروع کرو ارمان باہر نہیں گیا ارمان کے نکلنے ہی کچھ دیر بعد آپ ایک آسانی بھلیاں زور زور سے کر لینی شروع ہو گئیں۔ وہ اسی ایک ام ہے ہوتی ہوئی کرے میں جیسے زلزلہ آگیا۔ آجی ڈر کے مارے اور ڈانے کی طرف بھاگا اچاؤں شاداب نے اب کا ہاتھ پکڑ لیا مونہی باہر صوبت ہے صوبت باؤ مگر اکتھوہ کر دے جا چکا جنم میں اس روح کی کارستانی ہے یہ ہمیں صرف محسوس ہو رہا ہے اس کرے میں جادو ہے اور ہمیں یہاں سے نکلتا ہوگا مونہی کبھی نیکی بائیں صوبت کر دے بلکہ ہمیں ارمان کا ساتھ دینا ہوگا کبھی ہمیں کا سباب ہو سکیں گے وہ نہ تم اس چیز پر چڑھتی ہوئی صوبت کے جیسے خواہاں رہے۔ ہاں مگر کرے کی ہر چیز میں وہی ہے نیکی و صوبت کا عمل بہت خوفناک تھا اب آخری وقت تھا کہ ارمان کو محسوس ہوا کہ کوئی حصار کے باہر گھڑا ہے اور خوفناک نظر دیا سے ان کی طرف اکتھو رہا ہے۔

اے خدا ہاؤنا بھابک وجود اور انا ہاؤنا جیسے جو میں کے مانند انسان تو اس وجود کا سر تھا نیچے پورے زمین میں خوفناک کالا دھواں بھر گیا خبر ابھی میں عمل میں کچھ وقت باقی تھا وہاں میں نے جب اس وجود کو دیکھا تو بہت ہی زیادہ ڈر گیا مگر دل مضبوط کر کے دوسرے پڑھتا رہا جب عمل میں سے ختم کیا تو اسے

ہو تم لوگ اندر سے سر اٹھ کی نیز آواز سنائی دانی شاداب اندر داخل ہوئی اور تمام واقعات اپنے عقارب کے بعد ان کو بتائے جواب میں سر روش نے بھی اسے اپنا زندگی کے تمام تلخ واقعات بیان کر دیے خیر انہوں اب ان کے ساتھ خوش گھبراؤں میں مصروف ہو گئے تھے کچھ دیر میں سو نے کی بناری کر رہے تھے۔



انگل یہ سوئی اور شاداب کہاں گئے تھا مقلع نے شاداب کے ابو سے پوچھا بیٹا کیا بناؤں وہیں کسی دیکھتانی غلامے میں گئے ہوئے ہیں اور وہیں پر کسی قلعے کی سر کو گئے ہوئے ہیں یہ سن کر مقلع کو اپنا سر ٹھوکتا ہوا محسوس ہوا۔ کیا۔ انگل ڈپ نے انہیں اپنا رات کیوں دی وہ جگہ انتہائی خوفناک ہے اور وہاں پڑ جولوئی بھی با تاپے زندہ لوٹا اس کے لیے نامکن ہو جاتا ہے ان لیے مقلع نے اٹھتے ہوئے کہا مگر اب ہم کیا کر سکتے ہیں میں انگل اب صرف ہم دعا کر سکتے ہیں کیونکہ مجھے بھی راستہ معلوم نہیں ہے اور اگر مجھے راستہ کو ختم ہوتا تو میں ابھی با تھر میں کچھ کرتا ہوں مقلع نے بے لیے انگ لیے اور باہر چلا گیا شاداب کے ابو اپنا موبائل فون نکالا وہ اس سے شاداب کا نمبر ملائے گا۔



تم یہاں چلے لڑنے کے لیے آئے ہو شاداب نے اور مان سے کہا ہاں سہری بیوی کے جسم میں کوئی روح پڑوشی پا دی ہے اور نہ ہی سہرا پڑ ہوگا وہ روح میرے بیٹے کے جسم میں متعلق ہو جائے گی یہ بات تو بہت خوفناک ہے مگر تم دونوں نے اس پاسرار قلعے میں کیوں آئے ہو کیونکہ اگر مہرئی بیوی سر روش سے دو درجہ نیچے تو شاداب نہاد سے جسم میں بھی دو داخل ہو سکتی ہیں۔ کہا مطلب۔ سوچی ہوا اور حیرانگی سے ارمان کو دیکھنے لگا سہرا مطلب ہے جو کوئی کنوارا کسی لڑکی کیساتھ اس پر اسرار قلعہ میں آتا ہے وہ دو درجہ جو یہاں پر صوبوں سے فید ہے اس کو اسرار لڑکی کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور پھر ان پر پاگل پن کے دورے پڑنے ہیں اور عجیب و غریب طور پر وہ لڑکی راتوں کو خواب ہو جاتی ہے اور اس لڑکے کو پہچانتی تک نہیں ہے جو اس کے ساتھ پر اسرار قلعہ میں آتا ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا ہوگا میں ایک عمل کریں گا یہ عمل چادر اٹوں کا ہے تم لوگوں نے اس کرے سے باہر نہیں نکلتا ہے کیونکہ جب میں عمل کرونگا تو پھر وہ دو درجہ

پر اسرار قلعہ

اگر دیکھا محسوس ہونے لگا کہ باہر نیز آمدنی چلی دی ہو اور ماں مسلسل اراہڑہ رہا اچانک قلعے کا من گھٹت کھلا اور کوئی لڑکی اس کے سامنے آئی وہ رنگ ہنسنی دی پھر ارمان کی طرف بڑھنے لگی مگر دارے کے فریب رک گئی۔ بابا بابا۔ میں ہوں وہ روح نم بہ سنز جنز پر حنا بند کرد کہونکہ میں خواہہ علاقہ چھوڑ کر جا رہی ہوں اور تمہیں اور منہاری دونوں کی زندگی سے نکل دی ہوں پتہ ہے تمہیں میں کیا کہہ کر دوں گی اس کرا اور اس چلی گئی اس کے بعد کوئی بھی ناخوش گواہ واقعہ رونما نہ ہوا تھا اور مکمل کرنے کے بعد وہ اپنے سے اٹھا اور حصار کو نوڑ کر باہر نکلی گیا۔ بدوش کے ساتھ سو رہی تھی کیا ہوا کیوں اور اس بوہیں نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے باہر رات کی ہولناک تاریکی چادریاں جانب پھائی دولی تھی۔



انگل ڈپ نے کہا کیا میں دن گردو گھٹے میں نے کئی لوگوں سے رابطہ کیا۔ کئی عاملوں کے پاس گیا مگر پارہیا کوئی بھی نشان نہ ملا جہانک اس قلعے کا متعلق اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا بلکہ تجھے غور مجیب سے خیالات دو ہے جس شخص دن ہو گئے ہیں ان لوگوں کا کچھ نہ پتہ نہیں ہے جہاں دیکھو وہاں کارکرد میرے سینے خیر ہمت سے ہوں دونوں گم قسم سے ہو گئے اچانک عقابانک ایک جھٹکے سے اٹھ گیا انکل شاداب کے کمرے میں اس قلعے کا پتہ سوجو ہے اس لیے کہ اس کے پاس ایک بوسہ دی کتاب تھی اس کے نقشے میں اس قلعے کا پتہ تھا وہ جلد ہی سے شاداب کے کمرے میں گیا واقعی نو ذی کی سزاؤ کے بعد اس کے ہاتھ نقشہ ذی کیا جلد ہی اس نے نقشہ اٹکھا اور پوری کتاب نیکری و رات کے اندھیرے میں سادھنے کی طرف اپنی گاؤں کی دھڑاتا ہوا لے گیا۔

تارے در زمان جب سے یہ بات ہوئی ہے ہم خاصوق سے ہو گئے ہوں بانیہ پھر ہوئی گم قسم رہے ہو۔ ماں۔ نہیں ہو موتیاں نے گم قسم سا جواب دیا وہ کچھ مونی میں نے نہیں سچائی بتائی ہے۔ ماں۔ دو ہے تو پھر کیوں نہ دیکھا ہو اسے وہ اس کی چلوچ ہوئی ہے۔ ذہن ذہن قلعے کے مزہ دے اٹکے جانیں ہاں چلو ارمان آگئی تک سور ہا تھا اور مردہ کی کمرے میں تاشہ بنا رہی ہے آج رات بہت سی فطرتا ہوئی کیونکہ اگر کوئی بھی اس روح کے ہاتھ لگا تو وہ اس کے جسم کے کسی ٹکڑے کر دے گی اور اسے زندہ کر کر دے گی یہاں ہر چیز ابھی ہے مگر

اگر اگر۔ آخر سے دو دیکھا کچھ بھی نہیں تھا اس نے اعضاء سے حصار غور ۱۱ اور باہر نہ نکلا اس کا رخ بال کرے کی طرف تھا اس کے کان کھڑے تھے۔ وہ کچھ مونی پہ پہنوں ہو گئی ہے اب انور و نزل بھی بند دیکھا جہاں اسے ہوش نہیں آتا ہے اچانک کمرے میں ارمان داخل ہوا کیا ہوا ہے یہ روح کو پتہ نہیں ایک دم سے پہنوں ہو گئی خبر پائی کی پھینکیا اس پر مار تمام کھانے پینے کا سامان اندر کمرے میں موجود تھا باہر کوئی بھی نہ جانے کیونکہ باہر دو روح مجیب اور خطرناک انداز میں کھڑی ہے غور ذی و بعد مردہ کی کوئی اشکاب۔ صبح سورج کی روشنی میں دو چاروں کمرے سے باہر نکلے دو دو ایک پھیلے ہوئے قلعے میں گھومنے لگے شاداب نے اپنی سٹیل فون سے اپنے ذہن کو کال کرنے کی کوشش نہ ہونے کی وجہ سے نہ ہوئی دن خود وہ اس کی انفعضان میں پھنسا سکا تھا لیکن رات کو میرے محل سے اسکو بہت اذیت ملتی ہے۔

آج خیر رات بھی ارمان اڑے میں تھا ہوا تھا اور عمل بڑھ رہا تھا کھڑکی کے تختے سے شاداب اور سولی اسے دیکھ رہے تھے جبکہ مردہ کی طبیعت جو عمل بھی اس لیے دو لکھی ہوئی تھی مونی کتنا پار کرتا ہے ارمان اپنی بیوی سے اس کے لیے جہات کی روح ایک روح سے لانے مرنے پر تیار ہوا ہے ہاں تم ٹھیک کر رہی ہو ایسے مونی بہ واقعی تیار دے لیے ایک باوجود سہر ہو گئی اس قلعے سے جانے کے بعد کا تم اباں امریکہ چلے جاؤ گے پتہ نہیں شاداب دل نہیں مانتا داپس جانچو پھر بھی کوئی نووجہ ہوئی جہنم ہو شاداب پتہ نہیں الہ تم پر مرنا ہے اور ادا تم۔ تم کا کچھ ہے شادی کر دی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو میں نہیں اپنا دوست سمجھتی ہوں او۔ ہاں سمجھتی پتہ نہیں ہے کہ میرا بیاہو کون ہے۔ مونی نے کہا کس اندر ہے تالی سے پوچھو پتہ خان۔ شاداب نے جواب دیا عقاب۔ مگر نو اسے میرے سامنے کھائیں تک نہیں ڈالتی تھی اور سوائے جھگڑاں کے تم اداوں میں کچھ بھی ہوتا نہ تھا سونہ پچھن سے ہم دونوں لڑنے آتے ہیں میں اور او ہم ایک دوسرے سے ایسے ہی دور رہ گئے ہیں مگر یہ صرف شادی سے پہلے تک ہے کیونکہ ذہن کی کہنا ہے کہ شادی سے پہلے جتنا لڑا ہے لڑو پھر یہ مونی سمجھتی ہیں لے گا مگر تم پہلے کیوں نہیں تانا اس کا تم تک کہا اب نو تیار ہے شاداب نے کندھے اچکاتے اور مردہ کی طرف چلی گئی اچانک ایک بار پھر سے کمرے میں اندھرا چھا گیا کھنٹوں کی دھڑکیاں آنے لگیں

بکڑا ہوا میں چھال دبا اسکی اتنی بھانک جیج خارج ہوئی ارد
ازخا ہوا ہوا ہوا کے ساتھ لگا دو روح پھنکڑی اور اپنے سونے
ناخوش اس کا چہرہ بگاڑ دیا اور اس کے شاہ رنگ کا تہاں اس
کی چھین نفا کو خرقہ کیتاے گئی۔

شاداب کو اپنا ہل درختا ہوا محسوس ہوا اسے لگا کہ کسی
نے اس کی زندگی اس سے چھین لی ہو وہ منہ کے بل گر پڑی
روحانی روح جو کئی ذائقے سے ہرگز نہیں لگ رہی تھی اور ان
کی طرف بڑھی رہی تھا ان میں فوجان کا حشر اس سے شہدار
بھانک حشر کروں گی اور ان نے اس کی باتوں کا شہرہ دلہا سونی
اور مدد دینے کے لیے جب شاداب کو دھڑام سے گرنے ہوئے
رہی تھا تو نے سر اس کے پاس پہنچ گئے ارے کیا ہوا شاداب بے
ہوش ہو گئی ہے اسے چنگ رلنا دھڑام سے پاس ہوش میں لانے
کے لیے ایک اتنی باز آجک آجکشن ہے میں بیک سے رو نکالنا
ہوں ایک رو بد صورت شکل والی روح غائب ہو گئی مگر
عقائ کی کئی لاش ابان پر چھوڑ دینی چلے میں ابھی کچھ ہی دور
بائی تھی کہ اسے بد روح کے ہاتھوں میں اور ان کی طرح سے
روح پھنسی ہوئی دکھائی دی تھی مدد اس دور کر اور ان سے کہہ
رہی تھی کہ اور ان سے عمل چھوڑ دو اور مجھے بھاڑ مگر وہ نہ مانا اور
نہک اسی طرح اس نے مدد اس کے ساتھ بھی رہی عمل کیا
کچھ ہی دور بعد بد روح جھلنی ہوئی غائب ہو گئی اور چلے ختم
ہو گیا۔ اور ان نے جب حصار نوڈا دور کر کے کہہ جیران رو گیا
کہ اس اجنبی لڑکے کی لاش اسی طرح پڑی ہوئی تھی دور روزتا
ہوا کرے میں گیا اور مدد اس کو رکھنا چاہتا تھا مدد اس سے
سلامت تھی اسنے سب کو بتا دیا شاداب نے دور دور کر رہا حال کر
لبا خا پورا تان سر پر اٹھا لیا تھا نقد بن ہو چکی تھی کہ اس کی
روح نے عقان کو مار دیا ہے چہارہ اور ان کہا کہ سکتا تھا اتنی
چھین اس رات کہ دور دور تک اس کی چوٹی کی کوئی سنائی
رہتی رہی تھی۔

جگ ہونے سے پہلے پہلے سو بن اور اور ان نے اسی
راز سے کورف کی گہرائی تک کھودا رہی کی کہ نہیں بکھری
ہوئی ہیرے اسی جا۔ میں سے براہ ہوئے اور ان نے خورنے
ذائقے ہیراں کو باغہ لگا باور رہی سے کولے ہو گئے خورنی
کی تھیر اس کے چہرے پر دو رنگ تھی مگر عقان کی لاش کو دور
دونوں جو کرے میں سے کر گئے خور شاداب نے اپنا حال
بہت برا کر لیا تھا۔ رات اسے رات سے دور کر خور بلکان
ہوئی تھی بدات کسی فاست سے کہہ بھی عقان کو اس کی موت

بافس کردی کی وجہ سے بہت بھانک معلوم ہوئی ہے خیر نم
نے کیا سوچا ہے۔ شاداب نے پوچھا کس چیز کے بارے
میں سولی جیران ہوا خا ہر ہے اپنے بارے میں مجھے کیا سوچنا
ہے جس یہاں سے جانے کے بعد امریک چلا جاؤں گا ٹھیک
فیصلہ کیا ہے نے یہ دن بھی بہت جلد گزر گیا۔

مجھے رات کا عمل کرنا ہے خیر نم میں میرے لیے دنا کر
کہ میں اپنے عمل میں کامیاب ہو جاؤں مدد اس سے روٹش میں رہا کرنا
کہ کامیابی نہیں ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے ہم عمل شروع کر
اور ہاں چاہے عمل کے دوران کچھ بھی ہو جائے ہم میں سے کوئی
بھی کمرے سے باہر نہ نئے ٹھیک ہے۔ اور پھر اس کو عمل
شروع کئے ہوئے کچھ ہی دور گزری تھی کہ پورا فائدہ کالے رنگ
کے دھووی سے بھر گیا اور ان نے انھیں بند کی اور عمل میں
مستل پڑھتا رہا شاداب کمرے کی کھڑکی سے باہر بھانک
رہی تھی اور کمرے میں سولی صوفے پر لیٹا ہوا تھا جبکہ مدد اس
پر دھانی کے عالم میں سر کھنٹوں پر رکھ کر کھینچتی تھی۔



ہاں بیکہ ہے بد فائدہ عقان نے گاڑی کو بریک لگانے
ہوئے کہا اوف ہوا اس سے نو کالے دھووی کے بارہ اندھ ہے
جس آواز ہوا اکٹہ ہے کہیے کھوٹا عقان نے جو بھی گہت پر
نظر دوڑائی گہت پر چہاڑت کی بھانک آواز سے عمل کیا اس
نے ڈوبی گاڑی اندھ پر صالی گہت ایک دم بند ہوا عقان نے
کھرا کر ادھر ادھر دیکھا گاڑی لان میں آگے ہی آگے مدد اس
رہی عقان گاڑی سے اڑا اور اس دھووی میں آگے ہی آگے
پڑنے لگا ایک اس کو گول دائرے میں کوئی جھٹا ہوا ایک
فقد اس کو نظر آیا اسے یہ کہا کہ روے ہو ہم۔ عقان کو لڑکا
کوئی مدد اس جواب میں عمل خاموشی چھائی رہی اسے میں ہم
سے غائب ہواں شاداب کو کھڑکی کی لہٹ سے کسی کا سایہ
دکھائی دیا مگر وہ ابھی کہ عقان آیا ہے اور کبھی کہہ رہی تھی کا
لبہ اڑد کر آگے سے عقان اور گرد دیکھنے لگا اور بلند آواز
میں جھپٹنے لگا کوئی ہے کوئی ہے یہاں پر مگر چارو سگری خاموش
چھائی رہی ایسا لگتا کی لڑکی جو صحن کی پری تھی بد عقان کے
جیسے صودا ہوئی شاداب کو عقان کی بگی بگی آواز میں سنائی
دیں مگر فاصلہ زار ہونے کی وجہ سے وہ کچھ سمجھ نہ سکی اس لڑکی
نے عقان کے کندھے پر ہاتھ رکھا عقان نے سڑک دیکھا جبکہ
اور ان بھی انھیں روح کی کوئی کھیل سمجھ رہا تھا عمل ختم ہونے
میں کوئی مخمض مزید رہا تھا اس لڑکی نے عقان کو گردن سے

پراسر رقلہ

جس کی تعریف کرتا ہے بک مارا
انکس نو ایسی چٹیلی بنائی خدانے ہارا
جیسے مجمع کی کڑوں کا لشکارہ
زلفیں تیری ایسی پادری پادری ہیں
رکھ کر دے جاتا ہے نظارہ
نہارا حسن رکھا ایک بار جس نے
و تو آتا ہے مجھ دربار
مارا دیا محکم کر سکیں نہیں نے
تمہارے جیسا نہیں کسی کا نظارہ
مزل اکرم آسی۔ جگہ بعد مڈنی بہا الدین



غزل

آج شدت سے مہر کی خدائی مسکرائی صبت
لک کر دوگ اجاز کر زندگی نبیوں کھلکرائی صبت
دل مصوم تو نادان تھا آنکھیں بھی بے غصہ نہیں
زپ کئی درج تک ہیں گھاٹیں کر گئی صبت
نہیں شکوہ کہ دنیا آئے زنی گھٹ تو بس۔؟
نہ تھے بے مول میرے سکنے جذبات رو انداز
پہل کے جنہیں پھر خود میں نہ نانی صبت
نہ کہو زندگی ہے صبت، پھول ہے صبت،
چرانے خوشی تو زندگی سے ایسا ہے غائب صبت
نہیں خلاف عاشقی میں صبت کی یقین بان
بر بار پروٹی نہیں ہوتا کہیں ہے زندگی صبت
بس کوئی تو عاشقی میرے سکنے دل کو ہٹانے
لگا کے جہاں ہجر کی آگ پھر نہ پہچنائی صبت
عاشق دامن۔ کبیر والا



کاش مجھ میں تھا جیسے کا حوصلہ ہوتا
صبت کا بیضا زہر پینے کا حوصلہ ہوتا
تم سے مانگا اپنی برہدی کے دن
مجھ محاسب اگر کہنے کا حوصلہ ہوتا
منیر رضا۔ ساہیوال



اتنا سے امید ملاقات کے بعد اے حضور
دنوں تک نہ خود اپنے سے ملاقات نہ کی

اس قلعہ میں لے آئی تھی زندگی تو ہوئی ہی موت کی امانت
ہے بڑی مشکل سے عقان کی صبت کے ساتھ در لوگ اس قلعہ
سے چلے گئے اب وہ قلعہ پر اسرار نہیں لگ رہا تھا بلکہ رہ قلعہ
ریت کے غیلوں میں کسی کم ہو گیا تھا ان لوگوں کے نکلنے بعد وہ
قلعہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

و ادنیٰ جزوے انسانوں پر بنے ہیں جب جب مردوش
نے شعیب احمد کو چاہا تو وہ اسے نہ ملا بلکہ اس سے بھی ایک اچھا
ہمسفر اور انسان ملا جو توج بھی اسے کئی گنا زبرد پیارا کرتا ہے اس
طرح جب شاداب اور عقان کے کفن کے دن قریب تھے تب
عقان اسے نہ ملا بلکہ مومن مولا نے بااخر اس کے دل
میں گھر کر لی لیا آج در دون امریکہ میں ہیں اور ایک اچھی
زندگی گزار رہے ہیں۔ در سال کئی جلدی بیت گئے اور ان
نے مردوش سے کہا ہاں ہماری بیٹی سریم اب کافی سمجھدار ہو گئی
ہے مردوش چھبیا چنے سے امریکہ سے درنی کا فون آتا تھا
۔ اسے کب شاداب بھیجا ہے جس اس نے ایک خوش خبری
سنائی ہے۔ مردوش جہاں رہ رہی کیا خوشخبری ہے اسے درنی
باب بنا گیا ہے اور میں شاید اگلے ماہ اس سے ملنے کے لیے
جاتا ہے۔ زندگی اسی کا نام ہے چلنی ہی رہتی ہے کسی کے چلے
بانے سے کسی کی زندگی رکھ نہیں ہے۔ جی میرے معزز
نظارہ میں اور میرے معزز میں بھائی میری بی کہانی آپ کو
کسی گلی ضرور دے غلطو میرے گاہ کہنے کا میں آپ کی رائے
کا شدت سے انتظار کروں گی۔

میرے چپ رہنے سے ناراض نہ ہوا کر اے دوست
سمندر اکثر خاموش ہوا کرنے ہیں
بالی خان۔ شیخ آباد پشاور



غزل

رکھ کر لینا ہوں گزارہ
کتنا بے تمہارا نو ستارہ
لا کر بھیجا اگر جناب مجھے
ہم بھی تمہارے یہ گھر بھی تمہارا
بارد آکر اپنے ہاتھوں سے
غم مت چائے مجھ سارے کا مارا
کیوں کرتے ہو تم در در سے اشارہ
ابا حسن رہا تم کو خدا نے بار

جانی کھوپڑی

کنسور کران - چوکی

اسے ہر روز رات نے خواب آنے تو درجہ پڑے ہوئی ہو جانی اور پھر اس کا خوف بڑھنا چلا گیا کیونکہ اب خواب میں حقیقت میں اسے گھر میں چلتی پھرتی کھوپڑیاں رکھائی دے گئیں اور پھر آہستہ آہستہ اس کا خوف فہم ہو گیا۔ اور کھوپڑیاں اس کی راستہ میں گئیں اور اپنی موت کی حقیقت بتائی کہ اس کے شوہر نے اسے اور اس کے بچوں کو مار کر یہاں فید کر رکھا ہے، جب تک زندہ ہے وہ ہندو رہیں گی اور پھر ایک دن ان کو آزاری مل گئی۔ ایک خوفناک کہانی

کراہا کر لی تھیں اور آج..... آج بابا مجھے لگتا ہے کچھ نہ کچھ ان کے خوابوں میں چالی ضرور ہے۔ صبا باجی منہار نے ان فراموش کی نمبر کا میں بند لگاؤں گا۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ تمہارے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے حالانکہ ہم منہار کو بدل کر آکھتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتی کسی کمرے میں اور بھی کسی کمرے میں ملا کر آکھتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہمیں خواب آتا ہے اور تم در جانی ہو گئیں ماننا ہوں کہ تمہارے اس کمرے کے نیچے ہی ہمارے بہن خانہ والا کمرہ ہے لیکن دوسرے کمرے ضرور ہیں وہاں بھی درختی ہو۔ میں ضرور اس کا محل تلاش کروں گا۔ صرف صبح ہو جیتے روز۔ اختر نے ایسی باتیں کر کے ماسر ف مہاکر مسطور کر رہا ایک سب گھر والوں کو سوچوں میں ڈال رہا۔ بابا کی تو صرف یہی ایک سوچ تھی کہ جن جوت ہوتے ہی نہیں ہیں۔ یہ کہانی اس لئے صرف بائیں ہوتی ہیں اور کچھ نہیں۔ جبکہ ماں کا خیال غما۔ جن جوت ہوتے ضرور ہیں لیکن انسانی سینوں میں نہیں اور رہا توں میں جہاں انسان کا؟ جاننا ہو۔ وہاں انہوں نے اپنی سیناں بھائی ہوتی ہیں جبکہ باقی بہن بھائی چھوٹے تھے۔ اور جن بھوڑوں کے لئے کہاناں ہی سن کر درجہ جاکر تے تھے۔ جبکہ اختر درمیا ایک ہی خیال غما کہ جن جوت ہوتے ہیں۔ یہ صرف دریائے میں ہی نہیں رہنے بلکہ انسانی سینوں میں بھی رہتے ہیں۔ بہن خانوں میں درختوں پر۔ ان گرواں میں جو کچھ عرصہ سے بند ہیں ہر کسی کی اپنی اپنی سوچ تھی لیکن حقیقت کا راز ابھی تک کوئی بھی جان نہ سکا تھا۔ بابا یا پھر بارہا اسے کمرے میں چلے گئے۔ ساتھ چوں کو بھی لے لے گئے کیونکہ صبا کی چلنے والے ان کو بہت ڈبا اور خوفزدہ کیا تھا۔ صبا اور اختر دونوں اس کمرے میں رہا گئے۔ صبا جی کیا خیال ہے کچھ نہ خانہ میں چلیں یہ کہیں کو کہا؟ ہے وہ کیا کہتا ہے؟ ہمیں نہیں سمجھتا۔ ایک دروازے ہوئے ہوئی۔ میں پہنچ نہیں جاؤں گی۔

صبا کے سانسے ہر روز کی طرح آج پھر ایک بھیاک اور خوف میں ڈالی چلی ابھری۔ چل کی کوچ اس نذر بلند نئی کمرے کے تمام افراد اپنے اپنے کمرے میں نکل کر اس کے کمرے کی طرف بھاگے اور دروازہ بند کرنے لگے۔ اس نے دروازہ کھولا، لیکن اپنا خوف ہر نہ کر سکی۔ اسے ہوں گا جیسے نہ خواب اس نے دیکھا ہے۔ ابھی حقیقت میں بدل جائے گا۔ صبا جی کیا ہوا؟ ان نے اسے اپنے ساتھ چلا لیا۔ اس اور..... اور پھر کھوپڑی آئی نئی۔ آج ایک نہیں نہیں کھوپڑیاں تھیں۔ ہر روز کی طرح یہ نادرے نیچے والے کمرے (نہ خانہ) سے نکل کر آتی ہیں۔ نئی یہ خواب ہے صرف خواب اور کچھ نہیں حالانکہ ہمیں معلوم ہے کہ اس نذر خانہ میں میں ہر روز بائی ہوں۔ ہمارا کنسور رام ہے۔ وہاں سے کسی نہ کسی چیز کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ ہمیں ایسی کئی بات دیکھائی نہیں رہتی جو تمہارے خوابوں کو کچھ کر سکے۔ نہیں ماں وہاں ضرور کچھ دوز ہے۔ جب سے ہم نے یہ مکان خریدا ہے تب سے مجھے ایسے خواب آ رہے ہیں۔ پہلے خوابوں میں صرف خوف سا رہتا تھا کچھ بھی رکھائی نہ دیتا تھا لیکن اب تو بہت کچھ رکھتے گئے ہیں۔ ماں سرے خواب صرف خواب ہی نہیں ہیں ان کا حقیقت سے بہت گہرا تعلق ہے لگے گا کہ کیا نام۔ بابا ہوسکتا ہے صبا باجی تھیک کہتی ہوں۔ یہ دروازہ جتنی بھی تو نہیں ہیں جو ہوں راتوں کو درجہ جاکیں۔ ہم سب سے بڑی ہے میں خود بھی محسوس کر رہی ہوں کہ پہلے اس کی رنگت سرخ ہوا کرتی تھی اب ان دنوں اس کی رنگت ابھی برقی ہے جیسے کوئی سرور لاش ہو۔ اختر نے گہری سوچ سوچنے کے بعد کہا کہ ہم ہر روز ہی اس کو خواب کہہ کر ٹپک رہے کہ چلے جاتے ہیں اور یہ ہر روز ہی ہماری تسلیوں کو دہاتی ہیں لئے رات بھر درجہ رہتی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ بہت نذر ہوا کرتی تھیں۔ ہمیں جس بھوڑوں کی کہانیاں سننا



ری۔ دیکھا میرا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ میں۔ آخر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیا مطلب۔ جاب نے جوتھنے ہوئے کہا۔ وہ مسکرایا یہی کہ اگر میں تمہیں انکیا چھوڑ دیتا تو تم اپنی کی رات ڈرتے ڈرتے گزراتی کیونکہ تو انوں کے بعد تمہیں نیند ہو نہیں آتی۔ آخر کی اس بات پر جوابی مسکرا دی اور کہا۔ واقعی آخر بھائی تمہارا مقصد نہ صرف کامیاب رہا ہے بلکہ بہت ہی زیادہ کامیاب رہا ہے۔ بدو مہا باجی نے کہنے سے باز نہ لیا۔

دن کی روشنی چھوٹنے لگی۔ گھر میں کام کاج کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ مہا بھائی کمرے سے باہر نکل آئی۔ آج غم نے دن کو سونا نہیں سے۔ رات کو اچھا نہ جاتی تو بخیر سوئی نہیں۔ وہ اس کے منہ سے جی بگم نہ۔ جانی کہ وہ پاس پر پورا پورے راضی بھی کر دیا گیا۔ اس نے کپڑوں کا ایک لمبا چڑاؤ چھڑھا کے سامنے رکھ دیا کہ اسے دھوئے۔ وہ کپڑے دھوتی رہی۔ انہیں چھت پر جا کر سلکھا دی۔ دن ایسے ہی بیت گیا۔ دو بجت تھک چکی تھی۔ اس کے بازوؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ بڑا ایسے دو گھنٹے سے جیسے اس میں جان نہ تھی۔ رات کیانے کے بعد وہ اپنے بیڈ پر لیٹی اور لیٹتے ہی گہری نیند میں چلی گئی۔ تقریباً رات کو بچھیا پھر تھا کہ اسے ایسے لگا جیسے اس کے بیڈ پر کوئی چڑ پڑی ہو۔ جو بھی اس نے آنکھیں کھولیں ایک بھیا ایک بیچ کے ساتھ وہ بے ہوش ہو گئی۔ گھر والے اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکے رہے لیکن اس نے دروازہ نہ کھولا۔ آخر نے کئی کھڑکی سے اندر جھانکنا تو اسے مہا باجی بے سادہ لٹی دکھائی دی۔ اسی لٹکے سے ہاتھ بٹوش ہوئی ہیں۔ اس نے اپنے سب بھائیوں نے اس کھڑکی کے رات اندر کا خطرہ دیکھا۔ وہ انہیں بے سادہ چنی دکھائی دی۔ وہ اسے مرد و نہیں سمجھ سکتے تھے کیونکہ اس کے چہرے کی حرکت باریک بینی کو وہ ماسس لے رہی ہے۔ وہ اس دھت تک کھڑکی کے باہر پریشان حال کھڑے رہے جب تک اسے ہوش نہ آ گیا۔ جو بھی اس نے ہوش میں آنے کے بعد اپنے ہاتھ پاؤں ہلائے تو آخر نے آواز دے دی۔ مہا باجی دروازہ کھولا۔ ایک چمچا لک لک کر وہ اٹھ گئی اور دروازہ کھول دیا۔ مہا باجی ساتھ کمرے میں داخل ہوئے اور اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ بار بار بیڈ پر جوتھتی نیت کھینچ کر اسے ہاتھ دے کیا۔ وہ اپنی ہانڈا اس نے پاؤں پر چنی لی۔ اس نے خود دروازہ کھولا۔ اس نے اس کے گولی خواب نہیں دیکھا، حقیقت میں سب دیکھا ہے۔ ایک سوچنی بھرے بیڈ پر پڑی

مجھے بہت خوف آتا ہے۔ وہ کو پڑیاں بچے سے اوپر آتی ہیں۔ پہلے مجھے ان کے تھوسوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں جیسے وہ تیرہ خانہ کی اوپر میٹھیال چڑھ رہی ہوں پھر وہ خود دکھائی دیتی ہیں۔ پہلے ایک دکھائی دیتی تھی پھر وہ آج تین دکھائی دی تھیں۔ ایک بڑی کھوپڑی ہے جبکہ دو چھوٹیاں۔ ان کے نیچے نہ تو راسٹھے ہوتے ہیں اور نہ ہی انسانی وجود لیکن ان کے چلنے کی آوازیں انسانی تھوسوں جیسی سنائی دیتی ہیں اور ایسے چلتی ہیں جیسے ان کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ کر ٹکڑے ہو گئی ہیں۔ جاب نے خوابوں میں دیکھنے والے تمام مناظر تفصیل سے بتا دیے۔ آخر ضرور اس تیرہ خانہ میں کچھ ہے۔ یہ میری سوچ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ مہا باجی باتوں نے تو مجھے بھی غور و فکر کر دیا ہے۔ مجھے بھی ایسے کتنے گتے گتے ہیں وہ اچھی تیرہ خانہ سے کھس کر اوپر آ جائیں گی۔ میں مانتا ہوں کہ یہ کمرہ جیسے سب سے چاروں طرف ہے، دوسرے کمروں سے بہت کرے اور اس کی چاروں دیواروں میں کھڑکیاں ہیں جن سے ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے اندر آتے ہیں اور جگہ کی جگہ کرن اور چاند کی چمکیاں کرن بھی سب سے پہلے تیرہ خانہ سے کمرے میں آتی ہے۔ وہ ایسے مہا باجی ایک اور بات بھی میرے ذہن میں آ رہی ہے اور یقیناً یہ بات بھی سچ ہے۔ وہ کہتی ہے۔ وہ کیا؟ مہا بھائی کہہ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ کہتے ہیں کہ انسان دن بھر جو کمرے ہے جو سوتا ہے رات کو وہی خواب کے روپ میں اس کے سامنے آ جاتے ہیں۔ جہاں تک مہا باجیال ہے راتوں میں آپ بھی یہی کہتی کہنا تھا چوتھی میں سب کی سب خواب آتی ہیں۔ ان کے اندر نہ صرف جن کی کہانیاں بلکہ آثر میں جن بھوتوں کو پکڑے ہوئے تھیں قید کرنے کا طریقہ کار بھی بتا دیا گیا ہوتا ہے اور میں ہر روز ان کہانوں میں سے کئی ایک کتاب کو بہن آپ کو پڑھتے ضرور دیکھتا ہوں۔ آخر کی اس بات پر مہا نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ آخر بھائی تیرہ خانہ بات سچ دیکھتے ہیں۔ کتابوں کی کہانیاں آثر ضرور دے سکتا ہے اور یہ کہانیاں خواب بھی نہ کہتی ہیں لیکن مجھے تو ہر روز ایک ہی خواب آتا ہے اور یہ خواب گھر سے باہر پتھروں و دیواروں کی دیوانگیاں ہوتی ہے بلکہ دیواروں کا کمرہ بنانا اچھا گھر ہوتا ہے۔ گھر بھی نہیں بلکہ وہ تیرہ خانہ ہوتا ہے جو میرے کمرے کے نیچے ہے۔ اگر کہانیاں خواب میں سکتیں تو ہر روز خواب بدل بدل آتے ایک جیسے ایک ہی طرح کے خواب نہ آتے۔ ہاں یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ آخر نے گہری سانس لیٹے ہوئے کہا۔ وقت بیکار بارات گزرتی

کمر در می قفل والے تھے۔ ایک جگہ تھا جبکہ دوسرا دروازہ بند۔
وہاں کے پاس جا پہنچے۔

وہ نیچے بورڈنگ ہوا ہے۔ جی جی آئیں۔ جگ لڑکا
تھری سے بولا۔ آپ کے چہرے نے ہی نہیں بتا رہا ہے کہ
آپ بہت پریشان حال ہیں۔ کسی بہت بڑی شخصیت سے دوچار
ہیں۔ لڑکے نے یہ کہتے ہوئے انہیں ایک جگہ بٹھا دیا۔ چونکہ
پڑاؤ آپ بھی نہیں۔ میں آپ کا ہاتھ خود تیار کرتا ہوں۔
لڑکے نے دروازہ غرض سے کھولا کہ آپ کے ہاتھ میں لے کر
کمر گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ گایا کہ یہ میرے سگے خاص نال
پاس میں آیا ہوں۔ لگتا تو نہیں کہ یہ میرے سگے خاص نال
نکے۔ جو قصور اپنے لوگوں کو مہربان کے ہاتھ میں تمام
ناگناہت ہو چکا تھا۔ جی تائیں کہیں پریشان ہیں۔ اس دروازہ
غرض سے اپنے مخصوص جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ مہربان کے ہاتھ
نے شروع سے آخر تک اس کی کہانی سن کر اور پھر کاندھوں کا ایک دستہ پکڑ کر داخل
خمر سے اس کی کہانی سن کر اور پھر کاندھوں کا ایک دستہ پکڑ کر داخل
اس سے اس پر لائنیں کھینچنے لگا۔ کئی لائنیں کھینچتا کھینچتا کھینچتا کھینچتا
کھینچتا لے جاتا۔ کئی لائنیں کھینچتا کھینچتا کھینچتا کھینچتا
ہاتھ سب کچھ دیکھتا ہوا۔ آئینے کی جیسے دو ہزار وقت نفلوں میں
مناسبت کر رہا ہے لیکن وہ اپنا کام کرتا جا رہا تھا۔ کانی پر ایک ایسا
ہی سلسلہ پکڑ رہا تھا کہ وہ کاندھوں کی طرف دیکھتا ہوا بہت مشکل
سے دو چار ہیں آپ لوگ۔ آپ کے گھر کوئی جن عورت نہیں
ہے پھر انہیں ہیں، میں دردمند ہوں۔ ایک عورت کی وہاں کے
بچوں کی۔ اس کیوں کو اس گھر میں لے کر آیا گیا تھا۔ پتلا سننے
ہی سب کا ہاتھ بری طرح کانپا۔ اسے ایسا ہی جیسے اس شخص نے
بہت اہم بات کر دی ہے۔ بہت برا بھلا بول رہا ہے۔ انہوں
نے ایسی بات سنی تھی جی لیکن اس شخص نے اس سے زیادہ
کہہ نہ سکتا تھا۔ صرف اتنا ضرور کہا کہ وہ آپ لوگوں کو نقصان پہنچا
سکتی ہیں بہت بڑا نقصان۔ مہربان کے ہاتھ نے آئینے کو کچھ پیسے
دیکھے تو اس کی آنکھوں میں جگمگائی۔ بولا۔ میں آپ کا
بچے کے لئے ایک تعویذ بنا کے دیتا ہوں۔ یہ تعویذ اس کی
حفاظت کرے گا۔ اسے دو درمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی گی۔
ہاں اثبت دھیرے دھیرے اسے وہ مکمل طور پر دکھائی دیتی
جائیں گی۔ اپنی جی سے کہتا کہ ان سے دوستی کرے۔ اگر وہ
اس سے دوستی پر راضی نہ ہوگی تب وہ اپنی کہانی اسے سنائیں گی
اور جو بھی وہ کہانی سنائیں گی وہ سننے آ کر تیار ہو جائے اس کہانی
کو سننے کے لئے کئی سال ہی کیوں نہ بیت جائیں۔ سو دوا

دوئی تھی۔ گلک کہ..... کیا اس کی اس بات پر سب ہی خوف
سے اچھل پڑے یہاں تک کہ اس کا باپ بھی۔ کو کو کہ اسے جن
بھوتوں پر یقین نہ تھا لیکن بچے کی باتیں بھی اسے ناگناہت
تھیں۔ آج اس نے خواب کا لفظ نہ کہا تھا۔ ہر روز وہ خواب کا
لفظ بھی تھی لیکن آج اس نے اسے حقیقت کہا تھا۔ باپ بھی اس
کے خوف میں گھبرا گیا۔ جی جو کچھ دیکھا اسے تفصیل سے بتا دیا۔ مہربان
نے ایک خوف بھری ماسٹی لی اور خوابوں کی تفصیل بتانے لگی
اور پھر بولی۔ آج میں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا
ہے۔ اچانک آنکھ کھلی تو بیدار ہو کر پڑی ہوئی تھی میری جگہ پر
رواجی اور تیزی سے چلتی ہوئی نیچے خزانہ کی طرف بھاگی۔
مہربان کا خوف ایک مرتبہ پھر چہرے پر ابھر نہ لگا۔ جی بٹھے ان
جن بھوتوں پر یقین تو نہ تھا لیکن تم پر بیٹے والے واقعات نے
مجھے ان باتوں پر یقین دلوا دیا ہے۔ جی جس طرح ہی اس مسئلہ کا
کچھ حل نکال دیں۔ یہ کرواؤ ہوں کہ مہربان کا ساتھ ایسا
کیوں دے رہا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ نے مہربان کو ہر دو سٹی
دی اور اپنی کئی رات اس سب سے جانتے ہوئے گزار دی۔
صبح سویرے ہی تاش کے بعد باپ گھر سے نکل گیا۔
انہوں نے آج آفس سے پہنچی کر لی تھی۔ آج مہربان کی زندگی
ان کی نظروں کے سامنے گھومنے لگی تھی۔ بہت پسند کی اور
پیاری ہی ہو کر لی تھی۔ شراوی کام میں تیز، فہمیت گزار لیکن
آج نہ اس کی پہلی بھی رشتہ دہی تھی، نہ لیلوں پر مسکراہٹ دہی
تھی۔ نہ آنکھوں میں شرمندہ نظر آتی تھی۔ میں ڈوڑی ڈوڑی ہی
سہمی سہمی ہی چپ چپ ہی خاموشی سے پیشانی پر بیٹھنے لگا۔ باپ بیٹے
بیٹے بھی ہوئے لگا۔ میرے جن بھوتوں پر یقین نہ کرنے سے
ان کا دور جو ختم نہیں ہو جاتا تھا۔ اگر جن عورت نہ ہوتے یہ
خلوق نہ ہوتی تو سب اپنی کو کبھی بھی ایسے خواب اور نظروں دکھائی نہ
دیتے۔ کچھ نہ کچھ تو ایسا ضرور سے ہے میں ہاں نہیں ہوں۔
ایسا ہی سوچیں سوچتے سوچتے وہ دیکھی سے پریشان حال سے
بیٹے ہوئے ایک جگہ کا کھڑے ہوئے جہاں ایک دروازہ پر
بہت بڑا بورڈ لگا تھا۔ جن بھوتوں سے چمکدار، ڈراؤنے
خوابوں سے چمکدار۔ گھر میں موجود جن بھوتوں سے چمکدار
کے لئے رابطہ کریں۔ مہربان کے باپ نے ان سیریسوں پر قدم
رکھ دیا اور دھیرے دھیرے جھکے جھکے سے انداز میں بیٹے
ہوئے اوپر جا پہنچے۔ اوپر دو آڑیوں کے علاوہ کوئی بھی تھرا
آری موجود نہ تھا۔ شاید میں بہت جلدی اور تیزی آ گیا ہوں۔
انہوں نے سوچا اور ان دونوں آدمیوں کو دیکھتے لگا۔ دونوں ہی

سے زیادہ خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ مجھے اس کے خوف کو ختم کرنا ہے۔
 اچانک میرے گھر میں آنے والی ایک اور لڑکی، وہ پڑھنے والوں سے
 چلتی ہوئی اس کے قریب آئی۔ باپ نے اسے اپنے سے دُعا
 لیا۔ اس کی آنکھیں خود بخود تنگ ہو گئیں۔ یہ بھی بچیوں سے تم
 شاعر کہہ کر بہت سے گزرتی تھیں لیکن میں نے تمہاری ذرا بھی پروا
 نہ کی۔ آج مجھے احساس ہوا ہے کہ تم جتنی دینی اور دینی سے
 تعلق تھا، میں اس میں بھوتوں کے وجود کو ماننے سے انکار کر رہا
 تھا۔ جی جیجے، عاف کر دینا۔ آج میں ایک عالمِ نجومی کے
 پاس گیا تھا۔ انہوں نے مجھے حقیقت سے دوچار کیا ہے کہ
 تمہاری جی تعلق نہیں کبھو ہے جو کہ خود دیکھتی ہے وہی جاتی ہے
 اور جو کہتی ہے ایک تعلق میں اس میں جھوٹ نہیں رہتی۔ جی
 عاف کرنا۔ کاش بہت دنوں پہلے مجھے اس بات کا احساس ہو
 جاتا کہ میں تالا ہوں۔ باپ نے دیکھ کر مجھے کہنے میں کہا اور پھر
 جب سے تعویذ نکال کر اسے دے دیا اور کہا اتنے مجھے میں
 چہن لو۔ تمہارا خوف ختم ہو جائے گا۔ اب وہ چیزیں نہیں
 دکھائی ضرور دیں گی لیکن دشمن ان کو نہیں دوست بنا کر۔ باپ
 کی یہ باتیں سن کر مجھ کو کھنکھاتی تھی کہ کم از کم اب اسے اس
 سے خوف تو نہیں آیا کرتے ہوں۔ اس نے تعویذ مجھے میں
 دیں لیا اور خود کو پسوں کرنے لگی۔ دن اسی طرح گزار کر گیا۔
 جوں جوں اصرار بڑھتا جانے لگا خوف اس کی دکان میں
 سرایت کرتے جانے لگا۔ حالانکہ وہ بار بار مجھے میں نے اسے اتنا ہی کہ
 بھی دیکھتی۔ باپ کی باتیں بھی اس کے دماغ میں گردش
 کرتی تھیں۔ اس کے باوجود بھی خوف خود بخود اسے پسینہ پیدا کرتا
 تھا۔ پھر اس نے اپنے اندر کچھ بہت چھپا رکھا کہ جو کچھ نہ تو
 دیکھا جاسکے گا۔ میں گمان خود اپنے اس وقت سے پہلے مر رہا۔ یہ
 سوچ کر اس نے بہت ہمتی اور پھر پناہ پر پسوں لینے لگی۔
 بار بار اس کا خیال شب خانہ کی طرف چلا جاتا اور پھر اس کی
 آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ جاتی چلی گئی۔

ایک ایک رات کو اس کی آنکھیں کھلنے لگیں۔
 اسے یوں لگا جیسے کوئی اس کے پیچھے چل رہا ہو۔ وہ خود اپنے
 گھر اور اپنے پیچھے ایک بڑے سال بیک کو دیکھ کر حیران کی رہ
 گئی۔ بہت سی یادیں ابھرنی لگیں۔ مایہ دار کہ کچھ دنوں نے
 جان رکھتے تھے۔ سرخ اسٹریٹ رنگت تو لیکن گروں پر کبھی چھری
 چاقو کے تحت کا نشان موجود تھا جیسے اس کی گردن کاٹ لی گئی ہو۔
 وہاں خون بہا ہوا تھا۔ وہاں کے اچھے بی بی چل چلا گئے کہ اس
 کے پیچھے سے اترتی اور دروازے کے قریب کھڑی جا رہی تھی۔

کمزور نہیں ہے۔ جو شخص ایک سرجہ سے مکان میں آ جاتا
 ہے وہ سال بامال بعد بھی آ جاتے تو صرف میرا سے بچان
 لیتا ہوں بلکہ یہ تک ایمان لیتا ہوں کہ وہ شخص ایک عزم پہلے
 اس کام کے لئے آیا تھا۔ یہ لفظ سننے کے بعد وہ تعویذ لے لے لے
 کر میز پر لائے گئے۔ ان کو جنات پر یقین نہ تھا۔ یہ
 ہر دوں پر کہے ہو سکتا تھا لیکن اب بصر صرف انہیں جنات
 پر یقین ہو گیا تھا بلکہ ہر دوں پر بھی ہونے لگا تھا اور وہ اس
 دن سے متعلق سوچنے لگے جب انہوں نے دو گھر خریدے تھا۔

ایک مکان نے صاف لفظوں میں انہیں بتا دیا تھا کہ یہ
 گھر انہوں نے بہت شرف سے خریدا تھا لیکن رہنا نصیب نہ ہوا
 کیونکہ اس مکان میں آتے ہی بچوں کو مار مارنے خواب آنے
 لگے اور پھر یہ خواب حقیقت میں بدلے گئے۔ وہاں انسانی
 کھوپڑیاں دیکھی جاتے تھے اس آسپہ زور مکان میں
 مزید ہزار رہا تھا۔ سادہ اور گھبراہٹ ہو کر چھوڑ کر اپنے پہلے
 والے مکان میں اس گھر میں آ گئے۔ کئی سال گزر گئے لیکن
 میں نے مکان کو بیچا میں نہیں چاہتا تھا جاری طرح کل کو کوئی
 اور ان آسپہوں سے خوفزدہ ہو جائے لیکن انسان کی مجبوری
 بہت کچھ کر دیتی ہے اب نہیں پیسوں کی ضرورت تھی سو یہ
 مکان بیچنے کا پروگرام بنالیا اور آپ اسے خریدنے لے گئے۔

آپ کو میرا تانا، میرا فرض تھا آپ نے یہ مکان لیتا ہے
 یا نہیں آپ کی مرضی پر ہے۔ میں نے اس مالک مکان کی
 اس کہانی کو ایک فرضی کہانی تصور کیا اور اس سے مکان خرید لیا۔
 سب کو باپ ملی ہوئے ہوئے (ایک آراء تھا) مگر مجھے یہ نہ
 بوجھ کہ مالک مکان کی سادہ لیکن مشورہ نہیں ہے بلکہ حقیقت
 ہے اور اس میں حقیقت کو تسلیم کر لیتا تو وہ ہو سکتا تھا میں اس
 مکان کو خریدنے میں اسے خریدنے کے ناشی کر چکا ہوں
 جس کی سزا آپ بھی کے خوف کے نتیجہ میں جنت ہا ہوں۔ وہ
 گھر آج پہنچے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے چورے گھر
 کا بنا کر لیا۔ مکان دیکھتے میں بہت خواہش تھی وہاں تھا
 جیسے کوئی زندہ اندرونی حصہ۔ وہ کاپ سے مجھے۔

بہت پریشان ہیں آپ، جلدی آگئی ہے مجھ سے آگئے،
 خیر بہت تو ہے۔ جہاں میں نے پوچھا۔ میں آج آگئی تھی
 نہیں ہوں۔ انہوں نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔
 جواب میں حیرانی سے دھڑکتی رہی۔ کہنے لگی۔ مجھے صاحبی
 کی جھڑکی حالت سے متعلق کچھ کرنا تھا۔ میں اس کا بازو ہوں۔
 اس کی پریشانوں کا علاج مجھے بھی کرتا ہے۔ وہ ان دنوں حد

صرف آخری آواز سن لی کوئی آ رہا ہے۔ سناٹے دھیرے
 دھیرے کنڈی گھول دی اور چند لمحوں کے لئے اس نے دروازہ
 کھٹکھٹا کر سنا جس سے کوئی بہت جلد اترنے کے اندر سے نکلے۔ پھر اسے
 اندر قدم رکھ کر اوپر بند لاسٹ کو کھولا دیا۔ اندر کوئی نہ تھا صرف
 صندوق کا سامان کھرا بڑا تھا۔ دو کی ٹوٹا تک اس کمرے کو رکھی
 رہی پھر اس کے ذہن خود بخود مٹنے لگے۔ کوئی ہے، کوئی ہے۔
 جواب سننے کے لئے وہ خاموش ہو گئی لیکن اسے جواب نہ ملا۔
 دو دو بار دوہری کر کوئی ہے، کوئی ہے۔ اس بار بھی اسے جواب نہ
 ملا۔ تیسری بار بھی اس نے کہا اور جواب نہ پا کر پانچویں سے
 دو بار دو کھٹکھٹا چھوڑ کر اوپر اپنے کمرے میں آ گئی۔ آج اس کا
 پورا رات تھا اس کو کچھ کوئی اور آج وہ سب ناساب تھے۔ وہ ایک
 بیکار دل میں لے کر بیٹھ کر رستہ میں، معلوم پانچویں دروازے پر
 اس کی نظروں کے سامنے چھوٹا رہا۔ اسے نا صرف وہ چاروں
 لکھے تھے جن کی بلکہ اس پر ترس بھی آئے تھے۔ وہ اس سے بچتی
 حقیقت جانا چاہتی تھی۔ اسے بار بار کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ وہ
 خندہ نے پر سونے، صبح جب اٹھی تو وہ بالکل مٹ گئی۔

ہاں باپ یمن بھائیوں نے اس کے چہرے کے اندر
طرطریہ باز کردی اور مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کون نہیں
ناشنہ کے دوران میں باپ نے یہ بات کہ کر سب کو چٹکا
یا کہ وہ گھر میں ہونے والے غلطیوں کا سراغ لگا جانا
ہے۔ ایک کہ..... کیا مطلب؟ آخر نے کہا۔ باپ نے ایک مرد
آؤ بھرنی اور کہا۔ چنانچہ چاہے کہ اس شخص میں کئی سال پہلے
قلب سے نکلے اور اس کی بدرویشی میں گھر میں موجود ہیں جو
جاگنا کو فروغ دے رہی ہیں۔ شخص ادا۔ حاکم مال بنی۔ آپ اپنا
کچھ نہیں کریں گے۔ یہ کام میں خود کر لوں گی کیونکہ اب مجھے
ان سے خوف نہیں۔ وہ بارہویہ پھر ساتھ ہی جانے والی تمام
صورت حال بتا دی۔ باپ نے ایک گھبرائی سانس لی اور کہا۔
اگر مطلب ہے کہ کئی ہونے والوں میں دو بچے ہیں اور تیسرا
کون ہے۔ اس کا بھی پتہ چل جائے گا۔ جانے بے سسکوں مجھے
میں کہا۔ گھر والے اس کی باقی پر مطمئن سے ہو گئے۔ جانے
پاک فیلڈ کر لیا کہ وہ اب اپنی بیٹی بھرنی کو پڑھیں گا کہ ضرور
معلوم کرے گی اور ان بچوں سے متعلق بھی پتہ لگے گی کہ وہ
اس کے گھر میں کیوں ہیں۔ دن باقی کا دن اور سوچوں میں
بیٹ گیا۔ رات کو وہ سوئے کرے میں جاگنا۔ ایک نظر اس نے
اپنے قومیہ پر ڈالی اور مطمئن بنی ہوئی۔ آج اسے ذرا کی وجہ سے
شخص نگاہوں کے انتظار کی وجہ سے تھک نہیں آ رہی تھا۔ رات

اسے عجیب سی نظر ہوئی سے دیکھنے لگی۔ آج اسے ذرا ماضی کی خوف نہ آیا تھا بلکہ اس معصوم، پڑھاری سی بچی پر بہت پیار اور ترس آ رہا تھا۔ پیار اس کی خوشبودی پر اور ترس اس کی کئی گردن کو دیکھ کر۔ اور حیرت اس کی آواز۔ صبا نے ہاتھ کا اشارہ اسے کر دیا۔ اس نے چند لمحہ صبا کی طرف دیکھا اور پھر پیچھے مڑ گئی جیسے بہت زیادہ ڈر ہو گئی ہو اس سے۔ آؤ وہاں۔ اس پر صبا نے دونوں بازو پھیلوائے۔ وہ پھر چند قدم اس کے پاس آئی اور پھر سے پیچھے مڑ گئی۔ صبا کے دل کا ایک تپس ہو گئی۔ آپ وہ اتار دیں۔ صبا کو اس کی معصومی کی لہنوں ذری ذری سی آواز سنائی دی۔ اس کا اشارہ اس کے گلے میں موجود قندیل کی طرف تھا۔ صبا نے جاہلی سے گھٹے سے گھٹے اشارہ کرتا غریب بندہ پر رکھ دیا اور دوسرے ہی لمحے خود غور و خیز ہو گئی کیونکہ اب پڑھاری سی خواہد سے بچی اسی کی طرف نہیں بلکہ وہ جس کی نگاہیں کل والی کھوپڑی تھی، وہ اپنے چلنے والے اس کی طرف آ رہی تھی۔ صبا نے ایک لمحہ ہی دو قندیل گھٹے میں چھین لیا۔ قندیل کے پیچھے ہی اسے دھڑکنے لگا۔ صبا نے کھوپڑی اور دھارہ اس معصوم بچی کے روپ میں اس کے قریب سے رواں لپٹ گئی۔ رو بارہ دروازے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ صبا نے بات سمجھ کر کہہ چلی پھر کھوپڑی اس کی تھی۔ اس نے ایک پر سکون سی سانس لی اور کہا۔ بچی تیری گردن پر یہ رقم کیسا۔ صبا کے اس سوال پر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اوہ نے مارا تھا۔ اوہ۔ صبا کے دل کا ایک شدہ ہوجا کھڑا ہو گیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ بچی کرے۔ یہ بندہ دروازے کے راستے میں باہر نکلی گئی۔ صبا است غافل خانی جاگ کر کہنے لگی اور پھر بچانے اس کے دل میں کیا بات آئی کہ وہ روانہ نہ کرے، وہی اوہ آہستہ آہستہ بغیر آہست کے قدم اٹھاتی ہوئی وہ دروازہ کھٹک آئی۔ آہستہ۔ اس نے دروازہ دیکھا اور دوسرے سے باہر نکلی تھی اور پھر ایک طرف مڑ کر وہ نیچے جبرستان کی میز صبا اترنے لگی اور پھر وہ بندہ دروازے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ اس کی پوری وجہ اندر کی جانب تھی۔ اسے کھسک پھسکی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس کی دلچسپی کی تھی۔ اس نے ایک آواز پہچان لی جو اس کی بچی کی تھی جبکہ دوسری آواز اس کی بھیجی تھی لیکن وہ بچی جس کے کی تھی۔ اس کا تجسس بڑھتا لگا اس نے دروازے کو باجنا سامنے لگا کر دیکھا۔ لا۔ لا۔ لا تھا صرف باہر سے کھڑی ہو گئی تھی۔ میں اندر ضرور جاؤں گی۔ اس نے پتلی فیصلہ کر لیا اور آہستہ آہستہ دروازے کی کھڑی کھولنے لگی۔ اندر یکدم خاموشی مچا گئی۔

تجی بہ دہی تھی لیکن ابھی تک وہ بچی نہیں آئی تھی۔

تایا ہے کہ تم نے بچہ تہ خانہ میں گئی تھی۔ وہاں سے ڈاکر بھائی ہو۔ باپ نے یہ کہہ کر اسے گہری نظروں سے دیکھا۔ وہ اپنے سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش میں لڑھکی جس میں وہ بکریاں بھی دو گئی اور بولی۔ ہاں ابویں تہ خانہ میں گئی تھی۔ میں اس راز کو جاننا چاہتی تھی جو ہمارے اس گھر میں غرضہ دار سے چھپا ہوا ہے۔ ابویں ادا تھی جس نے بولے ہیں۔ وہ بچے اور ایک عورت۔ آج میں نے انہیں دیکھا ہے۔ باسرف بچے بگڑ عورت بھی بہت خوبصورت ہے لیکن اس کی آنکھوں میں ایک خوفناک چمک تھی۔ ایسی چمک جو میں نے آج تک کسی بھی انسان کی آنکھوں میں نہیں دیکھی ہے۔ وہ ایک لمحہ سے غلے کو پٹیاں نہا تھیں اور میں خوفزدہ وہاں سے بھاگ گئی۔ کیا ضرورت تھی جیسے تہ خانہ میں جاؤں وہاں سے بھاگ گئی۔ کیا ساتھ ساتھ اسے ڈانٹا تھی۔ باسرف غصے سے بگڑتے تھے۔ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اس تہ خانہ میں بدو میں دو ہیں۔ جنٹیلر شاہد بھی لے جاؤ کر کے اس گھر میں قید کر رکھا ہے۔ میں بہت جلد اس مکان کو بیچنے کی کوشش کروں گا۔ بیس ابویں جلدی سے بولی۔ ایسا کرنا کیونکہ میں جانتی ہوں کہ وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گی بلکہ وہ شاید ہم لوگوں سے خور خوفزدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں سامنے پا کر وہ توری نہ مٹ ہو جاتی ہیں۔ باپ نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ چاؤ ذخم ہمارے کمرے میں سو جاؤ نہیں ابویں۔ میں اب بالکل ٹھیک ہوں آپ جا میں اور میری نگرہ کریں۔ یہ تعویذ میری حفاظت کرے گا۔ جیسا کہ باپ کچھ دیر تک سوچتا رہا اور پھر اس کے کمرے سے باہر نکل گیا اور جاتے ہوئے یہ کہہ گیا کہ اب تم نے کمرے سے باہر نہیں نکلتا۔ جی اچھا جانے کیا اور دروازہ بند کر دیا۔ تنہائی کا پاتے ہی اسے ان تینوں کی خوبصورت صورتیں اقدار میں رکھائی دینے لگیں۔ یہ تھیں کیوں اتے ان پر ترس بھی نہ تھی غمناک رہا تھا کہ وہ دوبارہ تہ خانہ میں جائے اور جا کر اس سے پوچھے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے اور کیوں کیا ہے اور ان کی رو میں اس گھر میں کیوں جنگ رقی ہیں رات بھر وہ جی سوجھ سوجھ رہی اور بھر مگنی۔ منجھ سب نے باری باری اس سے رات رات واقعات پوچھا تو اس نے بتا دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ اب اس کا خوف بہت کم ہو چکا ہے۔ اس میں اتنی بہت پیدا ہو چکی ہے کہ وہ ان چاروں کو دیکھ سکتی ہے۔ دن ایسے ہی بیت گیا، شام ہوئی تو وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

دو بار دروازے کی طرف دیکھتی اس کے چہرے پر ہے جیسی کہ خود بھی، آنکھوں میں انتظار تھا لیکن ابھی تک وہ اسے رکھائی نہ دی تھی۔ تب وہ خود اٹھ گئی اور تارچ ہاتھ میں پکڑ کر بغیر اسے قدموں سے چلتی ہوئی دروازے سے نکل چکی۔ آہستہ سے اس کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ باہر نکلتے ہی وہ اس طرح بغیر اسے کے بغیر خوف کی چلتی ہوئی سڑیاں اترنے لگی۔ اندر تہ خانہ کے کمرے سے اس نے سرگوشیوں کی آوازیں سنیں۔ آوازیں ان دونوں مصیبتوں کی تھیں۔ دن کے وقت اس نے جان بوجھ کر دروازے کو باہر سے بند نہ کیا تھا۔ یہی سوچ کر کہ اگر ان تینوں میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آیا تو وہ خود جا کر دروازہ کھول دے گی۔ تارچ کے ہنسی پر اس نے ہاتھ دیکھ دیا۔ اس کی یہی سوچ تھی کہ دروازے کو یکدم باڈوں کی خور سے کھولے گی اور اندر داخلہ جسے میں یکدم تارچ روکن کر کے ان تینوں کو کچلے گی۔ وہ ابی ان سوچوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اب پوری طرح تیار تھی اور پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ زور سے پاؤں سے دروازہ کو گھبرا دیا اور ساتھ ہی تارچ روکن کر کے اندر روشنی پھیلا دی۔ اس روشنی میں اس نے اندر ان سب کو دیکھ لیا۔ دو بچوں کے ساتھ ایک خوبصورت عورت بھی موجود تھی۔ ان سب کی گردنوں پر خون جما ہوا تھا۔ اس عورت کی آنکھیں یکدم چمکے لگیں اور ایک سینکڑ سے نلی ان تینوں کے خوبصورت چہرے ٹھونچا یاں بن گئے۔ اس سے غلے کہ وہ عورت اٹھ کر صبا کو پکڑنے کی کوشش کرتی صبا بھاگتے ہوئے سڑیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں جا چکی۔ جلدی سے اس نے اپنا دروازہ بند کر دیا۔ اس کی سانسیں گھسی تیز سٹیری کی مانند چلنے لگی۔ تیز بھاگتے قدموں کی آوازیں اور زور سے بند ہونے والے دروازے کی آواز اس کی ماں سے بھی سن لی۔ اس نے صبا کے ایک کو آوازیں دے کر دیا اور کہا کہ صبا بیٹی ڈر نہ ہے۔ دیکھ اس کے بھائی کی آواز میں سنا لی دہی تھی۔ جیسے وہ بچے تہ خانہ میں گئی ہو۔ اٹھو دیکھو وہ ٹھیک تو ہے۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔ صبا کا باپ تیزی سے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا اور جاتے ہی صبا کا دروازہ پھٹنے لگا۔ صبا بیٹی۔۔۔ صبا بیٹی دروازہ کھولو۔ اس نے آوازیں دے دیں۔ صبا نے دروازہ کھول دیا۔ اس کا چہرہ خوف میں ڈوبا ہوا تھا۔ گنگے میں پہنے لاکٹ کوہ ہاتھ کی گھسی میں بندھے رہا ہے ہوئے تھی۔ کیا جانینی تارچ ہمارے مائلے

WWW.PAKSOCIETY.COM

دلا اور یہ شہر میرے پاس سربراہیوں پہنچا یا دیا اور وہ شہر
مردوں کا جم سکون سے آوازوں کی طرف جا نہیں اور پھر
دیکھتے ہی دیکھتے ان قیدیوں کے جسم غائب ہونے لگے۔
خوبصورت اور صدمہ سرگرم ہو جانے لگے۔ حبانے ایک گہری
سائیں کی اور اس کو گدگدائے کی زبانوں میں سے اندر ان قیدیوں
کی کھوپڑیاں خود بخود نکلتی چلی گئیں۔ میں تم لوگوں کو اس
اذیت سے ضرور بچھڑا دلاؤں گی۔ میں کئی تجرباؤں کی
کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تین دن تک میں تم لوگوں کو کچے سکون
کی بات سے تمہیں کو سکون کی۔ انا کہہ کر وہ اٹھ کر اور چلتے
چلتے اپنے گھر سے میں جا چکی۔

آج اسے ذرا بھی زور یا خوف نہیں آ رہا تھا میں
موجودی رہی کہ میں اس کے تھیں شہر کا کیسے کوئی لگاؤں۔ کیسے
اسے تلاش کروں یہ وہ بات جانتی ہے اور نہ ہی اس نے آتی
تک اسے دیکھا ہوا ہے۔ اس نے یہ بات گھر کے کاشی خراہ
نہ جانی۔ خاموش رہی کیونکہ اس نے نہیں سوچا تھا کہ وہ آتی
اس سے اس کے شہر سے متعلق کبھی معلومات نہ ملے کرے گی
اور پھر وہ نہ دیکھ کر کہے گی۔ یہ سب نہیں ہوئی اس کے لئے
تھا کہ وہ قیدیوں اس کے دوست بن گئے تھے۔ اس باپ کا گھر
کے سب افراد نے یہ بات محسوس کی تھی کہ ان کے جان کا
سماں ہیرا درگم ہو جاتا ہے، خاص کر چنی اور آتے ہیں یہ سوچ
کر چپ ہو جاتے کہ یہ سب وہ قیدیوں کو یہاں کرتی ہیں لیکن
آج جب ماں نے مبرا کو رات کے چپکے پر چکن میں جاتے
دیکھا تو حیران ہی رہ گئی۔ اس وقت اسے مبرا کی حالت ایسے
دکھائی دی جیسے اس پر کسی بھوت کا سایہ ہو۔ اس نے جلدی
سے مبرا کے باپ کو دیکھا اور اس کی قہقہہ دہن کی طرف دواؤں
اور ساتھ ہی خاموشی رد کر صرف دیکھنے کو کہا۔ دونوں کی نظریں
چکن میں مرکوز ہو گئی۔ مبرا نے پہلے آٹا نکالا پھر چینی کا یہ کھول
کر اس میں پھینکی ڈالی اور آٹا نکھنڈے لگی۔ دونوں ہاں باپ
اسے دیکھتے رہے اور جب وہ دونوں چار کر کے چکن سے باہر
نکلے اور چکن کے دو دائرے کو آٹے سے بند کر کے تہ خانہ کی
طرف مبرا نے لگی تو حباب کے باپ نے اٹھنا چاہا لیکن اس نے
روک دیا اور کہا اس وقت صابر کی موت ہو رہی ہے وہ ہم میں سے
کسی کو بھی پہچان نہ سکے گی۔ ہو سکتا ہے کہ میں نقصان نہ پہنچا
دے۔ جب یہ اصل حالت میں آئے گی تب اس سے بات
کر میں گئے۔ لہذا وہ اس کی دانتی کا انتظار کرنے لگے۔ میں سچ
اس تجویز کے پاس جاؤں گا اور اسے مبرا سے متعلق پوری

محسوس ہو رہا جیسے کسی کھوپڑی کو کھینچا ہو۔ صابر ہون و چکن سے
اس کی پانچ سٹی چار تھی۔ میرے شہر نے مجھے اور میرے
چچوں کو مل کر دیا تھا۔ کہ کہ..... کیا باپ پر ہی طرح اچلتی۔
ہاں میں جی کہہ رہی ہوں۔ بھئی اس کی جانوں کا پتہ نہ تھا کہ وہ
کیا کیا کر رہا تھا۔ انا باقی تھی کہ وہ آدھی رات کے بعد
گھر سے باہر نکل جاتا تھا اور پھر واپس نہ آتا تھا۔ سچ ان
چرے واپس آتا تھا اور سوچا تھا۔ دن بدن اس کی آنکھوں
کی رنگت بدلتی نظر آتے تھے۔ اس کی نظروں میں نہ میرے لئے
محبت رہی اور نہ ہی چچوں کے لئے پیار۔ میں اذیت دینا اسے
اپنا معمول بنالیا۔ چالیس دن کے اندر اندر یہ وہ ہماری جانوں
کا دشمن بنا گیا نہیں اس سے خوف آئے گا اور پھر ایک رات
اس نے ہم سب کی گردنیں تیز دھارے سے سے کاٹ دیں لیکن
جراثیمی اس بات پر تھی کہ ہماری رو میں اوپر آوازوں پر مبرا نے
کی بوجھ اسے اسی مکان میں بٹھائے گئیں اور اس رات میں نکل
کرنے کے بعد اس نے ایک قہقہہ لگایا اور وہی سے بولا۔
آج میں کا صاب ہو جاؤں گا۔ میں نے اپنے شیطان
دیو کی آواز کی آخری خواہش کو پورا کر دیا ہے۔ میں نے اپنی
بیوی اور چچوں کی روحوں کو بچھڑا لیا ہے۔ شیطان دیوتاؤں نے
میں کہا تھا کہ تمہاری کامیابی کا آغاز تمہارے گھر سے شروع ہو
گا۔ اپنی بیوی اور چچوں کی رو میں کاٹنے کے بعد ان پر چلے
والے نظر بد کہہ چکے ہوں۔ وہ تیری قد میں آ جاوے گی۔ یہ
باتیں وہ خود ہی سے کہتا کہتا گھر سے نکل گیا۔ تب سے آج تک
ہم اگر اسی گھر میں موجود ہیں۔ ہمارے محسوس کو وہ افکار
لے گیا تھا۔ اب ہمارے سرگھوڑے یاں میں بچے ہیں۔ بیوی میں
تین دن ہمارے دونوں کو ایک جیسا جسم ہوتا ہے جو دیکھنے
میں نام انسانوں جیسا ہوتا ہے لیکن پیو سے سے انہوں ہوتا
ہے اس کے بعد ہم لوگ پھر اسی حال میں آ جاتے ہیں جو غم
دراز سے ہے۔ ہمارے جسم کھانے کہاں بنے ہیں صرف
نہیں اپنے سر میں دکھائی دیتے ہیں۔ اس نے ایک دکھ
نہرے لیے میں اپنی داستان سنا دی اور کہا ہماری موجودگی کی
بجائے اس گھر میں آج تک کوئی آباد نہ ہو سکا تھا۔ آپ لوگ
یہاں آباد ہونے لگے اور ہم نے آپ لوگوں کو بھی روکنا چاہا
زانا چاہا۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہماری طرح آپ پر بھی کوئی
دار کر سکے لیکن آپ لوگ ہم سے خوفزدہ نہ ہوئے۔ تم خوفزدہ
ہوئی تھی لیکن اب تم بھی خوفزدہ نہیں ہو بلکہ خود ہمارے پاس
چلی آتی ہو۔ پلیز ہمیں کسی طرح اس اذیت سے بچھڑا

یقین نہ ہوا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ شہر نے شیطانوں کو خوش کرنے کے لئے یہی کیوں کوئی کر دیا ہو۔ وہاںے تیار رات کو اس نے اسکا چہرہ دکھایا تھا کہ وہ ایسی شکل والا تھا۔ اب جو اس نے حلیہ پہنا ہے لکھتے تو اس شخص سے ذرا شبہ ہے کہ گھر سے ہل، گندے کپڑے، سیاہ رگھت، مسرخ آئینیں، اٹل میں تو کانپ سی جی گئی۔ آج وہ مجھے بتائے گی کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ اور جب تک وہ زندہ ہے یہ جیوں یہاں ہمارے گھر میں ہی قید رہیں گی۔ ان کو آزادی نہیں ملے گی۔ وہ آزادی کے لئے کس رہی ہے۔ بہت بڑی طرح سے ان کی دونوں کواں نے جکڑا دیا ہے۔ صرف آج کی رات صبر کر لیں کل صبح ہی ہم کر دیں گے جو وہ ہمیں بتائے گی۔ ہم لوگ ان کی موجودگی کی وجہ سے خوفزدہ ہیں بلکہ وہ خود بھی یہاں رہنے سے خوفزدہ ہیں۔ مکی سالوں سے وہ یہاں جیسے ہوئے ہیں مکی لوگ اس مکان میں رہنے کے لئے آئے لیکن جو بھی آئیں یہ جیوں کھوپڑیاں پہنتی پھرتی رکائی دیتی تھیں اور کمر یہاں سے بھاگ گئے ہیں۔ کسی کو بھی وہ اپنا دکھارہ نہیں بتا سکیں صرف یہ کام میں ہی کر سکی ہوں۔ وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ میں نے ان کی کمرادی چوڑی تھی۔ آئیں بیٹی روٹی کھائے کو چاہئے تھی تو پورا ایک ڈبو آئیں کھانا رہی۔ تب جا کر وہ میری دوست بنی اور مجھے اپنا کچھ کہ اس نے سب کچھ بتایا۔ باپ نے ایک پر سکون سانس لی اور کہا۔ بیٹی تم لوگ صرف تیار رہو یہ جیوں پریشان ہیں لیکن آج رات کو سکون ملے گا کہ تم باپ ان واقعات سے خوفزدہ نہیں ہو اور باہر جانتی بیٹی میں کہ نہ صرف حالات کا مقابلہ کر رہی ہو بلکہ ہم سب کو بھی اس خوفناک اذیت سے بچانے کی کوشش بھی کر رہی ہو۔ کیا کو بچا کی باتوں سے بہت سکون ملا اور وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں لگ گئی تھیں کام کے دوران میں بھی اس کی سوچوں کا مرکز وہی جیوں پھرے رہے، وہی سائے رہے، وہی منہ دیوہاں کے کس رہے۔ اس کے دل میں نہیں بھی اٹھتی تھی کہ وہ کبھی کس نہ خوفزدہ نہ ہو کہ اس نے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اپنے ہی خواہشات کیوں کی کر دیں۔ کات دیں اور ایک ڈانٹا شعار ہوئی کو مار ڈالا۔ وہ سوچتی رہی کہ کیا زمانہ میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ مگر کا حافظہ ہی ان کے خون کا پیا سا منہ جائے۔ ایسی ہی سوچوں میں وہ دن بھر ابھی رہی اور پھر شام ہو گئی، شام کے بعد رات ہونے لگی۔ تو وہ سب رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

تفصیل بتاؤں گا۔ وہ ضرور اس مسئلے کا حل نکالے گا۔ اگر صبا کے اندر محبت سوار نہ ہوتو وہ ضرور اسے قید کر کے بچائیں مجھے یقین نہیں آ رہا کہ ایسا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو ان بھر بھی صبا کے اندر اس بات کے آثار دکھائی دیتے بلکہ میں تو یہ محسوس کر رہا ہوں کہ یہ پہلے سے بہت بچر ہو چکی ہے۔ پہلے نہ صرف ڈر لی تھی بلکہ بے ہوش بھی ہو جاتی تھی اب ایک اذیت سے نہ ڈر لی ہے اور نہ ہی اس کے کمرے سے چھپنے کی آواز می آتی ہیں بلکہ بہن بھائیوں کے ساتھ بھی ہنس خوش کر رہی ہیں۔ باپ نے وہی کچھ کہہ دیا تو بچہ وہ محسوس کرنا تھا لیکن ہاں کے دل میں بچانے کیوں یہ بات بیٹو کی کہ اس کے اندر محبت ہے جو اس کو راتوں کو بچاتا ہے اور اس سے اپنے کام کو رات ہے۔ وہ ہمیں ہی باتیں کرتے کہ صبا ان کو آتی رہتی دکھائی دی۔ اسے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ باپ نے جا کر کمر کی سے اندر جھانکا تو وہ گہری نیند سوچتی تھی۔ مکی حالت تک باپ وہاں کھڑا باغیر سو نہ سکا۔ باقی کی رات اس نے جاگ کر گزار دی اور جیوں سوچنا رہا کہ وہ صبا سے کچھ بات کرے گا۔ وہ کیا جواب دیتی ہے یہ کہہ دے اور تو اس نے کہہ دیا کہ اسے ذرا بھی خیر نہیں ہوئی ہے کہ وہ کیا کچھ کرتی ہے تب کچھ لوں گا کہ اس پر صبا پر وارد ہے وہ نہ نہیں۔ دن نکل آیا تو صبا اٹھ گئی۔ باپ آج پھر افسوس نہ کیا۔ باپ نے دیکھا کہ صبا کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور چہرہ بھی خوفزدہ نہ تھا۔ اس کی رات دلی کیفیت ادراک دلی کیفیت کا اس نے اندازہ لگا لیا تو اسے شک سا گھڑا کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ دل کی تسلی کے لئے اس نے صبا کو اپنے پاس بلا لیا۔ وہ فریضہ مود میں ان کے پاس آئیں کر بیٹھ گئی۔ صبا ہم رنگہ تقریباً ایک ماہ سے ایک بات کو مسلسل غور کر رہی ہیں کہ گھر میں موجود کھوپڑیاں رات کو حرکت کرتی ہیں اور جن میں جا کر تباہی پھانتی ہیں۔ تیار ہی میں نے بتایا ہے کہ ایک ماہ سے جیوں اور آج رات کو نہ ہوا ہے۔ یہ باتیں سن کر صبا مسکرا دی اور بولی۔ اب گھر میں کھوپڑیاں کبھی موجود ہیں اور حرکت بھی کرتی ہیں، چلتی پھرتی بھی ہیں لیکن وہ کچھ تک نہیں چلتی ہیں صرف میرے کمرے تک آتی ہیں۔ لیکن میں جانی ہوں ان کے لئے تین میٹھی روٹیاں پکائی ہوں اور جب خانہ میں جا کر رکھ دیتی ہوں۔ یہ سن کر باپ نے ایک سکون بھری سانس لی کہ اس کی بیٹی پر محبت و خیر و ہمارے نہیں ہے اور جب صبا نے آئیں پر بات تفصیل سے بتائی تو وہ حیرانی سے اٹھ کھڑی ہوئے۔ انہیں

لوگوں کو ہم کئی دنوں تک دکھائی نہ دیے۔ ہمارا شوہر ہی اپنی عجیب سی حالت میں نظر آتا رہا انہیں شک سا بڑا شروع ہو گیا۔ ہمارا کچھ مگر سے ثابت۔ وہ جانتا ان کے دو ہاتھوں میں کئی شکوں کو چھوڑ گیا اور پھر جب وہ آجی رات کو مگر سے باہر نکل جاتا۔ تو اڑوں پر اس کے مرد لوگ دیوار میں پھانگ کر آ جاتے۔ مگر کی دھشتاں حالت نے انہیں اور زیادہ شک میں مبتلا کر دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ برے کامیوں کی کوئی نہ کوئی ٹھانی ضرور مل جاتی ہے۔ ان لوگوں کو کبھی ٹھانی مل گئی۔ حالانکہ میرے شوہر نے فرض کو اچھی طرح دیکھ کر ہمارے خون کے جھپوں کو مٹا دیا تھا لیکن چار پائی کے ایک پائے پر انہیں خون کے نشان مل گئے۔ جو کئی شہادت تھے انہوں نے مگر کے کونے کونے میں ہماری کچھ شروع کر دی۔ تہ خانہ کا دروازہ دھاک کر دیا تھا اور اسی تہ خانہ میں اس نے ہمارے سروں کو زمین کو دھک دیا تھا۔ یہاں وہ لوگ اس تہ خانہ تک آئے بیٹھے۔ اس دوران میں ہمارے سروں کا گوشت زمین اور کپڑے ٹوڑے کھا چکے تھے۔ صرف سروں کے مگر سے بال اور کھوپڑیاں و جڑھیں جو انہوں نے تلاش کر لیں۔ پورے علاقہ میں ہمارے نکل کے چرے پھیل گئے۔ اس کا غیر علم سے شوہر کو بھی ہو گیا۔ سو وہ رات کے اندھیرے میں گھبراہٹ ہو کر آگیا۔ اس کے کالے منتروں نے اسے اٹھا کر انسانی پسینوں سے بہت دور چلا چھٹکا۔ وہ ایک خوفناک گھنڑ میں موجود ہے جس کے چاروں طرف ویرانہ ہے، خاردار درختوں سے اڑا پڑا ویرانہ۔ وہاں وہ جہالت کا سردار رہتا ہے۔ اس تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ جہالت اسے پہلے سے باخبر کر دیتے ہیں کہ لوگ اس تک پہنچنا چاہتے ہیں اور وہ جہالت کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی شکلوں کو اس قدر خوفناک بنا کر ان کے سامنے چاہیں کہ وہ خوف سے نہ صرف بھاگ نکلیں بلکہ بے ہوش جاگیں۔ عورت نے ایک دکھ بھری آہ بھری اور کہا۔ آج تک اس نے اس دیرانے اس گھنڈر کو اس قدر خوفناک بنا دیا کہ وہ اسے اس گھنڈر کا نام سننے ہی کانپ جاتے ہیں۔ اگر تم ہمارے لئے کچھ کر سکتی ہو تو کرو۔ ورنہ ہم جانتے ہیں کہ اس وقت تک ہم اسے خوفناک طلسم میں جھپٹے رہیں گے جب تک وہ زندہ رہے گا اور پھر اس نے بتایا کہ لوگ ہماری کھوپڑیوں کو یہاں سے نکال کر قبرستان میں دفن کر مطمئن ہو چکے ہیں لیکن یہ ہم جانتے ہیں کہ اس طلسم نے اسی رات ہمیں اس قبروں سے نکال کر یہاں لا بھیجا تھا۔ ہماری کھوپڑیوں کو اس وقت قبر کی مٹی نصیب ہو گی جب وہ

جہالت بھی اسے مگر سے منہ پھینک کر اندر سے دروازہ بند کر لیا اور بند کر لیتا۔ وہ مگر والوں کے سامنے کی منتظر رہی۔ بار بار نظریں سامنے لگے تاکہ ہر جا کر مگر جاتی۔ جب اس نے محسوس کر لیا کہ مگر کے تمام افراد خواب فرگوں کے سرے لیٹے ہیں سب سے پہلے وہ آجی اور دھیرے سے دروازہ کھولی کہ کچن کی طرف بڑھنے لگی۔ اس نے جیشی والا آٹا گوندھا اور تین پتی دریاں تیار کر لیں۔ اس کے بعد سب مہلوں اس نے ان تینوں روٹیوں کو رو مال میں لپیٹا اور نظریں آہستہ قدموں سے چلی ہوئی تہ خانہ کی بیڑھیاں اترنے لگی۔ اندر مگر سے میں مکمل سکوت موجود تھا۔ کسی کی بھی ہنسنے کی گونج نہ تھی۔ اسے دروازہ کھول دیا اور بند لاکھ کر دھڑک کر دیا۔ ایک نظر مگر سے کا جائزہ لیا تو اسے ایک جگہ تینوں کھوپڑیاں چڑی دکھائی دیں۔ اس کی نظریں ان کھوپڑیوں پر جم گئیں کیونکہ کھپٹا ہی نظر میں اس نے محسوس کر لیا تھا کہ کھوپڑیوں نے دھیرے سے حرکت کی ہے۔ وہ کھڑی یہ خوفناک منظر دیکھتی رہی۔ کھوپڑیوں پر گوشت دھیرے دھیرے ابھرنے لگا۔ خوفناک آنکھوں کے گڑھوں میں خود سے آگئیں خود دار نہ دے نکلیں اور مہلکی سی سفید جھواں ان تینوں کے دھڑک رہے تھے۔ صاف تمام منظر بہت دلچسپی سے دیکھتی رہی۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اسے خوف نہ آیا۔ تھوڑی سی دیر میں تین کھوپڑیوں کی جگہ تین چیرے اس کے سامنے موجود تھے۔ وہ بچے اور تیسری ان کی ماں۔ ان تینوں کو اپنے سامنے دیکھ کر مہلے ایک پرسکون ساٹھ لی۔ اس کے لبوں پر ہنسائی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سوچنے لگی کہ شاید یہ تینوں زندہ ہوتے۔ ان تینوں کو کھلے نہ کہا گیا۔ وہاں کالی دیر تک وہ ان تینوں کو دیکھتے دیکھتے سوچتی رہ گئی۔ تب اس عورت کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ منہ مگر سے اسے محسوس کیا کہ عورت کی آواز میں بہت درد پوشیدہ تھا۔ آنکھوں میں آنسو نہ تھے لیکن چہرہ ایسے تھا جیسے وہ اپنی رو پر سے مگر سے آپ نے آج بھٹے کچھ جانا تھا۔ مہلے نکل رہا ہمارے کا سلسلہ وہیں سے جوڑ دیا جہاں سے ٹوٹا تھا۔ ہاں آج ہمارے پاس آخری دن ہے اور پھر ایک ہادیک ہم کھوپڑیوں کے روپ میں اذیت میں مبتلا رہیں گے۔ اگر آپ نے خداوں کو دیا تو شاید ایک ہادیک یہ اذیت ہمیں برداشت نہ کرنی پڑے۔ ہم بھی اوپر آسمانوں کی طرف چلے جائیں۔ ہاں ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ مہلے پتہ غم سے کہا۔ بس آپ نے جو جانا تھا جائیں۔ وہ عورت بولی کہ جب

اگر اس کا جواب ہے کہ نہیں، تو اس کے خلاف اس کے پاس جہاں ہے؟
اور اسے اس خوفناک راز سے آگاہ کر دینا۔ جس تم اب
پر سکون ہو: کہ وہ جانا والا شاء اللہ صبر بہتر ہو جائے گا۔ اتنا کہ
کہ وہ راز کھلے گا اور وہاں کے گھر سے نکل کر اپنے گھر سے میں آ
گئے۔

آج صبا بہت پر سکون ہوئی تھی اس لیے کسی نے بھی کمرہ نہ کیا۔ وہ جب انھی نو سو گھر کوئی اوپر آ کر چلا گیا تو پتے پر پہنچا کہ کراہا جانے لگا۔ یہ عجیب کے پاس گئے تو اسے میں صرف دو نوئی لیکن اس کی نظر میں باہر دروازے کی طواف گئی رہی۔ اسے صرف اور صرف اس کے آگے کا انتظار تھا لیکن آج صبا وہیت جانے کے بعد بھی اب وہ اپنے کمرہ کی پریشانی ہو رہے تھے۔ ابھی سوچتے کہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے آٹھ میلے گئے ہوں کبھی کبھار لیکن پریشانی اس وقت نہ ہو تو وہی شب شام کے بعد رات پہنچ گئی کہ وہ آئے۔ تب آخر گھر سے نکل پڑا اور پہلے آٹھ میلے پھر عجیب کے پاس جا پہنچا۔ عجیب بھی وہاں نہ تھا۔ اس کی ساری ساری موجودگی آٹھ سے تھی۔ چاکر کو آج چھٹی پر تھے جبکہ عجیب کے ساتھی نے آج چاکر کی ان کی گھر مت کریں۔ انہوں نے ایک بہت مشکل کام بھی کر دیا کہ وہ تھا جسے عجیب یا شاید اس کے نام سے تھے اس نے اس کے ساتھ ایک بہت بڑے غم غم کے پاس کے لیے تمام یہ فکری ضرورت جاؤ کہ کچھ کوئی کوئی اور وہاں اسے آج یا دھڑکاؤں کو کوئی دہی لیکن رات بھی گزری وہاں اس نے آئے ہوں رات گھر والوں نے اس کے انتظار میں گزار دی۔ ایک لمحہ بھی وہ سو نہ سکے۔ خاص کر صبا کی حالت بہت عجیب تھی۔ وہ بھی سوچتی رہی تھی کہ اس نے خود کو آج کوئی پریشان کیا ہے۔ رات گزری تو صبح سویرے ہی وہ گھر میں داخل ہوئے۔ انہوں کو دیکھتے ہی سب نے سکون کے آٹھ میلے اور پھر سوالوں کی اور حواشوں کا گریں۔

انہوں نے بھی ہر بات پر جاتی اور یہ بھی بتا دیا کہ گھر
 میں ان کو چڑھایا کو بیٹھ بیٹھ کے لے لگا لے کر لے آئیں
 کئی ایسی ایسی بیٹیوں پر جان چڑھا تھا جس کو وہ بھی خواب میں بھی
 نہ دیکھتے تھے لیکن یہ ہے کہ اس قسم کے نہیں بہت جلد غفلت
 مل جاتے گی۔ یہ کام صرف ان کے بار آور آئی نہیں کر سکیں گے۔
 ٹھوکی نے بتایا تھا کہ اس جاوڑ کو تباہ کرنے کے لئے ہمیں
 سات جاوڑوں کو ساتھ لانا، دو جاوڑ ساتویں جاوڑوں کی
 اپنی اپنی قاتلیں ہوں گی۔ جاوڑ جاوڑوں کی گھربل جڑیں کا

مرے گا۔ کہانی بڑھ کر نورت چب بڑی۔ سارے ایک سو تالیف
 آج بھری اور لائی۔ جس ٹکڑے کا آپ نے ذکر کیا ہے لوگوں میں
 نے اسے دیکھا نہیں ہے لیکن اب اس کا تصور کرتے ہی خوف
 سے پورا جسم لرز جانے لگتا ہے لیکن میں تم لوگوں کو آزادی
 دلانا چاہتی تھی۔ اس کے لئے چاہئے ہم لوگوں کو اسے دے دے
 بھی لکھنا چاہتا تو ہم ذرا نہیں لکھتے۔ عورت نے ٹھکانا (نظروں
 سے جاکر دیکھا اور ساتھ اس کی خوبصورت آکھیں، جانب
 ہونے لگیں۔) منہ کا گوشت جھیرے دھیرے جانب ہونے لگا،
 وہاں کھانا جو وہ آہستہ آہستہ کھانے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے جا
 کے سامنے تین کچھ چڑیاں جو دھڑکیں چڑھیں، میں چارنے والی
 دروازوں میں جذب ہونے لگی۔ سناٹا کمرے سے باہر نکلے
 سے پہلے اس نے اتنا جھپٹاؤ کر دیا تھا جہاں وہ بیٹھا تھا
 کرتے رہے تھے۔ اس کے بعد کمرے کا دروازہ بند کر کے
 بیڑیاں چھوٹی باہر نکالی اور وہ بیڑیاں منہ والے اپنے
 کمرے میں چلی گئی۔

ابھی دو روز دوا دیکھ کر نے دانی تھی کہ اسے باپ اپنے
دروازے پر کھڑا رکھائی دیا ہوا ہے۔ اس کی طرف آنے
لگا۔ شاید دروازے پر سے تھے۔ سناؤں کی طرف گرج گئی۔
میں نے کہا انھوں نے باپ کو آگے دیکر دو روز کہ جان بچا
ہے، باپ بھی سمجھا لیکن بات ہیبت خیز تھی۔ بات تو
نیکی تھی۔ ان سے کہہ دیں کہ میرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
ابھی اسی لمحہ پہلے گیا ہے۔ لیکن ان کا کام بہت دشمن ہے۔ ہم
لوگوں کے میں کی بات نہیں ہے۔ جتنا تو کہنا۔ باپ نے پوچھا
تو دو روز کی۔ ان لوگوں کا تامل ایک گھنٹہ میں رہتا ہے۔ یہ گھنڈہ
جس لوگوں کا ہے وہاں اسرار بھی ہے۔ آج تک اس گھنڈہ
تک کوئی بھی نہیں پہنچا ہے اور اگر کوئی کوشش کرے تو پتہ بھی
نہا، زندہ دانی نہیں دیا۔ گھنڈہ کے چاروں اطراف پر تار
باندھے ہیں کہ اس سرکاری جہازوں کو تاروں میں۔ انسان کو
بے چارے ہیں تو، اس وقت چھوٹی ہیں باپ اس کا جسم
چھوٹی چھوٹی ہو جاتا ہے اور یوں سمجھ لیں کہ ان ہزاروں،
کھوپڑیوں سے چمکا رہا اس شخص کی موت سے وابستہ ہے۔
اور وہ دل وافر ہے آزاد ہویں۔ باپ نے بہت شور سے جا
کی باتیں میں اور کئی دیر تک سر جوں میں اٹھے رہے پھر
برائے۔ یہی جب راز جان ہی لیا ہے تو اس کا دل بھی ضرور مل
جائے گا۔ میں نے اس کو بھی سے نہیں کھاسا نے پہلے روز کیا تھا
کہ اگر کسی طرح سے راز معلوم ہو جائے تو اسے جانا۔ وہ ضرور

شروع ہو گیا۔ مہاجرہ خانہ میں جا سکی۔ اندھیرے کمرے کی لالچ جلا کر بولی۔ کچھ لٹیکیں تھیں آپ لوگ میری آزاد ضرور سن رہے ہوں گے۔ میرے لڑنے آپ لوگوں کی آزادی کے لئے مسخر فرود کر دیا ہے۔ رات سا چھوڑیں کا ایک گروپ تیار ہے اس خاتم خود ہر کوئی دانت کے لئے جیل چلا ہے۔ وہ صرف تیار اور تیار ہے۔ کچھ کاسی تامل نہیں ہے نہ جانے کتنے لوگوں کو اس نے خوں میں نہا دیا ہوگا۔ بیت جلد انہیں خود بخود لے گی۔ تمہیں آزادی ملی جائے گی اور تمہیں وہی سکون۔ ایسی ہی کئی باتیں کرنے کے بعد مہاجرہ خانہ سے باہر نکل آئی۔ وہ اب بہت مطمئن تھی جو ہر وقت ذرا سی دھڑکی تھی۔ اب ایسا کچھ بھی نہ تھا بلکہ اب تو وہ چاہتی تھی کہ وہ تیار خانہ میں رہے۔ راتوں کو بچتی بچتی کچھ بچیاں اسے ہر روز دکھائی دیتی تھیں۔ لیکن انکو وہ کر کے خوف نہ آتا۔ بلکہ وہیں دور سا اٹھتا کہ ان معصوم بچوں کا کیا قصور؟ انہیں بے گناہ ہی ہے۔ وہ وہی سے رہ جائیگا۔ اس نے اپنی ایک عادت بٹائی تھی کہ ہر رات وہ ٹیٹھی روایاں کہانی اور قہرہ خانہ میں جا کر رکھ دیتی تھی۔ اب چاہتی تو وہ قہرہ قہرہ تھی۔ وہی اس صاحبہ ہوتی۔ وہ مسکراتی کہ وہ کچھ لگے ہیں۔

چلتے چلتے صبا کے باپ اور لکھنوی کو شام ہو گئی۔ بہت طویل رات انہوں نے طے کر لیا تھا۔ ٹیٹھی لٹیکیں اس وقت ہوئی جب لٹیکیں اپنے دور سادہ سادہ ماسی دکھائی دیتے۔ ایک دوسرے سے مل کر چلتے تو انہوں نے ٹیٹھی کا وطن دیکھا اور پھر آپس میں خوشگفتگو ہو گئے۔ اپنی چاروں ساتھیوں سے متعلق باتیں کرنے لگے۔ صبا کے باپ نے انہیں تمام سنواری سنائی اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ بچتی بچتی کچھ بچیاں صبا کے ہاں رہائیں بھی دکھائی دیتی ہیں لیکن ہم اس سے خوفزدہ نہیں ہوتے کیونکہ ہم ان سے متعلق جان سکتے ہیں کہ وہ مثلاً ہم پر دھمکی ہیں۔ انہوں نے اپنے کس کے بعد کس سے بھی کس بھی قسم کا انتقام نہیں لیا ہے۔ وہ نہ جو کہنا یاں سننے لگی ہیں کہ ان کا پروردگار نے خواہ کو مار ڈالا ہے اس کو خون پی لیا ہے اس کے کونے کر دیے ہیں یہ کر رہا ہے وہ کر رہا ہے ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ ان کی کھوپڑیاں صرف چلتی بچتی دکھائی دیتی ہیں۔ وہ کس کس کو بھی کچھ نہیں بلکہ وہ اس قدر خوفزدہ ہیں کہ اگر ہم انہیں دیکھ لیں تو چلتے چلتے غائب ہو جائیں گے۔ ان سب نے صبا کے باپ کی کہانی بہت غور سے سنی اور کہا۔ بات یہ نہیں ہے کہ وہ قہرہ نہیں پھیلا سکتیں بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے گرد چاروں

بے باقی تھیں چاروں گروہوں سے بھی وہ رابطے کر رہے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ رابطے جنات کے ذریعے اور ہے جس اور کچھ نے اپنا اپنی جگہ سے چلتا ہے اور دیرانے سے باہر جا کر نکل ہوئے۔ میں خود بھی ان کے ساتھ جاؤں گا تاکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں کہ یہ کھیل کسے کیلا ہائے گا۔ اس چاروں گروہات کہنے دی جائے گی۔ بخوبی مجھے خوف لینے آئے گا پہلے وہ تیار خانہ کا سامنا کرے گا۔ ایک رات کا چل وہ اس قہرہ خانہ میں کرے گا اس کے بعد جو اس کو دکھائی دے گا اس کے مطابق وہ چاروں ترتیب دے گا۔ باپ نے تمام تفصیل بتادی اور پھر چند دن ایسے ہی بیت گئے کہ ایک شام لکھنوی اپنا ان کے گھر کے دروازے کے سامنے جا پہنچا۔

آخر نے دروازہ کھولا اور لکھنوی کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ وہ اسے اندر لے آیا۔ سب لوگ دن گھر میں موجود تھے۔ صبا کے باپ نے اسے پہلے سیٹھ سے ملوایا۔ لکھنوی اپنا نے سترے سے تمام کہانی صبا کی روایتی تھی۔ اس کے بعد تیار خانہ میں جا پہنچا۔ سب گھر والے رات بھر سوئے نہ کیونکہ تیار خانہ سے رات بھر نہ رہتا تھا وہاں تھا رہا۔ اس لکھنوی نے نہ جانے کس کس کو آگ لگا دی تھی کہ اس کا جہاں سانسوں کے ذریعے دماغوں کو چھوڑ رہا تھا۔ رات بیتے بیتے گئی۔ صبا سو رہے تھے لکھنوی سرخ آنکھوں کے ساتھ تیار خانہ سے نکلا۔ وہ حد سے زیادہ پریشان تھا۔ آپ کے گھر میں بہت بڑا حصار چھوڑا گیا ہے۔ کچھ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ لوگ یہاں نہ دیکھ سکتے ہیں۔ اس چاروں کے ذریعہ کیوں نہیں آئے۔ اس کی ان باتوں نے سب کو خوفزدہ کر دیا لیکن پھر کئی دن کو تیار خانہ بعد اس گھر سے اس چاروں کا چاروں ٹوٹ جائے گا۔ ہم سات چاروں گروہوں نے مل کر اس کے خاتمہ کا پروگرام بنالیا ہے اور کئی رات تک ہم اس دیرانے تک جا سکتیں گے۔ صبا کا باپ بولا۔ اس سفر میں میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ چلوں گا۔ لکھنوی بولا۔ ہاں کیوں نہیں بلکہ میں خود یہ بات کہنے والا تھا کہ گھر کا ایک فرد ساتھ ضرور ہونا چاہیے۔ میں اتنا ہوں کہ اس چاروں گروہ سے کچھ لینے کے لئے ہمیں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن یہ بھی یقین ہے کہ ہم اس بات سے دے دیں گے۔ ہم سات طاقتیں لے کر ایک ساتھ چلیں گے۔ اس اب بچنے کی تیاری کرتے ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک ٹیک تیار کیا۔ اس میں وہ سب پیڑیں رکھتا چلا گیا جو سادہ لست جاتا تھا اور چاروں گروہوں گھر سے نکل پڑے۔ ان کا سفر

آئینہ کے زور پر اڑا ہوا اس جگہ آن پہنچا۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر اتر ہوا، چہرہ آگ کی مانند خمر سے سرخ ہو رہا تھا۔ خوفناک انداز میں وہ گرد و خوار میں دیکھنے لگا۔ کون ہے جس نے میری ہلکی سیٹی میں حملہ کرنے کی ہمت کی ہے۔ وہ بار بار جھنجھکا اور دوسری طرف حصار سے باہر پیچھے ہٹا۔ ہلکی خاموشی رہی۔ وہ ابھی تک اپنی تمام طاقتوں کو ایک ساتھ ملا کر اپنی ہلکی سیٹی میں بند کر رہے تھے۔ وہ کوشش کرتے چارے تھے کہ اس کی بڑی بڑی خائوشی آگ میں جل جائیں۔ وہ گرد و خوار میں نہ جانے اور انہیں یقین تھا کہ وہ دھیرے دھیرے اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہیں گے۔ اس چادر گرہ کا وہاں آتا اس بات کو ثبوت تھا کہ ان کے ہاتھ بہت سخت اور کاٹھ پیرے ہیں۔ انہوں نے حصار میں اور تیزی برپا کر دی۔ چادر گرہ بھی اپنی بانی طاقتوں کو ان کے سامنے لانے لگا اور قدریارات کے ٹکے۔ لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب چادر گرہ خود غور ہو کر اندر اتر گھومتا تھا اور پھر اسے گرم ہوا کو ٹھک دے رہا کہ وہ اسے اتار کر بہت دور لے جائے۔ گرم دوا کے جھوٹے ہر طرف سے سننے دوئے گئے اس سے محسوس کیا کہ بہت بڑی آئینہ کی وجود بنایا کہ چادر گرہ اس کے سامنے آگیا۔ اس کا قبضہ اس دیر سے نہیں گریبا۔ نہیں چادر گرہ نہیں اب تو کہیں نہیں جا سکتا تیرے اور دوسرے نے گھیرا بہت تنگ کر رکھا ہے۔ تو گرہ بھانگا بھی چاہے تب بھی بھاگ نہ پائے گا۔ کیے بعد دگر سے سب چادر گرہ اپنی جگہوں سے لنگھ کر اس کے سامنے آنے لگے اس کی ناسرگ خیراتی بوڑھی دہی بلکہ خولہ بھی بیٹھا چلا گیا۔ وہ ان سب کو پوری باری دیکھنے لگا اور پھر ایک بلند ترین قبضہ اس کے منہ سے اٹھرا۔ تم اتنی میرے سامنے بہت کمزور انسان ہو۔ چاہوں تو ایک لمحہ سے تم سب کو ختم کر دوں۔ نہیں چادر گرہ نہیں۔ ان میں سے ایک بولا۔ ابھی ہاتھ کرنے کا آپ کوئی نامہ نہیں ہے تو ابیا کر کے گا اور نہ ہی تجھ سے ایسا ہوگا۔ گرد و خوار بھی چاہے گا تو تم تمہیں ایسا نہیں کرنے دے گی۔ ہم نے تمہاری طاقتوں کا اندازہ لگا لیا تھا تمہاری طاقتیں تمہاری طاقتوں سے پانچ گناہ بھاری نہیں ہیں جو ہے کہ ہم نے اپنی طاقتوں کو سات گناہ کر دیا۔ کہ تم کو ایسا ہی سمجھنا نہیں کہوت و زندگی خیر بھول نہ پائے۔ تم سے بہت سے انتقام لینے ہیں۔ ان بیگانہ اور مقصوم لوگوں کی اسرار کا بدلہ لینا ہے جو تمہاری خرابشات کی ہیئت پڑ چکے۔ ان سب میں تمہارے اپنے ہی منہ سے بچنے کی وجہ

نے اپنا حصار باندھ رکھا ہے جس سے وہ باہر نہیں نکل سکتی ہیں۔ آخر آزاد ہو کر تھکا تھکا کر اپنے نکل کا بدلہ نام مردوں سے لینا۔ لیکن جو بھی ہے ہم اسے اس لئے توئے ہیں کہ ان کو اس اندیشے سے چھوڑ دوں گے۔ وہ دیکھو ہاتھ کے تین ساتھی بھی آگئے ہیں۔ بات کرتے کرتے اس نے ان میں دگر ساتھیوں کو دور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ چلو اچھا ہو گیا۔ ہم لوگ یہاں ہی اکٹھے ہو گئے ہیں یہاں سے ایک ساتھ اس چادر گرہ کی طرف ہوتیں گے۔ وہ تینوں ساتھی بھی ان کے قریب آگئے اور پھر سب ہی ایک جگہ بیٹھ گئے اور اس چادر گرہ پر حملہ کرنے کے پلان طے کرنے لگے۔ ایک نے کہا۔ میں نے اس کی طاقتوں کا اندازہ لگا لیا ہے وہ بہت بڑا چادر گرہ ہے اس کے پاس کالی گھٹیاں ہیں۔ اس کے ہاتھ اور کالی آنکھیں ہیں۔ اس نے اپنا طاقت بہت وسیع حدود میں اپنے کنٹرول میں کر رکھا ہے۔ جس میں داخل ہوئے ہی اس کے ہاتھ کی پکڑ میں آسکتے ہیں۔ اس کی بات پر دوسرے چند لوگوں کے لئے سوچوں میں اٹھ رہے۔ پھر ان میں سے ایک بولا۔ ہمیں یہاں بیٹھنے کی بجائے اس جگہ جا کر بیٹھنا چاہئے جہاں اس کا طاقت شروع ہو رہا ہے۔ وہاں پہنچ کر ہم لوگ اپنی اپنی طاقتوں سے اس کے حصار کو توڑنے کی کوشش کریں گے۔ ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔ سب نے ہی اس کی بات پر اتفاق کیا اور اتر کر چل دیے اور رات بھر سفر جاری رہا۔ صبح کے قریب وہ اس حصار تک پہنچے جہاں انہیں لہراتے چھوٹی کی موجیں تھیں کہ احساس ہوا۔ یہیں بھاری منزل ہے۔ یہاں بڑھ کر ہی ہم اس سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بس تم لوگ اپنی اپنی جانی طاقتوں کو کافی کرنا شروع کر دو اور مختلف جگہوں پر جائیں جہاں وہ ہم میں سے کسی کو بھی دیکھ نہ سکے۔ نیز سے چادر گرہ نے ہدایت دی جس پر عمل کیا گیا۔ ساتوں اس حصار کے اندر گھر پھیل گئے۔ انہوں نے اپنی اپنی تمام طاقتوں کو حصار کے گرد پھیلا دیا اور محسوس کرنے لگے کہ حصار کی دوسری جانب موجود جہات کچھ گھبرا رہے تھے۔ حصار کے اندر اندر تفریق پھیل گئی۔ کئی جہات نے ان حصار کو توڑنے کی کوشش کی جس میں انہیں اذیت توئی لیکن انہوں نے حصار کو توڑنے میں کامیابی حاصل کرنی اور پھر ساتھ ہی اندر آگ کی چنگار پان اور آگ کے شعلہ اٹھرنے لگے۔ چنچ و پکار کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہوں کتنے لگا جیسے یہ پورا دیرانہ نہ ہو جہات کی بہت بڑی کھلی ہو۔ چنچ و پکار کے ساتھ ہی دور سے گرم دوا کی آئینہ ٹپکی دیکھائی دی۔ ایک چٹکل انسان اس

ہیں جن کو قتل کرنے کے بعد تم نے انہیں اپنے جادو میں باندھ رکھا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی تیرے ظلم سے باہر نہ نکل سکے۔ اب ناصر ان کی آزادی کا وقت آگیا ہے بلکہ ان جادوؤں اور جنت کی آزادی کا وقت بھی آگیا ہے جن کو تم نے باندھ رکھا ہے۔ آگاہ کیے ہیں اس نے ایک تجربہ ورادیا جسے دیکھتے ہی وہ بد فطرت جادوگر خوفزدہ ہو گیا۔ وہ زبردست کچھ بڑا زہن سی والا تھا کہ صبا کے باپ نے چٹا لگا کر اسے نیچے گرالیا اور اس پر گھونٹوں اور چھپڑوں کی بارش کر دی۔ انہوں نے منٹوں میں ہی اس کا طیلہ پٹاڑ دیا۔ اس کی ناک سے خون جیسے لگا۔ دوسرے جادوگر نے اس کے پسینے میں تیز کر دار کر دیا۔ ایک ہی وار میں ہاں کا احوال بدل گیا۔ گرم آندھی چلنے لگی یہ منظر ان سب کے لئے خوفناک تھا۔ آندھ سے اسے اس حالت میں چھوڑ کر بھاگ جاتے تو بھینا وہ اپنے مقصد میں ناکام رہ جاتے تیز گرم آندھی کے چلنے ہی اس جادوگر نے اس بد فطرت کی گردن کاٹ دیا وہ بری طرح تر ہوا۔ چلنے والی گرم آندھی آدیں کی آدیں گر گئی۔ کئی لوگ لٹ کے مارتے آگے جن میں خود کش، بچے، مرد، خوجوں سب شامل تھے۔ وہ سب مرنے والوں کی بدھ میں تھیں۔ انہیں اس نے قید کر رکھا تھا۔ سب ہی اس بد فطرت جادوگر پر قہر کے لگے اور ان ساتوں کا شکر یہ ادا کرنے لگے کہ انہوں نے ان کو بہت بڑی اذیت سے چھوڑا دلا دیا ہے۔ اب وہ آسمانوں کی طرف مارتے لگے ہیں۔ جاتے جاتے ایک بات کہہ رہے ہیں کہ یہ شخص کالے ستروں والا جادوگر مسلمان نہیں ہے اس کی مردہ لاش کو آگ لگا دینا تاکہ نہیں ہمیشہ کے لئے سکون مل سکے۔ ساتوں جادوگروں نے اسے جلاسنے کا پروگرام چلایا اور گڑیاں منج کرنے لگے۔ سب گڑیاں انہوں نے اس کی لاش کے اوپر پھینک دیں اور ان گڑیوں کو آگ لگا دیاں بد فطرت کی لاش چلنے لگی۔

صبا ایک ڈراؤنا خواب دیکھ کر اٹھ گئی تھی۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی بار بار اسے دھرت اور دونوں سے کھڑے دکھائی دیے انہیں اپنے سامنے دیکھتے ہی صبا چونک اٹھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ تو ایک راہ بندہ اس حالت میں آئیں گے لیکن آج ہی۔ وہ عورت مسکرا دی اور ایک گہری سانس اس نے لی اور کہا۔ صبا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو کام ہم نے نہیں سونا تھا وہ کام ہو گیا ہے۔ میں ابھر سے بچے اس ظالم انسان کے جادو سے باہر نکل آئے ہیں اب ہماری ردیوں پر کسی بھی قسم کی دیکھ نہیں

رہی ہے۔ بہت عرصہ تک ہم لوگ اذیت میں رہے ہیں اور تھک رہے ہیں اس اذیت سے چھوڑ دینا ہے۔ میں ہمارا ایک کام کر دینا تاکہ ہم آسانی سے اور پرسکون ہو کر اپنے آسمانوں کی طرف جا سکیں۔ اس تجربہ خانہ میں دھواں کے ساتھ ہمارے سر دفن ہیں جو اب کچھ پڑیاں بن چکے ہوں گے ان کو نکال کر باقاعدہ اسلامی طریقہ سے غسل دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر قبرستان میں دفن کر دیا تاکہ ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوسری دنیا میں چلے جائیں۔ اتنا کہہ کر وہ بچوں سمیت نائب ہو گئی۔ صبا نے جا کر اپنی ماں کو اور اختر کو ساری کہانی بتادی اور بتایا کہ اس جادوگر کا نانا ہو چکا ہے۔ اختر نے کہا۔ میں ابھی سے یہ کام شروع کر رہا ہوں۔ ایک تو ان تینوں کو روحوں کو سکون مل جائے گا دوسرا ہمارے گھر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خوف و ذہش ہو جائے گا۔ اسی کہہ کر وہ کدال و غیرہ دھونے لگا جرات مل گئی۔ صبا اور وہ دونوں تجربہ خانہ میں چلے گئیں لاف جادوگر وہ اس دیوار سے سامان بنانے لگے جہاں ان کے سروں کو زمین میں دبا گیا تھا۔ دونوں نے جلد ہی سامان کو بنا دیا اور پھر اختر اس جگہ کی کدلی کرنے لگے۔ غصہ ہی دیر بعد اسے پتہ چل گیا کہ فرش کے نیچے والی جگہ بہت نرم ہے۔ صبا اس کام کرتے دیکھتی رہی۔ تقریباً دو فٹ کی گہرائی تک پہنچے تھے اسے کچھ پڑیوں کے آبل مل گئے۔ اس نے کدال ایک طرف رکھ دی اور انہوں سے ملنا پھرنا لے لگا اور پھر اس نے ایک دو تین تینوں کچھ پڑیاں باہر نکال دیں۔ صبا کی نظریں انہیں کچھ پڑیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ بالکل دیکھی ہی کچھ پڑیاں تھیں جیسی وہ چلتی پھرتی دیکھتی تھی۔ اختر نے کھودنی زمین کو دو بارہ بند کر دیا۔ یہ کام کرنے کے بعد وہ بہت پرسکون ہو گیا تھا۔ اب اسے صبح کا انتظار تھا تاکہ وہ لوگوں کو ساتھ لاکر یہ کام کر سکے۔ باقی کی رات صبا ان تینوں سے متعلق ہی سوچتی رہی۔ اسے ان کی جدائی کا جہاں دکھ و رونا تھا وہاں خوش بھی دہری تھی کہ انہیں آزادی مل گئی ہے۔ سچ انہی دونوں کی یہ تھی کہ دروازے پر دستک نہ تھی۔ اختر نے جا کر دروازہ کھولا تو باہر کا باپ کھڑا تھا۔ باپ کو اپنے سامنے دیکھ کر اس نے غرک کیا کہ ابو خیریت سے گھر واپس آگئے بلکہ ابو خیریت جاتا تھا کہ وہ حد سے زیادہ حیران ہیں۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ایک لڑکی یا نہیں بکرا تھا اور پھر اس وقت مجھے دوش آیا جب اپنے آپ کو اپنے گلے کے پاس پایا۔ ایک طویل اور پائسلز منٹوں لمبی میں کیسے بیٹے ہو گیا۔ یہ سن کر صبا نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ اب وہ

غزل

یہ مومن نے ہاتھ ڈھکی کیے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں
جب انہوں نے ٹھکانا دیخو یہوں سے شکوہ کیا کریں
ہم بھی تھے آزاد لختا کے انہوں نے ہم کو قید کیا
پر کاٹ کے ہم کو اڑا دیا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں
تو آگے آگے چلے تھے بھی چھپتے مڑ کر دیکھا نہ تھا
جب منزل ہم سے دور ہوئی رستوں سے شکوہ کیا کریں
نہ واقف تھے مار کر کی گھبراہٹ سے آنکھیں بند کر
کے لو گھٹے

موجوں نے ہم کو پھیل دیا سمندر سے شکوہ کیا
کریں اک چین سے ہم نے پھول چن پھولوں سے
اوجھ و گھٹا تھا اس پھول نے ہی لب زخمی کیے اب خان
سے شکوہ کیا کریں
ہم تھپتھپاتے تھے تباہی رہتے کریں کسی اپنے نے اپنا
نہیں کسی اپنے کا نہ ساتھ ملا تھا توں سے شکوہ کیا کریں

مخل منہ موز جانا تیرا
انے تب سے مخل میں باا ہی پھوڑ دیا
تو نے سمجھا نہ کبھی جواب کے قابل
ہم نے سرمہ بھند رو نہ ہی پھوڑ دیا
ملا ہم سے نہ تو نے گوارہ سمجھا
ہم نے رو روہ آما ہی پھوڑ دیا
تو نے نظر سے جب چرائیں نظریں
ہم نے نظریں اٹھا ہی پھوڑ دیا
تو نے سمجھا انگوں کو منہ پانی
ہم نے آنسو بہا ہی پھوڑ دیا
تو نے مخل کے قابل نہ سید سمجھا
ہم نے سارہ زمانہ ہی پھوڑ دیا
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

فری دی ہے جس کو آپ نے آزادی دلائی ہے۔ اس نے
جوار عکس پر لیا تھا اور ساتھ ہی کہا تھا کہ ہم ان کی کھوپڑیوں کو
نکال کر اسلامی طریقہ سے دفن کریں۔ آخر پھانسی نے ان کی
کھوپڑیاں نکال لی ہیں۔ اب انہیں دفن کرنا باقی ہے۔ وہ اپنے
کبا ٹھیک ہے یعنی سب سے پہلے ہم یہی کام کریں گے۔ پھر
انہوں نے غلے میں گلی میں یہ خبر پکڑا دی۔ لوگ اس مکان سے
متعلق پہلے ہی جانتے تھے ان کھوپڑیوں کو دیکھنے کے لئے
آنے اور پھر، جسے ہی انہیں غسل دے کر سفید کپڑوں میں
پیٹ کر قبرستان کی طرف لے جائے گے۔ دو دو ٹکڑے بچوں
سہتے سہا کے سامنے آئی اور بولی۔ صاحبین جو مکان ہے کباب
ہم نہیں یہاں کبھی دکھائی نہ دیں تم لوگوں نے ہم پر بہت برا
احسان کیا ہے۔ جو خانہ میں جہاں سے ہماری کھوپڑیاں نکالی
ہیں، وہاں جا کر رکھنا جو چیز نے اٹھا لیا۔ یہ احسان کا بدلہ تو
نہیں ہے لیکن پھر بھی میری لاپٹی خوشی ہے۔ اٹھا کر کباب میں دو
گئی اور پھر دو بار دو دو دکھائی نہ دی۔ آخر وہ اور لوگوں میں دفن کر
کے آ گئے۔ جہاں اس کی آخری باتیں تھیں تو سب ہی قہر
خانہ میں بیٹے تھیں جہاں سے جگہ کھودنی تھی وہاں ایک کلا کچرا
پر اٹھا جسے جہاں نے اٹھا لیا۔ اسے دو روزی ساک اور اٹھا کر باہر نکلی
آئی۔ سب گھر والے بھی اس کے پیچھے اوپر کمرے میں آ گئے
اور دیکھنے لگے۔ ان کے چہرے حیرت و خوشی سے پھیل گئے۔
اس میں زبردات اور دھرم سارے بیٹے تھے۔ ہاں سکرادی اور
کہا۔ بہادر تم دونوں میں بھائیوں کی شادیوں کو قہر دے گئی
ہے۔ ہاں شاید ایسا ہی تھا۔

اتحاد پور اور جید شاید پہلی زندگی ہم لوگ نہ دیکھ
پاتے۔ میں بھی زور سے لدا اپنے سرسراہٹ چلی گئی اور آخر کی
دہائی کو بھی ہم نے زور سے لا دیا۔ اس کی کہانی کو کوئی سال
ہیت چکے ہیں، میری کولا زدن ہو چکی ہے جب میں اپنا
بچپن اور بچہ دس کے گلوں میں وہی زور دیتے تھے وہاں جو میں
نے اپنا زور دیا تو سب میں تقسیم کر کے ان کو دیا تھا تو مجھے یہ
کہانی یاد آ جاتی ہے۔ اتنے سال بیت جانے کے بعد بھی وہ
مجھے آج تک دکھائی نہیں دئی اور نہ ہی میرے خواب میں سمجھا
آئی ہے۔ شاید وہاں وہ اپنے حال میں بہت خوش ہے۔ خدا
تعالیٰ اسے آخرت کی تمام خوشیاں عطا فرمائے۔ آمین!



خونناک ڈانچہ 172

کالاسایہ

تحریر: آنسہ کنول - سبیل آباد

جاوگر رام لال کی شعلہاں آہستہ بہتہ بہتہ جلتی جاتی تھیں اور من ہر رات اس کو گونجنا لگے کیوں کہ گوشت اور خون لاکر جاتا تھا گوشت جاوگر خود کھاتا تھا جبکہ خون کالی ماما کے منہ پر اندر لیں دیتا تھا لہٰذا وہ خون سے کالی ماما کو انسان گردہاتا تھا مگر وہ کامیاب رہتا تھا اور اسے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ روح نے جبار کو بھگا دیا ہے اس لیے وہ روح کی جان کا دشمن بنا دیتا تھا۔ اور اسے اپنی قید میں رکھ کر شعلہ و شیش و پتھرا سے معلوم ہو چکا تھا کہ جبار اس کے مقصد کو کامیاب نہ کر سکتا ہے۔ لیکن وہ بھی کہ وہ قصہ سے اور زیادہ اس حید کی روح کو اذیتیں دیتا کہ یہ سب اس کی جہ سے دور ہے۔ صبح کا سورج نکل آیا مگر وہ حید انہی تک نہیں آئی تھی جبار بہت پریشان تھا اور اس بھی کیونکہ اسے حید سے بھت ہو گئی تھی رات بھر وہ سو نہ سکا تھا کیونکہ اسے اس کا چہرہ و نظر آتا تھا رات بھر وہ کروٹیں بدلتا رہا صبح کا انگارہ گر تار پون اپنی خصوصیت رات سے ڈھلتا جا رہا تھا مگر وہ انہی تک نہیں آئی تھی وہ غار سے باہر نکل کر سٹلنے لگتا تھا اسے دور سے وہ آتی ہوئی دکھائی دیتی تو وہ ڈور کر اس کے پاس گئی اور بے اختیار اس کا ہاتھ تھام لیا اور انتہائی پریشانی کے عالم میں اس سے پوچھا کہ تیرا حق دیر کیاں لگاوی تو حید نے جاوگر سے حقیقت کاہم کا اس کو بتا دیا جسے سنا کر جبار پریشان ہو گیا۔ ایک شوقین اور سستی نیکو کہانی۔





میں ڈوب رہا تھا تو جہاں نے ایک سمت کا تعین کر کے اس طرف چل پڑا مسلسل چلنے کی وجہ سے اور رات روز نے کیا وجہ سے اسے بھوک ستانے لگی اسے اس وقت تھوکیں ماری تھیں کہ وہ کیا کرے وہ دل ہی دل میں اللہ کو یاد کرنے لگا کہ پلٹے پلٹے اسے دور کیسے پیشے کے بیٹے کی آواز سنائی دی اور وہ اس طرف پلٹے لگا وہاں پہنچ کر اس نے پانی پیا اور لہجہ کا شکر ادا کیا پھر دو تھوڑی دیر آرام کرنے کی غرض سے وہاں ایک دوخت کے نیچے لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد اسے وہاں کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی جس کے چروں میں پاک تھی اور پاک کی جھنگارنے اسے لاشی طرف متوجہ کر لیا اور وہ ابو خراہر اسے دیکھنے لگا جیسے کسی کو تلاش کر رہا ہو اور اس کی یہ محنت دیکھ لائی کہ ایک انتہائی خوبصورت و شیرازہ اپنے ہاتھوں میں چلائی کہ ایک نوکر کی لیے جہاز کے سامنے آگئی جہاز تو ایک دم چونک سا مگر حسینہ اس قدر خوبصورت تھی کہ جہاز کو اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا وہ ایک ننگ باندھے اس حسینہ کو دیکھنے میں خود حسینہ کی نگاہ کی کئی معلوم ہو رہی تھی کہ جہاز کی نظر میں چمکا تا اور نکلیں جھپکنا ہی بھول گیا کچھ دیر بعد اس کی اس کویت کا مسئلہ کچھ یوں ٹوٹا کہ حسینہ اس سے مخاطب ہوئی جہاز یہ پہل کیا لو تم بھوکے ہو ساتھ ہی جہاز کے ہاتھوں میں اس نے کھجلی کچرا دیے وہ اپنا نام سن کر حیرت میں پڑ گیا مگر وہ اس وقت

رام لال انتہائی بھیاک جنگل میں اپنے چلے میں مصروف تھا کہ اسے اپنے اور دیگر کوئی خبر نہ تھی ایسے میں ایک نو جوان دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے آپ کی مدد کی سخت ضرورت ہے چند ڈاکو میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ خدا کے لیے مجھے بچانے کیلئے تو جہاز مگر نے اسے اپنی خودخواہ آنکھوں سے دیکھا اور بولا۔ تم میرا آرام سے بیٹھو میں اپنے ختم سے انہیں روکتا ہوں چند لمحوں تک جہاز مگر نہ میں کچھ بڑبڑاتا رہا اور پھر گویا ہوا نہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں اب وہ تم تک پہنچ جائیں گے جہاز کا سامنے پھولا ہوا قفا مگر اسے یہ سن کر خود اس کوں ملا تو جہاز مگر بولا اب تم آرام سے جا سکتے ہو چاہے تو رات یہاں بسر کرو مجھے اس میں کوئی آہنی نہیں ہے روتہ جانے کے تمام تر راستے صاف ہیں۔

جہاز مگر رام لال انتہائی بھیاک جنگل میں ضرورت کا مالک تھا جسے دیکھ کر خوف آنے لگا تھا مگر وہ جہاز کا محسن تھا اس لیے وہ اس سے ڈرتا تھا اور رات وہی پر گزارنے کا فیصلہ کر لیا جہاز مگر رام لال بھی دو بار وہ اپنے چلے میں مصروف ہو گیا تھا وہ قفا کے سامنے وقتی پائی مدت سے کچھ بڑبڑاتا تھا جہاز مسلسل بھاگنے کی وجہ سے تھکا ہوا تھا اس لیے وہاں پر ہی لیٹ گیا اور سو گیا۔ صبح جہاز کی آنکھ کھلی تو وہاں پر صرف جاپان جنگل کیسوا کچھ نہ تھا جہاز مگر سر سے ہی غائب تھی جنگل انتہائی خوفناک کی

بھانسنے کیلئے کافی تھا اور پھر بولا گردی آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے تو جادوگر رام لال بولا کالے پہاڑوں کے درمیان ایک سفید پہاڑی ہے اس سے ٹال کے جانب ایک راستہ ہے جو پہاڑی کے اندر غار میں داخل ہونے میں تمہاری مدد کرے گا وہاں غار کے آخری سرے پر تمہیں کافی مانتا کابٹ نظر آئے گا اس بات کے دائیں طرف جو چتروں کا ڈھیر ہے اس میں ایک بچہ ہے جادوگر اسے اسی طرح سے لے کر آؤ جن نے یہ ستارہ حجر سے ایک اور زوردار قہقہہ لگایا۔ بابا بابا اور غائب ہو گیا جادوگر نے منہ میں کچھ پڑھا اور چھوٹے باری تو اس روز کہ اپنے خصوصی انداز میں حاضر کر لیا ایک روٹھا کا بیول نمودار ہوا اور روح کی شکل اختیار کر گیا جادوگر رام لال نے اسے کہا مجھے ایک ایسے نوجوان کا انتظام کر رکھو جو مجھے میرے مقصد میں کامیاب کر سکے تو وہ نے کہا گردی مجھے کچھ وقت دے دو کہ آپ کو چند دن انتظار کرنا ہوگا جادوگر رام لال بولا ٹھیک ہے مگر زیادہ دنوں تک میں انتظار نہیں کر سکتا مجھے فوری شادی کرنی پڑے گی یا پھر حکومت کرنی ہے اور فنا کر دینا چاہتا ہوں سب کے سب کہاں ہاؤ۔ روح سننے ہی غائب ہو گئی جادوگر رام لال اپنے چلے میں مصروف ہو گیا۔

صبح کی کریمیں نکل رہی تھیں جہاں بھی خیندہ سے بڑا رہو چکا تھا چند لمحوں تک وہ بیٹھی بیٹھا اور حسینہ کا انتظار کرنے لگا کچھ دیر بعد حسینہ ہاتھوں میں کھانے کی شے لیے جہاں کے پاس آگئی جہاں نے حسینہ کو دیکھا تو بس دیکھتا ہی رہ گیا کیونکہ وہ قبل سے زیادہ حسین دکھائی دے رہی تھی جہاں کی نظریں اس کے چہرے پر تھمتھمت رہی تھیں حسینہ بولی ایسے کیا دیکھ رہے ہو تو جہاں ہنسپڑا گیا اور ساتھ ہی اپنی اس حرکت پر شرمندہ بھی ہو گیا۔ اور بولا تم جو بی بی اس قدر حسین کہ تمہیں دیکھنے کو دل کرتا ہے تو وہ بولی اچھا پہلے کھانا کھاؤ بعد میں باتیں کریں گے۔ جہاں نے کھانا کھاا اور پھر حسینہ سے کہا مجھے اپنے بارے میں بتاؤ کہ تمہاری موت کیسے ہوئی تو وہ ایک سرور سے بڑھ کر گردی اور بولی۔

میں اپنے پاس باپ کی اکلوتی اولاد تھی انٹر کے دوران ہمارا کالج ٹپ پر گیا جس میں میں بھی تھی اپنی چند سیٹیوں کے ساتھ میں جس میں میں سوار تھی اس کا ایک ہیڈنٹ ہو گیا مرکز کے ایک طرف پہاڑ تھے اور دوسری طرف گہری کھائی تھی ہماری بس کھائی میں گر گئی اتفاق سے اس حادثہ میں کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا پولیس اور دوسرے لوگوں نے سب کی لاشیں

خاموشی میں رباور پھیل کھانے لگا جب اسے احساس ہوا کہ اس کا پیٹ بھر چکا ہے تو اس نے اپنی توجہ اس حسینہ کی طرف مبذول کر لی جو اسے پیار سے دیکھنے میں خوشی اس کے دل میں ہزاروں سوال جنم لینے لگی۔

یہ کون ہے اس فخریہ شکل میں اس کا کیا کام۔ کیا یہ پاس کسی گاؤں کی ہے۔ میرا نام کیسے جانتی ہو۔ ڈرکار جہاں نے اپنے دل کی بات زبان پر لا کر کہی چھوڑی اور سوالوں کی بارش کر دی۔ جواب میں حسینہ مسکرائی اور بولی میں تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہتی ہوں مگر وہ نہ کرو کہ تم نہیں ڈرو گے جہاں پہلے تو سمجھا گیا مگر پھر اطمینان سے بولا کیونکہ کون ہو۔ حسینہ بولی۔ میں ایک روح ہوں۔ یہ سننا تھا کہ جہاں کی زبان لڑکھرائی۔ ر۔ ر۔ ر۔ روح۔ جہاں تو سہ ہوش ہوتے ہوتے بچا تو حسینہ نے ایک قہقہہ لگایا اور بولی مجھ سے ڈرو مت میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی میں تو خود کسی کی زیادتی کا نشانہ بنی ہوئی ہوں میرا وقت رات ہونے والی تھی اور وہ بولی کہاں جاؤ گے تو جہاں بولا میں کہاں ہوں کس جگہ میں ہوں مجھے کوئی بات نہیں ہے تو حسینہ بولی غلط مت کہہ میں تمہیں ایک محفوظ مقام تک پہنچا دیتی ہوں جہاں کوئی بھی تم تک نہیں پہنچ پائے گا یہ کہتے ہی وہ ایک طرف چلنے لگی اور جہاں بھی اس کے پیچھے چلنے لگا کچھ دیر بعد وہ اسے ایک غار تک لے گئی اور بولی تم اس غار کے آخری سر میں جا کر بیٹھ جاؤ میں صبح اٹے آؤ گی۔ تمہا کوئی جہاں کو غار سے نہ نکلے گی ختم ہو گیا کچھ بھی نہیں اور غائب ہو گئی۔ جہاں کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ سب کیا ہو رہا ہے اور جا کر غار میں بیٹھ گیا چند لمحوں بعد وہ یہ سوچنے دوئے لیٹ گیا جلدی بینڈی دیوئی اس پر سہراں ہو گئی اور دگر کی خیندہ ہو گیا۔

ابھر رام لال اپنے سامنے آگ جلانے اپنی بھیاک شکل لیے چلے میں مصروف تھا چند لمحوں بعد اس نے اپنا خوفناک آنکھیں جو اختیاری موتی تھیں کھولی اور دم میں کچھ بڑبڑایا کہ ایک دھماکے کے ساتھ ایک جن نمودار ہوا جس نے اختیاری بھیاک تھا جسے اگر کوئی کمزور دل دیکھ لیتا تو دوسرا سانس لینا اس کے لیے مشکل ہو جاتا اس کی آنکھوں کی جگہ دو گہرے سیاہ گڑھے تھے زبان بھی ایک ڈپر جھٹ تک باور کوئی ہوئی تھی منہ پر خون لگا ہوا تھا جسم پر بال اس حد تک بڑھے ہوئے تھے کہ خوف آ جاتا تھا وہ اپنا بھیاک روپ لیے جیسے حاضر ہوا تو ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ بابا۔ بابا۔ بابا۔ جو کان کے پردے

عمر سے باہر نکھ کر شے لگے تو اسے دور سے دہاتی ہوئی دکھائی
دی تو وہ زور کر اس کے پاس گیا اور بے اختیار اس کا ہاتھ تھام
لیا اور انتہائی پریشانی کے عالم میں اس سے پوچھا کہ آج اتنی
دیر کیوں لگے دہاتی ہوئی حسینہ نے جاؤ کر سے متعلق کام کا اس کو بتا دیا
تھیں جس کے جہاد پریشان ہو گیا اور کہا۔ جاؤ کر کون ہے تو حسینہ
بولی دیکھنا چاہتے ہو اسے۔ جہاد نے ہاں میں سر ہلایا تو وہ وہ
بولی ٹھیک ہے آج رات تم وہاں جا جاؤ جہاد جاؤ کر چل کر رہے
شرم کے سامنے گھبرے ہوئے لگے تو وہ چلی گئی جہاد بھی ادھر سے
ہو گیا سر دل میں اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ حسینہ کی مدد ضرور
کرتے گا۔

آج رات کا وقت تھا چاند اپنی پوری قہر دہ تب سے
چمک رہا تھا غمزدی غمزدی ہوا ماحول کو مزید پر لطف بنا رہی تھی
جاؤ کر نے جن کو حاضر کیا اور پوچھا کہ روح تھی ابھی تک ایک
نوجوان کو نکھ لاسکی ہو میری مدد کرتے تھے میرے مقصد میں
کامیابی دلوا کے دو ابھی تک نال متولی سے کام لے رہی ہے
تھے اس پر ملک ساہو نے لگے تم تھے اس کے بارے میں پتہ
کر کے بتاؤ کیا آخر کیا پکڑے جس نے اپنے انداز میں سب
پتہ کر لیا اور بولا روحی آپ کا شک درست ہے ایک لڑکا ہے
جو آپ کی مدد کر سکتا ہے اور وہ اس روح کے پاس محفوظ ہے
اسے اس نے ایک عمارت میں پھنسا رکھا ہے جاؤ کر نے یہ سنا تو
آگے بول ہو گیا اور بولا۔ اس نے میری قیدی ہو کر بیٹھے دھوکہ
کیوں دیا تو میں بولا روحی اسے وہ پسند آگیا ہے اس لیے وہ
اسے بچا جاتی ہے جاؤ کر نے اپنی گھبراہٹ آواز میں روکنے
ڈالیا تو وہ فوراً حاضر ہو گئی۔ وہ اس وقت کسی ہاتھ یا تھکی گئی
طرح لگ رہی تھی تو جاؤ کر نے اسے کہا کہ تم نے اس نوجوان
کو کیوں پھنسا رکھا ہے جہاد نے ایک تھکے دھوکے کے سامنے سے
سننے کے بجائے کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا
اب بارے میں اس کو وہ خوف زدہ ہو گیا۔ اللہ۔ میں اس
مسمیت میں تجھس گیا ہوں میری وہ فرما میرے مالک۔ روح
نے سنا تو بولی۔ شرمی میں نے وعدہ کیا تھا۔ میں ایسے نوجوان
کو تلاش کر کے اسے آپ کی تحریک میں سے دے دوں گی مگر جہاد کو
خوش۔ میں اس سے یہ توقع کم نہیں کر سکتی جاؤ کر کی آنکھیں
مزید تھکتے تھکتے لگیں۔ اور وہ روح کو بالوں سے پکڑ کر دور جا
پھینکا وہ روحی ہوئی کا پتہ بھی تو جاؤ کر نے اسے حکم دیا کہ کل۔
اتم اسے لے کر یہاں آؤ گی وہ میں اسے اصراروں کا اور
بھراستے تو پڑا تو پھر جہاد کی آنکھوں کے سامنے قسم کر دوں گا

نکال لیں جبکہ میری لاش کا کچھ بھی پتہ نہ چلا میرے والدین کا
رودر کر بر حال تھا میری لاش کو بہت تلاش کیا گیا مگر میں کسی کو
بھی نہ مل سکی آخر کار پوچھیں سے جہی بارہان کی اور میرے
والدین کو مہر کرنے کو کہا۔ مگر انہیں مہر کہاں آنے والا تھا وہ میر
وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کریں مانتے اگر ہماری بیٹی زندہ ہے تو
اسے ہم سے ملادے۔ اگر وہ اس دنیا میں نہیں ہے تو اس کی
مغفرت کر دے۔ چند دن گزرے تو وہاں ایک جاؤ کر کا گزرا
ہوا تو اس کی نظر میری لاش پر پڑی اور اس نے میری لاش کو اٹھا
کر ایک غار میں لے گیا اور جہاد پر عمل کرنے لگا اور چلے بھی
خروج کر دیے اور پھر تھکے اپنی قیدی بنا لیا اب سے وہ مجھ سے
بر لیا کام کر داتا ہے۔ جہاد نے سب جاؤ کر کا سنا تو اسے بے
اختیار رات والا وعدہ یاد آ گیا مگر وہ خاموش رہا حسینہ نے بتایا
کہ دن تک اہستہ میری ہتھیلیاں انسانوں کی طرح ہوتی
تھیں اور رات کو چارنگا بد جاتی ہیں جس سے وہ اپنے مقصد
میں کامیاب ہونے کے لیے ہر طرح کے کام کر داتا ہے اگر
میں انکار کر دوں تو وہ مجھے ذرا تے پکچاس ہے۔

جہاد اس کی کہانی سننے میں اس قدر کو تھا کہ اس کے
خاموش ہونے کو بھی اسے احساس نہ ہو گیا چنانچہ احوال بعد
اسے حسینہ کی سسکیوں کا احساس ہوا تو وہ کہہ دیا وہ میرا گیا اور
یوں اتم میرے کام لیا میں مست رہی جس میں اس شیطان جاؤ کر
کے چنگل سے آزادی دلوانا ہی میرا حق ہے وعدہ ہے۔ حسینہ
نے یہ سنا تو اس کی آنکھیں دھڑکیں تھیں وہ اس کی ایک
کروں اسے دکھائی دی وہ اسی طرح کڑھ گیا اور پھر شام کی
سیاہی چھٹی چلی گئی۔ رات کے سامنے میرے دورے تھے
جاؤ کر رام مال نے جن کو حاضر کیا اور کہا تھکے دھوکے وہ نہیں نے
وہ چلا جاؤ کر کے سوائے کہ دیار رام مال نے جن کو کہا۔ نہ کو کہ
دیا اور وہ اپنی تمام تر خوشی کی تھیں غالب ہو کر جاؤ کر اس پتے
پر عمل کرنے کا اور پھر روح کو پتہ نہیں تھا اسے حاضر کر لیا
اور پوچھا تو وہ بولی میں نوجوان کا حال کر دہی ہوں جیسے ہی وہ
مجھ سے ملے گا میں اسے آپ سے پاس پہنچا دوں گی۔ اتنا کہہ کر وہ
وہاں سے غائب ہو گئی۔

صبح کا سورج نکلی آیا کہ وہ حسینہ ابھی تک نہیں آئی تھی
میں بہت پریشان تھا اور اس میں بھی کیونکہ اسے حسینہ سے محبت
ہوئی تھی رات بھر وہ سو نہ سکا تھا کیونکہ اسے اس حسینہ کا پھر نظر
آج تم رات بھر وہ کہیں بدلتا رہا صبح کا انتظار کرتا رہا وہ اپنی
مخصوص رفتار سے زحمت جا رہا تھا مگر وہ بھی نہیں آئی تھی وہ

جبار نے جب یہ سنا تو دہاں سے دوڑ لگا دی اور غار میں پہنچ گیا اس کا سانس دھڑکنے کی مانند بند رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ حسینہ اسے جادو کر کے حوالے ہی نہ کر دے یہ سوچ کر اس نے ایک بھر جھری لی اور سانس بحال کرنے لگا اسی لمحہ غار میں اسے نیند نے آن دیو اور وہ دوسو گیا۔

صبح کا اجالا پھیل چکا تھا جبار ابھی تک نہ اٹھا نہ کھا تھا شاید وہ رات دیر تک جاگتا رہا تھا لیکن چند لمحوں بعد اسے اپنے اس بوجھ سے کوئی اس کے بالوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے محسوس کر رہا ہوا اس خوشگوار احساس کے ساتھ ہی اسنے اپنی آنکھیں کھولی تو حسینہ کو دیکھا جو اپنی جھیل جھیلی گہری آنکھوں میں آنسو لیے جبار کے اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی جبار ایک دم اٹھ گیا اور حسینہ کا ہاتھ قلم کر بولا تھے اس جادوگر کے حوالے تو نہیں کر دی تو وہ بولی، بھراؤ مت میں اپنی جان پر کیل جادو گئی مگر تمہیں اس کے حوالے نہیں کروں گی مجھے اپنی فکر نہیں ہے بس تمہارا خیال ہے کیونکہ مجھے تم سے محبت ہوگی یہ جبار نے جب یہ سنا تو خوشی کے بارے اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی اور ساتھ ہی اس نے بھی اپنی محبت کا اظہار کر دیا اور بولا اب چاہئے کچھ بھی ہو جائے میں جادوگر سے کراؤں گا اور تمہیں آزادی دلوا کر ہی دم لوں گا میں تم میرا ایک کام کر دو پہلے تو حسینہ حیران ہوئی کہ اس میں اتنی محبت کیسے آگئی پھر بولی کہ کیا کام ہے۔ جبار بولا۔ مجھے گاؤں تک پہنچا دو میں ایک بزرگ بابا کو جانتا ہوں جو میری مدد ضرور کریں گے اور میں جادوگر کو اس کے انجام تک پہنچا سکوں گا۔ یہ سن کر حسینہ نے کہا ٹھیک ہے مگر مجھے تم دہاں جا کر قبول فرمیں جاؤ گے۔ جبار بولا یہ سو ہی نہیں سکتا کہ میں اپنی جان کو قبول جانوں میں یہ سب تمہاری خاطر ہی تو کرنے جا رہا ہوں بس تم رونا کرنا پھر بولی ٹھیک ہے اب اپنی آنکھیں بند کر دو جبار نے ایسا ہی کیا پھر چند لمحوں بعد اسے آواز سنائی دی آنکھیں کھولو جب جبار نے آنکھیں کھولی تو وہ اپنے آپ کو گوا کے کھیتوں میں پایا مگر حسینہ کو اپنے اور گرو نہ پا کر وہ اداس سا ہو گیا اور پھر بزرگ بابا کی جھونپڑی کی طرف چل دیا وہاں پہنچا تو پانی جی عبادت الخانی میں مصروف تھے وہ ایک طرف بیٹھ گیا اور ان کے غار سے ہونے کا انتظار کرنے لگا کہ وہ دیر بعد بزرگ بابا عبادت سے فرما دے اپنے تو جبار سے مخالف ہوئے جبار کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بابا بول کر سے دیکھو جبار بیٹھے میں تمہارے یہاں آئے کا مقصد جانتا ہوں اور اس میں میں تمہاری پوری پوری مدد بھی کروں گا اس

جبار کو کہ اپنے انجام تک پہنچانے کے لیے جس میں سات راتوں کا چل کر تازہ ہوگا چلہ مشکل ضرور ہے مگر مانگیں نہیں تم ضرور اس میں کامیاب رہو گے میں تمہیں درد کے الفاظ یاد کروانا ہوں اور تم آج سے ہی اپنا چلہ شروع کر دو تاکہ جلد از جلد اس شیطان جادوگر کا خاتمہ ہو سکے جبار کہ یہ چلہ کی ویران جگہ پر کرنا تھا جہاں انسانی پہنچ نہ ممکن تو ایسے میں بابا نے جبار کو درد سکھا دیا اور پھر بار چلہ کی جگہ منتخب کرنے چلا گیا اور ایک ویران جگہ کا انتخاب کر کے واپس آ گیا۔ اور پھر اس نے چلہ شروع کر دیا آج اس کے چلہ کی پہلی رات تھی اور وہ ذرا ہوا بھی تھا اور ہر جوش بھی تھا بلے حشرات لیو و چلہ کی ہنسی چاہتا تھا اور پھر اپنا حصار کھینچ کر اس میں بیٹھ گیا رات شامی کیسے تھا بیت گی اور پھر مسلسل چار راتیں اس کی رات سے بیت گئیں اور ان چار راتوں میں اس کے ساتھ کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ سامنے نہ آیا۔

جادوگر رام لال کی شکلیاں آہستہ آہستہ قسم ہوتی چوری چھپ چھپ اور جن ہر رات اس کو نو جوان لڑکیوں کا گوشت اور خون لاکر دیتا تھا گوشت جادوگر خود کھاتا تھا جبکہ خون کا لی باتا کے بہت بڑے اٹل دیتا تھا کہ اپنی دو خروں سے کالی باتا کو استان کر داتا تھا مگر وہ ناکام ہو رہا تھا اور اسے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ روح نے جبار کو بھگا دیا ہے اس لیے وہ دودھ کی جان کا دشمن بننا ہوا تھا۔ اور اسے اپنی قید میں رکھ کر مختلف فوٹیں دیتا تھا اسے معلوم ہو چکا تھا کہ جبار اس کے مقصد کو ناکام بنا رہا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ غصہ سے اور زیادہ اس حسینہ کی روح کو اڑھیں دیتا کہ یہ سب اس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

آج جبار کے چلہ کی پانچویں رات تھی اور وہ حسینہ کے بارے میں سوچتے سوچتے چلہ کی جگہ پہنچ گیا اور حصار کھینچ کر اس میں بیٹھ گیا پھر الفاظ بولے تھے کہ ایک چمچل نمودار ہوئی اٹک ندیا۔ اتنی بیا تک کہ جبار کا سانس غلٹ میں اٹک کر رو گیا کہ اس نے وہ رات تھا جسے جبار پاکستان ہو۔ ہاں کچھ ساتویں نے لے رکھی تھی منہ سے خون نکل رہا تھا آنکھوں کی جگہ انگارے بھرے ہوئے تھے جگہ جگہ سے گوشت غائب تھا جن میں کھڑے کھڑے زہر نے اپنا محل جادو کھا دیا کچھ ساتویں کو جبار کی طرف جھینچتی اور کچھ خونی ہر سات دہنے لگی۔ کچھ کھونٹیاں اڑنے لگیں تو کچھ کچھ وہی طرح رات گزر گئی اور پھر کی آواز آنے ہی جبار واپس جھونپڑی میں رو گیا وہ آج بہت ڈرا ہوا تھا بابا نے اس کا چیرہ چوہا لیا تھا کہ وہ رات کو چلہ

دی دو غائب ہو چکی تھی۔ جہاں اس کی قبر پر چڑھ کر روتا رہا لوگوں نے اس کو قتل کی اور اپنے ساتھ اس کو گھر لے گئے۔ اب ہر طرف شائق ہو چکی تھی لوگ بھر سے آزادی کی زندگی بسر کرنے لگے تھے جو اس کو ہر باپ اس کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کو تیار تھا سو جہاں نے ایک شریک کو پسند کر کے اس سے شادی کر لی۔ آج جہاں اپنی بیوی کے ساتھ بہت خوش ہے مگر جب بھی اس کو وہ حسرت یاد آتی ہے تو اس کا دل خون کے آنسو رو پاتا ہے اس کی اپنی کو بیٹے ہوئے چند روز سال ہو گئے ہیں مگر جہاں کی یادوں میں وہ حسرت آج بھی زندہ ہے۔

غزل

میں بھرم جاؤں تو مجھے شرابی نہ سمجھنا
مگر جاؤں مجھ سے میں تو نازی نہ سمجھنا
تھوڑا سا بہک گیا ہوں محبت میں
ہو آگے بڑھوں تو شکاری نہ سمجھنا
مجھ سے جھین لی ہیں خوشیاں میرے انہوں نے
پانچ جو پھیلاؤں تو بیکاری نہ سمجھنا
مجھے آتا ہے اب بھی دوستوں کا خیال
بہت کچھ کھویا ہے میں نے انازی نہ سمجھنا
محمد تقی احمد حیدری۔ سبیل آباد



غزل

اب جو بکھرے تو بکھرنے کی حکایت کہیں
شگ چوں کی ہواؤں سے رفاقت کہیں
میر نے اس دور کے انسان سے محبت کی ہے
جرم کشین کیا ہے تو رعایت کہیں
رخ کسی اور طرف روح حق میری طرف
ات میرے دوست محبت میں سیاست کہیں
اک چہ بھی اگر شارب سے دوتا جدا
کیا کہیں دل پہ گزرتی ہے قیامت کہیں
میں کہے آجائے ہیں تیری یادوں کے پجاری
یہ شخص کے رشتوں کی دولت کہیں
آنسو کول۔ سبیل آباد



کاہنے لگی پیسے زوروں کا زلزلہ کیا ہو جو کچھ ہی دیر کے بعد ہم
گیا اور اس کے ساتھ ہی جاوگر کا جلا ہوا جسم وہاں موجود تھا جو
جہلیوں کا حاجی ہیں تھا کھانا اور لائیو بھی بہت کی طرف بھاگا جو
اب ریسیں اور زنجیروں کی قید سے آزاد ہو چکی تھی اور ہوش
میں آ چکی تھی جہاں کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ اس کی طرف چلے اور
اس کے گئے جا چکی اور زور زور سے رونے لگی جہاں بھی رودیا
اور کافی دیر تک یہ رونے کا سلسلہ چلتا رہا جب جہاں بولا اب میں
کر دو دیکھو تم آزاد ہو چکی ہو۔

ہاں جہاں میں آزاد ہو چکی ہوں اور میں بہت خوش ہوں
۔ جہاں بولا۔ کیا میں تم کو اپنا سکتا ہوں تو رو رہی کی جہاں تم اسنے
اتھتے ہو کہ دنیا کی کوئی بھی لڑکی تم کو اپنانے میں فخر محسوس کرے
گی لیکن میرا اور تمہارا ساتھ ملن نہیں ہے کیونکہ میں اب سکون
کی نیند سونا چاہتی ہوں مجھے اس جنگل میں بھٹکتے ہوئے ایک
سال سے لوہو پر چکا ہے اس لیے میرا ایک کام کر دو میری لاش
کالے پہاڑوں کے درمیان سفید پہاڑی کے اندر غار ہے اس
غار کے آخری سرے میں کافی مائے کے بت کے
چروں میں پڑی ہوئی ہے تم اسے وہاں سے نکال کر اسلامی
طریقہ سے دفن کر دو تاکہ میری بیگنی ہوئی روح کو سکون مل
جائے جہاں یہ سن کر بہت رو دیا بابا جی بڑک جاو مگر کی بھیاں چن
کچے تھے بولے مینا یہ ٹھیک کتنی ہے نہیں اس کی مدد کرنی چاہیے
جو یہ کہتی ہے نہیں اباسی کرنا چاہیے تم چلو اس جگہ جہاں
میرا مرد جسم ہے میں تم کو وہاں پہنچا رہی ہوں اتنا کہہ کر اس
نے آنکھیں بند کر کے کہہ دیا جو بھی انہوں نے اپنی
آنکھیں بند نہیں وہ ایک جگہ گتے کی مانند اوپر کی طرف اچھلے
اور پھر پانچ دیر بعد وہاں اس جگہ موجود تھے وہ اس غار کے
اندر چلے گئے جہاں اس کی لاش سچ شدہ پڑی ہوئی تھی جہاں کو
اس کی لاش دیکھ کر بہت دکھ ہوا لیکن کیا کرنا تھا نہ کوئی اسے اس
کی لاش کو اٹھاتا چلا جوت اسے اٹھا کر غار سے باہر نکل آیا اور پھر
اسی طرح آنکھیں بند کیں تو اس کو ایک جگہ لگا اور کچھ ہی دیر
بعد وہ گاؤں میں موجود تھے جہاں نے تمام گاؤں والوں کو تمام
حالات سے آگاہ کر دیا اور پھر اس کی لاش کو بڑا کر تاشین پہنایا
کیا اور نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس کو اسی قبرستان
میں دفن کر دیا گیا اور جہاں کی آنکھیں رہ رہی تھیں وہ دیکھ کر باقی
کہ جب اس کی لاش کو قبر میں اتار آیا تو وہ قبر کے پیر کھڑی
تھی اس کی آنکھوں میں آنسو موجود تھے جو کہ جہاں کو ادوا کہ
ری تھی اور پھر قبر چن دینی جہاں سے دیکھا تو وہ اس کو دکھائی نہ



پھول اور کلیاں

* اور وہ عالمی برائی تو ہاں ہے۔

اقوال ذریعہ

پرویز افغان - دریا خان شیر

* تا سوچ کر بات کرتا ہے اور بے خوف بات کر کے سوچتا ہے۔

گلدستہ

- اللہ کا ذکر ہی مجھ میں چیز ہے۔
- مشکل کشا سرف اللہ کی ذات ہے۔
- ہر کام میں ارباب ماری کا پناہ۔
- ہر کام میں اللہ سے شروع کرو۔
- کسی کو بھی کوئی تکلیف نہ دو۔
- اے اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرما۔
- زندگی میں مصیبت اور دکھ آنے رہتے ہیں۔
- سب سے زیادہ عالمی گنہگار ہے۔

- * اللہ کی عافی بولی چیز ملک نہیں بولی، ہاں اس کا کہنا دھلا دھلا ہے۔
- * غلبہ کی کائنات کے کل وجہ خانی عرض دکالے ہیں۔
- * وہی بڑے غلوں: وہ خوشبو کی مانند ہوتی ہے۔
- * اچھا دوست ایک اول تولد ہوتا ہے۔
- * مال والا لاداک آڑا کھنک سے سوا کچھ بھی نہیں۔
- * محبت کرو تو اس طرح سے کہ تم ایک مثال بن جاؤ۔
- عمران و نجم راہی - منہ پانی

پرویز افغان - دریا خان شیر

لطیفہ

دکھ کیا ہے؟

- دکھ وہی ہے جو صحرا میں ہیں کھٹے ہیں۔
- دکھ وہی ہے جو آسمان میں رہتے ہیں۔
- دکھ وہی ہے جو دریاؤں میں بہتے ہیں۔
- دکھ وہی ہے جو ہر اک آواز سے جھلکتے ہیں۔
- دکھ وہی ہے جو دریا میں بہتے ہیں۔
- دکھ وہی ہے جو ہر اک آواز سے جھلکتے ہیں۔
- دکھ وہی ہے جو ہر اک آواز سے جھلکتے ہیں۔
- دکھ وہی ہے جو ہر اک آواز سے جھلکتے ہیں۔
- دکھ وہی ہے جو ہر اک آواز سے جھلکتے ہیں۔
- دکھ وہی ہے جو ہر اک آواز سے جھلکتے ہیں۔

ایک عورت کے سر میں دو نور ہوا، اس کے پاس ایک اور عورت آئی، اس نے اس کو پولا کیا بات ہے، کیوں پریشان ہو؟ اس نے جواب دیا کہ وہ نور پا ہے۔
دوسری عورت: پریشان: دل کی کوئی بات نہیں میرے سر میں نہیں وہ نور ہوا، میرے دل میں میرا سرائی گون میں رکھ کر میرے سر کی بالوں کی اور میرا سر دو قسم ہو گیا تھا۔
پہلی عورت: باقی! آپ کے شہر صاحب کب گھر پر ہوں گے؟

وہی عورت: اداات کو

پہلی عورت: ناہی اس ضرورت کو ادا کی۔

(آغاب احمد خانی - سوہنی عرب)

سپاہی میرا ہنس - بول پرو

انصوبل مولیٰ

- || فزادنی کی ہولک اسیرنی کی اسیرنی سے بہتر ہے۔
- || کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔
- || بڑا دوست کی دوستی کو ایک شخص کی عداوت کے برابر نہ
- || اگر تو گناہ پر فدا ہو تو کوئی ایسا تمام عاوش کو پیدا نہ

معلومات

- * تمام ملک کے چار سو پتے ہیں۔
- * جنت کا کھڑا سواست شہر کو کہتے ہیں۔
- * سب سے زیادہ بے مانی انڈیا کے ملک میں ہے۔
- * خزانہ پاک میں 114 سو روپے ہیں۔
- * خزانہ پاک کی سب سے چھوٹی سمت کوڑ ہے۔

ندہ ہو۔

● مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے؟

ردیہ محمد اسلم - سرگودھا

لطیفے

● ایک دن ایک چور غریب آدمی کے گھر آباداراں سے پوچھا۔ ارے بڑے نہمارے گھر میں سونا کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میرے بیٹے سارا گھر خالی ہے جہاں سرخی ہو جاؤ۔

● ایک شخص سکولی گیا اور ماسٹر صاحب سے درخواست کی کہ ان بچوں کو کہیں کہ میرے لئے دعا کریں، میرے حالات ٹھیک ہو جائیں۔ ماسٹر صاحب نے جواب دیا اگر میری کلاس کے بچوں کی دعا قبول ہوتی تو میں آج اس سکول میں نہیں بلکہ قبرستان میں ہوتا۔

ردیہ محمد اسلم - سرگودھا

میری رائے

بے وفائی کرنے والے کو معاف نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ اکثر عین کرنے والے بے وفائی ہی کی وجہ سے خود کوئی کر لیتے ہیں اور اپنی زندگی کی بازی ہار کر اپنی آخرت بھی خراب کر لیتے ہیں۔ بے وفائی کرنے والے کا دوسرے کی زندگی کی خوشیاں لوٹنے کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ اگر بے وفا کو معاف کر دیں گے تو اس کا بیش کاہہ شیوہ بن جائے گا کہ وہ ہر کسی کے دل کے ساتھ کھیلے، ہر کسی کی زندگی خراب کرے۔ بہتر یہی ہے بلکہ میری رلی رائے ہے کہ بے وفا کو دنیا اور آخرت میں ضرور سزا ملے تاکہ کسی کے دل کے ساتھ کوئی بھی بے وفائی کا کھیل نہ کھیلے۔

رح - کالا باغ

سوالات و جوابات

س: اس مقدس پتھر کا کیا نام ہے جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے؟

ج: حجر اسود۔

س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج کئے؟

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حج کیا، وہی پہلا اور آخری تھا۔

س: سب سے پہلے مکمل ہونے والی سورۃ کا نام بتائیے۔

● اللہ کا ذکر کرنا سے فکر و غم دور کرتا ہے۔

● بہت بڑا گناہ ہے کہ تم دو بات کو جو تم نہیں جانتے ہو۔

● خالوں کو صاف کرنا مظلوموں پر ظلم کرتا ہے۔

● لنگی ایک ایسی شے ہے جو دوست اور دشمن دونوں کے گھر اجالا کرتی ہے۔

● محبت ایک اجناس ہے جو دانہ اور دانہ ان کو ایک ہی سمور کرتا ہے۔

● ہر ناکامی آپ کے لئے کمالی کی راہ تلاش کرتی ہے۔

محمد نسیم خان - سواتوالی ضلع بارخ

جنت میں لے جانے والے اعمال

● جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو۔

● جب وعدہ کرو تو اس کے خلاف نہ کرو۔

● جب کوئی امانت دے تو ضمانت نہ کرو۔

● اپنی ناکہوں کو ہمیشہ نیچا رکھو۔

● اپنے ہاتھ پاؤں اور غیرہ کو حرام سے بچائے رکھو۔

● اپنے رب کی جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

عبدالرشید آؤڈ - عبدالرحیم

محبت کی عبادت

جب بھی دو شخص آمد مجھ سے خدا ہو جاتا جائے

اک سونامی مرے سینے میں بپا ہو جائے

دل میں پھر کچھ بھی نہیں ہو گا غلاؤں کے سوا

نہ کسی روز اگر مجھ سے جدا ہو جائے

وہ بہت دکھتا ہے جاہت کی نازوں کا حساب

وہ تو ایک عہدہ نہ چھٹے جو خدا ہو جائے

چھپکپاں دے کے سلامتی ہے میری یاد میں

نیز جس رات بھی آنکھوں سے خدا ہو جائے

یہ طرہ ہے محبت کی عبادت کا اند

وہ کو چھو لینے سے اک ترکہ ادا ہو جائے

اسد حسین - علی، آزاد کشمیر

مسکراہٹ

● مسکراہٹ ایک ایسا پھول ہے جو کبھی بھی نہیں مرجھاتا۔

● مسکراہٹ زندہ دلوں کی پچکان ہے؟

ن: سورۃ الناحیہ۔
ن: حروف مقطعات سے کیا مراد ہے؟
ن: وہ الفاظ جن کے معانی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مثلاً
الم۔
ن: ذوالکورین کس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب
ہے؟
ن: ذوالکورین یعنی دونوں والا حضرت عثمان غنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔
ن: ادین کا پہلا (پران) نام کیا تھا؟
ن: ادین حنیف۔

ساز و دارم

غم ہی غم

تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے۔ تو آئی تو غم آئے
برائے میں میرے۔ فرقی نام کی چیز نہیں ہے میرے مقدر
میں۔ غم میرے غم ہیں دوستو!۔ یہ میری آنکھیں غم
کرتے ہیں دوستو!۔ غم میری زندگی میں اک پہانے روپ
میں آئے۔ جیسے کسی کی زندگی میں بھی خوشیاں آتی ہیں
۔ کیا سوچا زندگی میں بھی کسی نے۔ کہ خوشی کا قلعن ہمیشہ
غم سے ہوتا ہے۔ مجھے غم سے پیار ہے غم کا ناشق ہوں
کبھی میں بھی کس کا غم تھا۔ کبھی کوئی میری آس میں تڑپا تھا
لیکن آج میں ہوں میرا غم ہے۔ غم کو میں نے دل میں بسایا
ہے۔ مجھے غم رے کہ خوشی ہی ہے غم نے۔ فقط میری تنگ
دعا میں تیرے ساتھ ہیں۔ میری بچہ زندگی بھی لگ جائے
مجھے۔ تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے

ساز و دارم

عشق کی پیش میں جھٹس گیا ہے فراز
وہ شخص جو آگ کے دم سے زلتا تھا

انتخاب: ساز و دارم

زندگی

زندگی اک سفر ہے۔ اک ایسا سفر جس میں۔ اک نئی روپ
۔ اک نئی سوچ ہے۔ مسافر ہے اور پچھے مقصد کے حصول
کے لئے۔ بھگ جاتا ہے کھن رستوں میں۔ جو محل کر
روشن دیتی ہے۔ خود تو کھن جاتی ہے لیکن۔ کچھ چلی کچھ
لے جاہت کے بھناتی ہے۔ زندگی اک امتحان ہے۔ زندگی
جینے کا نام ہے زندگی۔ سچ ذہنک سے جیو!۔ شکاکت میں
گرے ہو۔ یہ تو زندگی ہے کچھ بالو گے۔ اور کچھ کھن بھی دو
گے۔ اسی کا نام زندگی ہے۔ زندگی ایک سفر ہے

ساز و دارم

معلومات

- شاعر مشرق علامہ ذاکر سرحدی اقبال نے 1893ء میں
گجرات سے سینٹرل میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "حکیم اللہ" کہتے ہیں۔
- دنیا کا سب سے کم گرامر سندھ رنجھو بالنگ ہے۔
- دنیا کی سب سے اونچی ریلوے لائن زیر و خیر توبی امریکہ
کی تومی ریلوے ہے۔
- سندھی زبان میں ڈرامے کی ابتدا امر دھلیجیک نے کی۔
تھیٹر علی کہانی۔ گاؤں کی

لطیفہ

ایک صاحب کے گھر مہمان آیا جو گھر کا سارا کھانا کھا
گیا۔ ایک بچہ رونے لگا کہ اسی کھانا دیتے۔ اسی نے بچے کو
چپ کراتے ہوئے کہا۔ "جنا! نہرو مہمان کے جانے کے بعد
مہم سارے گھر والے کھن بکر روئیں گے۔"
تھیٹر علی کہانی۔ گاؤں کی

نظم

آزاد چنچمی ہوں، مجھے اڑنے دو۔۔۔ نہرو کو، مجھے اڑنے دو
رفت چلا جائے گا، مجھے اڑنے دو۔۔۔ کچھ کا میرا مقدر بن
جائے گا، مجھے اڑنے دو۔۔۔ دیکھو مجھے جانے دو نہرو کو مجھے
میرے سامنے جا رہے ہیں، مجھے اڑنے دو۔۔۔ درختوں پر
بیانی آگئی ہے پارو!۔ کتنے خوش تھے پہلے ہم۔۔۔ آزاد
چنچمی ہوں، مجھے اڑنے دو۔۔۔ کوئی شام کی اداسی مجھ میرا

بہترین شعرا پر پیاروں کے نام

ز نے ہنسی ہی نہیں اُڑتی فرائض ہم سے

شعب خیرانی - جوہر آباد

عمر شہیدی، شادراکھوہ کے نام

نہیں یہ جو نہیں سکا کہ بیتی پاؤ نہ آنے

با نیرت نہیں یہ دل کہیں بھی اب میں نہ پاؤں

جیسے جوتے سے پہلے میری دکان دلی پاؤں

سید عیادت علی - ذی آبی نالان

ایم لاہور کے نام

غیر اس سے کچھ نہ نہیں انہوں سے کچھ نہ نہیں

میں دو نم لی کتاب ہوں نے کھسی نے پڑھا نہیں

نیرے معصوم دامن کی قسم اسے مجھ سے والے

بہت مجھ سے ہیں تو وہ لکھا نہیں

نہیں مثنوی - نوشہرہ پراخان

ابن جبران کے نام

نیرے چہرے کے مٹھام کچھ دیا

ہر خانہ دل پہ نیرا نام کچھ دیا

گزارا یہ کوئی لمحہ نیرا یاد کے سرا

وہ لمحہ نور : حرام کچھ دیا

مدثر خاں - جہان آباد

ابن سکنا کے نام

مجھ کو نہیں ملے کہ آفتابی بات مجھ سے ہواں مجھ

و کچھ بیتی یاد پھر از وی ہے میری آنکھوں میں پانی کی

مدثر خاں - جہان آباد

ساجد پروتھی جہان آباد کے نام

نیشوں کا سنا، نے کہ انہیں مجھ سے

ہت لہر میں بھی نیرا ہے کہ انہیں مجھ سے

دب بھی نیرا ہے کہ انہیں مجھ سے

دست سے نیرا ہے کہ انہیں مجھ سے

SA کے نام

منسوب ہے یہ لوگ میری زندگی کے ساتھ

اکثر دی لے ہیں بیتی بے دلی کے ساتھ

میں نیرت آنے کی امید رکھتا ہوں مگر

نیر کو غیب کا پیار ہے اس دلی کے ساتھ

عبدالستار بٹاڑی - ذریعہ ملک

AK کے نام

مثنوی ناسوئی ہے لکھا وکھل ہے وہ

سامانی بائیں فدا دل ہیں جیسے

اشارہ تو درد کا کہ وہاں غنا دہے والا

مگر چوہان ساحل نے مٹھام سے الوداع سمجھا

محمد طاہر - ذریعہ ملک

دیکھیں ارشد معصومی عرب کے نام

نیرت مجھ سے لکھی افسردہ تھی دم نیر

اسے دوست اب پڑھوں میں غزل کس کو کچھ کہ

دیکھیں ساجد کاوش - خان بلیہ

دیکھیں ساجد کاوش و خان بلیہ کے نام

اک پہل بھی اکثر بڑھ سکا دیتا ہے

اک شاہو دیا جکا دیتا ہے

جہاں کام نہیں آنے دیا مگر کے دینے

دہاں اک دوست زندگی بنا دیتا ہے

دیکھیں ارشد - سرحدی عرب

رجب شہیدی، شادراکھوہ کے نام

ہم ہیں وہاں کے ندی پر دم دیا کہا کریں کے

اک جان ہے جو بانی ہم پہ فردا کریں کے

عبادت مثنوی - ذریعہ انارکلی خان

AG حافظ آباد کے نام

نیرت بھی نیرے نام کے چہرے ہوتے

جو اس وقت بھی جا نہیں سکتا
یا سہیں سلیم قادری - کراچی

ایک کے نام

دل بھی روٹی کے نام ہوئی ہے
دلدار کی روٹی کی شان ہوئی ہے
کبھی بھی روہ پر روہ کے سرے دل میں
بھی بچی روٹی کی بچوں ہوئی ہے
یا سہیں سلیم قادری - کراچی

کسی اپنے کے نام

نیرے میں جو کسی اور کی پابست اجرت
جہول کے مجھے یہ بات بتاتا نہ بھی
یہ نہیں کہنے کہ ہر لمحہ مجھے یاد رکھو سائی
پر بیٹھ کے لے مجھ کو بھلا نہ بھی
محمد طاہر - فیضی

کسی اپنے کے نام

جب سے نیرے نام کر دی زندگی اچھی تھی
نیرا نام اپنا کا نیری نئی اچھی تھی
نیرا بیکر نیری خوشیہ نیرا لہجہ نیری بات
دل کو نیری منتظر کی سادگی اچھی تھی

یا سہیں سلیم قادری - کراچی

K ملتان کے نام

ٹٹے کی دل میں رک رکنا
کبھی نہ خود کو میری جان اداس رکنا
خوشی لے کی اک روز بارش کی طرح
ان آنکھوں میں غمزدی سی پیاس رکنا
محمد ذہیر شاہد - ملتان

ایس کے نام، جہلم کے نام

جانے ہوئے لوگوں کو کون رک سکتا ہے
یہ تو وہ اندھیرے ہیں جو صبح
ہوئے سے پہلے شمع ہو جانے ہیں
جانے سے پہلے اٹھا سہی کیا اے ایس
مدان حیدر - جہلم

اے رحیم بارخان کے نام

خوشی نہ ہوئی میں پرانہ نہ ہوتا
خوشی نہ آئی میں نیرا پرانہ نہ ہوتا
درختان - ایک

اپنے کسی چاہنے والے نام

اپنا ہاتھ سرے ہاتھوں میں خود مجھے دیا ہے کہہ اور نہیں اپنے
مجھے اس محبت کی قسم، مجھے صرف نیرا ساتھ چاہیے
محمد راضی - واہگٹ

باتو کرانی کے نام

جننے کے لئے کوئی جہ تو چاہیے نہیں
اور تم کہتی ہو زندگی ہی یہ ہے
نازیں - جانی گوت

زیلا سہور کے نام

میری روٹی کی تم کہا آزمائش کر سکو
جان سے زیادہ کہا فرمائش کر سکو
میری روٹی ہے مسند کے پانی کی طرح
کہا کبھی اس پانی کی پائش کر سکو
محمد عثمان - لہ

ایس لاہور کے نام

کہاں تلاش کر کے مجھ جیسا شخص حسن
جو اپنی ذات سے زیادہ نیرا خیال دیکھا ہو
محمد عثمان - لہ

بصیر احمد علی پور کے نام

چپ ہو کر جہ سے ہمیں معلوم نہیں دوست
دل ڈوب جاتا ہے جب غم یاد نہیں کرتے
ایک نفا دونی - وجیم بارخان

کسی اپنے کے نام

کلی آنکھوں سے ساری عمر دیکھا
اک وہا خوب ہو اپنا نہیں غا
ہر آنہ آج تک وہ شخص دل میں

ساز نو بھرتے ہیں رات کب بٹی ہے
جنت دنیا رانی ہے جنت کب بٹی ہے
ہم صبی کو پانچے ہیں سبھی سے پار کرتے ہیں
عمر افضل جہاں کلاباغ

K. خانہ دل کے نام

مجھے بھلانے کا فہم " روز کرتا ہے شاہ
گر اس کا کوئی میں نہیں پتا میری دہ کے ساتھ
شاہ اقبال خلک - کرک جتوئی

کسی اپنے کے نام

چکر کے گر نہ باہن میں اس نیز دھپ میں
بھ کو اور سنہال بڑی نیز دھپ ہے
نور احمد گوید - لالہ بکی

اسب سہا بیواں کے نام

حوش ہر ناک فیشوں کا بھرا نہ کرو
جو نہ ہوئی ہو کبھی وہی فنا نہ کرو
صن کو تم نے ہدا سمجھا ہے لیکن اسے گھرا
خود جانے ہوئے مجبور کی ہوا نہ کرو
سارگر گھرا کنول - فورٹ عباس

دیکھ سکندرو زمان، ابوالکھلی کے نام

غربت نے آج والے گر اس طرف سے اُڑت
رہنے غلوں کے ساتھ آئے کمر کیا
رہو فیصل بیہ - کراچی

KK. چٹوڑ فرشتی کے نام

" مجھ سے مجز کر فکری ہے تو اسے خوش ہی رہنے "۔
" میرے ساتھ رہ کر اس میں ہے : مجھے اچھا نہیں لگتا
مدد سعید نسیم - لاہور

دوستوں کے نام

سنی میری نیر سے پتا رہا ہے کوئی
مر کے بھی مجھے پاؤں رہا ہے دیکھی
" ہل کی زندگی اور دے
اس برقی نیر سے با رہا ہے کوئی
صابر اقبال - لاہور

کسی اپنے کے نام

" میرے ظاہر کو پہنچنے اپنے بڑے نور کے ساتھ
کوئی اور سے مل گیا اور اسے فر بھی نہ ہوئی
محمد حسین نذر - اسلام آباد

بھائی اطہر خاں مرحوم کے نام

جوں میرے دیوار کے لئے رزے رہے
آنسو بھی آنکھوں سے رزے رہے
بیت پا آئے گی اطہر نیری ہے لوٹ جنت
میرے آنسو " خرید سکیں گے
سرمد اقبال خاں سنوٹی - سرمد گڑھ

آرنا دوری خیل کے نام

بھولی بھولی صدا میں مجھے پاؤں پہنچے
تم سے کہیں لا میں مجھے پاؤں پہنچے
سزل نہیں میں غصہ نہیں بھولی دہڑا نہیں میں
سول کا واسٹہ میں مجھے پاؤں پہنچے
سچی اللہ سچی - دوری خیل

اک اپنے کے نام

کل رات میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو
کل رات میرے واسٹے نو پانہ رات نمی
کس سا - کلہر سدا

زیادہ سرگودھا کے نام

ضمیر نے کے بعد بھی ملے اور زمی میں
دیکھ کر ہوں نظر : نہ جوتا لیا
دیکھا ہے کہیں شاید آپ کو
بکی سوٹ کر پانچہ لا لیا
سراج خان - کرک

AK. چوکی سنگی کے نام

خوش ہو پاؤں میں آ رہا ہوں
تم میرے پاس آ پاؤں میں کہیں " رہا رہا ہوں
امجد کی کوہ - کلہر باغوال

کلاباغ میں عجم کسی اپنے کے نام

ایک غزل مضاف آباد کے نام

تیری نام کتنی ڈالیں تیرا زور لب تیر
توئی اک اداسے مسکے پلکیں ک فریب مارو
نغمہ شیرازی - جویر آباد

کسی اپنے کے نام

وہاں - تو بھی کھل اپنی بھی نہیں ہوتی
اس نے غلامی کہا ہے کہ میں سرکٹ تیری ہوں
نکلتا ہوں - زخمیاریاں ہوں

ایک ملا دور کے نام

غیروں سے کچھ بھی نہیں جہاں سے کچھ ہا نہیں
میں دو غم کی کتاب ہوں نے کسی نے چھا نہیں
حیرت مصوم دہلی کی قسم اسے بھرتے والے
بہت عجیب رہتا ہوں تو دور لپٹا ہوں
نکلتا ہوں - ملا دور

جانکوں ملا دور کے نام

میرا دور دور فرشتے پر چھنا ہوں سے
ساتھ نہ ہو ابھی چھپا ہوں سے
تیرا امان ہے ہر خواب پورا ہو آپ کا
بھی دیا ہے دل کی گھبراہٹوں سے
سید عارف شاہ - جہلم

اپنی پارو ملا لالہ سولی کے نام

پارو پاس آؤ اک اتھا میں
پارو ہے تم سے ہے پارو میں تو
پارو اک تم ہی کو تو خدا سے دیکھا ہے
جب بھی مانگی کوئی دیا میں
صدیق حسین عہد - کلاں

ایس، کراچی کے نام

مقد کے تھیل ہات پیادے ہوتے ہیں آتے
اگر تم سے نہیں ہٹے تو مجھڑے کسی سے
دیں شہر چلی - کراچی

ایس اینڈ آر ماگنٹ کے نام

ہر دم گڑھے میں دو کر نہیں دیکھا
آنکھوں میں نہ تھی مگر سو کر نہیں دیکھا
سچا ہائے دور محبت کا
جس نے خود بھی کسی کا ہو کر نہیں دیکھا
قرآن کریم - گوجرانو

طاہر سرگودھا کے نام

میں تجھ کو بھول ہاؤں مگر ایک شہر ہے
محسن میں پا کے پھول سے خوشبو کو بدو کرو
شہر عرفان ہے - سرگودھا

شاہد حسین جھولے دالامکان کے نام

تیری دوستی نے سب کو سکھ دیا
خوش دیا کو ہر سے بگا دیا
قرض وار ہوں میں اپنے دہ کا
میں نے تو جیسے دوست سے بنا دیا
سپاہ حسین جھولے والا - مانان

راج کمار، منڈی بہاؤالدین کے نام

میں سر بھی تو تیری دوس تو سے دان کریں گی آمد
یہ سب کچھ ہم نے تجھیں پایا تھا صرف جھوٹے کے لئے
اسد شہزاد - گوجرانو

سید کینز جتھی نقوی، کراچی کے نام

کہا میں نے فلا میں ہوں مٹی میں کیوں اتروں
نہاں قیا کہ سب کو یہ منہ پار کرنا ہے
پروفیسر ذاکر داجہ گیلانی - کراچی

جو بھول چکے ہیں ان کے نام

کبھی نہ کبھی تو بہادری کے چول سرتا جائیں گے
بوسے بھی کبھی ہم خمیں یاد آئیں گے
احسان ہو گا خمیں ہماری دوستی کا
جب ہم بیت دور چلے جائیں گے
محمد اسحاق انجم - ننگر پار



- اک غم بیت چلا ہے تجھے چاہتے ہوئے
تو آن بھی ہے غم ہے کل کی طرح
- محمد فیضان شاہ - رضم یار خان
- سیری زندگی کے مالک میرے دل پہ ہاتھ رکھ دے
تیرے آنے کی فکری میں میرا دل بھل نہ جائے
- عبدالستار یارزی
- یہ اداس شاہیں میری تھوہلی کو ایسا عروں بخش ہیں
کہ مجھے پھر وہی اک وہی بس وہی غصہ یاد آتا ہے
- NAK - کیروال
- تو ہوتا ہے رنجیدہ تو گھر جاتی ہے سیری ساری کائنات
نہتا آئی تو التجا ہے کچھ سے رو دہنا نہ کر دے
- رمیں ارشد - نانا بیلہ
- ماتا کہ تیری دین کے قائل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ
- عبادت علی - ذی آئی خان
- اداسی دونوں پہ سکرانہٹ کے بھول آئیں تو جان لینا
کہ دل کے اندر کئی کچھ اداسی بہت اداسی میں داخل رہی ہے
- شعیب شیرازی - جوہر آباد
- انسان تو کبھی مکمل اپنا کبھی نہیں ہوتا
اس نے خط میں لکھا ہے کہ میں صرف تیری ہوں
- عطاء علی - رضم یار خان
- اک ایشی غصہ تھا جو چلی بھر میں چمک رہا تھا
سر بھر کی رفاقت کا اچھا صلہ دیا
- محمد وحی غل - واہ کینٹ
- کاش وہ میرے جذبات کو سمجھ سکتا کاش
مجھے اچھا نہیں لگتا منہ سے اظہار کرتا
- رمیں ساجد کاش - نانا بیلہ
- ہم بیٹے ہیں تو انہیں لگتا عادت ہے سکرانے کی
وہ نادان ہے یہ بھی نہیں سمجھتے کہ یہ ادا ہے تم چھپانے کی
- مہر نواز - جزا نواز
- دعا کے آہل سے نکل ہے ایک خون کی نہر
- خون ہوا ہے بے دغا کا دلا کے ہاتھوں
جہان خاں - ذی آئی خان
- و مجھ کو بھول جینا ہے نہیں حیرت مجھے غصہ
و اپنی عام سی چیزوں کو اکثر بھول جاتا ہے
- عبدالوہید - ہند بیل
- خواب کے رنگوں کی چاہت میں تو یہ چلو چلا کر یاد کرتا ہے
یوٹی دل جائے اگر کوئی بنا تو یہ تو کیسے پہ چلو چلا کر یاد کرتا ہے
- رمیں ساجد کاش - نانا بیلہ
- دوستوں سے بچھڑ کر یہ حقیقت کھلی فرار
دیا کہیں ہے مگر دوستوں کے ساتھ
- محمد عثمان - لیہ
- اٹکی جب میت میری تو رونے والوں میں کوئی اپنا نہ تھا دوستو!
میرے قاتل ہی رو پڑے تھے تھا دیکھ کر
- ایم نازوق - رضم یار خان
- بات تو صرف چاہت اور خلوص نیت کی ہوتی ہے سانی
ورنہ دوست اور دشمن شروع ایک ہی طرف سے ہوتے ہیں
- محمد نقیب - دہلی
- ایک مدت سے میری سوچ کا محور تو ہے
ایک مدت سے میری ذات کے اندر تو ہے
- میں تیرے پیار کے ساحل پہ کھڑی ہوں تھا
میری چاہت میری الفت کا سمندر تو ہے
- ایمن سلیم قادری - کراچی
- تو تو سراپا ہیستی ہے نیرا ذکر ہی کیا
ہم تو دشمن کو بھی اسے دوست دعا دیتے ہیں
- محمد فیضان شاہ - رضم یار خان
- تم پہ بیٹے کی تو جان جاؤ گے فرار
کوئی نظر انداز کرے تو کتنا درد ہوتا ہے
- عبادت علی - ذی آئی خان
- چلو کہ بہت رات ہوئی اب لوٹنا ہے مجھے
کہ میرے گھر میں منتظر ہے عیال کی دین
- مہر نواز - جزا نواز

- دور اک ہستی آباد کریں گے
اس ہستی کے لوگ ہمیں یاد کریں گے
جب ہم اقبال اس کی محفل میں نہ ہوں گے
تو ہمیں گے فریاد کریں گے
- محمد اقبال رحمن - سبکی بالا ہزارہ
منا ہے درد کا احساس ابھوں کو ہوتا ہے آکاش
جب درد غیا اپنے دیں تو احساس کے ہو آکاش
- چوہدری سعید آکاش - مظفر آباد
منا کہ ہماری ذات میں سبب ہیں مگر
کہتے نہیں خدا کی قسم کبھی ہم فقیر لوگ
- محمد فضل جواد - کالا باغ
بروں بعد جو جتنے ہوئے اس چہرے کو دیکھا وہاں
ہری طرح سے لرز کے وہ گئی میرے دل کی زمین
- نصیر احمد ایڈاواں - مظفر آباد
میرنا محبت کو بلاوت کے زوار میں مت قول اے دولت
میں نے وہ دیکھی کھائے ہیں جو قسمت میں نہیں تھے
- نصیر اداں موہری - مظفر آباد
ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا شاید
وہ بھی لکھتا ہے تو کسی اور کی خاطر
- شاد اقبال شنگ - کرک
دلوں میں نفرت ہے محبت کہا سے اگلے ہیں
ہائے زہر کے بحرے ہیں شربت کد سے اگلے ہیں
- شاد اقبال شنگ - جندوی کرک
عجیب شام گھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
بڑی اداس گھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
- زات جس کو سمجھتا ہے موتیوں کی چمک
وہ آنسوؤں کی لڑکی ہے کہیں سے آ جاؤ
- پرنس عظم شاہ - پشاور
کوئی مہر نہیں کوئی قہر نہیں پھر سچا شعر سنائیں کیا
اک نجر جو ہم کو لاق ہے تا رہے اسے دہرائیں کیا
- محمد اقبال رحمن - سبکی بالا
مگر تیرے سامنے پرچم کفر بلند ہو
یا اللہ نہ کہہ دے است تار تار کر دے
- محمد اعظم - عارف والہ
اندر کی ٹوٹ پھوٹ نے دیوان کر دیا ہمیں
درد ناز تھا ہم کو کہ آفتاب میں ہم
- محمد میر ظہیر رحمن - سبکیاں
ستاروں سے پہاڑوں سے فریاد کرتا ہوں
قسم خدا کی میں تم کو دن رات یاد کرتا ہوں
- فیضان اللہ - دندہ
انکی بھی کیا خطا تھی کہ محبت میں یہ سزا ملی
کہتے ہیں کہ دنیا جدائی دیتی ہے
مگر ہم کو تو دلیر سے ہی بے وفائی ملی
- عبدالرحیم لای - سبیلہ
پلو اب میری سانسیں غیا امانت رکھ لو ہزار
شاید اس طرح بن جاؤں تیرے اعتبار کے تابعی
- ابن علی ہار - دھوک مراد
مت اعتبار کرنا کسی کا اس دنیا میں ہزار
اکثر دہی دھوکا دیتے ہیں جن کو ٹوٹ کر جانا ہمارے
- فیضان ہار - دھوک مراد
جلا زلا تپتے صحرا نے پاؤں کو
سکتا شکن تھا جھوڑا اپنے گاؤں کو
- ظفر نور بیٹو - ادراہڑہ
محبت ثایاب تھی تو نے نام کر دی
عرسے کی چاہت تھی بھر میں بنام کر دی
- عمران اعظم راہی - سید پانی
فروش نہ تھا مجھ سے بچھڑ کر وہ بھی مستوی
اس کے چہرے پر لکھا تھا پھر بھی لوگو
- سرمد اقبال - سرمد گڑھ
خوشبو بنا رہی ہے کہ وہ راتیں میں ہے
سونے ہوا کے ہاتھ میں اس کا سراغ ہے
- سرمد محمد اقبال خان مستوی - سرمد گڑھ
یاد کر کے اور بھی تکلیف ہوئی تھی مستوی
بھول جانے کے سوا اب کوئی بھی چارہ نہ تھا
- سرمد محمد اقبال خان مستوی - سرمد گڑھ
بعد مرنے کے تیری لہ آئے گا کون خدا
میں لوگ بتوں کو دیتے تھے جہاں دیتے ہیں
- نصیر خدا نجر پوری - نجر پور میری
ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا شعر
وہ بھی لکھتا ہے تو کسی اور کی خاطر

- دیتا ہوں ہر اک کو پیار کی نظر سے
کبھی چھڑا ہوا وہ میرا محبوب ہی نہ ہو
- ① تقدیر میں جائے گی اس خدا کو یاد تو کر
" سب کچھ دیتا ہے اس کا شکر ادا تو کر
- ② سید عارف شاہ - جہلم
اے سینوا خود پر ہار کرنا چھوڑ دو
عاشقوں کا خون پی کر سکرنا چھوڑ دو
- ③ سید عارف شاہ - جہلم
بہت دنوں کے بعد عائشہ تمہاری تحریر آئی
خوشی ہوئی تم کو عارف کی یاد آئی
- ④ سید عارف شاہ - جہلم
میرا لکھنے کا انداز شاید تمہیں پسند نہ ہو
پر زبان ساتھ نہ دے تو کیا کروں
- ⑤ تقیر نور رحیم - ادو بازارہ
انٹایا مجھ کو وہ درد ونا مجھ کو دے جائے گا
دھم لے کر اک دل درد کیا غیر ختمی
- ⑥ احمد علی - کلاں باغ
جائے جاتے وہ دے جائے گا
احمد علی - کلاں باغ
- ⑦ کائناتوں کے بدلے پھول کیا دو گے
آئینوں کے بدلے فوٹی کیا دو گے
- ⑧ ہم چاہتے ہیں آپ سے سرسبز کا پیار
ہمارے اس سوال کا جواب کیا دو گے
- ⑨ کسی کے چمڑے سے سر کوئی نہیں جاتا اے دیکھی
مگر زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں
- ⑩ مہاں محمد عرف - دکنی - پٹنہ کیسب
میں اس بے بسی کی دوا میں کیسے نہیں اے زلیہ
میں سکون تو دے گا ہے مگر سب کچھ لٹ جائے گے بند
- ⑪ اہم از پائے گول - جہلم گولہ
خود ہی اپنے سائے کے قے کھڑا ہوں ہاتھ پھیلاتے
طلب دیتا ہے کیا کرنا ہوں میرے پاس ہیں فقہا اپنا
- ⑫ دیر سوانسی - میانوالی
محبت زندگی کے نصیحوں سے لڑ نہیں سکتی
کسی کو کھڑا چڑ ہے اور کسی کا ہونا پڑنا
- ⑬ ملک اشمل - ساگر - شی - اندھڑا
- ⑭ فخر علی - گنڈا کس
خوف آیا نہیں سائوں کے مجھے جنگلوں سے
مجھے محفوظ رکھا میری ماں کی دعا نے
- ⑮ نیلیں کھ بندھو - سیو پانی
اک قہر تو کیا مستور ہی اس کے نام کر دیتا
" کبھی تو کسی اک بار پیاسے لکچے میں
- ⑯ چاندیہ راسم گوندل - سنڈی بہاؤ اللہ پین
مٹ جاتے ہیں وہ لوگ ریت کی دیواروں کی طرح الطاف
اپنے سے زیادہ جو کسی سے پیار کرتے ہیں
- ⑰ چوہدری الطاف حسین - دکنی - جھمیر
جب بھی کسی میں آئے تو آرتا لینا اے دوست
لو بھی دیں گے چٹخوں میں جلانے کے لئے
- ⑱ چوہدری الطاف حسین - دکنی - جھمیر
چاندنی رات میں چاند گوارا نہ ہوا مجھ پر
ہم تو سبھی کے تھے مگر کوئی تیار نہ ہوا
- ⑲ دین محمد مجبور - برالان
کیں کہیں میں یہ دعا کر اے میری عمر گ باغ الطاف
ہو سکا ہے آج آفری دن ہو میری زندگی کا
- ⑳ چوہدری الطاف حسین - دکنی - کھنڈوہ
وہ مجھ کو بے دنا کا لقب دیتا ہے
سائیں چلتی ہے مگر مردہ بنا دیتا ہے
- ㉑ ست جوچہ اس کے میٹھے کا پتہ
اس کے تو شیر کا پانی بھی نقشہ دیتا ہے
- ㉒ چوہدری الطاف حسین - دکنی - کھنڈوہ
قبروں میں نہیں ہم کو سستا ہوں میں ابد
ہم لوگ محبت کی کہانی میں مرے ہیں
- ㉓ فیض اللہ چاور - جی سرد شریف
ہم تیرے شیر میں یونہی پھرتے رہے ہیں
نہ کسی نے چاد پوچھی نہ لہی
- ㉔ عدلی شہزاد علی - بیکر
ترب اے دل تیرے ترپے میں لڑائی نہیں ہوتی ہے
جہاں اپنے پیاروں کی جڑیں نہیں ہوتی ہے
- ㉕ نصیر الدین نصیر - بنگلوٹ
آکھ کا گنا بھی اک قیامت ہے
نہ بھی آکھ جب سے آکھ بھی ہے
- ㉖ جابر عباس قرہ - سرگودھا

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

تیرے قدموں کی آہٹ میرے دل میں جا جاتی ہے
تیرا چاند سا چہرہ آنکھوں میں بس جاتا ہے
جیسے تیرا نام میرے نام کے ساتھ جاتا ہے
..... محمد اصف - جس فانی
.....
عمر گزر گئی ہے میری یہ سوچے سوچے فرائز
کہ ہر لڑکیا سوہاں آن ہوئے پر کون ہاتھ دلاتے ہیں
..... دھام پئی - جند
.....
انعام محبت کے دار سے چھوڑ دیا شیر اپنا اسے دوست
ورنہ یہ جھوٹی سی نمر پردیس کے قابل تو نہ تھی
..... فضل شاہ رخ خان - کرک
.....
ٹوٹے ہوئے پھلنے پر جام نہیں آتا
عشق کے سریش کو آرام نہیں آتا
اسے دل توڑنے والے تو نے یہ تو سوچا ہوتا
نونا ہوا دل کسی کے کام نہیں آتا
..... عزیز مندلپ - جی پور احمد
.....
موت سے لڑا رہے بندے موت تو ایک دن آتی ہے
ڈرنا ہے تو اس سے ڈر جس نے موت لائی ہے
..... محمد اصف - کرک
.....
کاش میں ایک کہوڑا ہوتا
ازم میں نیلے آسمانوں میں
پیار کی بازی ہوتا
اور گھر سے تیرے مکانوں میں
..... راجہ گنگو - لاہور
.....
غور تو ہونا تھا ان کو ہماری محبت کی شہادت دیکھ کر
مگر وہ اپنی قدر کی موت سے ہماری قیمت ہی بھول گئے
..... اسد شہزاد - کوئٹہ
.....
رسوا کر دیا مجھے زمانے بھر میں
تیری چاہت نے یہ حال کر دیا زمانے میں
اب تو خوشی پاس نہیں آئی مگر
خوشی نے گھیر کر مجھے زمانے بھر میں
..... اختر نقاش
.....
میں اس کا ہوں یہ راز تو بد جان گیا راز
وہ کسی کا ہے یہ سوال مجھے موندے نہیں دیتا
..... راجہ گنگو - لاہور
.....

..... ایم امین خان - اہلب آبر
.....
سچے لو کسی کے پیار کی قدر کرتے نہ
کہیں کوئی مر نہ جائے کہیں پیار کرتے
..... محمد شہر بھٹائی - علیا
.....
جب بھی مشکل آئے علم کو اٹھا کے رکھنا
اپنے پسوں میں حسین کی محبت کو ہٹا کر رکھنا
..... محمد اصف - واہ گیت
.....
آنکھیں اداس، روح پریشان، دل نڈھال
ہرپا ہوئی ہے ایک قیامت کہاں کہاں
..... محمد اسحاق - انہم - نکلن پور
.....
مجھے بکھرنے نہ دینا میرے مقدر کی طرح
یہ تیری زلف نہیں جو پٹی بھر میں سنو جائے
..... قمر شہزاد کوئٹہ - گوجرہ
.....
چلے چلے پسینہ آ گیا
سائے رکھا تو پسینہ آ گیا
..... محمد اصف - کرک
.....
بڑی گستاخیاں کرنے لگا ہے میرا دل مجھ سے
یہ جب سے تیرا ہوا ہے میری منتا ہی نہیں
..... محمد راجہ احمد میری - سبکی آباد
.....
اک ہستی ہے جو جان ہے میری
جو جان سے بچی بلا کر ماں ہے میری
خدا حکم کرے تو سجدہ کر دوں اسے
کیونکہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری
..... سجاد حسن جوئے والا - ملتان
.....
ہونٹ پیرے پے یوں اس کے نکھر آتے ہیں
روداد میں رکھی ہوں جیسے وہ چٹیاں گلاب کی
..... اسد شہزاد - گوجرہ
.....
شعلوں میں گر رہی ہوں شاید
دگوں سے بھر رہی ہوں شاید
بیکر رہا ہوں چابجا آوارہ
تیرے دل سے اتر رہا شاید
..... راجہ گنگو - لاہور
.....
تیرے آنے کی خوشبو میرے دل میں بسا جاتی ہے

افغان محمود بریں
 ابھر آسم گر بنر آزماں
 تو تیر آزا ہم جگر آزماں
 محمد علی چیترو۔ آزاد کشمیر
 آج کیوں کوئی شکوہ یا شکایت نہیں مجھ سے
 تیرے پاس تو لفظوں کی جامیر ہوا کرتی تھی
 محمد علی چیترو۔ آزاد کشمیر
 کن لفظوں میں بیان کروں اپنے دل درد کو علی
 سننے والے تو بہت ہیں سمجھنے والا کوئی نہیں
 محمد علی چیترو۔ آزاد کشمیر
 ہم جیسے برباد دلوں کا جینا کیا مرنا ہے
 آج تیرے دل سے نکلے میں کل دنیا سے نکل جائیں
 محمد علی چیترو۔ آزاد کشمیر
 یہ شرط محبت بھی عجیب ہے جس
 میں پورا اڑوں تو وہ معیار بدل دیتے ہیں
 وقاص اینڈ شہزادہ گو
 آنکھوں میں حیا ہو تو پردہ دل کا ہی کافی ہے
 نہیں تو نقابوں سے بھی ہوسکتے ہیں اشارے محبت
 وجہ کا سران را جو کہ
 اجالے اپنی پاروں کے ہمارے پاس رہے
 نبھانے کس جلی میں زندگی کی شام ہو
 رشاد احمد کوٹوا
 سمجھی نہ ٹوٹنے والا حصار بن
 تو میری ذات میں رہنے کا فیصلہ نہ
 شکیل خان۔ کوٹھ
 خوش رہنا بھی چاہوں تو رہ نہیں
 کیونکہ غموں نے میرے گھر کاراستہ دیکھ
 محمد نہمان
 میں کیا خود سے اسے پکاروں کہ اور
 کیا اتنے خبر نہیں کہ میرا دل نہیں لگتا اس
 محمد
 ہر روز ہم اداں جوتے ہیں اور شام گزرتا

انجھاری ہے مجھ کو بیجا کشش مسلسل
 وہ آہا ہے مجھ میں یا میں اس میں کھو گیا
 لقمان حسن۔ ذریعہ اسماعیل خان
 محض کی گرد کھول کے میرا دیدار تو کرو
 بند ہو نہیں وہ آنکھیں جن کو تم رو لایا کرتی تھی
 لقمان حسن۔ ذریعہ اسماعیل خان
 مثل شیشہ ہیں ہمیں تمام کے رکننا ایں
 ہم تیرے ہاتھ سے چبوتے تو کھر جائیں گے
 ساجد انصاری۔ جلاپور بھٹیاں
 ہم تو پھول کی ان پتیوں کی طرح ہیں ایں
 جنہیں خوشی کی خاطر لوگ قدموں میں بچھا لیتے ہیں
 ساجد انصاری۔ جلاپور بھٹیاں
 سوکھے پتوں کی طرح بھرے ہیں ہم تو ایں
 کسی نے سمیٹا بھی تو جلاتے کے لیے
 ساجد انصاری۔ جلاپور بھٹیاں
 عارف رفتہ رفتہ تیری آنکھ جس سے لای ہے
 جس سے لڑی ہے وہ دور رفتی ہے
 سید عارف شاہ۔ جہلم
 نوئی قبر پر بال نکیرے جب کوئی نہ جبین روئی ہے
 اکثر مجھے خیال آتا ہے موت کتنی مسکین ہوئی ہے
 سید عارف شاہ۔ جہلم
 فکر معاش۔ ماتم جاناں اور فہم دل
 آج سب سے معذرت کہ موسم حسین ہے
 محمد وقاص احمد حیدری۔ سبکی آباد
 دل کاروگ تھا نہ یادیں نہیں نہ ہی یہ عورت
 تیرے پیار سے پہلے بندیں بڑی کمال کی تھیں
 محمد وقاص احمد حیدری۔ سبکی آباد
 عطر کی قیمتی گلاب کا پھول
 جنت کا شہزادہ خدا کارمول
 افغان محمود بریں
 تاروں میں چمک پھلاں میں رنگت نہ رہے گی
 اور نہ آج بھی نہ رہے اگر مجھے کامیاب نہ رہے گا

..... صدائِ حسین صدا کیلئے
دل کی دھڑکن توقفِ ہوش کا تقاضا ہے
یہ دنیا تو سانس لینے کی اجازت نہیں دیتی
..... رانا پار علی ناز۔ لاہور
دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پر داز مگر رکھتی ہے
..... رفس عبدالرحمن کجھر۔ منیر رانجھا۔
سارن زندگی تجاہدوں کی نظر ہوگئی
تمام عمر غموں میں بسر ہوگئی
کیا ریا ہمیں اس زندگی نے
خوشیاں ملی تو دکھوں کو خبر ہوگئی
..... عابدہ رانی۔ گوجرانوالہ
لذت گناہ کی خاطر بارہی جس نے جنت باوی
میری رگوں میں بھی اس آدم کا خون ہے
..... مرزا بشیر گوندل گوجرہ
اس نے سمجھائی نہیں نہ سمجھا چاہا
میں جانتا بھی کہا تھا اس سے دیکھ سوا
..... تنزیل حنیف نلہ دوگیاں
کسی کے چلے جانے سے کوئی مرنے نہیں جاتا
بس زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں
..... قمر اعجاز گوندل گوجرہ
میں جہدوں میں تیری غافیت کی دعا مانگوں گا
منا ہے خدا بیوقوفوں کو سفاک نہیں کرتا
..... غلام فرید جاہیہ۔ جھڑ شاہ قیم
ہوئی ہوگی میرے بوت کی طلب میں پاگل آکاش
جب بھی زلزلوں میں کوئی پھول سجانی ہوگی
..... رائے اطہر مسعود آکاش
میرے وعدوں کو اس نے مذاق سمجھا
میرے بہار کو اس نے جذبات سمجھا
..... گزرنی باب اس کی محنت سے لاش میری
اس بقرہ دل نے اسی کو بھی پار دیا تھا
..... غلام عباس ساغر لنگرہ

اک روز شام اداس ہوگی نور ہم گزر جائیں گے
..... اختر علی یصوایی
میں نے پوجا ہے تجھے تیری عبادت کی ہے
تجھ کو چاہا ہے ضم نہ سے محبت کی ہے
..... عبادت علی۔ ذی آل خان
تو اشک بن کر میری آنکھوں میں ساجا
میں آنکھ دیکھوں تو تیرا کس بھی دیکھوں
جو نیازی رہے خواب میں آنے سے بھی خانف
آئینہ دل میں اسے سر جوہری دیکھوں
..... اسد شہزاد۔ گوجرہ
آنکھوں کی طرح راز ہے کھلتا بھی نہیں
وہ سلاطین بھی بن جاتا ہے دریا بھی نہیں
اس شخص کے پہلو میں سکون کرتا ہے
جب کہ گر جائیں مندر نہیں کعبہ بھی نہیں وہ
..... عائشہ رحمن۔ کبیر والا
تیرے صن کا روپ چھا گیا پھولوں کی خوشبو میں
مت چھپا اپنا چاند سا چہرہ اپنی کالی زلفوں میں
..... سید عارف شاہ۔ جہلم
زندگی کے حسین سفر میں انسان بدل جاتے ہیں
ساکھی دامن چھڑا کے کہیں دو رنگل جاتے ہیں
..... حسن عزیز عظیم۔ کٹھ کلاں
کون کہتا ہے تیری چاہت سے بے خبر ہوں
بستر کی ہر ٹمکن سے پوچھو کیسے گزرتی ہے رات
..... حسن عزیز عظیم۔ کٹھ کلاں
مت بہاؤ آنسو بے قدروں کیلئے
جو لوگ قدر کہتے ہیں وہ رونے نہیں دیتے
..... مرزا ناصر نوید۔ منڈی بہاؤ اللہ بن
اقی کا شہر وہی مدنی وہ مصنف
ہمیں یقین تھا قصور ہمارا ہی نکلے گا
..... تنزیل حنیف۔ نلہ دوگیاں
یوں تیری چاہتیں سنبھال رہی ہیں
جیسے سیدی بد سہرے بچپن کی

غزل

جب تصور میں پائیں گے تمہیں
بھر دھوئے تے جاؤں گے تمہیں
خون نے دہانہ بنایا مجھ کو
لوگ افسانہ بنائیں گے تمہیں
سرور! دیکھو یہ دیوانہ دل
اس نے گھر میں بسائیں گے تمہیں
مری وحشت مرے غم کے قصے
لوگ کہا کیا نہ سناؤں گے تمہیں
آہ! میں کتنا اثر ہوتا ہے
یہ تماشہ بھی دکھائیں گے تمہیں
احتشام علی خواجہ، انک سٹی

غزل

روئے گا دل مگر فریاد نہ نکلے گی
تیری ذولی کے بعد یہاں سے میری میت نکلے گی
اس وقت اسے ستم گر بچھٹائے گا تو بھی
جب تجھے میرے مرنے کی خبر ملے گی
زب قرب کے میری یاد میں روئے گا دل رزا
اس وقت مگر حیرے منہ سے کوئی آہ نہ نکلے گی
سجاد علی اسد، جھل سکس

غزل

مجھے حلاں ہے اس کی جو صرف میرا ہو
میرا نصیب بنے میرے دل کے پاس رہے
میرے قرب ہو اتنا کہ سانس رک جائے
مجھی کو چاہے شنائے شنائے بہار کرے
وہ میری مانگ سجائے مجھی کو بہلائے
میں سوچتا ہوں کہ میری دفا کی شہزادی
کہیں تو ہوگی زمانے کی بھیڑ میں آئی
کبھی تو میرے لئے اس کا دل تڑپے گا
کبھی تو بہار کا شعلہ لبو میں ہڑکے گا
ایمن احسان علی قریشی، تحصیل

کھارباں ضلع گجرات

غزل

تجھے یاد کر کے شام دہر میں ردیا کرتی ہوں
کیسے کہے گی زندگانی اپنی بہ سوچا کرتی ہوں
تیرے بنا تو ایک ایک پلی بھی صدیوں کا گزرتا ہے
بڑی حسرت سے تصویر تیری آنکھوں سے بھگوا کرتی ہوں
مرے جسم و جان کو مبر ہی نہیں آتا تیرے بنا
تیری یاد میں ہر پلی آنسوؤں کے موتی پر دیا کرتی ہوں
فرزانہ خان، کوٹ ادو

غزل

آئی دیکھا تو تیری یاد آئی
آئی پھول چوہا تو تیری یاد آئی
جب آنکھ مٹا رکھی تو ہم نے جانا
کہ پینا آخر پینا تھا دل میرا ہڑکا تو تیری یاد آئی
آج سادوں کی پہلی بارش میں

غزل

بند آنکھوں میں کوئی پہنا تھا
پینے میں کوئی اپنا تھا
جب آنکھ مٹا رکھی تو ہم نے جانا
کہ پینا آخر پینا تھا دل میرا ہڑکا تو تیری یاد آئی
فرزانہ خان، کوٹ ادو

جو چلی تیری باد آئی
 دات کو سونے میں ایک جھکا نکا
 جب جگا نو تیری باد آئی
 برسوں بعد جو گزے تیری مٹی سے ہم
 نو اس ہل ستم ہرجائی تیری باد آئی
 بھول جاؤں گا اسے میں احسان
 ایس بجی سوچا تو تیری باد آئی
 ابش احسان علی فریدی، کھاریاں،
 ضلع گجرات

شاہد عمران مرزا، شیخوپورہ

غزل

بہ شب فراں یہ بے بسی ہے قدم قدم بہ ادا ہاں
 ہر امانہ کوئی نہ دے سکا تیری سرینس ہیں دھواں دھواں
 میں زپ زپ کے جانا کیا میرے خواب ابھ سے بھرے
 میں ادا اس گھری صدا اس کی مجھے دے نہ کوئی نسلہاں.....
 یہ نضا جو گرو و خباہ ہے میری بے کسی کا مراد ہے
 میں وہ بھول ہوں جو نہ کھل سکا میری زندگی میں، خاک کہاں
 چلی ابھی درد کی آندھ ہاں میرے دل کی ہستی آج بھی
 یہ داکھ ہے بھی بھی اس میں میری ہے نکلناں.....

شاہد عمران مرزا، شیخوپورہ

غزل

کبھی یوں بھی دناؤں میں میری سرینس میرے نام کر
 میرے درد بھ سے تو جھین لے میری پائیں میرے نام کر
 میرے خواب کتنے ہیں بے کراں مجھے اداؤں سے جہاں کہیں
 میرے ساوے درد و الم منا بھی فرہین میرے نام کر
 شب غم میں جتنا کٹھن بہت میرے سنا تھا مجھے جام دے
 ہوں سندھوں کو پیام دے سب سخا تھا میں میرے نام کر
 میں سلگ دیا ہوں پیاد میں تری جتنو کے مقام پر
 مجھے آرزو سے لڑاؤ دے ہوں غنائیں میرے نام کر

غزل

جب تک بہ انگ دل میں بتا دے گی نہ بھی
 بہ عالم نوں آج دوپہاں نہ بھی
 تصور آج آپ کی بولیں دیکھتا دہا
 تصور جیسے آپ کی دیکھی کبھی نہ بھی
 لطف و کرم کا سلسلہ ہم پر دبا تری
 جب تک وفا کی ٹوٹ کے مالا گری نہ بھی
 کہاں وہی تھیں بھول دی اور وہی جہن
 ان سب پر میرے بعد عمر تازگی نہ بھی
 کہے نہ جانے بات وہی عام ہوئی
 جو دل کی بات عزیزی سے کہی نہ بھی

ابیں ایف محمد محمد ملک آف

بھاولپور

غزل

وہ نصیبوں کا جہاں لئے میرے سامنے تھا مثال سا
 گمراہ کی آست میں یہ کیا ہوا وہ جہاں ہے وہ بڑا دل سا
 نہ انگ ہے نہ دگا ہے نہ وہ رنگ چہرے کا لال سا
 نہ نئی، وہی کبھی بات ہے نہ ہی دج سا نہ ملاں سا
 کبھی اود پڑھ میں ڈوہ ہے کسی اود پڑھ کا ہے بہتر

غزل

محبت سے عزایت سے دنا سے چوٹ لگتی ہے
بھڑپا پھولوں میں گھم کو ہوا سے چوٹ لگتی ہے
میں شبنم کی زبان سے پھول کی آواز سننا ہوں
عجیب احساس سے اپنی صدا سے چوٹ لگتی ہے
تجھے خود اپنی مجبوری کا اندازہ نہیں..... شاید
نہ کر عجب دنا عجب دنا سے چوٹ لگتی ہے

غزل

پندے بھلا کہوں ہوا سے ڈر رہے ہیں
درویشوں پہ بھلا کب گھر رہتے ہیں
عجب دربان ہے شہر نسا
کیسے لوگ ہیں کیا کر رہے ہیں
کہانی پھر کوئی ترنم دے دیتے ہیں
ہم ہی ہیں جو بہت بے درد ہیں
شاعری سے ہم کو ہے کیا لگاؤ
شہر ہیں کہ خود ہی بن رہے ہیں
نہ پوچھو نو ہم سے جاں
کیسے نہاری بار میں نوب رہے ہیں
اس دل میں نہارے لئے بہت کچھ ہے
ہم نو داند محبت چین رہے ہیں
نم نے مانگا ہے ہم سے دل ابے
سو دل نم پہ دار رہے ہیں

ناصر یزدیسی، راجہ پور

تمام عمر اسی نے سفر میں رکھا ہے
سناو سمجھ کر جس کو فکر میں رکھا ہے
بجھڑنے والا کسی روڈ مل ہی سکتا ہے
ان اسی پر قدم اٹھائی منزل پہ رکھا ہے
پندے کھون میں نکلے ہیں دانے کی

سو انتظار کے اب کیا فجر میں رکھا ہے
بچا بھی سکا ہے وہ ٹکس کو بکھرنے سے
وہ جس نے ٹکس کو شیشے کے گھر رکھا ہے
اگر دو دل بھی دکھائے تو دکھ نہیں ہوتا
ہنر دے کر بے ہنر ہی ہم کو رکھا ہے
میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے بچھڑ جائے
وہ جس نے مجھ کو بچھڑنے کے ڈر میں رکھا ہے
ہنر تو مجھ میں نہیں ہے کوئی عکس ناصر
کرم ہے اس کا صف معین میں رکھا ہے

ناصر یزدیسی، راجہ پور

کسی سے نہیں ملے

نم سے نہیں ملے تو کسی سے نہیں ملے
ملنا بھی پڑمبا نو ڈنڈی سے نہیں ملے
دنا تو کیا خود سے بھی کرنے رہے گرد
جب تک نہیں ملے تو کسی سے نہیں ملے
جو نہ طلب تھا اس کی رہی طلب
جو ملنا چاہتا تھا اس سے نہیں ملے
لئے کی زندگی میں سب کچھ ملا رہا
نم مل گئے تو لوگ خوشی سے نہیں ملے
ہم اپنے دشمنوں سے گلے مل کر آگے رہا
جس کے لئے مجھے تھے اس سے نہیں ملے

اسناد بصرہ ریاض، گھوٹکی قادر پور

غزل

جنگلاتے جنگڑوں کا قافلہ میں اور نو
بہ شیوں کے رنگوں کا سلسلہ میں اور نو
بے بسی کا حیرتوں میں مست ہو کر دیکھنا
زرد موسم خاموشی اک حادثہ میں اور نو
ہنوری کی سرد شاہیں گاؤں کی وہ فی سناں

دل گاڑی کے ٹھہرنے کی صدا میں اور نو
ہاں اچیل کے دھڑکن کی مہک چارو
ٹھوڑی کی ست جانا راسخ میں اور نو
استاد بصرہ ریاض، گھوٹکی ٹاندر پور

غزل

خلق توڑ دیتا ہوں کھل توڑ دیتا ہوں
جسے چھوڑ دیتا ہوں کھل چھوڑ دیتا ہوں
محبت ہو کہ نصرت ہو مجھارا رہنا ہوں شدت سے
چوہر سے آئے یہ دربار اصرار ہی سوز دیتا ہوں
بغیر رکھنا نہیں ہوں میں کسی کے تعلق پر
جو دھاگا ٹوٹے والا ہو اس کو توڑ دیتا ہوں
میرے دیکھے جو بنے کہیں لہریں نہ لے جائیں
گھر دور دین کے قہر کر کے چھوڑ دیتا ہوں
بغیر اب تک وہی بچپن وہی غریب کاری ہے
نفص کو توڑ دیتا ہوں پرندے چھوڑ دیتا ہوں
استاد بصرہ ریاض، گھوٹکی ٹاندر پور

سایہ ہو محبت

دو چار لفظ کہہ کر میں خاموش ہو گیا
وہ منگرا کر بولے بہت بولتے ہو غم
پیار میں دوری بھی ہوتی ہے کوئی بات نہیں
بات نو بار رکھنے کی ہوتی ہے سب دل کی
آج کس زبان سے تیری بے وفا کی کا شکوہ کر
کبھی اس زبان سے تیری غریب ہوا کرتی تھی
تم ترک تعلق کا کسی سے ذکر مت کرنا
میں لوگوں سے کہہ دوں گا اسے فرصت نہیں ہے
توڑ گئے چنانہ وفا اس دور میں کہے کیسے لوگ
یہ مت سوچ رہا تھی کہ تیرا ہی صنم ہر جا کی ہے
استاد بصرہ ریاض، گھوٹکی ٹاندر پور

غزل

جہاں آج اپنی ملاقات ہوگی
نئے لوگ ہوں گے نئی بات ہوگی
وہاں دفت رخصت اگر دلربا کا
تو آنکھوں سے انگوں کی برسات ہوگی
اسی دفت میرا بتاؤ اٹھے گا
گلی میں جو تیری بات ہوگی
خدا کے سوا کون میرا یہاں پر
دہاں گھر ہے میرا جہاں رات ہوگی
نہیں کوئی تیرا غم دل اب یہاں پر
نیرے ساتھ رب کی نفاذ ذات ہوگی
غمدل ارشد علی مشوری، لاڑخانہ

غزل

دل میں طوفان چھپائے بیٹھا ہوں
یہ نہ سمجھو مجھ کو پیار نہیں ہے
غم ہو آئے ہو میری دنیا میں
اب کسی اور کا انتظار نہیں ہے
دل میں طوفان چھپائے بیٹھا ہوں
میری قسمت کہ غم سے ہے
دور زندگی سے بھی مجھ کو پیار ہے ہو غم
سامنے غم ہو نو کر جائیں
میں تیار ہے مجھ کو قرار نہیں
تر ح د ڈ نہ بھول کھٹنے ہیں
ہاتھوں کو سراب کرتے ہیں

غزل

زندگی درد کی زنجیر بھی ہو سکتی ہے
سرخ شام کی تعبیر بھی ہو سکتی ہے
وہ بھی انسان ہے پریشان نہ ہونا اسے دوست!
لوٹنے میں اسے تاخیر بھی ہو سکتی ہے
نم جسے رات سے تعبیر کیا کرتے ہو
وہ مرے چاند کی غیر بھی ہو سکتی ہے
دل میں شہز کی طرح دوست ہونے والی
بات ہو سکتی ہے تحریر بھی ہو سکتی ہے
اس لئے دیکھتا رہنا ہوں سداے صابر
ان میں ابھی ہوئی تقدیر بھی ہو سکتی ہے
صابر علی صابر پھلروان، سرگودھا

غزل

نجانے کب کہاں، کچھ کھو گیا ہے
ہوا ایسے گماں، کچھ کھو گیا ہے
مری ہرنی کی سانسیں کہہ رہی ہیں
فلک کے درمیاں، کچھ کھو گیا ہے
دکھائی دے رہا ہے وہ جو مجمع
مرے ہم دم وہاں، کچھ کھو گیا ہے
مری نشوونما بڑھتی جا رہی ہے
مرے احساس جال، کچھ کھو گیا ہے
را بھی کھو گیا تھا ایک پہنا
ترا بھی خاکداں، کچھ کھو گیا ہے
بہت سیراں پہ صابر کسی نے
کہا انا یہاں، کچھ کھو گیا ہے
صابر علی صابر، سرگودھا

کوئی نو خدا کہ جو دیتا تھا دعا شام کے بعد
آہیں بھرنی ہے شب جہر تپسوں کی طرح
سزا ہو جانی ہے ہر روز ہوا شام کے بعد
شام تک بند رہا کرنے ہیں دل کے اند
درد ہو جاتے ہیں سارے ہی رہا شام کے بعد
لوگ تھک مار کے سو جاتے ہیں لیکن جاہاں!
ہم نے خوش ہو کے تیرا درد سہا شام کے بعد
شام سے پہلے تک لاکھ سلائے رکھیں جاگ اٹھتی ہے
محبت کی آواز شام کے بعد
خواب گہرا کے لپٹ جاتے ہیں بند آنکھوں سے
جانے کس جرم کی کس کو ہے سزا شام کے بعد
چاند جب رو کے ستاروں سے گھٹے ملا ہے
اک عجب رنگ کی ہوتی ہے فضا شام کے بعد
ہم نے تھائی سے پوچھا کہ طو گی کب تک
اس نے بے چینی سے پوچھا کہ طو گی شام کے بعد
میں ارغوش بھی رہوں بھر بھی میرے بننے میں
سوگداری کوئی روٹی ہے سدا شام کے بعد
نم گئے ہو تو سدا رنگ کے کپڑے پہنے
بھرنی رہتی ہے میرے گھر میں فضا شام کے بعد
لوٹ آتی ہے میری شب کی عبادت خالی
جانے کس عرش پہ رہنا ہے خدا شام کے بعد
دن عجیب کبھی میں بکڑے رکھتا ہے مجھے
مجھ کو اس بات کا احساس ہوا شام کے بعد
کوئی بھولا ہوا غم ہے جو مسلسل مجھ کو
دل کے پاتال سے دیتا ہے صدا شام کے بعد
مار دیتا ہے اتر جانے کا دہرا احساس
کاش ہو کوئی کسی سے نہ جدا شام کے بعد
راجہ عرفان، گھمٹکی

عبدالغادر، آزاد کشمیر

غزل

نعت

ذہنت جہان کی نو ہمارا رسول ہے
عرش برس کا نور ہمارا رسول ہے
خیر البشر ہے ذات گرامی حضور کی
انسانیت کو جان سے ہمارا رسول ہے
عالی نہیں ہے جس کا کوئی بھی جہان میں
تاروں ہے جس پر عرش وہ ہمارا رسول ہے
ہر مشکل حیات میں ان کو پکار لو
سب ہی مہربان ہمارا رسول ہے
کوئی نظیرِ دھوڑ کے لانا آج تک
بے مثل ہے مثال ہمارا رسول ہے
سرِ احسان ان کا سایہ ہے ہر گزری
بے شکل سائیں جو ہمارا رسول ہے
ایتنی احسان ملی فریبی ڈنگ روڈ
نوناروی، گجرات

آدمی رات کو یہ دنیا والے جب خوابوں میں کھو جاتے
ہیں
ایسے میں محبت کے روٹی بادوں کے چراغ جلائے ہیں
کرتے ہیں محبت سب ہی مگر ہر دل کو صلہ کب ملتا ہے
آتی ہیں بہادری محبت میں ہر پھول مگر کب کھلتا ہے
میں رانجھا نہ تھا تو بہر نہ تھی ہم اپنا پیار بھانہ سکے
ہوں پیار کے خواب تو بہت دیکھے تعبیر مگر ہم پانہ سکے
میں نے تو بہت پایا لیکن تو دکھ نہ سکی وعدوں کا بھرم
اب وہ رو کے باؤ آتا ہے کیا جنو نے اس دل پہ ستم
پردہ جو اٹھا چہرے سے تو لوگ کہیں گے ہر جانی
مجبور ہوں میں دل کے ہاتھوں منظور نہیں نیری رسوائی
سوچا ہے اپنے ہونٹوں پر میں چپ کیا مگر گلوں کا
میں تیری سنگینی بادوں سے اب اس دل کو بیلانوں کا
عثمان چودہدھری اینڈ چودہدھری
عبدالغادر، آزاد کشمیر

مجھے تم اچھی لگتی ہو

غزل

بھلا لگتا ہے سب کو کچھ مجھے اچھی لگتی ہو
جو ہوتا ہو سو ہوتا ہو مجھے تم اچھی لگتی ہو
کبھی بھی اجاگے بنے مجھے اچھے نہیں لگتے
مگر تم سو ڈوبا جاؤ مجھے تم اچھی لگتی ہو
یہ مانا غیر ممکن ہے لیکن تیرا میری جاناں
مگر میں کہا کروں یوں مجھے تم اچھی لگتی ہو
نہیں ہے کہ بغین تم کو میری باتو کا میری جاناں
میرے احباب سے پوچھو مجھے تم اچھی لگتی ہو
اگر پھر بھی بغین نہ آئے میری صداؤں کا
میرا دل چیر کر دیکھو مجھے تم اچھی لگتی ہو
میرے خدا! جو دنیاؤں میں تمہاری یاد آئیں ہیں

دک کر دل پریشان ہے محبت دیکھ لی ہم نے
امیدیں بن گئیں آنسو بہ چاہت دیکھ لی ہم نے
لگی ہیں ٹھوکریں ایسی کہ اب جہنا بھی مشکل ہے
کسی سے کیا کریں شکوہ یہ قسمت دیکھ لی ہم نے
کبھی بھولے سے دل دلو کسی سے پیار نہ کرنا
بیان اپنے پرانے ہیں حقیقت دیکھ لی ہم نے
ستائے آسمان تو بھی ستائے غم کے بادوں کو
مصیبت اور کہا ہوگی مصیبت دیکھ لی ہم نے
چمکز کر کہے جئے ہیں کبھی نہ پوچھا تم نے صفا
محبت گر کہیں ہے تو محبت دیکھ لی ہم نے
عثمان چودہدھری اینڈ چودہدھری

ہم یار ہیں تمہارے بیچتے ہیں چھوہارے
ہم سے لیا کرو ہم سے لیا کرو
جاں میں نے بیوپار کیا ہے
ہاں میں نے کادبار کیا ہے
ہم یار ہیں تمہارے بیچتے ہیں چھوہارے
ہم سے لیا کرو ہم سے لیا کرو
سائیکل کو گرا کے لوری کو جھکایا
سیکھا ہے کہاں سے یوں دریا لگا
آتا ہے تھہیں تو یوں چھوہارے چٹا
جاؤ گی ہنر گی چھوڑ یوں ستا
ہم یار ہیں تمہارے بیچتے ہیں چھوہارے
ہم سے لیا کرو ہم سے لیا کرو
محمد شریف، پیر جگی موڑ TDA

غزل

کچھ ایسی ابتدا ہے میری محبت میں کیا بتاؤں
کہ آج تک تڑپ رہا ہوں محبت میں کیا بتاؤں
وہ ستم گر ہی کچھ ایسا ملا مجھے محبت میں
کہ دل کے ٹکڑے ہوئے تھے میری محبت میں
کچھ ایسی داستان غم تھی میں کیا بتاؤں
کہ اتنے طے تھے دُخم مجھ کو اس کی محبت میں
بکھرا تھا جو رہزہ رہزہ ہو کر کچھ اس طرح
کہ آج تک ترس رہا ہوں بوند بوند کو محبت میں
میں اتنا جو ہولان تھا اس کی محبت میں
لی اتنی سزا مجھ کو اس کی محبت میں
کہ نہ جی سکا نہ ہی مر سکا اس کی محبت میں
ساعر شہزاد

غزل

کیا دل کو روک لگے پھرتا ہے دکنی ساغر

میری زرد آنکھوں کو خواب دے مری سادی سوچوں کو تاب
مجھے نفرتوں کا جواز دے سبھی انھیں میرے نام کر
شیخ محمد شاہد، شیخوپورہ

غزل

زندگی اسے زندگی دیکھ میری بے بسی
میرے ہر سوال کا تو جواب دے
یا تو مجھے زہر دے یا شراب دے
اے آپ سے تھا کر دیا نصیب نے
مجھ کو اپنوں سے جدا کر دیا نصیب نے
ہر دعا کو بددعا کر دیا نصیب نے
میری خوشیاں کیا ہوئیں کچھ حساب دے
یا تو مجھے زہر دے یا شراب دے
مرزا عمران، شیخوپورہ

غزل

حالات نیکو کے کردت بدل رہے ہیں
ہماری بہک رہے ہیں سے کش سنبھل رہے ہیں
کم شو سے مناؤ جشن بہار یاد! اس روشنی تلے
کچھ گھر بھی جل رہے ہیں
اے ہم سفر یہ شاید تم کو خبر نہیں ہے
کچھ حادثے بھی میرے ہمراہ چل رہے ہیں
کتے غلوں کو ہم نے فہس کر چھپا لیا ہے
کچھ غم امیر لیکن انگلوں میں دھل رہے ہیں
ساتی بہک رہے ہیں سے کش سنبھل رہے ہیں
حالات نیکو کے کردت بدل رہے ہیں
عمر فاروق، پستہ دادخان

مزاحیہ غزل

غزل

اگر اے دل زدگان آسمان بنانا ہے
ہنس اڑا کے دھواں آسمان بنانا ہے
لال حسرتِ قمبر کہا بنا نہیں تجھے
مکان بنانا بیاں آسمان بنانا ہے
زمین بنانی ہے ہم نے برائے دردِ ریاں
برائے گمشدگان آسمان بنانا ہے
ابھی سے کرنے لگے ہیں مکان کی باتیں
ابھی تو ہمسفر آسمان بنانا ہے
پروفیسر رمضان جانی، پنڈ دادنخان

غزل

تلی جو ایک مجھ کو ملی تھی کتاب میں
وہ اپنا عکس چھوڑ گئی میرے خواب میں
اب تک وہ میرے ذہن میں الجھا سوال ہے
شال رہا جو ہر گھڑی میرے نصاب میں
آنکھوں میں بند ہے نہ کوئی خواب دور تک
رہنا ہوں میں بھی آج کل کیسے عذاب میں
مٹا خفا گردشوں سے گلے لگ کے چاند بھی
آئے سمٹ کے قاصد کئے سہراب میں
آخر میری دقا کا مجھے کہا ملا خیر
لکھا نہ ایک حرف بھی اس نے جواب میں
ذکاء اللہ فوریسی، کندیان

شام کے بعد

آنکھ بن جاتی ہے سداں کی مٹا شام کے بعد
لوٹ جاتا ہے اگر کوئی خفا شام کے بعد
وہ جو ٹل جاتی رہی سر سے بلا شام کے بعد

آنکھوں میں کچھ خواب سجائے پھرتا ہے دہلی سانفر
آشناؤں کے دیپ جلائے پھرتا ہے دہلی سانفر
تیرے غم کا بوجھ اٹھائے پھرتا ہے دہلی سانفر
ہر موسم سداں بھادوں گرمی ہو کہ سردی ہو
آنکھوں میں برسات برساتے پھرتا ہے دہلی سانفر
اک دن تو آن ملیں گے رنڈھ کے جانے والے
کبھی کیسی آس لگائے پھرتا ہے پھرتا ہے دہلی سانفر
شائد ہم کو باد تو کرتا ہوگا بھولنے والے
یونکا اپنا دل بھلائے پھرتا ہے دہلی سانفر
شیشے کی دکان سجائے دالوا نم بھی عطا رہنا
ہاتھوں میں سنگ اٹھائے پھرتا ہے دہلی سانفر
داسن چاک گر ہاں چاک منی نٹکے پالوں میں
ایسا اپنا حال بنائے پھرتا ہے دہلی سانفر
ساغر جس دکھی، چک حسن اراٹین

غزل

آنکھوں میں بنا لوں تجھے خواب کی طرح
دیکھوں گا ہر گھڑی تجھے کتاب کی طرح
آنکھوں میں سا کر تیری دقا کی کشش
میکانا میری سانسوں کو پھر گلاب کی طرح
دیکھوں تیری آنکھوں میں تو ہو جاتا ہوں مدھوش
چڑھ جاتا ہے مجھے نشہ شراب کی طرح
بھوتا نیوا رشاد گر ہوتا نیوا انجیل
جب چہرے پہ چڑھائی ہے مجھے نقاب کی طرح
نیرے چہرے سے نظر فنی نہیں اک پل بھی
چھتا ہوں تیرے حسن میں گرداب کی طرح
اے کش میں ہوتا رہا نیرے آنکھ کا
چکاتا تیرے آنکھ کو مناب کی طرح
ساغر جس دکھی، چک حسن اراٹین

اس نے پوچھا کب سے نہیں سوتے تم میں ب سے جاگتی ہوں راتوں کا حساب لے پھرتا ہوں اس کی خواہش تھی کہ میری آنکھوں میں پانی دیکھے میں اس وقت سے آنسوؤں کا سیلاب لے پھرتا ہوں آنسوؤں سے کہ پھر بھی رو میری نہ ہوئی میں جس کی آرزو کی کتاب لے پھرتا ہوں جس کو لے کر آرزو بھی بہت دور سے لی تو کچھ یوں کہ ہم نظر اٹھا کر ڈپ مئے رو نظر جھکا کر چلی گئی ☆ آفاق احمد کنڈی - زیرِ راجا میل خان

لٹ گیا

میری بار دل سے بھلا تو رہا ہوں ابھرتا ہے صبحیں بھلاتے بھلاتے میں دھبی جگر تجھے کیسے رکھاؤں رکھانے کے قابل ہو تو رکھاؤں مجھے یہ بھی ذرا ہے میرا ذمہ بازگ کہیں بڑھ نہ جائے رکھاتے رکھاتے فیروں کی دنیا سے تجھ کو بھابا اب سمجھ آجائے خوراک گیا ہوں اسے فیروزے تجھے بچانے بجاتے ☆ عدنان خان - ذی آبی خان

غزل

بہنی رت کا اشارہ دیکھنے میں اب کیسے گزرا ہو گا یہ دیکھتے ہیں محبت کی رسم بھی سنتی مجھ سے جانے والے پلٹ کے دوبارہ دیکھتے ہیں ڈرنے والے ڈرتے سے زرا پہلے اک امید پہ کنارہ دیکھنے میں کیا محبت ہمیں بھی داس آئے گی آرزو اپنا اپنا کنارہ دیکھتے ہیں ☆ جنید اقبال - انک

غزل

ہر کسی کا اب نہیں کرنے پہلے کرتے تھے اب نہیں کرنے ہر کسی کے خدا سے مانگا ہے

اسے کہتا ہوں ہم بھی نہیں ہیں سنا ہے اس نے رفا کا دعویٰ کیا ہے اسے کہتا ہے رفا ہم بھی نہیں ہیں ☆ جنید اقبال - انک

کچھ نہیں ملتا

کسی کی آنکھوں سے چنے چھا کر کچھ نہیں ملتا هزاروں سے چرخوں کو بچھا کر کچھ نہیں ملتا حسد سے کہو کہ چنگوں پر نہ تاتے خواب کے مہار مستند کے کنارے ٹھہرنا کر کچھ نہیں ملتا نہ جانے کون سے جذبے کی سیٹ یوں تسکین کرتا ہوں بظاہر تو شیرے خط جلا کر کچھ نہیں ملتا مجھے اکثر ستاروں سے تو آواز آتی ہے کسی کے جہر میں یوں خندیں تمہارا کچھ نہیں ملتا جگر ہو جائے گا چلتی آنکھیں خون سے روئیں گی کسی کا دل رکھانے سے کچھ نہیں ملتا قلیل بیاہوٹی - عدنان خان - ذی آبی خان

غزل

میں کسی اور کا ہوں انا بنا کر رہا در مجھے ہندی کے ہاتھ دکھا کر رہا مجھے اہام محبت نہیں معلوم تھا بزرگ یہ کہا اور مجھے بننے سے لگا کر رہا جو مجھے ضبط کی تحقیر کیا کرتا تھا رو زمانے کو میرا حال سنا کر رہا آنسو بن کر نہ نکل جاؤں کہیں اس زمر سے اپنے انگوں کو رو آنکھوں میں چھپا کر رہا رمل کا آخری لمحہ جرمیر تھا ہمیں اسی لمحے میں دو صدیوں کو سا کر رہا ☆ ایما امیر عامر ملک - حیدرآباد

آرزو

جانے کیوں گفت کا حساب لے پھرتا ہوں میں کہا ہوں اور کیا خواب لے پھرتا ہوں اس نے اک بار کیا تھا سال محبت میں ہر لمحہ رفا کا جواب لے پھرتا ہوں

اور کچھ بھی طلب نہیں کرتے
دھجے جانے کا غم اسی دھجے سے
آپ دے کرب نہیں کرتے
اسنے محتاطا جس زمانے سے
بات کہی ہے سبب نہیں کرتے
لفظ بھی ہم سے دھجے جاتے ہیں
ہم تیرا ذکر جب نہیں کرتے اجلا
☆ ایلا شہزادی

غزل

اسی طرح سے ہر اک دم فرشتہ دیکھے
دو آئے تو مجھے اب بھی ہر بھرا دیکھے
مزد مئے ہیں بہت دن رفاقت شب میں
اب عمر ہو گئی چہرہ دو چاند سا دیکھے
مرے سکو سے جس کو مجھ رہے کہا کیا
پڑتے وقت ان آنکھوں کا ہونا دیکھے
سیرے سا بھی کتنی دیک خوش نظر تھے
تجھ کو دیکھ چکا ہو دو ادویا دیکھے
تجھے عزیز تھا اور میں نے اس کو جیت لیا
ہیری طرف بھی تو اک ہل تیرا خدا دیکھے
☆ دانی خان۔ پٹاود

غزل

انکی جانب میں کیا حال سمجھوں
کھدو سمجھوں یا زندگی کا زوال سمجھوں
سمجھوں آنکھوں سے مگر کے اٹک
با اٹکوں کا بھیجا ہوا دو مال سمجھوں
اپنی ہے یہی کو بیان کر دوں
یا مجھو یوں کو میں امتحان سمجھوں
دکھوں کے اک اک دکھ سمجھوں
یا یادوں کا پورا سال سمجھوں
ہمارا دولت و آپ کے پاس ہے
کہو تو جان کو ہی اپنی نکال سمجھوں
☆ دلیر عمر تھو قتال

بے بسی

موسم بدل مجھے زمانے بدل مجھے
لکھوں میں دوست برسوں پرانے بدل مجھے
دن بھر دے جو میری محبت کی جھاڑ میں
دو لوگ دھوپ ڈھلتے ہی ٹھکانے بدل مجھے
کس جہی کے لفظ لفظ میں جاہت تھی یاد تھا
لو آج ان لبوں کے زمانے بدل مجھے
اک شخص کیا گیا میرا شہر چھوڑ کر
جینے کے سادے ڈھنگ بیانے بدل مجھے
☆ فرید علی خاں۔ بیت پور

غزل

تو شریک سخن نہیں تو کیا
ہم سخن نیری خاموشی بیابھی
یاد کے ہے نشان جزیرے سے
تیری آواز آنی ہے ابھی
شہر کی ہے چراغ لگیوں میں
زندگی تجھے ڈھونڈ رہی ہے ابھی
سو مجھے لوگ اس حویلی کے
اک کھڑکی مگر کھلی ہے ابھی
وقت ضرور اچھا آئے گا دوسرا
غم نہ کر زندگی پچی ہے ابھی
☆ داؤد آصف خان نیاوی۔ داس بھجراں

جنابی

غزلیں و نظمیں

کوئی رکت ہو کوئی موسم، مجھے تم ابھی لگتی ہو

ریاض علی راجپوت، کھوکھی قادر

پور روڈ

غزل

ٹوٹے ہوئے دل کو

ہم چڑویں گے

اے یاد آنے والے

تجھے یاد کرنا

ہم چھوڑ دیں گے

جب تیری وفا میں

ساتھ تھیں ہمارے

خوشیوں کے اُشیانے

بچتے تھے اس دل میں

جب تم نے روپ بدلا

دکھایا اصلی چہرہ

غم کے اندھیروں کا

بن گیا خوشیوں پہ سہرا

اب میں ہوں ہر گم کا

اور ہر گم ہے میرا

اب تم بن ہے جینا

اور تم بن ہے مرنا

سجاد علی اسد، جھل مگسی،

بلوچستان

غزل

جیون کالی رات ہے

تجا میری ذات ہے

اے زمانہ، رہنا سوش نگاہیں

ہر لمحہ برسات ہے

خالی کرد اور کھلوٹے

بچپن میرے ساتھ ہے

کیسی چاہت اور تنہا

انہوں کی سوغات ہے

میں پاگل دیوانہ مجنوں

تیری سند ذات ہے

تو مہتاب کے کرنوں جیسی

کیا میری اوقات ہے

تنبہالی سے ڈر لگتا ہے

شاہد میری مات ہے

تیرے خواب سجائے ہیں

یہ بھی کوئی بات ہے

اک دن راور جاگے

میں ہوں اور فٹ پاتھ ہے

مرزا عمران، شیخوپورہ

آنسو

شیشم اب تک سہا سا چپ چاپ کھڑا ہے

بیگا بیگا ہنسنے ہنسنے

بوندیں چاچا کر کے

مپ مپ کرتی فوفی ہیں تو سسکی کی آواز آتی ہے

بارش کے جانے کے بعد بھی

دیر تک پکار رہتا ہے

تم کو چھوڑے دیر ہوئی ہے

آنسو اب تک ٹوٹ رہے ہیں

سجاد حسین نومیں، پنڈت دادن خان

☆ ☆ ☆

مجھے بھول جانے کا شکریہ

میں راتوں رات کی سلیب پر در قدم اٹھانے کا شکریہ
پڑا پر فخر تھا یہ راستہ نیا لوٹ جانے کا شکریہ
جو وہاں ہیں میرے ہر میں جنہیں بوجھ گئی ہے زندگی
سر ہر دم انہیں رکھ کر نیا سکرانے کا شکریہ
نہری بارگش کس کہیں میں میرے شہر رفتہ میں دھل گئی
یہ کمال خدا نیری بار کا مجھے بار آنے کا شکریہ
جو زمانے بھر کا اصول غارہ اصول نو نے بھلا دیا
میری دم ٹھہرے کی مسخرے مجھے بھول جانے کا شکریہ
☆ فریڈی گلی - سبت پور

محبت اب نہیں ہوگی

میری حسرت کے جتانے کو اٹھانے والے
کتنے بے روز ہیں یہ لوگ زمانے واسطے
کوئی اپنا نہیں مطلب کی ہے رونا ساری
اب کہاں ملنے ہیں وہ بار بار آنے والے
میں رکا کو ہوں سدا نیند ہو سہارک تجھ کو
ہر کا روز مجھے دے کے جگانے والے
میں یہی سوچ کے ہر بار مٹاتا ہوں تجھے
لوٹ کے آنے نہیں رہنے کے جانے والے
ان کے سینوں میں کبھی جھانک کے ریکو نو میں
کتنے افسردہ ہیں اور ان کو نہانے والے
☆ فریڈی گلی - سبت پور

بڑی حسین رات تھی

چارم و آفتاب کم بڑی حسین رات تھی
شباب کا شباب کم بڑی حسین رات تھی
مجھے ملا دے تھے وہ کہ خود ہی شمع بجھ گئی
گلاس گم شراب کم بڑی حسین رات تھی
لوں سے بے جمل کے بوں سے بے جمل کے
سوال گم جواب گم بڑی حسین رات تھی
کھانا جس کتاب میں کہ عشق نو حرام ہے
فریہ وہ کتاب گم نصب گم بڑی حسین رات تھی
☆ فریڈی گلی - سبت پور

غزل

اپنے لئے شاہراہ حیات ہموار کرنے کا
اظہار کر کے بھی میں تجھے پیار کرنے کا
مجھے میرے پیار سے جاں عزیز نہ تھی کہیں
میں پناہ کر بھی تجھ پہ جان نثار کرنے کا
نو ہو بھی جانی شاید غنڈہ میری
میں میں ہی تجھ کو اپنا کرنے کا
انہوں پہ نہیں ہے کہ تو میرا ہو نہ سکا
رکھ یہ ہے کہ میں خود کو نیرا کرنے کا
نیرے صحن کا یہ وہب ہے دل میں طائر
میں آج تک کسی اور کو پیار کرنے کا
☆ ایم طاہر القادری سردانہ - حضرو

اک ماں نے بیٹے سے کہا

کتنے ارمانوں سے پالا تھا میں نے تجھ کو
پھر راجی سوگ ریا نو نے تجھ کو
بار کہ حالات دشمن کو نو زرا
نہ سوچ کر: خدا نو پاس ہائے بنا تجھ کو
آگئی ہیں کہیں نقیباں اب دل میں نیرے
کہا میرے جوشِ محبت میں فطرت کی بنیاد تجھ کو
نیرے واسطے میں نے کتنے صحن کئے تھے
اب ہو گیا ہے دشوار تجھ پہ سنبھالنا تجھ کو
اک بلیبل تھی جو کھٹکھٹا آغواں میں تھی
آؤ! کہا خبر تھی حالاتِ دہشت کی تجھ کو
ابجے گزرنے ہیں شب و روز بھر میں نیرے طاہر
کہ تھیں کی طرح زنی ہیں دریاں رانیں تجھ کو
☆ ایم طاہر القادری سردانہ - حضرو

غزل

مجھے اپنے ہاتھوں کی کٹیروں میں نہ بٹایا تو پھر کہنا
آ کے تجھے نیرے خوابوں میں نہ سٹایا تو پھر کہنا
نہری سوچوں میں گزر جانی ہے ساری رات
زندگی بھر راتوں کو نہ چٹکایا تو پھر کہنا
دھوئے بھر گئے تم پر جگہ ہم کہ
اپنے عشق میں تجھے پاگیا نہ بنا یا تو پھر کہنا

آپ کے خطوط

اسلام علیکم۔ جولائی کا خوفناک پانچ جولائی کو ملا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جس میں درود پاک کی برکات بیان کی تھی مگر میں سے محبت اور اس کی باؤ میں علی شان لاہور نے خوب لکھا ہے گڈ بھائی ندیم عباس میوانی جی گڈ بانی حقیقت تو آپ خود ہی جانتے ہیں کہ سنواری میں کمال کس کا ہے بھید بھائی خالد شاہان ہر بار نیورنگ سے قسط لاتے ہیں کہ پچھلی قسط کا تو قصہ ہے ختم ہوتا ہے اچھا قصہ ہے ہزاروں سال کا تھوڑی سی دلچسپی پیدا کرو خشک سنواری اچھی نہیں لگتی۔ کوٹ جناح ابنا س سعادت اشرف گڈ سنواری جی تو مختصر مد آپ کا نام کافی چھوٹا ہے مزید بھی نام بڑھا میں امید ہے کہ اگلی قسط مزے دار ہوگی آئی کم کم نشا اور انکل ریاض احمد کہاں غائب ہیں مایا کال محمد وارث آصف گڈ جی گڈ۔ مگر کیا تھک گئے ہو لکھتے لکھتے جو صفحات کم لکھے ہیں عاشق پھورو یا محمود ایسا لگتا ہے آپ کو بھی کسی بچھو سے محبت ہو گئی ہے ورنہ سوڈی بچھو کی اتنی تعریف کہاں پلیز نو مائنڈ صرف جو کہ تھا یہی مون کا شیف عبید کاوش۔ عجیب کھیل۔ فلک زاہد لاہور۔ قاتل دھاگہ ابرو ارشد۔ معصوم بی عمرانہ سرور۔ پری کی ربانی سمیر۔ قاتل عاشق صائمہ لیاقت۔ سرو عشق رواجیل سب نے خوب لکھا ہے سب کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ خوفناک کی محفل کو یوں ہی سچائے رکھے۔ ہماری طرف سے سب کو سلام۔

فرخندہ جنینی برہاد پور

اسلام علیکم اللہ تعالیٰ یوں ہی ہماری محفل کو ہمیشہ آباد رکھے میں فرسٹ ایئر کے انگریز ام کی وجہ سے قسط دار کہانیاں نہیں پڑھ پائی سب سے پہلے بات کرتے ہیں بھید کی بھائی محمد خالد شاہان نے اپنی انتہائی محنت سے ہمیں پہنچائی ہے کہ قسط کافی مزے دار تھی دوسری نے کچھ اور کیا تیسری چوٹی پانچویں زبردست تھیں مگر بھائی جان آپ ماشاء اللہ بہت اچھا لکھتے ہیں پلیز مائنڈ نہ کرنا آپ کی قسطوں میں کچھ غلطیوں سے کیوں کہ ابھی تک ہیر و صاحب نے کسی بھی ذہن کا مقابلہ نہیں کیا اور مقابلہ کس سے کرتے ہو پلیز کچھ تو خیال کرو ایک ہے نو بیک پر سنواری کو چلا میں ہر قسط الگ ہوتی ہے تلاش عشق انکل جان ہم آپ سے بہت ہی راض ہیں کیوں کہ آپ لکھتے لکھتے کہا غائب ہو جاتے ہو اب تک تو سات قسطیں ہو جاتی مگر آپ غائب ہو جاتے ہو سبھی قسطیں ویری گڈ اور تو شامل کو بھی اڑنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے پلیز پھر غائب نہ ہونا ورنہ پھر ہم غائب ہو جائیں گے سیاہ بھولہ۔ آئی ضم قسم نشا گڈ جی گڈ ایڈ ویری گڈ مگر آپ بھی بھی بھی بھائی خالد شاہان کی طرح کرنے لگ جاتی ہو۔ کمال کا سیاہ بھولہ ہے کیا آئی جان پر یاں بھی گالیاں دیتی ہیں فارا انگریز بیل۔ کہتے کہنے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ پھر لگتے ہے آپ کو بھی ہماری طرح پیچ و پھینچ کا شوق ہے لایا کال بھائی محمد وارث گزشتہ چار قسطوں کا خلاصہ بالکل سمجھ آ گیا تھا بانی پانچویں اور چھٹی قسطیں بہت ہی اچھی تھیں پڑھ کر مزہ آ گیا آخری قسط کا بے صبری سے انتظار سے قاتل دھاگہ ابرو ارشد گڈ جی گڈ نمبر شمارہ آئے پر مبارکباد قبول فرمائیں عاشق پھورو یا محمود یونہی تم خود تو نہیں کہیں گڈ سنواری تھی کوٹ جناح ابنا س سعادت اشرف نے خوب اپنے قلم کے ساتھ انصاف کیا گڈ جی اسی طرح لکھتے رہیں باقی ابھی نہیں پڑھیں امید

پہ سب ہی پسند آئیں گی خوفناک کے تمام مناف کو میری طرف سے سلام ہو اور اسلام۔

۔ مصباح کریم میوانی - چوکی۔

اسلام علیکم جولائی کا شمار ملا بہت ہی اہمیت ملا بیس جولائی کو ملا پہلے میں بوجہ رالا سے لیتا تھا کیوں کہ میں رہاں رہتا تھا اب چھٹیاں گزارنے سے چوکی اسنے گاؤں آیا ہوا ہوں اس وجہ سے کافی زبیل کیا ہے جولائی کے شمارے نے کیا پڑ کر رالو آپ بھی ایسے ہی زبیل ہوتے ہو جولائی کے شمارے میں میری سنوری شائع کر کے پڑھ کر یہ میں ان لوگوں کو خیر مبارک کہتا ہوں جنہوں نے مجھے سنوری شائع ہونے پر مبارک بار دینی اور سنوری پسند کیا میں بھائی خالد شایان - بھائی اسد شہزاد - محمد آفتاب میرے سویت سے درست دار شاہ تصور عباسی جنگ محمد کاشف قبولہ شریف ملک غلی - محمد سلمان - محمد لغمان پنڈی محمد طالب حسین میوانی - مصباح کریم میوانی - محمد نوید میوانی سویت آبی ناریہ - انبی عاصمہ مرتضیٰ زہیر کشمیر - شینا لاہور - رخندہ جنیں بہار لیڈر - شاز - چوکی - اقرا ایڈز راشدہ پورے والا لیاقت عباس چوکی ساجد اقبال چوکی - مصباح چوکی - فلک زبیل لاہور - وغیرہ اور سواری بساں بھائیوں میں جن کے میں نام نہیں لکھ سکا پلیز نوٹا منڈر - جولائی کے شمارے میں بھید بھائی خالد شایان - بھائی درون کاشف نے بہت اچھا لکھا ہے قاتل رحاکہ آبی رابو ارشد آپ کو میری طرف سے بہت بہت مبارک: دو بانی سنوری یاں ابھی پڑھی نہیں ہیں ارشد بھید کیا میری طرف سے تمام اور تار میں کو زارنی عید مبارک ہو و السلام علیکم۔

محمد مدیم عباس میوانی چوکی۔

جون کا ڈائجسٹ میں نے جیو ٹاگٹ کراچی سے خریہ انقریاد در سال کے عرصے کے بعد میں نے خوفناک خریہ اجڑی بھی کہ شمارہ انگل کے انتقال کے بعد چار ماہ خوفناک میں ملتا تھا گھوگی کے چکر لگا لگا کر تھک گیا تھا پھر میں نے لکھنا چھوڑ دیا تھا خیر آتے ہیں کہانیوں کی طرف اس میں اسلامی منہ بہتر تھا تلاش عشق اچھی سے راض صاحب اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں مگر اقرا بہن پتہ نہیں کہاں چلی گئی بید در سری کہانی سجاد حسین کی فرما پر دار جن ابھی گئی باقی تو بچیں جیسی کہانیاں تھیں اور میری رہا بھی آلی کشور کرین کا خط سے درندہ راض بھائی سے تو میں ناراض تھا صحبت خان افریدی کی غزل ابھی گئی بس سب سے گزارش ہے کہ اچھی کہانیاں لکھا کریں خوفناک زبیل ترقی کرے اقرا بہن ناراض ہیں تریلیز واپس آجائیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

بہادر عار بانی بلوچ گھوگی

اسلام علیکم شمارہ اور بھائی صدا خوش رہو آباد ہو آمین۔ بھائی جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ چند مہینے پہلے میں خوفناک میں لکھا کرتا تھا مگر ایک حادثے کی وجہ سے میں نے لکھنا چھوڑ دیا تھا اب میں پھر سے لکھنے آیا ہوں کہ پہلے کی طرح لکھ کر خوفناک کے قارئین تک معیاری کہانیاں پہنچاؤں ایک کہانی شرع کی ہوئی ہے پری جو بہت جلد خوفناک کی زینت بنے گی اور مجھے یقین ہے کہ خوفناک کے قارئین کو بہت پسند آئے گی شکریہ۔

لقمان حسن بی آری سی چوک بینظیر کالونی

اسلام علیکم امید ہے رمضان اچھا ہی گزارا ہوگا اور سب نے خوب عید کی خوشی کرانجوائے کیا ہوگا جولائی کا شمارہ تجوز ایٹ ملا سردرقی جازب نظر رہا اس بار تمام کہانیاں عمدہ تھیں بعض لوگوں کو شاید یہ لفظ عجیب سا لگے گا کہ میں ایک تنہید نگار رہا ہوں کہ ہرگز اسے کہیے یوز کر رہا ہوں تو اس کی ایک خاص وجہ ہے اور وہ یہ کہ اس بار میرا کسی سے لڑنے کا کوئی ارادہ نہیں لیکن اس شمارے میں کچھ کہانیاں ایسی تھیں جن پر تنقید کرنا میرا حق تھا جیسے کہ رابو ارشد کی قاتل رحاکہ جیسے بی کلاس سنوری لیکن پھر میں اسے ایک بار پھر غفل میں کچھ اور لے آیا ہوں میرا مقصد ان تمام

لوگوں سے صلح کرتا ہے جو لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوہدارت آصف کی پٹھید سے غلبہ اگر چھوڑ دیا ہے لیکن میں ان کو یہ بات ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے ان پر تنقید اس لیے کی تھی کہ ان کی سنوڑ پر میں مہارت اور درجہ کی پیدا ہو یہ بات بھی میں نے ان لوگوں سے کہی کہ میں جس سنوڑ پر بھی تنقید کرتا ہوں لوگ اس سنوڑ کو دوبارہ پڑھتے ہیں میں آج خوفناک کی ترقی کیلئے ہر حد سے گزرنے کو تیار ہوں آج میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ میں کسی بھی طرح ان رائز کو واپس لے آؤں جو کبھی خوفناک کا حصہ تھے میں سب سے پہلے اپنی پسندیدہ رائز کا نام لوں گا جن کی وجہ سے میں خوفناک پڑھتا تھا اور لکھتے بھی لگتا تھا جی ہاں میری پسندیدہ رائز کا نام ہے یا سمن سلیم قادری فرام کراچی جن کی کہانی سنگ تراش میں نے سب سے پہلے پڑھی اور وہ میری نبوت بن گئی وہ میری پسندیدہ رائز میں پہلے نمبر پر فائز ہیں میں نے ہمیشہ انہی کے انداز کو اپنی کیا میری ان سے بڑا دریاہیل ہے کہ وہ اپنے اس فن کی رائے اور درخواست پر عمل کرتے ہوئے خوفناک میں دوبارہ لکھیں ہمیں آپ کی تحریر کی سخت ضرورت ہے عمران رشید صاحب ہانا کہ آپ میں اور مجھ میں کافی تھنیاں رہیں لیکن اگر آپ میری وجہ سے چھوڑ گئے ہیں تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں پلیز دوبارہ لکھیں میں پوری سپورٹ دوں گا آپ کو اور میں اپنی کڑشت تمام غلطیوں پر صرف اس وجہ سے کہ آپ دوبارہ لکھیں معذرت بھی کرنے کو تیار ہوں میرے بہترین دوست احسان خان سحر فرام میاں والی میں آپ کو اپنا دوست ہونے کے ناچے حکم دے رہا ہوں کہ اگلے دو ماہ بعد آپ کی تحریر مجھے خوفناک میں پڑھنے کو ملنی چاہئے زائد اللہ فرام تجویزی و دراصل آپ بھی پلیز واپس آجا میں اور بیادوان جن جیسی سنوڑی لکھیں بلال احمد دل جیلے اور شبنم گل ہماری آنکھیں آپ کی تحریر دیکھنے کو ترس گئی ہیں سب لکھیں گے آپ یسین احمد میں آجکے ایلا غزل سلیم کرنے کو تیار ہوں پلیز جوان ان خوفناک مجھ باور دہی اور صائمہ نسیم میری آپ سے بھی گزارش ہے کہ آپ بھی ہماری محفل کو درشتی بخشیں عفیضہ اعلیٰ اور انیلہ شہزادی اگر آپ دونوں میری یہ تحریر پڑھیں تو پلیز ہماری یہ نگری آپ دونوں کے بغیر سوئی ہے آپ دونوں خوفناک کی اس نگری کو اپنی تحریروں سے روشن کریں صفدر محمود عباسی - اسد علی ظفر - رمضان قرہ - امیر عالم صاحب - آپ لوگ کہاں کم ہیں ہم آپ کو زیادہ کرتے ہیں میر محری صاحب لگتا ہے آپ افطاری کے چکر میں پڑ گئے ہیں خوفناک میں آجا میں آپ کی سرمنشی کی افطاری کرادیں گے قسم سے - رولہ کامران حیدر - عمران نواز گورچہ - محمد فاروق - انعام علی فرام جتو - اور ابیں امتیاز احمد صاحب لگتا ہے آپ لی اینڈ لی کالونی کے ابھی تک چکر کاٹ رہے ہیں ایک اور چکر رسالے میں بھی لگائیں نواز شہزاد ہوگی رائیں برادران ہم سے دوستی کے بھی وعدے کرتے ہو اور تحریر بھی لکھنا چھوڑ دیا یہ زیادتی ہے جلد واپس آئیں سجاد حسن جھوٹے والا آپ کہاں کم ہیں راجیں آجائیں لقمان حسن صاحب آپ کہیں دیوی کے چکر میں دیوتا تو نہیں بن گئے پلیز واپس آجا میں فریدی علی نبی صاحب آپ تو میرے اچھے دوست تھے چارہا بھی کم ہو جا رہے تھے یہ امید نہ تھی کہیں آپ بھی شاہ رخ تو نہیں بن گئے جو حراج سیکل مل رہا رہیں آجا میں اور ہاں ساتھ میں سران اللہ خلک کو بھی لینے آئیں اس کے بعد سب سے اہم نام جن کی ناک میں میں نے دم کر رکھا تھا جی ہاں دہلی خان فرام پشاور اور عبداللہ حسن چشتی میرے خیالوں میں جس ذرا نجست نے ہمیں اتنی شہرت دی ہے اسے آج ہماری ضرورت ہے ہمیں تمام اختلافات بھلا کر اس کی ترقی کے لیے مل جل کر کام کرنا ہو گا تو کیا آپ اس کام میں میرا ساتھ دیں گے اگر سرعام معذرت کرنے والی شرط ہے تو میں تیار ہوں شعیب شیرازی جو ہر آباد - بارہہ نسیم رائے حسین دلی - بہادر عابدانی سید عارف شاہ آپ لوگوں سے اکیلے سے کہ آپ واپس آجا میں دیکھتے ہیں میری گزارش کا کیا رد عمل ہوتا ہے خدا حافظ محمد دارت آصف دالہ ہجرال

برادر دوستیں بسواہ پر بھی اسے واجب
جو سوچتے ہیں میں ان کو جگہ کا نہ بھی
پردیسیر ڈاکٹر واجد گنگوہی۔ لیر کا لونی کراچی

اداس نظر

دراں خیال، قلب پریشان، بھر اداس
بھلی ہوئی ہے کہاں تک فضاے داس
غم کرد و دہشوں ہوں صحرائے وقت میں
منزل اس کی کوئی توقع نہ کوئی اس
اب ان کی آنکھ میں ہے پاس وفا کے
ایک ایک کر کے اٹھ گئے چہنہ سے حق نکاس
جب بات ہے ہمیں بھی لئے منزل مراد
نظام سر خوشی ہی سہی انتہائے داس
رہنے دے میرے غم کا بحر میری جہنم ز
بے سود مرض حال ہے بیکار گرد گئے
آجائے جن کو آب و ہوائے الم بھی داس
واجد غن کی نذر تو کیا داغی ہے آج
مفقود شعر گوئی دل کی نقشہ بھڑاس
پردیسیر ڈاکٹر واجد گنگوہی۔ لیر کا لونی کراچی

اپنوں کے ظلم

میرے دشمنوں نے جو بھی دار کے یار ہیں کر
اپنوں نے جو بھی ظلم کئے پیار ہیں کر
وہ بھی ہے وفا کلا زمانے کی طرح
میرے دوستوں نے جو دکھ دیے وادار ہیں کر
میری ہے بھی کا خزان اڑا ہر کسی نے
مجھے اپنوں نے جو زہر دیا اعتقاد ہیں کر
بے سود پھرتا ہوں میں باگوں کی طرح
مجھے کسی نے بھی نہ دل سے لگایا خدا سے ذکر
میرے دکھوں نے مجھ کو ماد ڈالا جانے بیکر
یہاں کوئی ملا مجھے ہے وفا میں کر
ایک سانس کی ذوقی ہے یہ بھی غوث چاشنی
عزیز کوئی بھی نا آئے گا تیرا پیار میں کر
میرزا احمد یحییٰ۔ نیل روزلاہور

میری جاہت

میری چاہوں کو میں بھلا نہ سکو
یہ درد دل تم میں ہوں سنا نہ سکو
کر دیں گے عشق میں ہم تیرا ایسا حال
کہ میری برادری کا جہنم تم سنا نہ سکو
ہوئے ہو خوش دیکھ کر میرا جو حال
کہ حال دل تم بھی سنا نہ سکو
کہ دامن کو تیرے ہم بکھڑیں ایسے
کہ چاہ کر بھی تم میں چھڑا نہ سکو
کہ جھین لی ہیں مجھ سے میری کیوں خوشیاں
کہ تم بھی اسے ظالم اب مسکرا نہ سکو
اگر نوٹ جائے بھی انتہائے سے دل بھر
کہ دل سے تم دل کو ملا نہ سکو
دوٹھ کیا اگر پونکی خود سے مزید
کہ عر بحر اسے بحر تم سنا نہ سکو
میرزا احمد یحییٰ۔ نیل روزلاہور

اس کا چہرہ

در چہرے بھی تو مجھ کو خالی دیتا ہے
پر چہرہ اس کا چہرہ دکھائی دیتا ہے
کسی بھی چیز کی دل میں طلب نہیں پائی
مجھے بھی روئی دیتا پسند ہے لیکن
تیرا خیال مجھے کب رہائی دیتا ہے
وہ ایک پل بھی مجھے جھوٹا نہیں انتہا
کبھی دکھائی کبھی در سنائی دیتا ہے
پہ دات کبھی ڈرائے گی مجھ کو حیر
تم فرات مجھے روشنائی دیتا ہے
نیردر یحییٰ۔ نیل روزلاہور

اجنبی شہر

اجنبی شہر کے اجنبی رستے ہیں یہ
میری تنہائی پر مسکراتے رہے وہ
میں بہت دور تک میں ہی رہتا رہا
تم بہت دور تک باو آئے رہے
دل لگی دل کی گھی میں کے سار دیتی ہے
نزدک دشمن کو بھی نہ پار بہ لگا دل کا
وہ بھی اپنے نہ میرے دل بھی کیا ہاتھوں سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1